عبدالغفور قمر

فہرست دیکھنے کے لیے یہاں کلک کریں

انتخابِ نعت

— حصّہ اوّل —

مؤلف

عبدالغفور قمر

— ملنے کا پتہ —

EE-19۔ فیز ۴ ۔ ایل سی سی ایچ ایس، لاہور کینٹ

فون: ۵۷۲۳۵۲۲

کتاب	انتخابِ نعت
پیشکش	عبدالغفور قمر
تعداد	ایک ہزار
کمپوزنگ	افضال حیدر (ہیلپنگ ہینڈز)
ترتیب و تدوین	برین ٹیک میڈیا سروسز
	پی او باکس ۱۴۲۵۔ اسلام آباد
سرورق / تزئین	نوشاد عالم
تاریخ اشاعت	جون ۱۹۹۶ء (بار اول)
مطبع	طاہر پرنٹنگ پریس اسلام آباد ۴۲۳۶۵۹
ہدیہ	دو سو روپے

انتساب

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ انتخابِ نعت،
آپ کی ذاتِ بابرکات سے انتساب کرتا ہوں اگرچہ
خوب جانتا ہوں کہ اِس کی مثال روایتی بڑھیا کی
اُس سُوت کی اَٹی کی سی ہے جو اس کے،عوض یوسفؑ
کو خریدنے کی خواہش لے کر آئی تھی۔

یہ فہرست انٹریکٹو ہے۔آپ کسی بھی شاعر کے نام کلک کر سکتے ہیں۔

فہرست

اسلام

پیش لفظ

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نامِ توﷺ گفتن کمال بے ادبی است

انتخابِ نعت کی تکمیل پر کمالِ تشکر کے جذبات سے مغلوب ہوں سمجھ نہیں پا رہا کہ داستانِ شوق کا آغاز کیسے کروں۔ نعت کے ساتھ کب اور کیسے منسلک ہوا اس کا تعین ممکن نہیں۔ ابتدائی تعلیم کے ابتدائی مراحل ہی میں اماں مرحومہ کے لب سے یہ الفاظ بہ تکرار سن کر سرشار ہو جایا کرتا تھا۔

میرے مولا بلا لو مدینے مجھے
غمِ ہجر دے گا نہ جینے مجھے

کیوں سرشار ہو جاتا تھا اور کیوں بار بار ان الفاظ کو خوش آوازی سے دہرایا کرتا تھا اس کے پیچھے کوئی شعوری وجہ نہیں تھی بس مجھے پسند آتے تھے میں نے انہیں اپنا لیا تھا' میں نے شوق کے ساتھ ان پر قبضہ کر لیا تھا' یہ جانے بغیر کہ مولا کون ہستی ہے' مدینہ کہاں ہے اور مجھے وہاں جانے کا کیوں اشتیاق ہے غمِ ہجر کیا ہوتا ہے اور اس کے صدمے کیسے ہوتے ہیں۔

اب سوچتا ہوں تو اس جذبے کے اندر شوق کے اس سمندر کو پنہاں دیکھتا ہوں جس نے ماہ و سال کے ساتھ ساتھ میرے وجود کو اپنے اندر سمیٹ لیا تھا میں تمام و کمال مولاﷺ کا غلام ہوں مولاﷺ میرے ہیں مجھے اس نسبت پر ناز ہے میرے ساری محبتیں مولاﷺ کے لئے ہیں ساری چاہتیں مدینہ کے لئے ہیں میرے رگ و ریشے سے پیہم یہ صدائیں آتی ہیں میرے مولاﷺ بلا لو مدینے مجھے۔ غم ہجر دے گا نہ جینے مجھے۔ میں گہرائی میں جاتا ہوں تو یہ حقیقت قلب و دماغ پر منکشف ہوتی ہے کہ کمسنی اور بے سمجھی کے دور میں مولا ﷺ اور مدینہ کے لئے رجحان کا عطا ہونا اللہ رحیم و کریم کی خاص عنایت کے سوا کچھ نہ تھا۔

جوں جوں حصولِ علم کی منازل طے ہوتی گئیں بصارت اور بصیرت دونوں از خود سیرت سرورﷺ کونین سے آشنا ہوتی چلی گئیں پانچ سال کی عمر تھی کہ ۱۹۲۱ عیسوی میں پہلی بار گاؤں کے مدرسے میں داخلہ لیا مڈل اور میٹرک کے سال علامہ اقبال کے ساتھ تھے وہ ہندوستان کے محکوم و مجبور مسلمانوں کے لئے امید کا پیغام بن چکے

تھے ادھر مجھے علم ادب اور دین سے دلی لگاؤ تھا علامہ مرحوم کا جتنا کلام چھپتا گیا اسے پڑھتا گیا گورنمنٹ کالج لاہور کے پہلے سال سے ایم۔ اے تک کے سالوں میں یہ شوق نہ صرف قائم رہا بلکہ اس میں فراوانیاں ہوئیں اس دور کی سبھی علمی، اسلامی، اور تحقیقی کاوشیں مطالعہ میں شامل رہیں۔ محمد علی، شوکت علی، ابوالکلام، جسٹس امیر علی، قائدینِ تحاریک اسلامی، حفیظ ہوشیارپوری، مصطفیٰ کمال، غرضیکہ شوکتِ اسلام کے لئے ذہنی اور عملی کام کرنے والے جتنے تاریخی یا معاصر زعما تھے وہ سب اس حقیر کے نزدیک کسی نہ کسی درجہ میں قابلِ تقلید تھے۔ اسی طرح تاریخ اسلام اور اس کے فعال کردار اسے Inspire کرتے تھے۔

سردارِ دو عالم ﷺ کے لئے محبت بھی روز افزوں رہی۔ نعت ریڈیو پر آئے۔ ٹی وی پر آئے۔ کسی اخبار رسالے یا کتاب میں دیکھ پاؤں ساری توجہ اور دلچسپی ہمیشہ اسی کے لئے وقف ہو جاتی رہی۔ اور آنسو امڈ آتے رہے۔ کالج کے ابتدائی سالوں میں اپنے ایک ہم سبق اور عشقِ رسول ﷺ میں ہم مسلک دوست محمد ﷺ شفیع فیض (مرحوم) کی معیت میں علامہ اقبال کی قدم بوسی کا دوبار شرف نصیب ہوا زندگی میں علامہ مرحوم کی واحد شخصیت ہے جسے میں نے رسولؐ اللہ کا نام لیتے ہی اشکبار دیکھا۔ علامہ اقبال کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ حبیب ﷺ خدا کا نام لے دیا جائے اور وہاں آنسوؤں کی بارش شروع ہو جاتی تھی اور گریہ کی شدت علامہ کو دیر تک بے حال رکھتی تھی۔

علامہ اقبالؒ کے کلام اور آپ کی عملی محبت نے مجھے عشقِ رسول ﷺ میں حق الیقین کی منزل عطا کی۔ ۱۹۸۱ء میں پہلی بار حضور ﷺ نے بلاوہ بھیجا آتشِ شوق ایسی بھڑکی اور ایسی خوشگوار پذیرائی نصیب ہوئی کہ ہر سال، سالِ شوق، اور ہر سال، سالِ پذیرائی میں ڈھل گیا۔

فرائضِ زندگی سے فراغت ہوئی تو بیشتر وقت سامانِ اُخروی کی فراہمی کے لئے صرف ہونے لگا کتب بینی کا وافر شوق تو تھا ہی اب آہستہ آہستہ اس میدان میں نعت بینی اپنی منزل بنتی چلی گئی اور چونکہ بزعمِ خویش نعت شناس ہونے کا مدعی تھا۔ دل کے اندر ایک خواہش کلبلانے لگی کہ کیوں نہ نعت کے ذخائر سے اپنے من پسند موتی جمع کئے جائیں اور ایک انتخاب تیار کیا جائے جو آنے والے دور میں اچھی نعت کے متلاشی اپنے جیسے صحرا نورد مجنوؤں کے کام آئے۔ اگر ایک بھی دل اس انتخاب سے چوٹ کھا گیا تو اپنی آخرت سنور جائے گی۔ ایک دہائی پہلے کی بات ہے کہ وہ مرحلہ بھی آن پہنچا جب یہ انتخابِ نعت صفحۂ قرطاس کی زینت بننے لگا اپنی ذاتی لائبریری کو کھنگال ڈالا اور جہاں جو نعتیہ شعر دل میں اترا نقل کر لیا کتب فروشوں سے نعت پر جو کتاب ملی حاصل کر لی رسائل واخبارات

نے تبصرہ کتب میں کسی نعتیہ تصنیف کا ذکر کیا تو اسے منگالیا رسائل کے نعتیہ نمبروں تک رسائی حاصل کی چونکہ تالیف و تصنیف سے کبھی واسطہ نہیں پڑا تھا اس لئے انتخابِ نعت کے مجموعہ بن جانے کی صورت میں اس کی طباعت کا دُور دُور تک کبھی گمان نہیں ہوا بس خوبصورت نعت کو لخت لخت جمع کرتا چلا گیا۔ کسی نعت سے ایک کسی سے دو یا اس سے زیادہ اشعار انتخاب کئے کبھی ساری نعت ہی نقل کرلی جہاں شاعر کا نام مل گیا درج کر دیا جہاں نہ ملا یا اشتباہ ہوا وہاں چھوڑ دیا۔ جس نعت گو کا کلام سامنے آیا لکھتا چلا گیا۔ کسی ایک نعت گو کے سارے کلام کا انتخاب ایک ہی بار رقم نہ کرسکا کیونکہ ایسا کرنا ممکن نہ تھا نعت کا مطالعہ جاری رہا اور اس میں سے اپنے پسندیدہ موتی سمیٹتا رہا۔ جہاں ممکن ہوا نعت اور نعت گو دونوں کے بارے میں اپنے تاثرات بھی درج کرتا چلا گیا

نعت کی پسند کے بارے میں احقر نے قدرت سے ایک مزاج پایا ہے جس سے انحراف ممکن نہیں نعت کو پسند کرنے کا پیمانہ یہی مزاج ہے وہ دیکھتا ہے کہ کہنے والے کا تعلق حضور ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ کس نوعیت کا ہے مدینہ سے دوری ' مدینہ پہنچنے کی آرزو' ہجر کی شدت روضہ مبارک کے سامنے حاضری حرم نبوی ﷺ میں موجودگی کی کیفیات واحساسات اور ہروہ انداز تکلم جس سے شاعر کی قلبی محبت کی روشنیاں پھوٹتی ہوں یہ اور اسی قبیل کے لئے شاختہ اظہار عقیدت و تعلق مولف کے لئے دلکش سامان راحت مہیا کرتے ہیں۔ حضور سرور ﷺ کونین سے براہ راست خطاب کرنے والے اشعار اگر معیاری بھی ہوں تو ان سے بڑی دولت کا تصور ممکن نہیں۔

اپنا تو یہ حال ہے کہ جہاں حضور پاک ﷺ سے تخاطب سے بے ساختگی اور سوز دل سے ادا کیا گیا کوئی پاکیزہ شعر پڑھا دل تڑپ اٹھا اور آنکھیں آنسوؤں میں نہا گئیں قلب وذہن سرشار ہو گئے اور انہیں سکون واطمینان مل گیا ایسا شعر دنیا کی ہر متاع سے زیادہ عزیز اور گراں جانا اور انتخاب کا حصہ بنالیا حق یہ ہے کہ احقر کی دنیا ہی نعت ہے نعت ہی اس کی خوشی ہے نعت ہی اس کی ٹھنڈک ہے۔ یہی اس کی دولت ہے اور پروردگار سے اس کی دعا رہتی ہے کہ تاحیات نعت سننا' نعت پڑھنا اور نعت کا انتخاب کرتے رہنا اس کا مقدر رہے۔

میرے بیٹے توقیر قمر کو اللہ رب العزت نے صدق وامانت اور پاکیزگی نفس سے نواز رکھا ہے اس نے از خود احقر کے مجموعہ انتخابِ نعت کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا ہے اور بصد شوق واحترام درمیانی مراحل کو عبور کرنے میں کامرانی حاصل کی ہے۔ یہ دیباچہ اس کی خواہش پر تحریر کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ جاریہ کے لئے کاوش پر اس سے راضی ہو جائے آمین۔

اس مرحلہ پر ان سب احباب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے فراہمی نعت کے سلسلے میں وقتاً" فوقتاً" میری معاونت فرمائی ان کی ہمت افزائی اور قدردانی سے میرے شوق کو مہمیز ملی۔ انتخاب نعت کی طباعت ہر گز ممکن نہ ہوتی اگر ایک عاشقِ رسول ﷺ ' نتائج و عواقب اور اسباب کی عدم موجودگی سے اوپر اٹھ کر اس کا عزم نہ فرماتے ان عزت ماب محمد ممتاز اقبال ملک نے اپنے رفقا جناب جمال حیدر صدیقی اور جناب نوشاد عالم صاحبان کی رفاقت میں انتخابِ نعت 'کو دن کی روشنی دکھائی۔ اور اپنے لئے دنیا و آخرت کی جملہ سعادتیں سمیٹ لیں۔ اور حضور علیہ اسلام کی توجہ والتفات کے مستحق گردانے گئے۔ میں ان سب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ خدا تعالی اپنے حبیب ﷺ پاک کے صدقے میں ان کی دنیا و دین آراستہ فرمائے۔ آمین۔

اپنے آقا و مولا ﷺ سرور ﷺ دو جہاں سردار ﷺ کائنات محبوب ﷺ رب ذوالجلال کے حضور انتخابِ نعت کا نذرانہ پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ خداوند عظیم و برتر کے بعد وہی میرے سب کچھ ہیں اور میں دنیا و آخرت میں ان ﷺ کے بغیر ایک لمحہ گذارنے کا بھی تصور نہیں کر سکتا۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

حضور اس ناچیز ناتواں کے ہاتھوں سے نعت کا یہ کبھی نہ مرجھانے والا گلدستہ قبول کیجئے۔

بگیر ایں ہمہ سرمایہ بہار از من
کہ گل بدستِ تو ﷺ از شاخسارِ تازہ تر ماند

۱۳ جنوری ۱۹۹۶ —— عبدالغفور قمر

تاثرات

جناب محمد ممتاز اقبال مدیر ہفت روزہ ہلال نے جریدہ مذکور کا نعت نبی المکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نمبر شائع کیا ہے یہ نمبر بڑے حجم کے ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ محمد ممتاز اقبال نے یہ نمبر نکال کر کتنا اجر کمایا ہے اس کا اصل شمار تو اللہ تعالیٰ کو ہو گا۔ مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ اگر مجھے اس حساب پر لگا دیا جائے۔ تو شاید بحرِاوقیانوس کے قطرے بھی کم پڑ جائیں اور میں ہنوز اپنے جذب وکیف سے باہر نہ نکل پاؤں۔ محمد ممتاز اقبال اس سے پہلے بھی ہلال کو متعدد نعت نمبر دے چکے ہیں اور ہر نمبر بے مثل سعادتوں کا امین ہے

مدیر موصوف حُبِ رسول ﷺ میں کس بلند مقام پر فائیز ہیں اور ان کا سوزِ قلب اور ذات آنجناب ﷺ کے ساتھ خلوص کس قدر گہرا ہے اس کا اندازہ لگانا میرے جیسے کوتاہ نظر اور کم ظرف کے لئے ممکن نہیں۔

اس نعت نمبر کا مطالعہ دل پذیر اور دلاویز تھا کہ تھکن کا احساس تو دور کی بات ہے دورانِ سفر کیف آور ساعتیں اور عطر بیز محویتیں میرے ساتھ رہیں۔ ایک رُوح پرور خوشبو تھی جو دورانِ انتخاب معطر کئے رہی۔ لذت وسرور کے جذبات نے بارہا ایک مستی کی دنیا میں پہنچا دیا۔ جہاں کبھی جھوم جھوم گیا تو کبھی برسات کی جھڑی لگا دی اقبال صاحب کے لئے صدہا دعائیں بے ساختگی میں دل کی سطح سے ابھر کر لبوں تک آئیں۔ ہلال کے سب نمبر متاثر کن ہیں محمد ممتاز اقبال دنیائے عشقِ نبی ﷺ کے شہسوار ہیں۔ خُدا تعالیٰ ان کا قلم اور ارادے میں استقامت اور برکت شامل فرمائے۔ اور وہ سینکڑوں سال جئیں اور نعت جمع کرتے جائیں آمین۔

شام وسحر۔ نعت نمبر

کچھ مہینے گذرے مجھے ماہنامہ "شام وسحر" پہلی بار دیکھنے کو ملا۔ پیشانی پر درج تھا "نعت نمبر جلد ۵" چونکہ مجھے نعت سے دلی لگاؤ ہے اور میں اپنی پسند کے نعتیہ اشعار کا مجموعہ علیحدہ کتاب میں درج کرتا رہتا ہوں۔ میرے اعزہ واحباب میرے اس شغل کو جانتے ہیں اور اس میں میری مدد کو اپنے لئے سعادت گردانتے ہیں۔ اسی سلسلے میں نیرا پوتا جواد قمر ایک روز میرے لئے متذکرہ ماہنامہ لایا۔ جو اسے کہیں سے اتفاقاً ہاتھ لگا تھا۔ میں نے اس رسالے کو سرسری لیا۔ لیکن ورق گردانی کے دوران بعض نعتیں اس قدر اعلیٰ پایہ کی تھیں کہ رسالے میں دلچسپی بڑھ گئی۔

ایک ایک حرف پڑھ ڈالا اور اپنی پسند کے متعدد اشعار اپنی کتاب میں نقل کر لئے۔ یہ ماہنامہ بڑے کام کی چیز نکلا۔

پھر خیال آیا کہ یہ تو نعت نمبر ۵ ہے۔ اس سے پہلے کے چار نعت نمبر منگائے جائیں۔ پبلشرز کو خط لکھا۔ طویل انتظار کے بعد بھی جواب ندارد۔ شک ہوا۔ کہ شاید رسالہ بند ہو چکا ہوگا ورنہ جواب ضرور آتا۔ اپنے بیٹے ڈاکٹر توحید قمر سے خواہش ظاہر کی کہ کسی طرح ماہنامہ "شام و سحر" کے چار نعت نمبروں کی فراہمی کا اہتمام ہونا چاہیے۔ وہ بھی عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے۔ اس نے تگ و دو شروع کر دی۔ زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ اس کا رابطہ مسٹر خالد قریشی سے ہوا۔ خالد قریشی اعلیٰ اخلاق کے حامل انسان ہیں۔ اور روحانی اقدار کی دولت سے مالا مال ہیں۔ انہوں نے از خود یہ خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ اور اردو بازار میں شام و سحر کے دفتر کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوئے۔ پتہ چلا کہ رسالہ بند ہو چکا ہے لیکن اس کے بعض شمارے کسی صاحب کی تحویل میں پڑے ہیں۔ قریشی صاحب کی ہمت و کوشش قابل داد ہے انہوں نے بالآخر نعت نمبر ا سے لے کر نعت نمبر ۴ کے چاروں شمارے حاصل کے لئے اللہ تعالیٰ ڈاکٹر توحید قمر اور مسٹر خالد قریشی کو اجر عظیم دے۔

نعت نمبر کا بغور مطالعہ کیا اس میں سے جو نعت ساری کی ساری منتخب ہو گئی وہ میری اس کتاب میں مکمل شکل میں منتقل ہو گئی۔ جہاں کسی نعت کے چند اشعار میرے انتخاب میں آئے۔ وہاں انہیں اسی شکل میں درج کر لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ اسلام سے محبت، عشق اور تعلق کا طریقہ ہر شخص کا مختلف ہے۔ میری چشم تصور میں وہ مشاہدات و واردات زیادہ حسین ہیں جو مدینہ جانے کی حسرت میں ایک عاشق کے دل سے نکل کر نعت کی شکل اختیار کرتے ہیں یا راستے کی بے تابیاں اور مدینہ پہنچ جانے پر جو کیفیات اور سرمستیاں قلبِ زائر پر وارد ہوتی ہیں یا مواجہہ شریف میں درودِ پاک کے ساتھ ساتھ اشکوں کی نہر کی روانی یا اس دربار میں گدایانہ عرض داشتیں، اظہار عجز وندامت، کمال خودسپردگی وپاشکستگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیہ اسلام کی جانب سے شفقت وکرم فرمائی۔

ساتھ ہی ساتھ حضرت صدیقؓ اکبر، حضرت عمرؓ کی مٹی سے وفاکیشی کی خوشبو مجھے بے چین کر دیتی ہے۔ میں تڑپ جاتا ہوں اور میرے جسم کا بال بال آنسو بن جاتا ہے پھر ریاض الجنت ہے یہاں موجودگی کا نشہ ہی کچھ اور ہے عبادت میں تھکن تو دور کی بات ہے۔ بوڑھی ہڈیوں کو مزید عبادت اور زیادہ سے زیادہ نوافل کی توفیق عنایت کر دی جاتی ہے پھر منبر شریف ہے۔ جہاں طبیعت میں زلزلہ آجاتا ہے۔ تصور صدیوں پیچھے جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک کو یہاں موجود پاتا ہے اور سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ کو بہ حالتِ محویتِ کامل دیکھتا ہے۔ یہاں پھر طبیعت بل جاتی ہے۔ اللہ پاک سے فریادیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ ہمیں اس قابل کیوں نہ سمجھا گیا کہ اس جگہ پر ہم بھی ہوتے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک کو دیکھتے۔ یہ محرومی کیوں۔ اس موقع پر بہت تکلیف ہوتی ہے۔ آنکھوں سے

برسات کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ پھر روضۂ رسول ﷺ کے سائے مبارک میں ایک دیگر قسم کی محبت قلب وذہن میں گھومنے لگتی ہے۔ اصحابِ صُفہ کا چبوترہ ہے اور مسجدِ نبوی کے ایک ایک قدم پر طرح طرح کے خوبصورت احساسات میرے دماغ کو مسحور کرتے ہیں۔ اس ماحول میں موجودگی سے اپنی قسمت پر ناز آتا ہے۔ اپنے خوش بخت ہونے کا خیال بار بار اور لحہ لحہ مجھے مسرور' شادمان رکھتا ہے۔ اس خیال کے سائے جدائی کا اندیشہ ساتھ ساتھ چلتا ہے اور سائے کی طرح میری مسرتوں کا تعاقب کرتا ہے۔ نعت کے انتخاب میں میرے اپنے مشاہدات ' واردات اور کیفیات واحساسات نے ایک الگ معیار اپنا رکھا ہے اور میرے ضخیم مجموعۂ انتخاب میں آپ اس رنگ کو مسلسل موجود پائیں گے۔

اس انتخاب میں وہ کونسا معیار ہے جو میرے پیش نظر رہے گا۔ اس کے جواب میں فقط اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ وجدان کی سعادت اور سلیم الفطرتی میری رہنمائی کریں گی۔ میرا ہدف ایسی نعت ہے جو کم وبیش معروضی احساسات پر اٹھائی گئی ہو۔ میری اپنی عقیدت واردات اور میرے اپنے جذبات وکیفیات مجھے معیار مہیا کریں گے۔ اچھا نعتیہ شعر میرے دل کو مسخر کرلیتا ہے اور میرے خون کے ساتھ گردش کرنے لگتا ہے۔ میں وقتی طور پر مسحور ہو جاتا ہوں۔ فتح ہو جاتا ہے۔ اسے بار بار پڑھتا ہوں۔ گاتا ہوں میرا دل چاہتا ہے سوزِ دل والا کوئی شخص ابھی سامنے آجائے۔ تو اسے سناؤں ۔ خود بھی روؤں اور اسے بھی رلاؤں۔

کوئی التجا کرتا ہے کچھ مانگتا ہے۔ مسجدِ نبوی کی حاضری کی تمنا کرتا ہے یا حاضر ہو کر لطف اندوز اور شکرگزار ہو رہا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر اشکوں کی رفاقت میں دُعائیں اور مناجاتیں کر رہا ہوتا ہے ریاض الجنت میں موجودگی پر فخروانبساط اور منبر کے قدموں میں عبادت پر فخر کر رہا ہوتا ہے۔ غرضیکہ مدینہ منورہ میں ایک دردمند زائیر حرم نبوی کے اندر اور باہر اپنی روحانی بالیدگی کی راہ میں جو کچھ بھی کرتا' کہتا دیکھتا یا سنتا ہے۔ مجھے ایسے احوال سے بہت دلچسپی ہے۔ میں حضور ﷺ کی آرام گاہ اور اس کے نواح میں تڑپتے دل کی صدا سن کر بے تاب ہو جاتا ہوں میرا دل سیراب ہو جاتا ہے۔ اپنا دامن پھاڑ کر تڑپنے والے کا رفیق بن جاتا ہوں۔ اشکوں کے دریا بہا دیتا ہوں یہ سب کیوں ہے کیسے ہے۔ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ حضور ﷺ نے گزشتہ دس بارہ برس میں کسی برس بن بلائے نہیں رکھا۔ اور میرے جذبے ہیں کہ روز افزوں ہیں۔ روتا ہوں ' تڑپتا ہوں' بے قرار ہو جاتا ہوں۔ حضور کو مخاطب کر کے دربار میں اپنی محبت واردات اور وفاداری کے دریا بہا دیتا ہوں۔ حرم کا ایک ایک انچ ' مدینہ منورہ کی ایک ایک گلی سب جگہ جسماً" موجود لیکن ذہناً" حضور ﷺ انور کا دور دیکھتا ہوں۔ نعت کے انتخاب میں یہی میرا معیار ہے۔ یہی ترازو "ماہنامہ شام وسحر" نعت

نمبر کا انتخاب میں بھی میرے پیش نظر رہی۔

نعت کائنات

راجہ رشید محمود ممتاز نعت خوان ہیں۔ آپ نے انتہائی جانفشانی اور دلسوزی سے "ہر صنف سخن سے بہترین نعتوں کا انتخاب" بہ عنوان "نعت کائنات" جنگ پبلشرز لاہور' کی وساطت سے شائع فرمایا ہے۔ آغاز میں ایک طویل تاریخی و تحقیقی مضمون کے ذریعے نعت کے ماخذ تاریخ' ترویج پر سیر حاصل مواد مہیا کرنے کے علاوہ نعت کے ماضی اور حال کی بابت وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جس کی ایک نعت پرست ذہن کو پیاس ہو سکتی ہے۔ اس تفصیل کو پڑھنے کے بعد قاری کا قلب وذہن لبریز ہو جاتا ہے۔ مقدمہ کے بعد راجہ رشید محمود نے نعت کی سب اقسام درج کتاب کی ہیں۔ اس نعتیہ انتخاب میں مجھے جو کلام بے ساختہ پسند آیا درج کر رہا ہوں۔ اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ میں نے کسی شاعر کی ساری نعتیہ غزل یا نعتیہ نظم درج نہیں کی بلکہ اس کے چند یا بیشتر اشعار دے دیے ہیں۔ ایسا اختصار کی غرض سے بھی ضروری تھا۔ اپنا انتخاب درج کرنے سے پہلے یہ کہنا نہایت مناسب ہو گا کہ راجہ رشید محمود کا انتخاب مجھے بہ حیثیت مجموعی بہت پسند آیا۔ یہ قابل تعریف مجموعہ ہے۔ اور شعر مولف کے عشق رسول ﷺ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

راجہ رشید محمود مولف "نعت کائنات" علاوہ متعدد تصنیفات کے ایک موقر "ماہنامہ نعت" کے مدیر بھی ہیں۔ آپ کا ذوقِ نعت آپ کے اعلیٰ ادبی مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔ راجہ رشید محمود نے عمدہ نعت کہی ہے۔ دربارِ رسالت ﷺ سے آپ کا پُر خلوص تعلق قابلِ رشک اور قابلِ تقلید ہے۔ میں نے رشید محمود کی تالیف سے انتخاب کرتے وقت اپنے ذاتی رجحانات ۔ میلانات اور احساسات کو سامنے رکھا ہے میں خود جو کچھ سوچتا ہوں یا محسوس کرتا ہوں جس کیف وجذبے کی گرفت میں ہوتا ہوں میرا انتخاب انہی جذبات کا آئینہ دار اور ہم سفر ہوتا ہے۔ انتخابِ نعت کے سب ادوار اور مجموعوں میں میرا معیار یہی ہے۔ یعنی وہ تعلق جو مجھے رسالت ﷺ ماب سے ہے۔ مجھے جہاں جہاں بھی بے ساختہ اظہار کی شکل میں میری نظر سے گذرا۔ اس نے مجھے روک لیا۔ اور اپنی کتاب میں منتقل کرنے پر مجبور کیا۔ زندگی بھر مجھے کسی مصنف ' مولف ' پبلشر یا اس نوع کے اصحاب سے واسطہ نہیں پڑا۔ اس تالیف میں جو کچھ بھی ہے۔ میرا اپنا ہے۔ اگر پڑھنے والوں کو معمول سے ہٹ کر کچھ چیزیں نظر آئیں تو اس کی وجہ میری تنہا سوچ ہے یہ محض جذبۂ محبتِ رسول ﷺ ہے جس کے تحت انتہائے شوق میں برسوں سے نعت کا انتخاب لکھتا چلا جا رہا ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ محبت و عشقِ رسول ﷺ کی دنیا میں یہ بہترین انتخاب ہے۔ مجھے یہ انتخاب بے حد پسند آیا۔ میں نے اسے بار بار پڑھا۔ جھوم جھوم کر پڑھا۔ میرے قریب

والوں نے اسے دل کی آنکھوں سے پڑھا اور عش عش کر اُٹھے۔ تصنیفات و تالیفات کے جہان میں تنقیدی معیارات اسے کیسا پائیں گے مجھے کچھ اندازہ نہیں۔ مجھے تو صرف اتنا معلوم ہے کہ میرے جیسے پاگل پڑھیں گے تو اشکبار ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے مجھے دُعا بھی دیں۔ میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعلق کا معاملہ ہے اس بارے میں کون کہہ سکتا ہے کہ کس کی عقیدت و الفت کا معیار کیا ہے۔ اور حضور رب العزت میں کس کا جذبۂ خلوص واحترام زیادہ اجروثواب کا حقدار ہے۔

الرشید ۔ نعت نمبر

ماہنامہ الرشید' لاہور کا ضخیم نعت نمبر مشتمل بر دوجلد زیر مطالعہ ہے ارادہ ہے کہ اس نعت نمبر کی ہر دو جلد سے انتخاب کر کے اپنی کتاب کو مزین کروں اس نعت نمبر کو مطالعہ کرنے کی پہلے بھی دوبار سعادت مل چکی ہے چونکہ نعت پڑھتے وقت' ساتھ ساتھ اشعار والفاظ واشارات کی صحت کرتا جاتا تھا اس لئے دوبار پڑھنے کے بعد گویا دونوں جلدوں کی تاحد امکان ایک طرح سے پروف ریڈنگ ہو گئی۔ مدیر جریدہ نے خواہش کی کہ تصحیح شدہ کتب ان کے حوالے کر دی جائیں۔ تاکہ دوسرا ایڈیشن شائع کرتے وقت ان سے استفادہ کیا جائے۔ لہٰذا انہوں نے وہ صحت شدہ کتب رکھ لیں اور مجھے نئی دو جلدیں فراہم فرما دیں۔ جو ان دنوں پڑھ رہا ہوں۔ اور حسب عادت انتخاب اپنی کتاب میں درج کرتا جا رہا ہوں۔

اوج ۔ نعت نمبر

گورنمنٹ کالج شاہدرہ کا علمی وادبی مجلّہ اوج' مستحق صد تبریک ہے۔ جس نے زائد از چودہ صد صفحات پر محیط نعت نمبر شائع کیا ہے۔ یہ دیدہ زیب اور نظر نواز نعت نمبر دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اور اگرچہ اس کے مندرجات میں ایک خوبصورت اور خوش رنگ تنوع ہے جس کی تفصیل پروفیسر میاں مقبول احمد پرنسپل اور ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی مدیر اعلیٰ اوج کے اداریات میں شامل ہے۔ تاہم نعت کے حوالے سے مجموعی طور پر یہ ایک غیر معمولی کوشش ہے۔ جس کے لئے یقیناً" مولف ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی اور سرپرست جناب پروفیسر مقبول احمد ودیگر معزز رفقا ثوابِ دارین کے حقدار قرار پائیں گے۔ عمدہ کاغذ اور ظاہری سج دھج سے مزین یہ نعت نمبر نعت نگاری کی دنیا کا شاہکار کارنامہ ہے۔ نعت گو' نعت خوان' نعت پسند اور نعت پرست حلقے اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ اور نعت پر آج تک جو کام ہوا ہے اس اس کام میں ایک اعلیٰ مقام حاصل رہے گا۔ میں نے اس عظیم کاوش کو حرفاً" حرفاً" پڑھا ہے۔ اپنے تاثرات اور پسندیدگی کو الفاظ میں سمیٹنا سعی لاحاصل سمجھتا ہوں۔ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی کا اداریہ پڑھنے کے بعد قاری کوئی تشنگی محسوس نہیں کرے گا۔

——— عبدالغفور قمر

باعثِ سعادت

یہ آج سے چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ مسلح افواج کے ہفت روزہ جریدے ہلال کے مدیر جناب ممتاز اقبال ملک نے ایک ملاقات میں ایک بزرگ کا ذکر کیا جو گزشتہ کئی برس سے نعتیں جمع کر رہے ہیں۔ کسی اخبار، رسالے یا کتاب کے مطالعے کے دوران یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن سنتے اور دیکھتے ہوئے انہیں جو نعت یا نعتیہ اشعار متاثر کرتے ہیں وہ اسے نوٹ کر لیتے ہیں اور یہ سلسلہ برس ہا برس سے جاری ہے۔ ممتاز ملک صاحب سے یہ سن کر دل میں ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا ابھی میں حرفِ تمنا زبان پر لانا ہی چاہتا تھا کہ ملک صاحب نے بتایا کہ ان بزرگ کی یہ خواہش ہے کہ اب تک جمع کی جانے والی نعتوں کا ایک انتخاب شائع کیا جائے اور ترتیب و تدوین کے لئے اس خاکسار کو منتخب کیا گیا ہے۔ میرے لئے یقیناً یہ خبر انتہائی خوشی کا باعث تھی اور میں نے فوراً اس کی ہامی بھر لی۔

جناب ممتاز اقبال ملک سے میرا تعلق ۱۹۸۰ء میں اس وقت قائم ہوا جب میں ہفت روزہ ہلال کی مجلس ادارت میں شامل ہوا اور ملک صاحب پرچے کے مدیر تھے۔ تقریباً چار سال میں یہ سرکاری تعلق تعلقِ خاطر میں تبدیل ہو گیا۔ ۱۹۸۴ء میں ریڈیو پاکستان سے منسلک ہونے کے باوجود رابطوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آج ۱۵ سال بعد بھی یہ محبت قائم ہے۔ اور یہ اسی محبت اور تعلق کا نتیجہ ہے کہ ملک صاحب نے ایک نیک کام میں مجھے شرکت کا موقع دیا۔ انہوں نے مجھے اس کا اہل سمجھا یہ محض ان کی محبت ہے ورنہ گزشتہ دو عشرے سے ادب و صحافت سے ایک مسلسل تعلق کے باوجود میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ نعت جیسے اہم اور نازک موضوع پر اتنے بڑے کام کی ذمہ داری لیتا لیکن کچھ اس کام کی سعادت اور دوسرے محترم ممتاز اقبال ملک صاحب کے اصرار پر میں نے کام شروع کیا۔

ہزاروں کی تعداد میں نعتوں اور نعتیہ اشعار میں سے ایک کتاب کے لئے انتخاب کرنا انتہائی مشکل مرحلہ تھا اس میں سب سے دشوار بات یہ تھی کہ فاضل مولف عبدالغفور قمر صاحب کے انتخابِ نعت کا معیار صرف اور صرف وہ جذبہ اور کیفیت تھا جس میں وہ شعر تحریر کئے گئے یا مولف نے اس سے جو اثر لیا یہ معیار یقیناً درست اور معتبر ہے۔ لیکن کتابی صورت میں ترتیب و تدوین کے لئے شعر کے فنی پہلوؤں سمیت متعدد دوسری باتوں کا بھی خیال رکھنا ضروری تھا۔ بعض جگہ صرف ایک شعر نقل کیا گیا تھا۔ کہیں شاعر کا نام موجود تھا اور کہیں نہیں۔ ایک نعت کئی جگہ بھی موجود تھی اور ایک ہی شاعر کی نعتیں مختلف جگہوں پر بکھری ہوئی بھی تھیں۔ کسی شاعر کا صرف ایک شعر موجود تھا تو کسی شاعر کی پچیس تیس نعتیں نقل کی گئی تھیں۔ اس تمام صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ایک کتاب کی شکل میں ترتیب دینے کے لئے کوئی نہ کوئی معیار یا پیمانہ مقرر کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ پہلے

مرحلے میں یہ فیصلہ کیا کہ تین اشعار سے کم کی نعت شامل نہ کی جائے۔ پھر شعراء میں تقدیم و تاخیر کے مسئلے سے بچنے کے لئے ناموں کو حروف تہجی کی ترتیب سے شامل کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی اہتمام کرنے کا فیصلہ کیا کہ مولف کی جمع کردہ حمد باری تعالیٰ کتاب کے شروع میں اور نعتیہ سلام آخری حصہ میں شامل ہو۔

سب سے اہم ' دشوار ترین مرحلہ الفاظ پر اعراب لگانے اور پروف ریڈنگ کا تھا۔ شاعری میں اضافتوں کا خیال نہ رکھا جائے یا اعراب غلط لگ جائیں تو شعر کا وزن بگڑ جاتا ہے۔ اس مرحلے نے بہت زیادہ وقت لیا۔ فارسی اور عربی اشعار کے لئے بطور خاص اضافی توجہ کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ان دونوں زبانوں میں میں خود کو طفل مکتب سمجھتا ہوں۔ عزیز دوست اور طباعت و اشاعت کے مراحل میں شریکِ کار نوشاد عالم نے جو ایک اچھے آرٹسٹ بھی ہیں مسلسل دباؤ برقرار رکھا کہ یہ کام تیزی سے مکمل کیا جائے لیکن مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ترتیب و تدوین کے ان مراحل میں جو وقت ہم نے لیا وہ یقیناً معمول سے کہیں زیادہ تھا۔ اس کی دو بنیادی وجوہات تھیں اول احتیاط کہ کوئی غلطی نہ ہو جائے اور دوسرے یہ کہ میں جب بھی کام شروع کرتا تو کام جاری رکھنے کی بجائے میں نعتیں پڑھنے میں محو ہو جاتا جس سے ظاہر ہے کہ کام کی رفتار سست ہو جاتی۔ بہرطور ساڑھے چار سو سے زیادہ شعراء کی بارہ سو کے قریب نعتوں کا انتخاب پیشِ خدمت ہے۔

تمام تر احتیاط اور کوشش کے باوجود میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ کتاب اغلاط سے مبرا ہے۔ مجھے اور میرے ساتھ اس کام میں شریک ساتھیوں کو اپنی ممکنہ کوتاہیوں کا پورا احساس ہے اگر مطالعہ کرنے والے کوئی کمی' کوتاہی یا غلطی محسوس کریں تو اس کی ذمہ داری یقیناً ہم پر عائد ہوتی ہے جس کے لئے ہم پیشگی معذرت کے ساتھ یہ درخواست کریں گے کہ اس غلطی کی نشاندہی کی جائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ممکن ہو۔ اگر اس مجموعہ کا مطالعہ کرتے ہوئے سکون' خوشی اور جذبہ و کیف محسوس کریں تو آپ کی تمام تر ستائش کے حقدار جناب عبدالغفور قمر صاحب ہیں جنہوں نے انتہائی محبت اور عقیدت سے نعت کے یہ پھول جمع کئے اللہ تعالیٰ انہیں صحت و ہمت عطا کرے تاکہ لوگ فیض یاب ہوتے رہیں۔

آخر میں اس دُعا کے ساتھ میں اس تحریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ رب العزت فاضل مولف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور مجھ ناچیز سمیت اس کام میں شریک دوستوں اور ساتھیوں کو بھی اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے اور ہمیں روضۂ رسول ﷺ کی حاضری کی سعادت نصیب ہو۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین)

جمال حیدر صدیقی
شعبہ حالات حاضرہ سنٹرل نیوز آرگنائزیشن ریڈیو پاکستان

یکم جون ۱۹۹۶ء
اسلام آباد

سرمایۂ افتخار

گذشتہ دنوں خواب میں دیکھا کہ مسجدِ نبوی ﷺ کے اندر اصحاب صُفہ اپنے چبوترے پر تشریف فرما ہیں اور دین و تدریس پر علمی مباحث میں مصروف ہیں۔ میں بھی اصحاب صفہ کے ساتھ کسی علمی موضوع پر اپنا خیال ظاہر کر رہا ہوں۔ پھر وہاں سے اٹھتا ہوں ابھی پانچ دس قدم دور گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف فرما دیکھتا ہوں۔ چہرہ مبارک میری طرف متوجہ ہے۔ میں خوشی وانبساط سے جھوم اٹھتا ہوں کہ حضور پاک ﷺ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ ایک لحہ ضائع کئے بغیر وہیں سے اپنے ضمیر کو زبان پر لے آتا ہوں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے کہتا ہوں ۔ حضور ﷺ! میں آپ کا غلام ہوں حضور ﷺ! میں آپ کا عاشق ہوں۔ حضور ﷺ! میں نے ساری زندگی آپ سے محبت کی ہے۔ حضور ﷺ! میرا سب کچھ آپ ہیں۔ جو جذبات زبان تک آتے گئے جلدی میں کہتا گیا۔ مبادا یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔

اس سارے دورانیہ میں حضورِ پاک ﷺ خاموش میری باتوں کو خوشنودی سے سنتے رہے۔ اور سر مبارک تصدیقاً" ہلاتے رہے۔ جب میرے الفاظ کا بے ساختہ بہاؤ رک گیا تو حضورِ پاک ﷺ نے تبسم فرمایا" یہاں میرا خواب ختم ہو گیا۔ آنکھ کھل گئی۔ خواب کی ایک ایک کیفیت میرے لئے گراں بہا سرمایہ افتخار بن گئی۔ لاتعداد بار شکر خدا ادا کیا اور کر رہا ہوں کرتا رہوں گا کیونکہ یہ میرا انمول خزانہ ہے۔ آج راجہ رشید محمود کا ایک نعتیہ شعر پڑھا۔ تو یہ خواب سامنے آگیا۔ سوچا خواب لکھ دوں اور اس کے بعد شعر درج کروں تاکہ شعر کا پس منظر میرے ذاتی حوالے سے بھی واضح تر ہو جائے اس کے پہلو میں میرے اطمینان کا آئینہ

میں اب آرام سے سوتا ہوں شب کو
کہ اب میرا مقدر جاگتا ہے

دوسرا شعر بھی ملاحظہ ہو

خواب میں سرکار ﷺ والا کی زیارت کیا ہوئی
آنکھ روشن' قلب ہے مسرور' چہرہ مطمئن

——— عبدالغفور قمر

انکسار عجز خلوص اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں انسان کی مکمل بے بسی اور اس کے باوجود اسی کے ساتھ ساری امیدوں کی وابستگی وہ معیار ہے جو اس حمدیہ کلام کے انتخاب میں میرا معیار رہا ہے۔

○

تری حمد میں کیا کروں اے خدا
مرا علم کیا ہے، مری فکر کیا
میں ہُوں بے خبر، تو خبیر و علیم
میں حادث ہُوں اور ذات تیری قدیم
مکاں ہے ترا، لامکاں ہے ترا
زمیں ہے تری، آسماں ہے ترا
تجھی سے صبا ہے تجھی سے سموم
زمیں پر ہیں گل، آسماں پر نجوم
ضیائے رُخِ زندگی، تجھ سے ہے
جہاں بھی ہے رخشندگی تجھ سے ہے
محیطِ دو عالم ہے قدرت تری
ہے کثرت کے پردے میں وحدت تری
ترے زمزمے آبشاروں میں ہیں
تری عظمتیں کوہساروں میں ہیں

——— احسان دانش

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
اے دُعا! ہاں عرض کر! عرشِ الٰہی تھام کے
رحم کر! اپنے نہ آئینِ کرم کو بُھول جا!
اِک نظر ہو جائے آقا! اَب ہمارے حال پر
خلق کے راندے ہوئے' دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے
خوار ہیں بدکار ہیں' ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
حق پرستوں کی اگر کی تُو نے دلجوئی نہیں

بادلو! ہٹ جاؤ! دے دو راہ جانے کے لئے
اِے خُدا! اب پھیر دے رخ گردشِ اَیّام کے
ہم تُجھے بھولے ہیں لیکن تُو نہ ہم کو بُھول جا
ڈال دے پردے' ہماری شامتِ اعمال پر
آئے ہیں اَب تیرے دَر پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوبؐ کی اُمّت میں ہیں
طعنہ دیں گے بُت کہ مسلم کا خُدا کوئی نہیں

____ آغا حشر کاشمیری

○

نام بھی تیرا عقیدت سے لئے جاتا ہوں
کوئی دُنیا میں مرا مونس و غمخوار نہیں
تیرے اوصاف میں اِک وصف خطا پوشی ہے
آزمائش کا محل ہو کہ مسرّت کا مقام
زندگی نام ہے اللہ پہ مَر مٹنے کا
صبر کرنا ہے تری شانِ کریمی کو عزیز
ہر گھڑی اُس کی رضا پیشِ نظر ہے اقبالؔ

ہر قدم پر تُجھے سجدے بھی کئے جاتا ہُوں
تیری رحمت کے سہارے پہ جئے جاتا ہُوں
اس بھروسے پہ خطائیں بھی کئے جاتا ہُوں
سجدۂ شکر بہر حال کئے جاتا ہُوں
یہ سبق سارے زمانے کو دیئے جاتا ہُوں
میں یہی سوچ کے آنسو بھی پئے جاتا ہُوں
شُکر ہے ایک سلیقے سے جئے جاتا ہُوں

____ اقبالؔ عظیم

○

کامل ہے جو اَزل سے' وہ ہے کمال تیرا
گو کام تیرے لاکھوں' یاں ٹالتے رہے ہیں
پھندے سے تیرے کیونکر' جائے نکل کے کوئی

باقی ہے جو اَبد تک' وہ ہے جَلال تیرا
لیکن ٹلا نہ ہرگز' دِل سے خیال تیرا
پھیلا ہُوا ہے ہر سُو' عالم میں جال تیرا

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کے جلال تیرا

دِل ہو کہ جان، تجھ سے کیوں کر عزیز رکھئے
دِل ہے سو چیز تیری، جاں ہے سو مال تیرا

ہے پاس دوستوں کے تیری یہی نشانی
یارب! کبھی نہ پائے زخم اندمال تیرا

____مولانا الطاف حسین حالی

○

الٰہی! میں ہوں بس خطاوار تیرا
مجھے بخش! ہے نام غفار تیرا

مرض لادوا کی دوا کس سے چاہوں
تو شافی ہے میرا، میں بیمار تیرا

کہاں جائے، جب کہ نہ ہو کوئی تجھ بن
کسے ڈھونڈے، جو ہو طلب گار تیرا

خبر لیجیو! میری اِس دَم الٰہی!
کھلے جب کہ بخشش کا بازار تیرا

نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے
کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا

الٰہی! رہے وقت مرنے کے جاری
بہ تصدیقِ دِل لب پہ اقرار تیرا

نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب
تو مطلوب، میں ہوں طلب گار تیرا

نہ ڈر فوجِ عصیاں سے، گرچہ بہت ہے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا

____حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

○

ترا نامِ پاک دوائے دِل، ترا ذکرِ پاک غذائے دِل
ترا شکر کس سے ہوا ادا، تری شان جلِ جلالہ

ہے زمانے بھر پہ کرم ترا، بھرے کیوں زمانہ نہ دَم ترا
درِ فیض خلق پہ ہے کھلا، تری شان جلِ جلالہ

میرے دل کو صبر و قرار دے، میرے بگڑے کام سنوار دے
مجھے ہے ترا ہی اک آسرا، تری شان جلِ جلالہ

____امیر مینائی

○

کوئی ماہ ہو کوئی سال ہو — تیرا لطف شاملِ حال ہو
کوئی مرحلہ ہو حیات کا — رہے آسرا تری ذات کا
تری رحمتیں مرے ساتھ ہوں — تری نعمتیں مرے ہاتھ ہوں
کبھی لفظ تیری ثنا رہے — کبھی ذکر صلِّ علیٰ رہے
اے کریم وخالق وکبریا — نہیں میرا کوئی ترے سوا

—— شاعر لکھنوی

○

ہم جتنی بھی تعریف کریں تیری بجا ہے — بس ذات تری لائق توصیف وثنا ہے
یہ چاند ستارے ہیں ترے نُور کا پرتو — خورشید کی کرنوں میں تو ہی جلوہ نما ہے
جھکتے ہیں ترے سامنے سب انس و ملائک — تو خالق ومالک ہے تو ہی سب کا خُدا ہے
واقف ہیں جو ہیں صاحب عرفان وحقیقت — ہر اہلِ بصیرت پہ ترا راز کھلا ہے

—— شمس وارثی

○

ہے کلمہ لب پہ تو وردِ زباں ہے نام ترا — زمیں سے تا بہ فلک' ذکر صبح وشام ترا
تری ہے ذات' ملائک کے فہم سے بالا — سمجھ میں آئے گا انساں کے کیا مقام ترا
یہ رات دن کے مناظر! نظامِ شمس وقمر — نظر فروز ہے کیا! حسنِ انتظام ترا
ہر ایک سمت نمایاں ہیں رحمتیں تیری — جدھر بھی دیکھیے' جاری ہے فیض عام ترا
وہ آنکھ کیا ہے کہ جس میں نہیں ہے نُورِ ترا — وہ دل ہے کیا کہ نہیں جس میں احترام ترا
فقط ملائیک وجن وبشر پہ کیا موقوف — سُنایا نخل وثمر نے بھی ہے پیام ترا

—— شمس وارثی لکھنوی

○

دِل میں ہے یاد تیری' لب پر ہے نام تیرا — آسودہ جہاں ہے اب یہ غلام تیرا

رہتا ہے جس کے لب پر ہر وقت نام تیرا
اس پر بڑا کرم ہے، ربِّ انام تیرا

کیا تیری ذات تک ہو ادراک کی رسائی
آئے نہ جو سمجھ میں وہ ہے مقام تیرا

گلشن کے رنگ وبو نے تیرا پتہ بتایا
غنچے کی مسکراہٹ لائی پیام تیرا

تیری تجلیوں تک کرتا ہے رہنمائی
مہرِ مبین تیرا، ماہِ تمام تیرا

—— شیوہ بریلوی

○

زمیں سے آسماں تک ہے ترے جلووں کی تابانی
تری ہستی ہے پھر بھی ماورائے فکرِ انسانی

بغیرِ اذن، اک پتہ بھی جنبش کر نہیں سکتا
جہان بحر و بر پر ہے مسلّم تیری سلطانی

تُو اپنی ذات میں واحد تُو اپنی ذات میں یکتا
نہیں تیرا کوئی ہمسر نہیں تیرا کوئی ثانی

ترے ہی قبضۂ قدرت میں موجوداتِ عالم ہیں
تجھے ہی زیب دیتی ہے دو عالم کی جہاں بانی

—— طفیل ہوشیارپوری

○

پہنچتا ہے ہر اک میکش کے آگے دورِ جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لُطف عام اُس کا

گواہی دے رہی ہے اس کی یکتائی پہ ذات اس کی
دُوئی کے نقش سب جھوٹے ہیں سچّا ایک نام اُس کا

میں اس کو کعبہ و بت خانہ میں کیوں ڈھونڈنے نکلوں
مرے ٹوٹے ہوئے دِل ہی کے اندر ہے مقام اُس کا

سراپا معصیت میں ہوں، سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری، خطا پوشی ہے کام اُس کا

میری اُفتادگی بھی میرے حق میں اس کی رحمت تھی
کہ گرتے گرتے بھی میں نے لیا دامن ہے تھام اُس کا

نہ جا اس کے تحمل پر، کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے، کہ ہے سخت انتقام اس کا

____مولانا ظفر علی خان

○

بزمِ افلاک میں ہر سُو ہے اُجالا تیرا
چشمِ بینا ہے تو ہر شے میں ہے جلوہ تیرا

دونوں عالم میں فقط راج ہے مولا تیرا
کوئی ثانی ہے نہ ہمسر ہے نہ ہمتا تیرا

کوئی مالک نہیں دنیا کا سُوائے تیرے
ہر گلستاں ترا صحرا ترا دریا تیرا

کوئی بھی چیز نہیں حُسن سے باہر تیرے
مالک الملک! ہر اِک جا پہ ہے قبضہ تیرا

ہم کسی اور کے دروازے پہ جائیں کیونکر
آسرا ہم کو اگر ہے تو خُدایا تیرا

____ عابد نظامی

○

جب مسافر کے قدم رُک جائیں ہمت ٹوٹ جائے
منزلِ اُمید پر آ کر صدا دیتا ہے کون

کس کا پا کر اذنِ طوفانوں کے رُکتے ہیں قدم
ڈوبتی کشتی کو ساحل سے لگا دیتا ہے کون

جس کے دریا میں سفینوں کی طرح رہتے ہیں ہم
ہاں! اسی نادیدہ قوّت کو خُدا کہتے ہیں ہم

____عاصی کرنالی

○

یا الٰہی! بندۂ زارِ تو ام
از عمل ہائے بدم، شرمندہ ام

بد ترینِ بندگانم، اے خُدا
کمترینِ امتانِ مصطفیٰؐ

از طفیلِ مصطفیٰؐ و مجتبیٰؑ
در دو عالم حاجتِ ما کُن روا

بہرِ آلِ پاک واصحابِ رسولؐ — عُذرِ تقصیراتِ مارا کُن قبول

اے خُدا! ایں بندۂ بے چارہ را — سُوئے مکّہ ہم مدینہ، رہ نما

آں چہ خوش وقت و چہ ساعاتِ عجیب — در نظر آید دیارِ آں حبیبؐ

آں مدینہ مسکنِ خیر الوری — مدفنِ حضرت محمدؐ مصطفیٰ

آں چہ خوش وقتی، کہ از بہرِ سلام — ایستم بر روضہ خیرالانامؐ

باوِل بریان و چشمِ اشکبار — می کُنم عرضِ سلامش، بار بار

اسلام اے خواجہ صدیقؓ و عمرؓ — خفتہ اندر روضۂ خیرالبشرؐ

گر قبول افتدز صدہا یک سلام — می شوم اندر دو عالم، بامرام

موت خواہم در مدینہ، اے خُدا — حشر ونشرم، بامحمدؐ مصطفیٰ

یا الٰہی! کُن دُعائے این غلام — مستجاب از برکتِ خیرالانامؐ

ربِّ حَبْ لِی مِنْ لَدُنْکَ رَحمتہ — رَبِّ زِدْنِی مِنْ لَدُنْکَ رِحْمَۃً

—— غلام محمدؐ ایرانی سربازی

○

لائقِ حمد تری ذات کہ محمود ہے تو — لائقِ سجدہ تری ذات کہ مسجود ہے تو

انکساری میرا مقسوم کہ بندہ ہوں میں — خود نمائی تیرا دستور کہ معبود ہے تو

بعد اتنا کہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہ تجھے — قُرب اتنا کہ مری جان میں موجود ہے تو

میری کیا بود کہ معدوم تھا معدوم ہوں میں — تیری کیا شان کہ موجود تھا موجود ہے تو

ایک اعظم ہی نہیں عاشقِ ناچیز ترا — سب کا مطلوب ہے محبوب ہے مقصود ہے تو

—— محمد اعظم چشتی

○

ہے ذکر ترا گلشن گلشن ! سبحان اللہ ! سبحان اللہ

مصروفِ ثنا ہیں سرور و سَمن ، سبحان اللہ ! سبحان اللہ

غنچوں کی چٹک، شبنم کی ضیا ، پھولوں کی مہک، بلبل کی نوا
قائم ہے تجھی سے حُسنِ چمن، سبحان اللہ ! سبحان اللہ

کیا دیکھے کوئی رفعت تیری، ہو کیسے بیاں عظمت تیری؟
عاجز ہے نظر، قاصر ہے دہن، سبحان اللہ ! سبحان اللہ

مطلوب بھی تُو، مقصود بھی تُو ، مسجود بھی تُو، معبود بھی تُو
تُو جانِ صبا، تُو جانِ چمن ، سبحان اللہ ! سبحان اللہ

—— محمد اعظم چشتی

○

تجھے تسکینِ دل پایا تجھے آرامِ جاں پایا
نہاں بھی ہے تو کیا، تجھ کو جہاں ڈھونڈا وہاں پایا

کوئی نا مہرباں ہو کر، ہمارا کیا بگاڑے گا
کرم تیرا تو ہے ہم پر، تجھے تو مہرباں پایا

نہیں معلوم کیا ہو حشر جوہر کا پر اتنا ہے
کہ ہاں نامِ محمدؐ مرتے دم وردِ زباں پایا

—— مولانا محمد علی جوہر

○

رحمٰن ہے رحیم ہے سب سے عظیم ہے
ہم ہیں گنہگار تُو ربِّ کریم ہے

تُو خالقِ جہاں ہے تُو پروردگار ہے
رحمت کی تیری حد ہے نہ کوئی شمار ہے

بگڑی بنا ہماری ترے دَر پہ آئے ہیں
طوفان حسرتوں کا دلوں میں چھپائے ہیں

ہر سمت تیرا نُور ہے تیرا کمال ہے
ہر سمت تیرا جلوہ ہے تیرا جلال ہے

—— سرور انور

○

میں ہوں غلام احمدؐ مختار یا غفور!
ہو جاؤں مغفرت کا سزاوار یا غفور!

محشر میں مغفرت کے سوا اور کون ہے
اس جنسِ معصیت کا خریدار یا غفور!

لَا تَقْنَطُوْا سے تجھ کو بھی انکار ہے کہاں
گر ہے مجھے خطاؤں کا اقرار یا غفور!

دِل معصیت پسند مگر تُو کرم شعار
گھبرائے کیوں کرم کا طلبگار یا غفور!

رحمت کی اقتضا کو کیا تُو نے اختیار
قابل سزا کے تھا مِرا کردار یا غفور!

تیرے وفورِ عفو و کرم سے ہے کیا بعید
میرے لئے ہو نار بھی گلزار یا غفور!

تُو کافروں کے واسطے قہار و مُنتَقِم
تُو مومنوں کے واسطے غفار یا غفور!

دُنیا میں جیسے عیب چھپائے نظیؔر کے
تُو حشر میں بھی ہے یونہی ستار یا غفور!

—— اصغر حسین خان نظیؔر لدھیانوی

○

شکر ہے تیرا خُدایا! میں تو اس قابل نہ تھا
تُو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا
گِرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا

ڈال دی ٹھنڈک مِرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بھاگیا میری زباں کو ذکر الا اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا میں تو اس قابل نہ تھا

خاص اپنے دَر کا رکھا تُو نے اے مولیٰ مجھے
یوں نہیں دَر دَر پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تُو نے بھلایا میں تو اس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ تُو نے دستگیری آپ کی
تُو ہی مجھ کو راہ پہ لایا میں تو اس قابل نہ تھا

عہد جو روزِ ازل میں نے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا میں تو اس قابل نہ تھا

تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبدِ خضرا کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا

میں نے جو دیکھا سو دیکھا، بارگاہِ قُدس میں
اور جو پایا سو پایا، میں تو اس قابل نہ تھا

بارگاہِ سیدالکونینؐ میں آکر نفیؔس
سوچتا ہوں، کیسے آیا، میں تو اس قابل نہ تھا

—— سید نفیؔس الحسینی

اَزل سے آپؐ کا اور آپؐ کے دَر کے غلاموں کا
ہے دل میں احترامِ لاشعوری یا رسولؐ اللہ

سفر میں دو برس پہلے جو فرمایا کرم مجھ پر
مِرا دل بھی ہے جلوہ گاہِ طوری' یا رسولؐ اللہ

میں اُمیدِ شفاعت لے کے بیٹھا ہُوں مِرے آقاؐ
کرم ہو' یہ تمنّا بھی ہو پوری' یا رسولؐ اللہ

ندامت سے ہُوں پانی پانی' کس منہ سے وہاں آؤں
اور اس پر مستزاد اب ناصبوری' یا رسولؐ اللہ

عنایت ہو تو ہو جاؤں میں حاضر اب مواجہہ پر
تو کٹ جائے شب فرقت دجوری' یا رسولؐ اللہ

سلامِ شوق بھجواتے ہوئے اِک زندگی گزری
عطا ہو جائے اَب اذنِ حضوری' یا رسولؐ اللہ

——— سید ابو معاویہ ابوذر غفاری

آتش رومانی خوشگو شاعر ہیں نعت میں اس محبت کا واضح اظہار ہے جو آتش کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکات سے ہے۔

نگاہوں میں بستے ہیں طیبہ کے جلوے' تصوّر میں رہتی ہے روضے کی جالی
دکھاتی ہے بطحا کی گلیوں کے منظر' مجھے رات دن میری رُوشن خیالی

ز رُوئے عنائت درِ مصطفیٰؐ پر' مجھے لے تو جائے مِری خستہ حالی
میں اشکوں کے موتی لٹا دُوں گا' دَر پر' بلا سے اگر ہیں مِرے ہاتھ خالی

کوئی دل حسینانِ دنیا کا طالب ' کسی دِل میں حور اور غلماں کی چاہت
مِرے دِل کا باسی مدینے کا والیؐ مِرے دِل کی دُنیا ہے سب سے نرالی

یقیناً" ہے دِل سے لگانے کے قابل' وہ دِل جس میں ہو آرزوئے مدینہ
وہ آنکھیں بھی ہیں چُوم لینے کے قابل' جن آنکھوں نے دیکھا وہ دربارِ عالی

یہ میری نگاہوں کی وارفتگی ہے، کہ جذبِ محبت کا دل پر اثر ہے

جہاں نام آیا محمدؐ کا آتش! وہیں میں نے چشمِ عقیدت جھکالی

—— آتش رومانی

کوئی لمحہ تو شبِ ہجر میں ایسا آئے — آنکھ جھپکے تو نظر گنبدِ خضرا آئے

جوش پر رحمتِ باری کا جو دریا آئے — ساحلِ شوق پہ اپنا بھی سفینہ آئے

دُور رہ کر تو یہ جینا نہیں جینا آقاؐ! — دَر پہ پہنچیں تو ہمیں راس یہ جینا آئے

کیوں نہ ہو اپنے مقدّر پہ مجھے ناز اخترؔ — جب مدد کے لئے آقاؐ کو پکارا آئے

—— اختر

احسان دانش صحیح معنوں میں مزدور درویش اور عوامی شاعر ہیں مگر اشتراکی نہیں مسلمان ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور جذبہ عشق رسولؐ سے سرشار ہیں ان کے فہم و ادراک نے حیات رسولؐ کو یقین و ایمان کی آنکھ سے دیکھا ہے وہ عشق رسولؐ کی دولت سے مالا مال ہیں نعت میں بھی انکا مقام بہت بلند ہے۔

یوں اس گلی میں چشمِ تمنّا سجائی جائے — پلکوں پہ آنسوؤں کی کناری لگائی جائے

جب میں بجز حضورؐ کسی کا نہیں غلام — پھر کیوں کسی کی نازشِ بے جا اُٹھائی جائے

بندِ کفن تو کھول دیئے دوستو! مگر — پڑھ کر دُرود قبر کو صورت دکھائی جائے

عشقِ رسولؐ ہے تو سکوں کی دُعا نہ مانگ — یہ آگ لگ گئی ہے تو پھر کیوں بجھائی جائے

جب تک وہ تاجدارِ دو عالمؐ نہ دیکھ لیں — فردِ عمل مری نہ کسی کو دکھائی جائے

جا کر دَرِ حضورؐ پہ مجھ کو رہی یہ فکر — آنکھوں میں کس طرح یہ تجلّی سمائی جائے

—— احسان دانش

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضورؐ کی — اکمل ہے انبیاء میں نبوّت حضورؐ کی
پہچان لیں گے آپ وہ اپنوں کو حشر میں — غافل نہیں ہے چشمِ عنایت حضورؐ کی
کھولے ہیں مشکلات جہاں نے کئی محاذ — کام آئی ہر قدم پہ حمایت حضورؐ کی
جو ہو گئے ہیں آپؐ کے آپؐ اُن کے ہو گئے — عادت نہیں ہے ترکِ محبّت حضورؐ کی
چُوما ہے اپنی آنکھوں کو رکھ رکھ کے آئینہ — جب بھی ہوئی ہے مجھ کو زیارت حضورؐ کی
چشمِ طلب میں کس کا اجالا؟ حضور کا! — دنیائے دِل میں کس کی حکومت؟ حضورؐ کی!
دِل میرا خوفِ مرگ سے مطلق ہے بے نیاز — میں جانتا ہُوں موت ہے سُنت حضورؐ کی
دانشؔ! ہیں سب فقیر ثنا خوانِ مصطفیٰؐ — ہے ہم قلندروں میں صدارت رسولؐ کی

——— احسان دانشؔ

بے فکر ہے ہر بے سرو سامانِ مدینہ — اللہ کا مہمان ہے مہمانِ مدینہ
اک عمر سے تھا ماہیِ بے آب کی صورت — سینے میں لئے حسرت و ارمانِ مدینہ
جو جس نے یہاں مانگ لیا لے کے گیا ہے — اللہ رے در سید ذی شانِ مدینہ
ہر شخص کے چہرے پہ ٹھٹھکتی ہیں نگاہیں — شاید ہو کوئی صاحبِ عرفانِ مدینہ
بات اُن کے کرم کی ہے یہ ہر شخص کو ورنہ — ادراک مدینہ ہے نہ عرفانِ مدینہ
اُن کا کرمِ خاص ہے دانشؔ کی حضوری — اِک خار بھی ہے زیبِ گلستانِ مدینہ

——— احسان دانشؔ

گزری ہے مفلسی میں بڑی آبرو کے ساتھ — اللہ کا کرم ہے عنایت حضورؐ کی

کھولے ہیں مشکلاتِ جہاں نے کئی محاذ
کام آئی ہر قدم پہ حمایت حضورؐ کی

اقرار ہے نہیں کوئی اللہ کے سوا
اس قول کی سند ہے شہادت حضورؐ کی

آہستہ سانس لے کہ خلافِ ادب نہ ہو
آئینہ کی طرح ہے طبیعت حضورؐ کی

چُوما ہے اپنی آنکھوں کو رکھ رکھ کے آئینہ
جب بھی ہوئی ہے مجھ کو زیارت حضورؐ کی

چشمِ طلب میں کس کا اُجالا، حضورؐ کا
دنیائے دل میں کس کی حکومت، حضورؐ کی

دل میرا خوفِ مرگ سے مطلق ہے بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضورؐ کی

—— احسان دانشؔ

انساں کو اگر تربیتِ فکرونظر ہو
پھیلی ہوئی ہر سمت ہے دُنیائے محمدؐ

کانٹے میرے تلووں کے لئے لالہ وگل ہیں
گُلشن ہے مِرے واسطے صحرائے محمدؐ

کب سے درِ اقدس کو ہیں بے تاب نگاہیں
کب سے مِرے دِل میں ہے تمنّائے محمدؐ

دانشؔ! مِری آدابِ محبت پہ نظر ہے
قبلہ ہے مِرا نقشِ کفِ پائے محمدؐ

—— احسان دانشؔ

زرخیز سرزمینِ تمنّا تمھیؐ سے ہے
دُنیا تمھیؐ سے ہے، مِری عقبیٰ تمھیؐ سے ہے

ذرّوں میں آب و تابِ ستاروں کی روشنی
اس بزمِ کائنات میں جلوہ تمھیؐ سے ہے

ہر زخمِ آرزو کی دَوا ہے تمھارے ہاتھ
ہر دردِ زندگی کا مداوا تمھیؐ سے ہے

تُم رحمتِ تمام بقولِ خُدائے پاک
مومن کا قلب! عرشِ معلی تمھیؐ سے ہے

—— احسان دانشؔ

رُوحِ گُل آپؐ سے ہے رنگِ چمن آپؐ سے ہے
شاہِؐ بطحا! یہ عناصر کا چلن آپؐ سے ہے

میں مدینے پہ فدا، روضۂ اطہر کے نثار
رشکِ خُلد آپ کا محبوب وطن آپؐ سے ہے

خاک کو آپؐ کے قدموں سے ملی ہے توقیر
حُبِّ دیں حُبِّ خُدا حُبِّ وطن آپؐ سے ہے

آپ کا سایۂ داماں ہے پناہ دارین
ہم غریبوں کا بھرم شاہِ زمن آپؐ سے ہے

موت کو آپؐ نے بخشی ہے حیاتِ جاوید
چادرِ نُور شہیدوں کا کفن آپؐ سے ہے

دَر پہ غیروں کے جُھکا ہے نہ جُھکے گا دانؔش
میرے سرکار! مرا روئے سخن آپؐ سے ہے

——— احسان دانؔش

حُسنِ فطرت کو ہجومِ عاشقاں درکار تھا
عاشقوں کو بہرِ سجدہ آستاں درکار تھا

زندگی تھی چلچلاتی دھوپ میں زار و زبوں
رہروں کو سایۂ ابرِ رواں درکار تھا

بحر کو موتی ملے، تاروں کو تنویریں ملیں
اس سخاوت کو شہ ہر دو جہاں درکار تھا

اس بساطِ خاک کی نشوونما کے واسطے
اِک حکیمِ آب و گل اِک چہرہ خواں درکار تھا

کفر کے زغے میں گھبرائی ہوئی مخلوق کو
ذاتِ برحق کا یقینِ بے گماں درکار تھا

اے زہے تقدیر، یہ نکلا محمدؐ کا مقام — کوئی انسان وخدا کے درمیاں درکار تھا

حامیِ مخلوق سے خالق پہ اک آتی تھی بات — عاصیوں کو اِک شفیعِ عاصیاں درکار تھا

قافلے کو منزلِ انسانیت کے واسطے — نسلِ انساں سے امیرِ کارواں درکار تھا

زندگی پر کیسے کھل جاتے رموزِ زندگی — قولِ حق کو انؐ کا اندازِ بیاں درکار تھا

منجمد تھی کب سے صحرائے عرب میں تیرگی — حق نے پیغمبر وہیں بھیجا جہاں درکار تھا

اُن سے ملتے ہی نظر کافر مسلماں ہو گئے — اس کے معنی ہیں حرم کو پاسباں درکار تھا

دھوپ میں ڈھوئے تھے پتھر اس لئے سرکارؐ نے — حشر کے دِن رحمتوں کا سائباں درکار تھا

رحمتہ اللعالمینؐ سے جلے دل کے چراغ — اِنس و جاں کو خیر خواہِ اِنس وجاں درکار تھا

ہاں بڑے سجدوں میں ہے دانشؔ اسی دَر کی تڑپ — میری پیشانی کو اُن کا آستاں درکار تھا

——— احسان دانشؔ

یہ جو قرآنِ مبیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ — تیریؐ عظمت کا امیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

تُو حسینوں کا حسیں ہے تُو جمیلوں کا جمیل — تُو امینوں کا امیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

تیرا کوچہ تیرا دَر تیرا مدینہ تیریؐ راہ — رشکِ فردوسِ بریں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

تیرا جلوہ تیریؐ خُو تیرا تقدّس تیریؐ ذات — حاصلِ علم ویقیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

تُو ہے ہر پہلو سے رحمت بزمِ عالم کے لئے — تُو سراپا دلنشیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

غایتِ معراج ہے اللہ کا اسرارِ خاص — آسماں تیری زمیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

ایک گلدستہ ہے نعتوں کا تری قرآنِ پاک — اور تو شرحِ مبیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

فکرِ دانش ہو کہ بزمِ آب و گل کی وسعتیں — تیرا ثانی ہی نہیں ہے رحمتہ اللعالمینؐ

احسان دانش

چلو چلو ! درِرحمت ہے وا مدینے میں
قبول ہوتی ہے سب کی دُعا مدینے میں

نزولِ رحمتِ حق، روز وشب نہ ہو کیوں کر
حبیبِؐ حق ہیں جو جلوہ نُما مدینے میں

عجم کی سیر بہت کر چکے اے ربِّ کریم!
دُعا ہے اَب تو رہیں ہم سَدا مدینے میں

نہیں ہے یارو کوئی امتیازِ شاہ و گدا
معاف ہوتی ہے سب کی خطا مدینے میں

____ احسان قادری

یہ گنبدِ خضرا ہے اسے جاں میں سمو لے
دِل کھول کے اے دیدۂ پُرنم ! یہاں رُو لے

طیبہ کی ہوا لُوٹ کے بَرسے میرے مولا
جب تک یہ زمیں رُوح کی سیراب نہ ہو لے

وارفتگیِ شوق کی اِک اپنی ادا ہے
کانٹے رہِ محبوبؐ کے پلکوں میں پرو لے

شاید مِری قسمت میں حضوری کی گھڑی ہو
اے دیدۂ بیدار! ذرا دیر کو سُو لے

یہ اشکِ ندامت بھی بڑی چیز ہیں احسنؔ
دربارِ رسالتؐ میں زباں بولے نہ بولے

____ احسنؔ زیدی

رحمت کدۂ شہرِ صداقت میری خواہش
ہے ارضِ مدینہ میری چاہت میری خواہش

بھرتا ہے گلابوں سے جو دامانِ تہی کو
اس دستِ گہربار کی شفقت میری خواہش

آسان ہو ہر راہرو شوق کی منزل
اِس نقشِ کفِ پا کی بدولت میری خواہش

مدحت کے سَدا پھول کھلیں شاخِ زباں پر
اے سیدِؐ عالم! یہ عنایت میری خواہش

آؤں تِری دہلیز پہ اے باعثِ تخلیق!
آنکھوں میں لئے اشکِ ندامت میری خواہش

تا عمر نہ ہوں نیند سے بوجھل مری آنکھیں
اِس طرح بڑھے تیریؐ حکایت میری خواہش

—— احسن زیدی

پیاسا ہے جو دیدارِ رسولؐ عربی کا
کیا خوف قیامت کا اُسے تشنہ لبی کا

دشمن بھی ہیں مداحِ شہنشاہِ رسالت
ادنیٰ سا یہ اعجاز ہے اخلاقِ نبیؐ کا

حسرت ہے کہ طیبہ کو چلی جاتی ہے دُنیا
ہوتا نہیں کیوں حکم ہماری طلبی کا

مداح ہُوں، محتاج ہُوں، بندہ ہُوں گدا ہُوں
مکّی، مدنی، ہاشمی و مطلبی کا

اللہ کے بندوں میں ہے احسن وہی محبوب
آئینِ محبت میں جو بندہ ہے نبیؐ کا

—— احسن مارہروی

کیا خوف مجھ کو حشر میں نارِ سعیر کا
مداح ہُوں حبیبِؐ خدائے قدیر کا

حالِ کرم سُنا ہے شہہؐ قلعہ گیر کا
مشکل ہے اب تو لوٹ کے جانا فقیر کا

اے بادشاہؐ! ہم کو مدینے بلایئے
رَد کیجئے سوال نہ اپنے فقیر کا

سمجھوں اسے میں نعمتِ دنیا و دیں سے بیش
ٹکڑا ملے جو آپ کے نانِ شعیر کا

ہیں شاد اِک اُمید پہ سارے گناہ گار
تکیہ حضورؐ ہی پہ ہے برنا وپیر کا

—— احقر بہاری

واہ! کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں، سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فیض ہے یا شہہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

ایک میں کیا، مِرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

تیرے صدقے، مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دِن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

—— مولانا احمد رضا خان بریلوی

اے شافعِ اُمم، شہہ ذی جاہ، لے خبر
للہ لے خبر مری، للہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا، نہ ناخدا
میں ڈوبا، تو کہاں ہے مرے شاہ، لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار، شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ، لے خبر

وہ سختیاں سوال کی، وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ، لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا، آہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم وناکارہ ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ، لے خبر

—— احمد رضا خان بریلوی

کشادہ عشقِ محمدؐ کا جس پہ باب ہُوا
وہ ذرّہ بڑھ کے مہ ومہر کا جواب ہُوا

وہ جس کے خُلقِ کی شاہد ہے خود کتابِ ہدیٰ
وہ جس کا حُسنِ عمل شارحِ کتاب ہُوا

اُسی نے دانش و بینش کی راہ دکھلائی
اُسی کا لطف و کرم کاشفِ حجاب ہُوا

یہ خاکداں کہ ترستا تھا روشنی کے لئے
اُسی کی برقِ تجلّی سے جلوہ تاب ہُوا

کھُلا یہ راز جو پہنچا دیارِ اقدس میں
میں ایک حرفِ تمنّا تھا مستجاب ہُوا

سلیم! اس شہہؐ والا پہ بے شمار درود
کہ عاصیوں پہ کرم جس کا بے حساب ہُوا

——— احمد سلیم

تیرا شہود باعثِ تکوینِ کائنات — تیرا وجود جوہرِ ارضِ تجلّیات
قربان جان و مال محمدؐ کے نام پر — میرے لئے یہ نام ہے سرمایۂ حیات
جب تک جہاں ہے نامِ محمدؐ رہے بلند — جب تک خُدا ہے باقی و کافی ہو اسؐ کی ذات
جو تیریؐ شان میں نہیں وہ بھی ہے کوئی شعر — جو تیرےؐ وصف میں نہیں وہ بھی ہے کوئی بات
دِل شاد تیرے ذکر سے اُس کا تمام دِن — آباد تیری یاد سے ساحؔر کی ساری رات

——— حکیم احمد شجاع ساحؔر

احمد ندیم قاسمی کی نعت کا رنگ منفرد اور ان کا تخیل بلند ہے نعت میں عشقِ رسولؐ کا رنگ غالب ہے ان کا کالم عام شعرا سے بہت بلند ہے۔

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا — اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا
تہ بہ تہ تیرگیاں ذہن پہ جب ٹوٹتی ہیں — نُور ہو جاتا ہے کچھ اور ہویدا تیرا
کچھ نہیں سوجھتا جب پیاس کی شدّت سے مجھے — چھلک اُٹھتا ہے مِری روح میں مینا تیرا
پورے قد سے میں کھڑا ہُوں تو یہ تیرا ہے کرم — مجھ کو جُھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا
دستگیری مِری تنہائی کی تُو نے ہی تو کی — میں تو مَر جاتا اگر ساتھ نہ ہوتا تیرا
لوگ کہتے ہیں کہ سایہ ترے پیکر کا نہ تھا — میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا
تُو بشر بھی ہے مگر فخرِ بشر بھی تُو ہے — مجھ کو تو یاد ہے بس اتنا سراپا تیرا

میں تُجھے عالمِ اشیا میں بھی پا لیتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے عالمِ بالا تیرا

میری آنکھوں سے جو ڈھونڈیں تجھے ہر سُو دیکھیں
صرف خِلوت میں جو کرتے ہیں نظارہ تیرا

وہ اندھیروں سے بھی دَرّانہ گزر جاتے ہیں
جن کے ماتھے پہ چمکتا ہے ستارہ تیرا

ندیاں بَن کے پہاڑوں میں تو سب گھومتے ہیں
ریگزاروں میں بھی بہتا رہا دریا تیرا

شرق اور غرب میں بکھرے ہُوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

اَب بھی ظلمات فروشوں کو گِلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سُورج نکل آیا تیرا

تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی
اَب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

ایک بار اور بھی یثرب سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا

——— احمد ندیم قاسمی

دُنیا ہے ایک دشت، تو گلزار آپؐ ہیں
اس تیرگی میں مطلعِ انوار آپؐ ہیں

یہ بھی ہے سچ کہ آپؐ کی گفتار ہے جمیل
یہ بھی ہے حق کہ صاحبِ کردار آپؐ ہیں

ہو لاکھ آفتابِ قیامت کی دھوپ تیز
میرے لئے تو سایۂ دیوار آپؐ ہیں

مجھ کو کسی سے حاجتِ چارہ گری نہیں
ہر غم مجھے عزیز کہ غمخوار آپؐ ہیں

مجھ پر یہ جرمِ غربت و دامنِ دریدگی
سب لوگ سنگ زن ہیں تو گلبار آپؐ ہیں

انسان مال و زَر کے جُنوں میں ہیں مبتلا
اس حشر میں ندیمؔ کو درکار آپؐ ہیں

——— احمد ندیمؔ قاسمی

میری پہچان ہے سیرت اُنؐ کی
میرا ایمان، محبت اُنؐ کی

دیکھ کر غارِ حرا، ہوں حیراں
کتنی بھرپور تھی خلوت اُنؐ کی

پتھروں میں بھی لہو دوڑ گیا
اسقدر عام تھی رحمت اُنؐ کی

فتحِ مکہ مِرے دعوے کی دلیل — عدل کی جان، عدالت اُنؐ کی
حرفِ اَتْمَمْتُ علیکم ہے گواہ — حُسنِ تکمیل ہے بعثت اُنؐ کی
میں کہ راضی بہ رضائے رب ہُوں — کوئی حسرت ہے تو حسرت اُنؐ کی
میں کہ ہر حال میں ہوں شُکر بہ لب — کوئی حاجت ہے تو حاجت اُنؐ کی
کبریائی پہ کروں غور ندیمؔ — اور تکتا رہوں صورت اُنؐ کی

_____ احمد ندیمؔ قاسمی

یہ حُسن و رنگ یہ نُور اور نکھار آپؐ سے ہے — حسین کعبہ، حسیں ہر بہار، آپؐ سے ہے
ہر ایک اوج نے پائی ہے آپؐ سے عظمت — ہر اِک وقار کو حاصل وقار آپؐ سے ہے
محیطِ ارض و سما ہیں تجلّیاتِ حضورؐ — بہشتِ قلب و نظر کی بہار آپؐ سے ہے
سجی ہے آپ کے جلووں سے بزمِ کُن فیکوں — حسین محفلِ پروردگار آپؐ سے ہے
مدینہ دُور سہی بے نوا سہی اخترؔ — بس اِک نگاہ کا اُمیدوار آپؐ سے ہے

_____ اخترؔ الحامدی

اخترؔ شیرانی ایک رومانوی شاعر کے طور پر مشہور ہوئے کسے معلوم تھا کہ وہ درد و سوز سے لبریز نعت کہہ کر اپنی آخرت سنوار لیں گے۔

اگر اے نسیمِ سحر ترا!! ہو گزر دیارِ حجاز میں
مِری چشمِ تر کا سلام کہنا حضورؐ بندہ نواز میں
تمہیں حدِ عقل نہ پا سکی فقط اتنا حال بتا سکی
کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو نہاں ہے رنگِ مجاز میں

نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی، نہ متاعِ امن و اماں ملی
جو دوائے دردِ نہاں ملی، تو ملی بہشتِ حجاز میں

عجب اک سُرور سا چھا گیا مِری رُوح و دل میں سما گیا
تِرا نام ناز سے آ گیا مِرے لب پہ جب بھی نماز میں

کروں نذر نغمۂ جانفزا میں کہاں سے اخترؔ بے نوا
کہ سوائے نالۂ دل نہیں مرے دل کے غمزدہ ساز میں

——— اخترؔ شیرانی

لُٹائے سجدے نہ کیوں آسماں مدینے میں
رسولِؐ پاک کا ہے آستاں مدینے میں

قدم بڑھائے چلو، رہروانِ منزلِ شوق
ہے ابرِ رحمتِ حق گُل فشاں مدینے میں

قدم اُٹھائے ادب سے ذرا نسیمِ سحر
ہیں محوِ خواب شہہ دو جہاں مدینے میں

مدینے جاتے ہیں پیری میں سارے لوگ اخترؔ
مزا ہے کاٹ دو عمرِ جواں مدینے میں

——— اخترؔ شیرانی

لے چلی ہے پھر آرزوئے حرم
عاشقانِ حرم کو سُوئے حرم

ملتی جلتی ہے جاں نوازی میں
بوئے باغِ جناں سے بُوئے حرم

دیکھ لیتے ہیں صاف اہلِ نظر
جلوہ حق کو رُوبروئے حرم

منہ دو عالم سے موڑ کر اخترؔ
بیٹھ رہنے کو بھی ہے کُوئے حرم

——— اخترؔ شیرانی

کس نے پھر چھیڑ دیا قصّہ لیلائے حجاز
دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

بھر کے دامن میں غریبوں کی دُعائیں لے جا — اے نسیمِ سحرؔ اے بادیہ پیمائے حجاز

بزمِ ہستی میں ہے ہنگامۂ محشر برپا — اب تو ہو خواب سے بیدار مسیحائے حجاز

مے افرنگ میں باقی نہ رہا کوئی سُرور — ہم نے جس دن سے چکھی ہے مۓ مینائے حجاز

دل دیوانہ دُعا مانگ وہ دن پھر آئے — وہی ہم ہوں وہی سجدے، وہی صحرائے حجاز

کون سے خواب میں ہے محو تو اے رُوحِ بلالؓ — گونج اُٹھے پھر تری تکبیر سے دُنیائے حجاز

خاکِ یثرب کے ہر اک ذرہ سے آتی ہے صدا — اخترِؔ خاک نشیں ناصیہ فرسائے حجاز

—— اخترؔ شیرانی

مری طلب کے قدم وقفِ جستجوئے رسولؐ — ہے میری منزلِ مقصود سیرِ کوئے رسولؐ

دماغ و دل کا سکوں بخشنے مدینے سے — خدا کا شکر چلی آ رہی ہے بُوئے رسولؐ

میں اب کسی کی تمنا کو دوں جگہ تو کہاں — بسی ہوئی ہے دل و جاں میں آرزوئے رسولؐ

ہزار انجمِ رخشاں فدا صحابہؓ پر — ہزار مہرِ درخشاں نثارِ روئے رسولؐ

نمازِ عشق کی تکمیل کے لئے اخترؔ — نظر جُھکائے ہوئے جا رہے ہیں سُوئے رسولؐ

—— اخترؔ لکھنوی

کیا ہے عرش سے اخترؔ کلام ہم نے بھی — درِ نبیؐ پہ پڑھا ہے سلام ہم نے بھی

جہاں سے جاتا ہے ہر راستہ خدا کی طرف — خوشا کہ دیکھ لیا وہ مقام ہم نے بھی

قریبِ پائے مبارک بہت کئے سجدے — کیا ہے دل کو بہت شاد کام ہم نے بھی

ترے وجود میں جس نام سے اجالا ہے — زمانے لکھ لیا دل پر وہ نام ہم نے بھی

دیارِ نُور تھا سجدے تھے لازمی اخترؔ — جبیں سے کام لیا گام گام ہم نے بھی

—— اخترؔ لکھنوی

رہِ ہدایت دکھانے والے، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ
خُدا سے بندے ملانے والے، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

تو ہر زمانے میں ساری دنیا کا محسنِ بے بدل رہا ہے
خُدا کا رستہ دکھانے والے، دُرود تجھ پہ، سلام تجھ پہ

ہر ایک مُسلِم کو اپنی اُلفت سے دہر میں سرفراز کر دے
محبتّوں کے خزانے والے، دُرود تجھ پہ ، سلام تجھ پہ

غریب کی زیست کا ہے والی، یتیم وبے کس کا آسرا ہے
دلوں کی ڈھارس بندھانے والے ، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

بدل دے میری حیاتِ فانی، مجھے بھی کر دے تو جاودانی
نویدِ رحمت سُنانے والے ، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

تری اطاعت ہے میرا جادہ، تری محبت ہے میری منزل
غلط نگاہ سے بچانے والے، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

گدائے گوشہ نشیں ہوں تیرا، میں تیری اُلفت کا ہوں بھکاری
بنا لے اپنا بنانے والے، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

عطائے صحت کی التجا ہے، میں ایک مدّت سے ہوں فسردہ
شفا کا مژدہ سُنانے والے، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

میں تیرے دَر پہ دُرود پڑھنے، سلام کرنے کو پھر بھی آؤں
تمنا دل کی بڑھانے والے، دُرود تجھ پہ سلام تجھ پہ

نگاہِ اخگر کے سامنے ہیں ترے حرم کے نقوشِ روشن

دِل و نظر پر اے چھانے والے، دُرود تجھؐ پر سلام تجھؐ پر

—— اخگر سرحدی

یہ حُسنِ نوازش، یہ اوجِ سعادت
یہ دِل اور مجالِ سلامِ عقیدت

یہ سر اور دہلیزِ سرکارؐ عالم
یہ جان اور جمالِ حریمِ محبت

یہی آستاں، آستانِ تمنا
یہی رہگذر ہے خیابانِ جنّت

اِدھر چشم پُر آب آئینہ ساماں
اُدھر ناز فرما ہے طغیانِ رحمت

تریؐ یاد دل کو متاعِ گرامی
ترا نام لب پر کمالِ عبادت

دِلوں کو ہے کافی شہہؐ دین و دُنیا
تریؐ اِک نگاہِ کرم کی معیت

شہہ دین و دُنیا! نگاہِ تَرَحُم
نگاہ تَرَحُم، سپہرؐ نبوّت

یہ نازِ نوازش، یہ شانِ عنایت
عطا ہو پھر اذنِ سلامِ عقیدت

—— (عزیز جہاں) ادا جعفری بدایونی

ادب سیمابی کی حسرت اور اس حسرت کے پردے میں پوشیدہ ایک خوبصورت آرزو بڑے دلنشیں انداز میں بیان کی گئی ہے۔

کاش یوں وقت مری زیست کا گزرا ہوتا
شام مکے میں تو طیبہ میں سویرا ہوتا

شہرِ طیبہ جو مقدر نے دکھایا ہوتا
گلشنِ دل نہ کبھی یاس کا صحرا ہوتا

ناز تقدیر پہ اپنی مجھے کیا کیا ہوتا
میرے سجدوں کو جو حاصل درِ آقاؐ ہوتا

آمدِ نُورِ مجسّم کا ہے احساں ورنہ
بزمِ دُنیا میں قیامت کا اندھیرا ہوتا

سر جُھکانے کو اگر آپ کا دَر مل جاتا
حاصلِ بندگیِ حق، مِرا سجدہ ہوتا

آبرو آپؐ کی رحمت نے بچالی ورنہ
حشر کب مجھ سے گناہ گار کا اچھا ہوتا

——— ادب سیمابی

درِ رسولؐ پہ ایسا کبھی نہیں دیکھا
کوئی سوال کرے اور وہ عطا نہ کرے

مدینے جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدانخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے

اسیر جس کو بنا کر رکھیں مدینے میں
تمام عمر رہائی کی وہ دُعا نہ کرے

کہا خُدا نے کہ بخشش کی بات محشر میں
مِرا حبیبؐ کرے کوئی دوسرا نہ کرے

——— ادیب رائے پوری

حُسنِ ازل کا مظہرِ کامل تمہیؐ تو ہو
تخلیقِ کائنات کا مظہر تمہیؐ تو ہو

ہے احترام جن کا مقدم خُدا کے بعد
اس درجہ احترام کے قابل تمہیؐ تو ہو

جس کشتیِ اُمید کا ساحل نہ ہو کوئی
اُس کشتیِ اُمید کا ساحل تمہیؐ تو ہو

منزل کو جن کے نقشِ کفِ پا پہ ناز ہے
وہ رہنمائے جادۂ منزل تمہیؐ تو ہو

دُنیا میں اَور کس کو میسر ہے یہ مقام
رمز آشنائے خلوت و محفل تمہیؐ تو ہو

ہنگامِ حشر دفترِ عصیاں کے باوجود
آساں کرو گے سب کی جو مشکل تمہیؐ تو ہو

ہے آرزو کے دِل کا سکوں جس پہ منحصر
بخشش کا وہ ذریعہ کاملِ تمہیؐ تو ہو

——— آرزو جے پوری

جو راز خُدا کا ہے وہی رازِ محمدؐ
اللہ کی آواز ہے آوازِ محمدؐ

ہر ایک نبی نے تو سے ناز خُدا کے
خالق نے اُٹھائے ہیں مگر نازِ محمدؐ

اصنام نے دی شانِ رسالتؐ کی گواہی
اے صلِّ علیٰ دیکھئے اعجازِ محمدؐ

کفار دباتے رہے جس حق کی صدا کو
گونجی ہے دو عالم میں وہ آوازِ محمدؐ

اِک دل کا تو کیا ذکر ہے اے شوقِ فراواں — سو دِل ہوں تو قربان بہ یک نازِ محمدؐ
دشمن کے لئے بھی لبِ لعلیں پہ دُعائیں — دیتا ہے محبت کی صدا سازِ محمدؐ
ایمان کی منزل سے رہِ صدق وصفا سے — آتی ہے مجھے آج بھی آوازِ محمدؐ
اُمیدؔ کو دُنیا نے ستایا ہے دہائی — اس پر بھی کرم اے نگہ نازِ محمدؐ

—— (ارشاد احمد فضل) اُمیدؔ

اگر ہو حُبِّ نبیؐ میسر تو جان دے کر سنبھال رکھنا
جو دو جہاں کا خیال آئے اسے بھی دِل سے نکال رکھنا
تمہارے دَر پر پڑا ہُوں آقاؐ مجھے زمانے نے روند ڈالا
ہُوں دشتِ غربت میں میرے سَر پر یہ سائبانِ جمال رکھنا
نہ کوئی حامی نہ کوئی چارہ فقط تمہارا ہے اِک سہارا
نظر اُٹھی ہے تمہاری جانب خُدارا میرا خیال رکھنا
کسی نے بھی حالِ دل نہ جانا جو ہاتھ تھاما اُسی نے جھٹکا
گِھرا ہُوں ادبار میں، مَیں آقاؐ تم اپنی رحمت بحال رکھنا
نہ حاضری کا مجھے سلیقہ نہ بندگی کا کوئی طریقہ
حضورؐ! ارشادِ بے ہنر پر ردائے عرفان ڈال رکھنا

—— ارشادؔ بھٹی

جمالِ نُور کی محفل سے پروانہ نہ جائے گا — مدینہ چھوڑ کر اَب اُنؐ کا دیوانہ نہ جائے گا
بڑی مشکل سے آیا ہے پلٹ کر اپنے مرکز پر — مدینہ چھوڑ کر اَب اُنؐ کا دیوانہ نہ جائے گا
نشیمن باندھنا ہے شاخِ طوبیٰ پر مقدر کا — مدینہ چھوڑ کر اَب اُن کا دیوانہ نہ جائے گا

ٹھکانا مل گیا ہے فاتحِ محشر کے دامن میں
مدینہ چھوڑ کر اَب اُنؐ کا دیوانہ نہ جائے گا

فرازِ عرش سے اَب کون اُترے فرشِ گیتی پر
مدینہ چھوڑ کر اَب اُن کا دیوانہ نہ جائے گا

نہ ہو گر داغِ عشقِ مصطفیٰؐ کی چاندنی دِل میں
غلامِ باوفا محشر میں پہچانا نہ جائے گا

مِرے سرکارؐ آ کر نقش کر دیں اب کفِ پا کا
دلِ بیمار کا رہ رہ کے گھبرانا نہ جائے گا

پہنچ جائے گا اُنؐ کا نام لے کر خُلد میں ارشدؔ
تہی دامن سہی! نازِ غلامانہ نہ جائے گا

—— ارشد القادری

سُکونِ قلب حاصل ہے، زباں پر ہیں مناجاتیں
مدینے کے تصوّر میں میسر ہیں یہ سوغاتیں

اُنہی کی دین ہے یہ بھی کہ ذکرِ پاک سے اُن کے
جو ہوتی ہیں نصیب اکثر، تصوّر میں ملاقاتیں

جو ذرّے خاکِ طیبہ کے کہیں اُڑ کر یہاں آئیں
سجا لُوں ان کو پلکوں میں کروں اُن کی مداراتیں

کوئی دھڑ کا نہیں ہے کِشتِ دِل کو خشک سالی کا
تصرّف میں مِرے آقا کے ہیں رحمت کی برساتیں

ستاروں کی طرح ہیں معجزے بھی اَن گنت آنکےؐ
صحابہؓ کی منّور سیرتیں اُنؐ کی کراماتیں

مجھے تو دامنِ افلاک بھی لگتا ہے تنگ ارشدؔ
وہاں بے انتہا تقسیم کی جاتی ہیں خیراتیں

—— ارشد میر

زہے قسمت! مِرا سَر ہو، تِرا دَر ہو تو کیا کہنا
تِرے دَر پر فنا، سجدے میں یہ سَر ہو تو کیا کہنا

تِرا دستِ کرم بھی میرے سر پر ہو، تو کیا کہنا
زیارت رُوئےؐ انور کی میسر ہو، تو کیا کہنا

یہ الطاف وکرم مجھ پر مکرّر ہو، تو کیا کہنا
مکرّر ہو تو کیا کہنا اور اکثر ہو تو کیا کہنا

طوافِ روضۂ اقدس میسر ہو تو کیا کہنا
جبینِ شوق جالی کے برابر ہو تو کیا کہنا

جہاں سرکار کا دَر ہو وہیں گھر ہو تو کیا کہنا
تِرے جلووں کی بارش فیض گستر ہو تو کیا کہنا

یہی بارش مِرے قلب وجگر پر ہو تو کیا کہنا
مسلسل ہو تو کیا کہنا برابر ہو تو کیا کہنا

—— ارمان اکبر آبادی

ہم اہلِ دل ہیں ہمارا یہی عقیدہ ہے
بغیر حُبِّ نبیؐ دین ہے نہ دُنیا ہے

خرد سے کہہ دو کہ حُبِّ رسولؐ سے پہلے
سمجھ میں آ نہ سکے گا کہ کبریا کیا ہے

حرم یقین کی منزل ہے اور مدینے میں
اسی یقین کو حُسنِ یقیں بھی ملتا ہے

اثر کو حرفِ دُعا کا ہے انتظار یہاں
جو مانگئے تو درِ مصطفیٰؐ سے ملتا ہے

جو دیکھ پاتے انہیں ہم تو حال کیا ہوتا
نہ دیکھنے پہ یہ عالم کہ جیسے دیکھا ہے

کلامِ پاک کی آیات میں پسِ الفاظ
ہمیں حضورؐ کا چہرہ دکھائی دیتا ہے

پڑھو دُرود تو ہوتا ہے یہ خیال کہ اَب
حجابِ فاصلۂ وقت اُٹھنے والا ہے

نظر کو حُسن خرد کو شعور دِل کو سکوں
بقدرِ ظرف اسی آستاں سے ملتا ہے

____ اسد فاضلی

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے، کلامِ حق بہ زبانِ محمدؐ است

آئینہ دارِ پرتوِ مہر است ماہتاب
شانِ حق آشکار ز شانِ محمدؐ است

تیرِ قضا ہر آئینہ در ترکشِ حق است
اما کشادِ آں ز کمانِ محمدؐ است

ہر کس قسم بہ آنچہ عزیز است میخورد
سوگندِ کردگار بہ جانِ محمدؐ است

غالبؔ! ثنائے خواجہ بہ یزداں گزا شتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

______ میرزا اسد اللہ خان غالبؔ

ہیچ ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے
میں کھڑا ہوں روضۂ خیرالبشرؐ کے سامنے

جھلملانے لگ گئیں روضے کی روشن جالیاں
اک نیا منظر ہے میری چشمِ تر کے سامنے

مانگتا ہوں جس قدر، ملتا ہے کچھ اس سے سوا
ہر دُعا شرمندہ رہتی ہے اثر کے سامنے

اِک جگہ پر دونوں محوِ استراحت ہی نہیں
گھر بھی ہے صدیقؓ کا حضرتؐ کے گھر کے سامنے

تُو نے کار آمد بنایا زندگی اور موت کو
مقصد ایسا رکھ دیا نوعِ بشر کے سامنے

میں اسدؔ صحنِ حرم میں بیٹھتا ہوں اس جگہ
ہو جہاں سے گنبدِ خضرا نظر کے سامنے

—— اسد ملتانی

معجزہ اُن کی کشش کا امتحاں تک آ گیا
ایک معذورِ سفر بابِ جناں تک آ گیا

ایک مدّت تک تو میں ضبطِ فغاں کرتا رہا
حالِ دل آخر مِرا حرفِ بیاں تک آ گیا

میں رہا گم کردۂ راہِ حقیقت مدّتوں
خوبیِ قسمت سے اُن کے آستاں تک آ گیا

ابتدا میں ایک سوزش تھی رگِ جاں کے قریب
انتہا میں مرحلہ زخمِ نہاں تک آ گیا

ہم تصوّر میں بھی منزل کو کبھی لائے نہ تھے
بندگی کا معجزہ لے کر کہاں تک آ گیا

اُنؐ کی رحمت نے دیا ہے حوصلہ پرواز کا
ایک ذرّہ تھا زمیں سے آسماں تک آ گیا

ایک مدّت تک جُنوں میں ٹھوکریں کھاتا رہا
آخرش اسرارؔ اُن کے آستاں تک آ گیا

—— اسرار سہاروی

علیک السلام اے امینِ الٰہی
علیک السلام اے رفیع المدارج
علیک السلام اے ستودہ خصائل
علیک السلام اے امانِ دو عالم
علیک السلام اے مُحبِّ غریباں
علیک السلام اے تجھے ذاتِ حق نے
علیک السلام اے شہنشاہِؐ وحدت
علیک السلام اے طبیبِ نہانی
علیک السلام اے سوارِ سُبک رَو
علیک السلام اے ہدایت کے مرکز

کہا جو خُدا نے وہ تُوؐ نے سُنایا
کسی نے نہیں تیرے رُتبے کو پایا
فِدا خلق پر تیرے اپنا پرایا
ترا دامنِ لطف ہے سب پہ چھایا
ترے حِلم نے بارِ اُمّت اُٹھایا
جو اوّل بنایا تو آخر دکھایا
کہ توحید کا تُو نے سکّہ بٹھایا
دِلوں میں جو تھے روگ سب کو مٹایا
کسی نے تری گردِ راہ کو نہ پایا
تُجھے حق نے انسانِ کامل بنایا

—— اسماعیل میرٹھی

کب تک رہیں ہم خستہ جگر یا شہہؐ لولاک
اللہ کی بھی چشمِ عنایت ہے اُسی پر
ممکن ہی نہیں تیغِ غمِ دہر سے بچنا
لاکھوں پہ ہزاروں پہ کئے آپؐ نے احسان
یہ سیل بغیر آپؐ کے کیونکر کوئی روکے
ہے سخت مصیبت میں اسیرِ جگر افگار

لو جلد غریبوں کی خبر یا شہہؐ لولاک
جو تم کو ہے منظورِ نظر یا شہہؐ لولاک
لُطف آپؐ کا لیکن ہے سپر یا شہہؐ لولاک
کچھ کچھ تو توجّہ ہو ادھر یا شہہؐ لولاک
دریا ہیں مرے دیدۂ تر یا شہہؐ لولاک
للّلہ! عنایت کی نظر یا شہہؐ لولاک

—— اسیر لکھنوی

اِدھر چوم لوں گا اُدھر چوم لوں گا
درِ مصطفیٰؐ جھوم کر چوم لوں گا

ہیں ذروں پہ جس کے تصدق ستارے
مدینے کی وہ راہگذر چوم لوں گا

ہیں جس میں بسے سبز گنبد کے جلوے
عقیدت سے میں وہ نظر چوم لوں گا

مجھے لاکھ روکے کوئی لاکھ پکڑے
میں روضے کی جالی مگر چوم لوں گا

جو اِک بار روکا مجھے چومنے سے
تو بڑھ کر میں بارِ دگر چوم لوں گا

میں سمجھوں گا اشرفؔ! کہ جنّت مِلی ہے
میں خاکِ مدینہ اگر چوم لوں گا

—— اشرفؔ

جڑے ہوئے ہیں جو دِل میں مِرے نگینے سے
یہ داغِ ہجر ہیں لایا ہوں جو مدینے سے

نہ کیوں ہو نورِ مجسم وہ جسمِ بے سایہ
نکال دی گئی ظلمت ہو جس کے سینے سے

مہکتی رہتی ہیں جس سے مدینہ کی گلیاں
علاقہ کیا کسی خوشبو کو اس پسینے سے

نہ رہ سکے گا مدینہ میں بے اَدب گستاخ
وہی رہے گا یہاں جو رہے قرینے سے

سفر حجاز کا جب اصطفاؔ ہو آخر بار
تو جان ساتھ ہی نکلے مِری مدینے سے

—— اصطفاؔ لکھنوی

پہنچوں درِ سرکارؐ پہ چاہا تو یہی ہے
آگے مِری تقدیر! تمنّا تو یہی ہے

وہ منزلِ مقصود بھی اللہ دکھائے
انوار بتا دیتے ہیں رَستہ تو یہی ہے

اِک خاص مہک آنے لگی موجِ ہوا میں
آثار بتاتے ہیں مدینہ تو یہی ہے

یہ اُنؐ کی رضا ہے مجھے بھیجیں مجھے روکیں
ہر سانس سے آتی ہے صدا صلِّ علیٰ کی

واپس میں نہیں آؤں گا سوچا تو یہی ہے
ہم لاکھ جئیں اصل میں جینا تو یہی ہے

——— آصف کرنالی

ہے جنتِ قرار دیارِ حضورؐ میں
اُمّت کے واسطے ہے یہی منزلِ سکوں
جذبوں کا صدق سب کے خدوخال سے عیاں
پھرتے ہیں افتخارِ گدائی لئے ہوئے
جذبوں نے آنسوؤں کی رَوِش اختیار کی
میں جب گیا زباں پہ رہی بس یہی دُعا
اِس آرزو کے بعد کوئی آرزو نہیں
آصفؔ! اُنہی کا فیض ، اُنہی کا یہ سب کرم

پہنچوں ہزار بار دیارِ حضورؐ میں
ہے کون بے قرار دیارِ حضورؐ میں
چہروں پہ ہے نکھار دیارِ حضورؐ میں
کتنے ہی تاجدار دیارِ حضورؐ میں
کب دل پہ اختیار دیارِ حضورؐ میں
سب آئیں بار بار دیارِ حضورؐ میں
میرا بھی ہو مزار دیارِ حضورؐ میں
مجھ سا گنہگار، دیارِ حضورؐ میں

——— آصف راز

جو ممکن ہو تو اپنی التجا کے بعد آقاؐ سے
یہ کہنا زندگی اب بوجھ ہے، اِک بار ہے آقاؐ
مدینے کے مسافر! واسطہ ہے یہ انہیں کہنا
کرم کے شفقتوں کے رحمتوں کے پھول دے دیجئے

دھڑکتے دِل کی تسکینِ دُعا کے بعد آقاؐ سے
کوئی عاصی پریشاں حال ہے اور خوار ہے آقاؐ
حضور! اب دُور ہو کے آپؐ سے ممکن نہیں رہنا
اسے اپنے دیارِ پاک کی بس دُھول دے دیجئے

——— اظہر جاوید

پُوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو
ہو دوست کہ دشمن کوئی تخصیص نہیں ہے

عظمت شہہ ابرارؐ کی قرآن سے پُوچھو
کیا خُلقِ نبیؐ ہے کسی انسان سے پُوچھو

اے حلقہ بگوشانِ شہہ یثرب و بطحا!
مدحت کا ہے انداز کہ معراجِ تخیّل

کیا لُطفِ غلامی ہے یہ سلمانؓ سے پُوچھو
عرفانِ پیمبرؐ دلِ حسانؓ سے پُوچھو
——— اعجاز رحمانی

پوچھو نہ فرشتوں سے نہ انسان سے پوچھو
ہو دوست کہ دشمن، کوئی تخصیص نہیں ہے
کتنا شہہِؐ ابرار کی سیرت پہ عمل ہو
سرکارِؐ دو عالم کی اطاعت کا طریقہ
اے حلقہ بگوشانِ شہہؐ یثرب وبطحا
مدحت کا ہے انداز کہ معراجِ تخیّل
کس شان کا ہو احمدِؐ مرسل کا قصیدہ

عظمت شہِؐ ابرار کی قرآن سے پوچھو
کیا خُلقِ نبیؐ ہے، کسی انسان سے پوچھو
یہ بات ذرا اپنے ہی ایمان سے پوچھو
صدیقؓ وعمرؓ حیدرؓ وعثمانؓ سے پوچھو
کیا لطفِ غلامی ہے، یہ سلمانؓ سے پوچھو
عرفانِ پیمبرؐ دلِ حسّان سے پوچھو
اعجاز! یہ اللہ کے دیوان سے پوچھو
——— اعجاز رحمانی

ثنائے شفیعِؐ اُمم لکھ رہا ہوں
میں جتنا بھی لکھتا ہوں شانِ نبیؐ میں
خُدا میرا روئے سخن جانتا ہے
دو عالم میں تنویر پھیلی ہے جنؐ کی
جہاں کے لئے اسوۂ مصطفیٰؐ کو
لکھے کوئی کچھ بھی درِ مصطفیٰؐ کو
فضا دیکھ کر میں دیارِ نبیؐ کی
جو لکھتے ہیں اعجاز وصفِ محمدؐ

میں تاریخِ لوح وقلم لکھ رہا ہُوں
یہ محسوس ہوتا ہے، کم لکھ رہا ہُوں
کسے محتشم، محترم لکھ رہا ہُوں
اُنہیں میں چراغِ حرم لکھ رہا ہُوں
مداوائے رنج والم لکھ رہا ہُوں
مگر میں تو بابِ کرم لکھ رہا ہُوں
مدینے کو رشکِ اِرم لکھ رہا ہُوں
انہی کو میں اہلِ قلم لکھ رہا ہُوں
——— اعجاز رومانی

میں اگر پیاس کا صحرا ہوں تو دریا وہؐ ہے
اس کڑی دھوپ میں سر پر مرے سایہ وہؐ ہے

درمیاں وہ جو نہ ہو پھر نہ خدائی نہ خدا
عبد و معبود کے مابین وسیلہ وہؐ ہے

ذہن بیدار ہوئے جس سے اُسی کی ہے صدا
جس سے روشن ہوئے دل ایسا اُجالا وہؐ ہے

چارہ گر اور نہیں کوئی محمدؐ کے سوا
رُوح بیمار اگر ہے تو مسیحا وہؐ ہے

اپنی دُنیا کو میں دنیا سے جُدا رکھتا ہوں
جس کے صدقے میں ہے دنیا مری دُنیا وہؐ ہے

اس کی سیرت پہ عمل زیست کا مقصد ہے یہی
مالکِ زیست خُدا ہے تو سلیقہ وہؐ ہے

—— اعجاز رومانی

آج اذنِ حضوری مِلا ہے ہمیں
فضل اللہ کا، مصطفیٰؐ کا کرم

ناز کیسے نہ ہو اپنی تقدیر پر
اللہ اللہ! دیارِ نبیؐ اور ہم

اپنے لب پر سجا کر دُرود و سلام
ہے غلام آج حاضر، شفیعؐ اُمم!

حالِ دل آج اشکوں سے کر لے بیاں
گنبدِ سبز ہے سامنے، چشمِ نم

آپؐ سے اِک گذارش ہے محبوبِ رب!
اس گناہ گار کا آپؐ رکھ لیں بھرم

وقتِ رخصت قریب آرہا ہے حضورؐ!
لاکھ اٹھاتا ہوں، اٹھتے نہیں ہیں قدم

کیسے ٹھہریں ، کہ ممکن ٹھہرنا نہیں
کتنے مجبورِ حالات ہیں آج ہم

سب کے سب محترم سب کے سب مُعتبر
جتنے لمحے گذارے یہاں بیش وکم

الوداع ! الوداع ! اے دیارِ نبیؐ
جا رہے ہیں یہیں چھوڑ کر دِل کو ہم

—— اعجاز رومانی

سمجھا نہیں ہنوز مِرا عشقِ بے ثبات
تو کائناتِ حُسن ہے یا حُسنِ کائنات

جو ذکر زندگی کے فسانے کی جان ہے
وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے زینتِ حیات

اِک خالق جہاں ہے تو اِک مالک جہاں
اک جانِ کائنات ہے اِک وجہِ کائنات

بزمِ حُدوث سے ہے مقدّم تِرا وجود
خالق کے بعد کیوں نہ مکرّم ہو تیری ذات

اب تک سجی ہوئی ہے ستاروں کی انجمن
اس انتظار میں کہ پھر آئیں وہ ایک رات

ارشادِ 'مارَمَیت' سے ظاہر ہُوا یہ راز
ہے کبریا کا ہاتھ رسولِ خُدا کا ہاتھ

اعظمؔ میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں
میرے لئے تو ہے یہی سرمایۂ حیات

—— اعظمؔ چشتی

مجھ خطا کار سا انسان مدینے میں رہے
بَن کے سرکارؐ کا مہمان مدینے میں رہے

یوں ادا کرتے ہیں عُشاق محبّت کی نماز
سجدہ کعبے میں ہو، اور دھیان مدینے میں رہے

یاد آتی ہے مجھے اہلِ مدینہ کی یہ بات
زندہ رہنا ہو تو انسان مدینے میں رہے

دُور رہ کر بھی اُٹھاتا ہوں حضوری کے مزے
میں یہاں ہوں اور مِری جان مدینے میں رہے

چھوڑ-آیا ہوں دل و جان یہ کہہ کر اعظمؔ
آ رہا ہوں، مِرا سامان مدینے میں رہے

—— اعظمؔ چشتی

میری نگاہ سے پرے وہم و گماں سے دُور — میری خرد سے دُور مری این و آں سے دُور

راحت سے پاک رنج سے پاک ابتلا سے پاک — ہر بیش و کم سے ہر غم سود و زیاں سے دُور

حسرت سے پاک سُوز سے پاک آرزو سے پاک — حاجت سے پاک عجز سے پاک امتحاں سے دُور

کون و مکاں میں صرف وہی ایک ذات ہے — جو ہے ہر اک بشر کے چنین و چناں سے دُور

—— محمد اعظم چشتی

کتنا بڑا ہے مجھ پہ یہ احسانِ مصطفیٰؐ — کہتے ہیں لوگ مجھ کو ثنا خوانِ مصطفیٰؐ

بخشش نثار ہونے کو آئی ہزار بار — دیکھا جو مجھ پہ سایہ دامانِ مصطفیٰؐ

میرے ہر اُمتی پہ ہو لُطفِ خُدا سدا — اللہ سے ہوا ہے یہ پیمانِ مصطفیٰؐ

اعظمؔ! کبھی مجھے بھی تو بلوائیں گے حضورؐ — اک دن بنوں گا میں بھی تو مہمانِ مصطفیٰؐ

—— اعظمؔ چشتی

بگڑے ہوؤں کو کس نے سنوارا ترےؐ بغیر — ڈوبے ہوؤں کو کس نے اُبھارا ترےؐ بغیر

آخر کہیں تو کس سے کہیں داستانِ غم — دُنیا میں ہے بھی کون ہمارا ترےؐ بغیر

گر راحتوں میں یاد تری حرزِ جاں رہی — مشکل میں ہم نے کس کو پُکارا ترےؐ بغیر

اہلِ عمل کہ دادِ عمل سے ہیں مطمئن — اعظمؔ کو کون دے گا سہارا ترےؐ بغیر

—— اعظمؔ چشتی

مری جان صدقے مرا دل ہے قرباں تصوّر میں آئے مدینہ کے والی

فضا مہکی مہکی، ہوا لہکی لہکی، دریچے ہیں جنت کے روضہ کی جالی

مرے جذبۂ دل کا ہے یہ تصرف نگاہوں میں ہے سبز گنبد کی جالی
سجانے کو میں نے خیالوں کی دُنیا مدینہ سے جلووں کی جنت منگا لی

بہت ہو چکی اَب تو قسمت جگا دو، مدینہ بلا کر مدینہ کے والی
تمنّا ہے میری پہنچ کر مدینہ بہاروں میں پلکوں سے روضہ کی جالی

عطا کر مجھے صدقہ شانِ عطا کا ہے شہرہ دو عالم میں جُود و سخا کا
تری شان عالی مِرا دل سوالی کہ بھر دے اسے میری جھولی ہے خالی

درِ مصطفیٰ ﷺ پر جو ہو جائے جانا، ہو خُلدِ نظر آفتاب آستانہ
ادب سے کروں پیشِ خدمت میں شہ کے سلاموں کے گجرے دُرودوں کی ڈالی

—— منشی آفتاب علی

آنکھیں نہیں کشکولِ گدائی ہیں سراسر
دیدار کی درخواست ہے سرکارِ مدینہ!

یہ خاص کرم اُن کا ہے ممکن نہیں ورنہ
ہو مجھ سا خطاکار سزا وارِ مدینہ

مجھ ایسے گنہگار پہ کیا فضلِ خُدا ہے
رہتے ہیں زباں پر مری اذکارِ مدینہ

—— افضال حیدر انور

آپ محبوبِ خُدا ہیں آپ ہیں سدرہ نشیں
آپ ﷺ کا ثانی زمانے کی قسم کوئی نہیں

کون پا سکتا ہے ایسا ارفع و اعلیٰ مقام
آپ پر بھیجیں دُرود اہلِ فلک اہلِ زمیں

وقتِ مشکل اے رسولِ پاک ﷺ کیجئے یاوری
دَر پئے آزار ہیں سب دشمنانِ ملک و دیں

آپ ﷺ ہی کے صدقے حق نے بخشی ہے یہ ارضِ پاک
آپ ﷺ کی رحمت سے ہو جائے یہاں احیائے دیں

اپنے تحسین پر خُدا را اِک توجّہ کی نظر
آپ ﷺ کا منصب ہے عالی رحمتہ اللعالمین

—— افضل تحسین

نہ گھر چاہتا ہوں نہ زر چاہتا ہوں
نہ جس کی کبھی شام ہو زندگی میں
رہوں سر بسجدہ جہاں پر ہمیشہ
مجھے بخش دے اُنؐ کے دَر کی گدائی

شہِ دوسراؐ کی نظر چاہتا ہُوں
میں آقاؐ سے ایسی سحر چاہتا ہُوں
میں سرکارؐ کا سنگِ در چاہتا ہُوں
یہی چاہتا ہُوں، اگر چاہتا ہُوں

____ افضال عاجز

مصروف ذکرِ پاک میں صبح و مسا ہے دِل
خواہش ہے آپؐ آ کے ٹھہر جائیں ایک دِن
میرے نبیؐ! یہ آپؐ کی چاہت کا فیض ہے
اپنی محبتوں کا شَرف بخش دیجئے

اَب تو فقط گدائے درِ مصطفیٰؐ ہے دِل
مجھ بے نَوا کا جب سے مدینہ بنا ہے دِل
جو سنگ تھا کبھی وہ اَب اِک آئینہ ہے دِل
جو بھی ہے اور جیسا بھی ہے آپ کا ہے دِل

____ افضل گوہر

نکل رہی ہے یہ آواز میرے سینے سے
ضیائیں بانٹتے رہتے ہیں شافعِ محشرؐ
حضور! مجھ کو مدد کی اَشد ضرورت ہے
یہی اُمید مرا حوصلہ بڑھاتی ہے

پہنچ گیا تو نہ لَوٹوں گا پھر مدینے سے
تجلّیات کے کیف آفریں خزینے سے
اُلجھتے رہتے ہیں طوفاں مرے سفینے سے
بلاوا آئے گا راؔہی ! مجھے مدینے سے

____ اقبال راؔہی

میں روضۂ اطہر کی طرف دیکھ رہا ہوں
صحرا کی حرارت سے جمی ہونٹوں پہ پپڑی

ہر قلب کے محور کی طرف دیکھ رہا ہوں
پیاسا ہوں سمندر کی طرف دیکھ رہا ہوں

جس نور کے پیکر کا نہ ثانی ہے نہ سایہ
اس نور کے پیکر کی طرف دیکھ رہا ہوں

بھر دو مرا دامن! مرے آقاؐ! مرے مولاؐ!
سائل ہوں! سخی در کی طرف دیکھ رہا ہوں

ہر لفظ کے جوبن میں نہاں نعتِ نبیؐ ہے
لفظوں کے مقدر کی طرف دیکھ رہا ہوں

ہے دل جو غنا، امن، شفاعت، سے مزیّن
اقبالؔ! میں اس گھر کی طرف دیکھ رہا ہوں

_____ ڈاکٹر اقبال سرہندی

میں سوچتا ہوں میں کہاں نعتِ نبیؐ کہاں
سرکار کا کرم ہے یہ کاوش مری کہاں

انسان اور باری تعالیٰ کے رُوبرو
اُنؐ کے سوا بشر کو یہ عظمت ملی کہاں

ارشادِ مصطفیٰؐ پہ عمل کر کے دیکھ لو
اس کے بغیر زیست میں آسودگی کہاں

دربارِ مصطفیٰؐ میں رسائی جنہیں ملی
دُنیا میں آج اُنؐ سا کوئی آدمی کہاں

دو دن گزر گئی جو مدینے میں دوستو!
اُس زندگی کے سامنے یہ زندگی کہاں

چہرے چمک رہے ہیں سحرؔ! اُنؐ کے نُور سے
ورنہ ہماری بزم میں یہ روشنی کہاں

____ اقبال سحر انبالوی

اقبال صفی پوری دربار رسالت میں جو عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں ان کی خوشبو سرمست کر دیتی ہے۔

خُدا نہیں ہیں مگر مظہرِ خُدا ہیں رسولؐ
بلندیِ بشریت کی انتہا ہیں رسولؐ

دو عالم آپ کے پرتو سے جگمگا اُٹھے
صفات و ذاتِ الٰہی کا آئینہ ہیں رسولؐ

ہزار شورشِ طوفاں بڑھے ہمیں کیا غم
کہ جب خُدا ہے نگہباں، ناخدا ہیں رسولؐ

تمام رحمت و بخشش، تمام لطف وکرم
متاعِ قلبِ گدایانِ بے نوا ہیں رسولؐ

اس ایک نسبتِ محکم پہ دو جہاں صدقے
دِلوں کی آس، نگاہوں کا آسرا ہیں رسولؐ

شکستہ ہمت و گمراہ قافلوں کے لئے
چراغِ راہِ ہدایت ہیں رہنما ہیں رسولؐ

جو حُسنِ خُلق میں ہیں موجِ کوثر و تسنیم
تو گفتگو میں مزاجِ گُلِ صبا ہیں رسولؐ

ہزار بار گنہ سر پہ ہے تو کیا اقبالؔ
یہ آسرا کوئی کم ہے کہ آسرا ہیں رسولؐ

—— اقبال صفی پوری

ناداروں کی جھولیاں بھر دیں ہر قطرے کو دریا کر دیں
سر تا پا احسان و عطا ہیں صلّی اللہ علیہ وسلم

خُوشبو خُوشبو آپ کا دامن جس سے معطر گُلشن گُلشن
نکہتِ گل ہیں مُوجِ صبا ہیں صلّی اللہ علیہ وسلم

چارہ ساز تیرہِ عیساں پرسان احوال غریباں
سنتے سب کے دل کی صدا ہیں صلّی اللہ علیہ وسلم

لاکھ ہو موسم شعلہ افشاں ہم کیوں ہُوں اقبالؔ پریشاں
چشمہ رحمت ابرِ سخا ہیں صلّی اللہ علیہ وسلم

—— اقبال صفی پوری

بارگاہِ مصطفیٰؐ ہے اور میں
نُوریوں کا جمگھٹا ہے اور میں

جلوہ افگن ہیں محمدؐ روبرو
خُلد کا منظر کھُلا ہے اور میں

مصطفیٰؐ! یا مصطفیٰؐ! یا مصطفیٰؐ!
ذکر ہر دم آپؐ کا ہے اور میں

آپؐ کے احساں ہیں مجھ پر بے شمار
بارشِ ابرِ سخا ہے اور میں

آپؐ کی شفقت سے پہلے کا سماں
اِک مرا دل جانتا ہے اور میں

ہے نویدِ باریابی پھر مجھے — مصطفیٰ ہونگے، سُنا ہے، اور میں
سوئے کعبۂ کرم ہوں گامزن! — جذبۂ دِل رہنما ہے اور میں
خانۂ اقبال ہے مدحت سرا — نغمۂ صلِّ علیٰ ہے اور میں

——— اقبال صلاح الدین

وہ الفاظ کہاں سے لاؤں جو اقبال عظیم کی عظمت بیان کر سکیں اور اس کے روشن اقبال کا احاطہ کر سکیں۔ معلوم نہیں خُدا تعالیٰ نے اس کے روحانی اقبال کو عظمت عطا کرتے وقت اس کی آنکھوں کے بے نُور رکھنے میں کیا مصلحت پوشیدہ رکھی ہے۔ نُور والے اس بے نُور کے نُور پر رشک کرتے ہیں۔ اللہ اللہ یہ درد! یہ محبت! دل سینے سے باہر آ جاتا ہے۔ اقبال عظیم بہت بڑے نعت گو ہیں وہ بصارت سے محروم ہونے کے باوجود بصیرت کے جواہرات سے مالا مال ہیں۔ بصارت والوں سے کہیں بڑھ کر سوز و درد اور عقیدت و عشق کے مالک ہیں۔ حضورؐ کی ذات سے والہانہ تعلق کو ظاہر کرتے ہیں تو پڑھنے والا تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ بظاہر بصارت سے بے بہرہ اقبال عظیم جب کہتا ہے کہ "مدینہ ہم نے بھی دیکھا مگر نادیدہ نادیدہ" تو دِل سے بے ساختہ چیخ نکل جاتی ہے۔ اس کا تقریباً سارا نعتیہ کلام اس محرومی سے متاثر ہے اور اس تاثر نے کلام میں زیادہ خوبصورتی اور زیادہ عظمت پیدا کر دی ہے۔ اقبال بڑا عظیم ہے اور عظیم کا اقبال بہت بلند ہے۔ خُدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کے اقبال کو عظیم سے عظیم تر بنائے (آمین)

کعبے سے اُٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں — مقبول ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دُعائیں
آتی ہے شہنشاہ شفاعت کی سواری — شاداں ہیں خطا کار تو نازاں ہیں خطائیں
اس دَر کے غلاموں کی ہے افتاد فقیری — راس آتی ہیں ان کو نہ عبائیں نہ قبائیں
ہم حلقہ بگوشانِ درِ مصطفویؐ ہیں — ہم اور کسی دَر پہ جبیں کیسے جھکائیں!
میں عازم طیبہ ہوں مجھے کوئی نہ روکے — کہہ دو کہ حوادث مرے رستے میں نہ آئیں
میں کیا کروں مجبور ہوں بے تابیِ دل سے — میں گرمِ سفر ہوں وہ بُلائیں نہ بُلائیں

وہ بھی نہ سنیں گے تو بھلا کون سنے گا
افسانۂ غم اور کسے جا کے سنائیں

بس خاکِ کفِ پائے محمدؐ کی طلب ہے
اقبال کا مقصود دوائیں نہ دعائیں

—— اقبال عظیم

یہ خوشبو کچھ مجھے مانوس سی محسوس ہوتی ہے
مجھے تو یہ مدینے کی گلی محسوس ہوتی ہے

رُکی جاتی ہیں نبضیں اور قدم تھم تھم کے بڑھتے ہیں
مجھے اب قربتِ باغِ نبیؐ محسوس ہوتی ہے

ہوائیں گنگناتی ہیں فضائیں مسکراتی ہیں
میں کھویا جا رہا ہوں بے خودی محسوس ہوتی ہے

میں کچھ کچھ دَم بخود ہوں اس دیارِ رمز و نکہت میں
کہ اپنی شخصیت بھی اجنبی محسوس ہوتی ہے

—— اقبال عظیم

مدینے کا سفر ہے، اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ ، قدم لغزیدہ لغزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح - میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ، بدن لرزیدہ لرزیدہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا، ورنہ
کہاں میں، اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

غلامانِ محمدؐ دُور سے پہچانے جاتے ہیں
دلِ گرویدہ گرویدہ ، سرِ شوریدہ شوریدہ

وہی اقبال جس کو ناز تھا، کل خوش مزاجی پر
فراقِ طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

—— اقبال عظیم

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر، ہم بھی بے بس نہیں، بے سہارا نہیں
خود اُنہیؐ کو پکاریں گے ہم دُور سے، راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا، بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سَر جُھکانے کی فرصت مِلے گی کسے، خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

ہم مدینے میں تنہا نِکل جائیں گے، اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے، ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے

اے مدینے کے زائر! خُدا کے لئے، داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سُنا
دِل تڑپ جائے گا، بات بڑھ جائے گی، میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے

____ اقبال عظیم

مجھ کو حیرت ہے کہ میں کیسے حرم تک پہنچا
مجھ سا ناچیز درِ شاہِ امم تک پہنچا

ماہ و انجم بھی ہیں جس نقشِ قدم سے روشن
اے خوشا آج میں اس نقشِ قدم تک پہنچا

اس کے آگے میری جرأت نہ تقاضائے ادب
میرا افسانہ فقط دیدۂ نم تک پہنچا

کتنے خوش بخت ہیں ہم لوگ کہ وہ ماہِ تمام
اس اندھیرے میں ہمیں ڈھونڈ کے ہم تک پہنچا

اس کو کیا کہتے ہیں اربابِ خرد سے پوچھو
کیسے اک اُمّی لقب لوح و قلم تک پہنچا

راز اس اشکِ ندامت کا کوئی کیا جانے
آنکھ سے چل کے جو دامانِ کرم تک پہنچا

نعت کہنے کو قلم جب بھی اُٹھایا اقبالؔ
قطرۂ خونِ جگر نوکِ قلم تک پہنچا

____ اقبالؔ عظیم

کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی میرے آقاؐ نے عزّت بچا لی
فردِ عصیاں مری مجھ سے لے کر کالی کملی میں اپنی چھپا لی

وہ عطا پر عطا کرنے والے اور ہم بھی نہیں ٹلنے والے
جیسی ڈیوڑھی ہے ویسے بھکاری جیسا داتا ہے ویسے سوالی

میں گدا ہوں مگر کس کے در کا وہ جو سلطانِ کونِ مکاں ہیں

یہ غلامی بڑی مستند ہے میرے سر پہ ہے تاجِ بلالیؓ

میری عمرِ رواں! بس ٹھہر جا! اَب سفر کی ضرورت نہیں ہے

اُن کے قدموں میں میری جبیں ہے اور ہاتھوں میں روضے کی جالی

کوئی بادِ مخالف سے کہدے اَب مِری روشنی مجھ سے لے لے

میں نے آنکھوں کی شمعیں بجھا کر دِل میں طیبہ کی مشعل جلائی

میں فقط نام لیوا ہُوں اُن کا اُن کی توصیف میں کیا کروں گا

میں نہ اقبالؔ! خسرو نہ سعدی میں نہ قدسی نہ جامی نہ حالی

—— اقبالؔ عظیم

جائیں گے پا پیادہ ہی ہم جائیں گے ' اپنے آقاؐ کے دَربار تک جائیں گے

خود اُنہیؐ کو پکاریں گے ہم دُور سے 'راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

میری بے نُور آنکھوں پہ مَت جائیے' رہنمائی کی زحمت نہ فرمائیے

جب اُٹھے گی اِدھر وہ نگاہِ کرم' راستے تابہ منزل چمک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا' بندگی کا قرینہ بدل جائے گا

سَر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے 'خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

نام آقاؐ کا جب بھی لیا جائے گا' ذکر اُنؐ کا جہاں بھی کیا جائے گا

نُور ہی نُور سینوں میں بھر جائے گا' ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے

اِے حرم کے مسافر خُدا کے لئے' داستانِ سفر مجھ کو یوں مَت سُنا

بات بڑھ جائے گی 'دِل تڑپ جائے گا' آبگینوں سے آنسو چھلک جائیں گے

اَنؐ کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر ' کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر

ہم کو اقبالؔ جب بھی اجازت ملی' ہم بھی آقاؐ کے دربار تک جائیں گے

—— اقبالؔ عظیم

سوزِ دل چاہیئے چشمِ نَم چاہیئے اور شوقِ طلب معتبر چاہیئے

ہوں میسر مدینے کی گلیاں اگر' آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہیئے

اُن کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں' لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں

اُن کی سرکار میں التجا کے لئے' جنبشِ لب نہیں چشمِ تر چاہیئے

میں گدائے درِ شاہِ کونین ہُوں' شیش محلوں کی مجھ کو تمنّا نہیں

ہو میسر زمیں پر کہ زیرِ زمیں' مُجھ کو طیبہ میں اِک اپنا گھر چاہیئے

رونقیں زندگی کی بہت دیکھ لیں اَب میں آنکھوں کا اپنی کرونگا بھی کیا

اب نہ کچھ گفتنی ہے نہ کچھ دیدنی' مجھکو آقاؐ کی بس اِک نظر چاہیئے

اِن نئے راستوں کی غلط روشنی' ہم کو راس آئی ہے اور نہ راس آئے گی

ہم کو کھوئی ہوئی روشنی چاہیئے' ہم کو آئینِ خیر البشرؐ چاہیئے

گوشہ گوشہ مدینے کا پُرنوُر ہے' سارا ماحول جلووَں سے معمور ہے

شرط یہ ہے کہ ظرفِ نظر چاہیئے' دیکھنے کے لئے دیدہ ور چاہیئے

مدحتِ سرورِ دو جہاں کے لئے' صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو

فنِّ شعری ہے اقبالؔ اپنی جگہ' نعت کہنے کو خونِ جگر چاہیئے

—— اقبالؔ عظیم

ہم کو کیا مِل گیا چاندنی سے ہم کو کیا دے دیا روشنی نے

اپنے یہ چاند سورج سنبھالو ہم تو جاتے ہیں اپنے مدینے

میں کسی دَر پہ سر کیوں جھکاؤں خالی دامن تمہیں کیوں دکھاؤں

میرے آقاؐ کی نگری سلامت جس کی گلیوں میں گھر گھر خزینے

ضبط کا مجھ میں یارا نہیں ہے رنجِ دُوری گوارا نہیں ہے

ذکرِ طیبہ خُدا را نہ چھیڑو پھر چھلک جائیں گے آبگینے

شرم سے سَر جھکے جا رہے ہیں دِل میں رہ رہ کے پچھتا رہے ہیں

اللہ اللہ! یہ بارانِ رحمت آ گئے عاصیوں کو پسینے

علم و عرفاں کا میں کیا کروں گا' درسِ ایماں، کسی سے نہ لوں گا

میرے آقاؐ کے قدموں کے نیچے ہیں فضائل کے لاکھوں دفینے

آدمی کا بھرم کھو گیا تھا غرقِ سیلابِ غم ہو گیا تھا

لیکن اِک ناخدا کے سہارے پھر اُبھر آئے ڈوبے سفینے

عمر اقبالؔ یوں ہی بسر ہو ہر نفس یادِ خیر البشر ہو

صبح تا شام ذکرِ مسلسل اور راتوں کو پیہم شبینے

—— اقبالؔ عظیم

ینے کے سارے مکیں محترم ہیں' مدینے کا ایک ایک گھر محترم ہے

کفِ پائے آقاؐ کی خُوشبو ہے ان میں مدینے کی ہر رہگذر محترم ہے

وہ لوحِ جبیں ہے یقیناً مکرّم، جھکی ہو کبھی جو حدودِ حرم میں
میسر جسے ہو کبھی دیدِ طیبہ، خُدا کی قسم! وہ نظر محترم ہے

اترتی ہے جو نورِ خضرا میں ڈھل کر، مدینے کی وہ شب سراپا تقدّس
جو ہوتی ہے پیدا اذانِ سحر سے وہ طیبہ کی ٹھنڈی سحر محترم ہے

جو آتا ہو اس کو وضو کا سلیقہ، ندامت میں ڈوبے ہوئے آنسوؤں سے
تو سائل کا حرفِ دُعا محترم ہے، دُعا تو دُعا، چشمِ تر محترم ہے

اں میرے آقاؐ نے ڈالا تھا ڈیرہ، دیارِ حرم سے مدینہ پہنچ کر
اسے آپنے ہونٹوں سے چُوما ہے میں نے، وہ چھوٹا سا گھر کس قدر محترم ہے

تم اقبالؔ! قسمت کے کتنے دھنی ہو، کہ آنکھوں کے احسان سے بھی بری ہو
تم اس شہرِ نورُ الھدیٰ میں کھڑے ہو، جہاں زائرِ بے بصر محترم ہے

—— اقبالؔ عظیم

سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں، لیکن آقاؐ کا منصب جدا ہے
وہ امامِ صفِ انبیاءؑ ہیں اُن کا رُتبہ بڑوں سے بڑا ہے

کوئی لفظوں میں کیسے بتا دے، اُن کے رُتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سُنا ہے صرف اللہ اُن سے بڑا ہے

نام جنّت کا تم نے سُنا ہے، میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
یہ وہی شہرِ طیبہ ہے جس میں خوابگاہِ حبیبِؐ خُدا ہے

کتنا پیارا ہے موسم وہاں کا کتنی پُرکیف ساری فضا ہے
تم مِرے ساتھ خود چل کر دیکھو، خاکِ طیبہ بھی خاکِ شفا ہے

مستقل اُن کی ڈیوڑھی عطا ہو، میرے معبود یہ التجا ہے
کوئی پُوچھے تو یہ کہہ سکوں میں بابِ جبرئیل میرا پتہ ہے

—— اقبال عظیم

مجھ کو بھی کاش! جلوۂ خضرا دکھائی دے
بے نُور آنکھ سے بھی اجالا دکھائی دے

تھوڑی سی دیر کو مجھے بینائی چاہیے
بس اِک جھلک حضورؐ کا روضہ دکھائی دے

یارب! عطا ہو مجھ کو وہ مخصوص، روشنی
اُٹھے جدھر نگاہ، مدینہ دکھائی دے

جاگوں، تو صرف ان کے خیالوں میں گُم رہوں
سو جاؤں، تو فقط رُخِ آقاؐ دکھائی دے

—— اقبال عظیم

راقم الحروف کو آقا بیدار بخت سے ملاقات اور فیض محبت کا شرف حاصل ہے آپ تاجدار مدینہ حضور رحمت اللعالمینؐ کے ساتھ والہانہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔

لے چلا شوق جسے، وادیِ بطحا کی طرف
رہ کٹھن ہو بھی تو، اللہ نگہباں ہو گا

خدمتِ ہادیِؐ برحق میں، جو پہنچائے سلام
اے صبا ! تیرا دلِ زار پہ احساں ہو گا

یاس کہتی ہے، کہ کیا ہو گا وسائل کے بغیر
آپؐ فرمائیں گے تو، غیب سے ساماں ہو گا

آپؐ نے بھیجا نہ فرمانِ طلب ، گر مجھ کو
موت کے وقت بھی ، دل میں یہی ارماں ہو گا

آقا بیدار بخت

مجھ کو جو اپنے در پہ بلایا حضورؐ نے
خاکِ درِ حضورؐ میں گھر لے کے جاؤں گا

جس نے فضا کو تیرہ و تاریک کر دیا
میں اس شبِ سیہ کی سحر لے کے جاؤں گا

نکلے زباں سے، اور ادھر عرش تاز ہو
اپنی فُغاں میں ایسا اثر، لے کے جاؤں گا

مِل جائے گا سکون، دلِ بے قرار کو
میں آہِ نیم شب کا ثمر لے کے جاؤں گا

—— آقا بیدار بخت

درِ خیر الوریٰ ہے اور میں ہوں
بڑی مہر وعطا ہے اور میں ہُوں

مجھے کہہ کر گدا اُنؐ کا پکاریں
یہی لب پر دُعا ہے اور میں ہُوں

انہیؐ کے ہاتھ میں ہے میری بخشش
انہیؐ کا آسرا ہے اور میں ہُوں

نہ ہو کیوں اکتسابِ نُور دل کو
درِ شمس الضحیٰ ہے اور میں ہُوں

درِ احمد پہ اکبرؔ آ گیا ہوں
کرم کی انتہا ہے اور میں ہُوں

—— اکبرؔ حمزئی

اکبرؔ کاظمی موجودہ دور کے پُر جوش نعت گو ہیں آپ کے انداز میں کیف و سرور ہے عشقِ رسولؐ کو سہل اور میٹھی زبان میں اظہار کا جامہ پہنایا ہے۔

اے حبیبِؐ خُدا! اے شہہِ دوسَرا
تُوؐ زمانے کا سب سے بڑا رہنما

مخزنِ جُود و علم و ہدیٰ تیرا گھر
جس کو جو بھی ملا تیرے دَر سے ملا

تِرے سائے میں دُنیا نے پایا سکوں
یہ الگ بات ہے تیرا سایہ نہ تھا

تُو نے تاریخ کو عظمتیں بخش دیں
تُو نے انسان کا بول بالا کیا

کاظمیؔ کو تو اپنی خبر تک نہ تھی
اس کو تُو نے خدا آشنا کر دیا

—— اکبرؔ کاظمی

تیرا اندازِ کرم جب کبھی یاد آیا ہے
دِل نے جلتی ہوئی شب میں بھی سکوں پایا ہے

تُو ہر اک دَور میں تاریخ کا عنواں ٹھہرا
تُو ہر اک عہد میں انسان کے کام آیا ہے

تُو نہ برسوں کی ضرورت تھی نہ صدیوں کی دُعا
تو ابد تک کے لئے زیست کا سرمایہ ہے

بزمِ ہستی میں چراغوں کی ضرورت نہ رہی
جب سے سُورج تیرے احساس کا لہرایا ہے

میں نے ٹھہرے ہوئے لمحوں میں کُریدا ہے تجھے
میں نے اُڑتے ہوئے قرنوں میں تجھے پایا ہے

کاظمی! خاک بہ سر شہرِ نبیؐ میں پہنچوں
لوگ دیکھیں تو پُکار اُٹھیں یہ کون آیا ہے

—— اکبر کاظمی

جنّت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی

معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوبؐ بھی راضی
سجدے کے لئے سَر جو جھکاتے ہیں نمازی

فجر، ظہر و عصر کو، مغرب کو، عشاء کو
اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی

سجدوں کا نشاں چاند سا روشن ہے جبیں پر
پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی

حورانِ جناں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار
لو تم بھی چلو خُلد میں جاتے ہیں نمازی

—— اکبر وارثی

اکرام الدین بخاری نے نہایت اچھوتے انداز میں نعت کہی ہے کلام میں بے ساختگی اور ایک قدرتی بہاؤ ہے۔

تری اُلفت میں مر مٹنا! شہادت اِس کو کہتے ہیں
ترے کوچے میں ہونا دفن! جنت اِس کو کہتے ہیں

تجھیؐ کو دیکھنا تیریؐ ہی سننا تجھؐ میں گم ہونا
حقیقت معرفت اہلِ طریقت اِس کو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیریؐ گلی میں آنے جانے کا
تصوّر میں ترے رہنا عبادت اِس کو کہتے ہیں

تراؐ مفتونِ جاں دادہ تراؐ عاشق تراؐ شیدا
تراؐ مضطر، تراؐ اختر، ہدایت اِس کو کہتے ہیں

—— سید اکرام الدین بخاری

جب مدینے کی بات چل نکلے
سب پریشانیوں کا حل نکلے

کاش پائے دیارِ طیبہ میں
جب مجھے ڈھونڈنے اجل نکلے

ہو کرم مجھ پہ شافعِ محشرؐ
جب مِرا نامۂ عمل نکلے

عقل اُلجھی رہی دلیلوں میں
عشق کے فیصلے اَٹل نکلے

برکتِ نعتِ مصطفیٰؐ سے کلیمؔ
شاخِ اُمید پُھول پَھل نکلے

___ اکرم کلیم

کہتی ہیں الکتاب کی آیاتِ بیّنات
ذکرِ رسولِؐ پاک ہے سرمایۂ حیات

عشقِ رسولؐ جس میں ہے اس کو فنا نہیں
ہر ایک شے جہان کی ورنہ ہے بے ثبات

جس کو ملے ہیں شہرِ مدینہ کے روز و شب
ہر روز اس کا عید ہے ہر شب، شبِ برات

بعد از خُدائے پاک یہاں کائنات میں
میرے لئے تو کافی ہے میرے نبیؐ کی ذات

لولاک، جس کے سَر کی ہے زینت بنا ہُوا
وہ غائتِ جہاں وہی سلطانِ کائنات

نوکِ زبانِ خار بھی کہتی ہے اے نسیمؔ
باغِ حیات حُسنِ محمدؐ کی ہے زکواۃ

___ الف۔ د۔ نسیم

چُوما حرمِ کعبہ کو آنکھوں سے لگا کر
میں ! اور یہ عزّت ! فقط اُنؐ ہی کا کرم ہے

رہنے دو مجھے روضۂ اقدس کے مقابل
"گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دَم ہے"

بُھولے مجھے طیبہ کے نظارے نہیں اَب تک
اُن پاک فضاؤں سے بچھڑ جانے کا غم ہے

پرواز ! مِرے ساتھ ہیں رحمت کی گھٹائیں
ہر وقت مِرے سامنے تصویرِ حرم ہے

___ الطاف پرواز

چُور زخموں سے ہے شیشۂ قلب و جاں
میری نَس نَس میں غم، الکرم الکرم

مجھ سے بے دست و پا سے نہ اُٹھیں گے اب
ساعتوں کے ستم، الکرم الکرم

سیل تو ساحلِ زندگی دے ۔۔۔ خوفِ جاں ہے غم الکرم الکرم

آپؐ شفقت ہیں نرمی ہیں احسان ہیں ۔۔۔ اور ہم چشمِ نم، الکرم الکرم

آپؐ محبوبِ ربِ رحیم و کریم ۔۔۔ آپ رحم و کرم! الکرم الکرم

مجھ پہ الطاف! میرے رحیم و کریم ۔۔۔ مجھ پہ رحم و کرم، الکرم الکرم

الطاف قریشی

الطاف حسین حالیؔ کا انداز پر جوش اور موثر ہے ان کی قادر الکلامی میں کسے شک ہو سکتا ہے انہوں نے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے عدیم المثال کام کیا۔

اے ترا پایہ فہم سے برتر ۔۔۔ اے ترا نام عرش پر مسطور

میں ترےؐ در پہ سُن کے آیا ہوں ۔۔۔ نام تیرا شفیعِ روزِ نشور

کچھ نہیں زادِ راہ پاس اپنے ۔۔۔ مگر اُمیدِ عفوِ ربِ غفور

نہ معاصی میں تلخیِ خجلت ۔۔۔ نہ عبادت میں چاشنیِ حضور

ہاں! مگر کچھ اُمید بندھتی ہے ۔۔۔ تیرے زمرے میں جب ہُوا محشور

دُوریِ آستانِ والا سے ۔۔۔ ہے بہت تنگ حالیِ مجبور

جا لگے تیرے دَر پہ کشتیِ عمر ۔۔۔ جب کروں بحرِ زندگی سے عبور

جیتے جی دِل میں یاد ہو تیری ۔۔۔ مَرتے دم لب پہ ہو ترا مذکور

—— الطاف حسین حالیؔ

اے خاصۂ خاصانِ رسلِ وقت دُعا ہے ۔۔۔ اُمت پہ تریؐ آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے ۔۔۔ پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ اُمّت کے نگہباں ۔۔۔ بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

کر حق سے دُعا اُمتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے

اُمت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے اک اُن میں سوا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دُعا تیریؐ کہ مقبولِ خُدا ہے

ہاں حالؔی گستاخ نہ بڑھ حدِ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلہ ہے

—— مولانا الطاف حسین حالؔی

کسی چیز کی کمی ہے مولاؐ تری گلی میں
دُنیا تریؐ گلی میں عقبیٰ تریؐ گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
تیریؐ گلی کا رستہ پوچھا تریؐ گلی میں

کس طرح پاؤں رکھے یاں صاحبِ بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا تریؐ گلی میں

موت و حیات میری دونوں ترےؐ لئے ہیں
مرنا تریؐ گلی میں جینا تریؐ گلی میں

امجدؔ کو آج تک ہم ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اُس کا دیکھا تریؐ گلی میں

—— امجدؔ حیدر آبادی

آمداد ہمدانی کے شعروں سے محبتِ رسولؐ ٹپکتی ہے بڑے جذبے اور عقیدت سے شعر کہے گئے ہیں۔

تفریقِ رنگ و خوں کو مٹایا حضورؐ نے
ہم کو شعورِ زیست سکھایا حضورؐ نے

ربِّ کریم نے کیا تخلیق آدمی
انسان آدمی کو بنایا حضورؐ نے

دے کر ہر ایک قلب کو ایماں کی روشنی
سینوں میں آفتاب جگایا حضورؐ نے

لمحوں میں قید ہو گئے صدیوں کے فاصلے
معراج کا مقام بتایا حضورؐ نے

جس کی کوئی مثال ابد تک نہ مل سکی
آئینِ زندگی وہ بنایا حضورؐ نے

ایماں سے پھر گئے تھے تو ان کو بھی دی اَماں
دشمن سے دشمنوں کو بچایا حضورؐ نے

ایوسیوں کے شہر میں امداد کے لئے
اُمید کا چراغ جلایا حضورؐ نے

—— امداد ہمدانی

ا قیامت رہے لب پہ نام آپؐ کا
ذکر کرتا رہوں صبح و شام آپؐ کا

کسی کے مٹانے سے کیسے مٹے
لوحِ دل پر جو لکھا ہے نام آپؐ کا

ونجتی ہے وہاں اب بھی حق کی صدا
جس جگہ بھی ہُوا ہے قیام آپؐ کا

وشنی کی طرح پھیلتا ہی گیا
کوُ بہ کوُ بستی بستی پیام آپؐ کا

پؐ شفقت محبت کے مینار ہیں
ہر کسی نے کیا احترام آپؐ کا

ر پیمبر ہے جنّ و مَلک سے بلند
ہر پیمبر سے اونچا مقام آپؐ کا

پنے امداد پر بھی نظر کیجئے
سر جھکائے کھڑا ہے غلام آپؐ کا

—— امداد ہمدانی

فیعِ عاصیاں ہو تمُ وسیلہ بے کساں ہو تمُ
تمہیں چھوڑ اَب کہاں جاؤں، بتاؤ یا رسولؐ اللہ

رم فرماؤ ہم پر اَور کرو حق سے شفاعت تمُ
ہمارے جُرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسولؐ اللہ

نسا ہوں بے طرح گردابِ غم میں ناخدُا ہو کر
مِری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسولؐ اللہ

نسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسولؐ اللہ

—— حاجی امداداللہ مہاجر مکی

ر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسولؐ
اَب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسولؐ

لم نہ متقّی ہوں نہ زاہد نہ پارسا
ہوں اُمتّی تمہارا گنہگار یا رسولؐ

کس طرح آہ میں کروں خدمت میں عرضِ حال
ہوں خجلتِ گناہ سے سرشار یا رسولؐ

جس دن تمؐ عاصیوں کے شفیع ہو گے پیشِ حق
اُس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسولؐ

لیجو خُدا کے واسطے اِس دِن مِری خبر
عصیاں کا میرے جب کھُلے اخبار یا رسولؐ

تُم نے بھی گر نہ لی خبر اس حالِ زار کی
اَب جا کہاں بتاؤ یہ ناچار یا رسولؐ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپؐ کا
کیا غم ہے گرچہ ہُوں میں بہت خوار یا رسولؐ

کیا ڈر ہے اس کو لشکرِ عصیان و جرم سے
تُم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسولؐ

ہو آستانہ آپؐ کا امداؔد کی جبیں
اور اِس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسولؐ

——— حاجی امداؔد مہاجر مکی

سبز و شاداب گلستانِ تمنّا ہووے
کاش مسکن مِرا صحرائے مدینہ ہووے

مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہو نصیب
زہے قسمت جو سفر سُوئے مدینہ ہووے

جب کہیں قافلے والے، کہ مدینہ کو چلے
شوق میں پھر تو مِرا اور ہی نقشہ ہووے

ایسی صورت میں درِ شاہِؐ عرب پر پہنچوں
حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے

باندھ کرہاتھ کروں عرض بصد عجز و نیاز
خدمتِ شاہ میں جیسے کوئی بردا ہووے

گوہرِ اشک نثارِ قدمِ پاک کروں
جُز تہی دستی جو کچھ اور نہ تحفہ ہووے

——— حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

اے رسولِ کبریاؐ فریاد ہے
یا محمدؐ مصطفیٰؐ فریاد ہے

آپؐ کی اُلفت میں میرا یا نبیؐ
حال یہ اَبتر ہُوا فریاد ہے

سخت مُشکل میں پھنسا ہُوں آج کل
اِے مِرے مشکل کُشا فریاد ہے

چہرۂ تاباں کو دِکھلا دو مجھے
تُم سے اے نُورِ خُدا فریاد ہے

قیدِ غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے
یا شہہ ہر دوسرا فریاد ہے

——— حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

آپ کی فرقت نے مارا یا نبیؐ
دل ہُوا غم سے دو پارا یا نبیؐ

طالبِ دیدار ہُوں دِکھلایئے
رُوئے نورانی خُدارا یا نبیؐ

حق تعالٰی کے تُم ہی محبُوب ہو
کون ہے ہمسر تمہارا یا نبیؐ

باغِ جنّت سے ہے افضل لاکھ بار
مُجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبیؐ

مرتے دَم گر دیکھ لُوں رُوئے شریف
زندگی ہووے دوبارا یا نبیؐ

لیجئے دَر پر بلا، کب تک پھروں
دَر بدر یاں مارا مارا یا نبیؐ

چین آتا ہے مِرے دل کو تمام
نام لیتے ہی تمہارا یا نبیؐ

——— حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

ہم اہلِ دل ہیں، ہمارا یہی عقیدہ ہے
بغیر عشقِ نبیؐ دین ہے نہ دُنیا ہے

اثر کو حرفِ دُعا کا ہے انتظار یہاں
جو مانگیئے تو دَرِ مصطفیٰؐ سے ملتا ہے

جو دیکھ پاتے انہیں ہم تو حال کیا ہوتا
نہ دیکھنے پہ یہ عالم کہ جیسے دیکھا ہے

کلامِ پاک کی آیات میں پسِ الفاظ
ہمیں حضورؐ کا چہرہ دکھائی دیتا ہے

نظر کو حُسن، خرد کو شعور دل کو سکوں
بقدرِ ظرف اُسی آستاں سے ملتا ہے

——— اُمید فاضلی

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری
ہر چند وصفت می کنم، در حُسنِ زاں زیبا تری

آفاق ہا گردیدہ ام، مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تو چیزے دیگری

من تُو شدم تُو من شدی من تن شدم تُو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تُو دیگری

خسروؔ غریب است و گدا، افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہرِ خدا سُوئے غریباں بنگری

—— امیر خسروؔ

امیر مینائی جانتے ہیں کہ حضور سرورِ کائناتؐ نزع کے لمحے اپنے عاشق کی دلجوئی کے لئے تشریف لاتے ہیں وہ حضورِ انورؐ کی ملاقات کو اسی لئے موت کی سختی پر ترجیح دیتے ہیں۔ امیرؔ مینائی کو شانوں کا درد تھا یہ درد انھیں بہت تکلیف دینے لگا تھا کبھی تو رات بھر نیند مشکل سے آتی تھی درجنوں علاج کئے لیکن بے سود جس رات یہ نعتیہ غزل کہی تکلیف شدید تھی تڑپے جاتے تھے اور شعر کہتے جاتے۔ یہاں تک کہ مقطع ہو گیا درد کی شدت کم ہوئی تو نیند آ گئی صبح بیدار ہوئے تو درد یکسر غائب تھا امیرؔ مینائی اسے معجزے سے تعبیر کیا کرتے تھے کیونکہ اس کے بعد انھیں پھر کبھی یہ درد نہیں ہوا۔ وہ حیدر آباد دکن میں تھے کہ موت کا بلاوا آ گیا اور مدینہ جانے کی حسرت دل میں ہی رہی لیکن دربارِ نبویؐ میں پہنچ جانے کا یقین شاعر کو اکثر بے خود کر دیتا ہے وہ حضورؐ کے ساتھ والہانہ پیار کو موزوں الفاظ کا جامہ پہناتے ہیں۔

اللہ اللہ! مدینہ جو قریب آتا ہے — خود بخود سر پئے تسلیم جُھکا جاتا ہے
واہ رے شوق! جب آتا ہے زیارت کا خیال — دِل تڑپ کر مِرے پہلو سے نکل جاتا ہے
ہند سے کوئی کہیں جائے یہی کہتا ہے — کہ مسافر یہ مدینے کی طرف جاتا ہے
میں کہوں روضۂ پُر نُور رہا کتنی دُور — ساتھ والے کہیں اَب آتا ہے اَب آتا ہے
دونوں بے تاب ہیں حضرت کی زیارت کے لئے — دِل کو سمجھاتا ہُوں میں دِل مُجھے سمجھاتا ہے

اس گنہگار کو محشر میں نہ بلوائیں حضورؐ
روسیاہ سامنے آتے ہوئے گھبراتا ہے

میرے عیسیٰ! نہیں اب صبر کی طاقت باقی
دردِ شانوں کا نہایت مجھے تڑپاتا ہے

کسی کروٹ، کسی پہلو نہیں لیٹا جاتا
دن کو آرام، نہ راتوں کو قرار آتا ہے

ہے تو بدتر ہی امیرؔ اس میں نہیں شک لیکن
لاج اس کی ہے ضرور، آپؐ کا کہلاتا ہے

—— امیر مینائی

تم پہ میں لاکھ جان سے قُربان یا رسولؐ
بر آئیں میرے دِل کے بھی ارمان یا رسولؐ

کیوں دِل سے میں فِدا نہ کروں جان یا رسولؐ
رہتے ہیں اس میں آپؐ کے ارمان یا رسولؐ

دُنیا سے اور کچھ نہیں مطلُوب ہے مجھے
لے جاؤں اپنے ساتھ میں ایمان یا رسولؐ

اس شوق میں کہ آپؐ کے دامن سے جا ملے
میں چاک کر رہا ہوں گریبان یا رسولؐ

مشکل کُشا ہیں آپؐ، آمیرؔ آپؐ کا غلام
اَب اس کی مشکلیں بھی ہوں آسان یا رسولؐ

—— آمیر مینائی

حلقے میں رسولوں کے وہ ماہِ مَدنی ہے
کیا چاند کی تنویر ستاروں میں چھنی ہے

گھر سے کہیں اچھا ہے مدینے کا مسافر
یاں صبحِ وطن شامِ غریب الوطنی ہے

کہتا ہے مسافر سے یہ ہر نخلِ مدینہ
آرام ذرا لے لو یہاں چھاؤں گھنی ہے

یا رحمتِ مختار کی ہے کعبۂ دِل میں
کعبے میں عیاں جلوۂ ماہ مَدنی ہے

کچھ مدح پڑھوں روضۂ پُر نُور پہ چل کے
یہ بات آمیرؔ! اب تو مرے دِل میں ٹھنی ہے

—— آمیر مینائی

ب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا، میں رہا جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے
مدد اے شوق' کہ پیچھے میں رہا جاتا ہُوں

کاروانِ رہِ یثرب میں ہوں آواز درا
سب میں شامل ہوں مگر سب سے جُدا جاتا ہُوں

اس لئے تا نہ مِلے روکنے والوں کو پتہ
محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہُوں

——— امیرمینائی

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفیٰ کا ہو گیا
غلغلہ ساری خدائی میں خُدا کا ہو گیا

جب سے دِل دیوانہ محبوبِ خُدا کاہو گیا
مصطفیٰ اس کے ہوئے وہ مصطفیٰ کا ہو گیا

طوق' دینِ مصطفیٰ کا جس کی گردن میں پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خُدا کا ہو گیا

رحمتِ حق کیوں نہ ہو نازل مُحب پر آپؐ کے
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہو گیا

خاتمہ جب ہو گیا بالخیر تو سمجھا یہ میں
ختم مجھ پر لُطف' ختم الانبیاؐ کا ہو گیا

التجا پر اُمتِ عاصی کی جب. آمیں کہی
بُول بالا اِن غریبوں کی دُعا کا ہو گیا

نعت میں ہم نے جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
مِل گئی دولت وہ نسخہ کیمیا کاہو گیا

——— امیرمینائی

آنکھوں میں ہے اب جانِ مضطر مرے احمدؐ پیارے' میں صدقے
دیدار کے ترسوں پر ہو نظر' مرے احمدؐ پیارے' میں صدقے

تم ابرِ کرم میں تشنہٗ جگر' ہے پیاس سے دَم اب ہونٹوں پر
آنسو بھی نہیں جو آنکھ ہو تر' میرے احمدؐ پیارے میں صدقے

ہے ضُعف کا میرے یہ عالم' دشوار ہے چلنا چار قدم
پہنچوں گا مدینہ تک کیونکر' مرے احمدؐ پیارے ' میں صدقے

جتنے تھے اعزّہ چھوٹ گئے پرواز ہو کیا' پَر ٹوٹ گئے
اَب دل ہے شکستہ خستہ جگر' مرے احمدؐ پیارے' میں صدقے

جو سانس ہے اِس میں جھٹکا ہے سینے میں اب دم اٹکا ہے
بس ایک نگاہ بس ایک نظر، مرے احمدؐ پیارے میں صدقے
دامن پھیلے تیرے آگے ، ہاتھوں سے ترے قسمت جاگے
اوروں کا نہ ہوں میں دست نگر ، مرے احمدؐ پیارے میں صدقے

—— امیر مینائی

مدینے میں دلِ پُر دَرد اپنا لے کے جاتا ہوں
بڑے سرکارؐ کے دربار کی ڈالی لگاتا ہُوں
بہت ہی ناتواں ہُوں ہر قدم مشکل سے اُٹھتا ہے
تو اِے دِل ! آگے آگے چل، میں پیچھے پیچھے آتا ہُوں
کچھ ایسا ولولہ ہے راہ میں شوقِ زیارت کا
کہ دِل بڑھتا ہے ہاتھوں، جب قدم آگے بڑھاتا ہُوں
تصدق اِس عنایت کے ، میں اِس اعجاز کے صدقے
کہیں ہوں آپؐ ، لیکن میں تو اپنے دل میں پاتا ہُوں
فلک جو داغ دیتا ہے مجھے عشقِ محمدؐ میں
اسے آغوش میں لے کر کلیجے سے لگاتا ہُوں
امیر اَب میں یہاں گھبرا گیا ہُوں جی نہیں لگتا
اُٹھا کر ہند سے بستر مدینہ میں لگاتا ہُوں

—— امیر مینائی

دلِ نومید پر بھی اِک نگاہِ لطف ہو جائے
ہزاروں حسرتوں کا ہے یہ مارا یا رسولؐ اللہ

مدد فرمایئے اب تابِ گویائی نہیں باقی
چلی جب تک زباں میں نے پکارا یا رسولؐ اللہ

بڑی بندہ نوازی کی جو وقتِ نزع آپ آئے
ذرا ٹھہریں کہ میں کر لوں نظارہ یا رسولؐ اللہ

شہیدِ جلوۂ دیدار ہو جاؤں تو یہ سمجھوں
کہ میں نے زندگی پائی دوبارہ یا رسولؐ اللہ

نہ حوروں سے مجھے مطلب نہ جنّت کی مجھے خواہش
مری آنکھیں ہوں اور تیرا نظارہ یا رسولؐ اللہ

امیرؔ بے نوا عقبیٰ میں کس کا آسرا ڈھونڈے
رہا مداح دُنیامیں تمہارا یا رسولؐ اللہ

—— امیرؔ مینائی

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنّت کی ہوا آتی ہے

خاک چھانے تو رہِ عشقِ نبیؐ میں چھانے
ذرّے ذرّے سے یہاں بُوئے وفا آتی ہے

غمِ احمدؐ میں مِرے دِل سے نِکلتا ہے دُھواں
یا اُمڈتی ہوئی قِبلے سے ہَوا آتی ہے

روضۂ پاک پہ سب ضبطِ نفس کرتے ہیں
اس گلستاں میں دبے پاؤں ہَوا آتی ہے

—— امیرؔ مینائی

خلق کے سرورؐ شافعِ محشرؐ صلی اللہ علیہ وسلم
مرسلِ داورؐ خاص پیمبرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

نُورِ مجسّم ، نیّرِ اعظمؐ سرورِ عالمؐ مونسِ آدم
نوحؑ کے ہمدم ، خضرؑ کے رہبرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

دولتِ دُنیا خاک برابر ، ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالکِ کشورؐ، تختِ مذافر صلی اللہ علیہ وسلم

بھرے مملوؐ ریشہ ریشہ ، نعت امیرؔ اپنا ہے پیشہ
ورد ہمیشہ دن بھرؐ شب بھرؐ صلی اللہ علیہ وسلم

—— امیرؔ مینائی

دِلِ درد منہ کی داستاں نہ کہوں جو تمؐ سے تو کیا کروں
تمہیؐ غمزدوں کے ہو قدرداں نہ کہوں جو تمؐ سے تو کیا کروں

تمہیؐ بے کسوں کے شفیق ہو، تمہیؐ بے بسوں کے رفیق ہو
جو گذرتی دل پر ہے جانِ جاں، نہ کہوں جو تمؐ سے تو کیا کروں

تمہیؐ داد گر ہو یتیم کے تمہیؐ چارہ گر ہو سقیم کے
ہمہ تن ہوں درد میں نا تواں نہ کہوں جو تمؐ سے تو کیا کروں

نہ زمیں سنے نہ فلک سنے نہ بشر سُنے نہ مَلک سُنے
نہیں سنتا کوئی مری فغاں ، نہ کہوں نہ تمؐ سے تو کیا کروں

کوئی دلنواز یہاں نہیں ، مجھے تابِ ضبطِ فغاں نہیں
مِرے دل میں ہے جو غمِ نہاں نہ کہوں جو تمؐ سے تو کیا کروں

جو امیرؔ دیکھیں نبیؐ ادھر، تو کہوں یہ ہاتھوں کو جوڑ کر
کہ تڑپ کو دل کی میں نیم جاں ، نہ کہوں جو تمؐ سے تو کیا کروں

——— امیر مینائی

درِ حبیبؐ پہ اپنا سلام ہو جائے
زہے نصیب! مدینہ مقام ہو جائے

بری٘ جنابِ مقدّس میں اِے رسول کریمؐ
قبول اپنا دُرود و سلام ہو جائے

مدینے جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اِسی میں تمام ہو جائے

بلا لو جلد مدینے! یہ ہے امیرؔ کو خوف
کہیں نہ عُمرِ دو روزہ تمام ہو جائے

——— امیر مینائی

غمِ عشقِ نبیؐ سے گھر ترا آباد کرتے ہیں
نہ گھبرا اے دلِ ناشاد! تجھ کو شاد کرتے ہیں

چلے جو سُوئے یثرب اُس کے دامن سے یہ جا لپٹے!
ہم اِس حسرت میں اپنی خاک کو برباد کرتے ہیں

اِدھر عاشق کے صدقے ہیں اُدھر معشوق پر قرباں
خُدا کے ساتھ محبوبِ خُدا کو یاد کرتے ہیں

جُدائی میں کٹی اِک عمر یارب! وہ بھی دن آئے
کوئی کہہ دے! کہ چل سرکار تجھکو یاد کرتے ہیں

امیرؔ! اتنی حقیقت ہے ہماری نعت گوئی کو
ملا ہے مہماں فریاد رس فریاد کرتے ہیں
—— امیرمینائی

یہ بس گئی ہے دل میں تمنائے مدینہ
ہر سانس سے آتی ہے صدا ہائے مدینہ
سو جان سے اس بے خودیِ شوق کے صدقے
جب آپ سے باہر ہوئے دیکھ آئے مدینہ
بازارِ محبّت میں کہاں مُجھ سا خریدار
سر بیچ کے لیتا ہُوں میں سودائے مدینہ
اُس دل پہ میں سو جان سے قربان ہوں جس میں
ہو جلوہ نما ماہِ دل آرائے مدینہ
—— امیرمینائی

سُن لیا ہے کہ نبیؐ نزع میں آئیں گے ضرور
اس لئے مرگ کے آنے کی ہے حسرت مجُھ کو
شاید آ جائیں وہاں ختمِ رسالتؐ کے قدم
جلد اے مرگ دِکھا گوشۂ تُربت مجُھ کو
حشر کے روز نبیؐ ساقیِ کوثر ہونگے
کیا غمِ تشنگیِ روز قیامت مجُھ کو
جانتے ہیں کہ بہت تشنۂ دیدار ہُوں میں
ہے یقیں پہلے کریں جام عنایت مجُھ کو
غُل مدینے میں ہو وہ عاشقِ احمدؐ آیا
لے اُڑے ہند سے یارب مِری وحشت مجُھ کو
شُکر ہے بیٹھ رہا میں درِ اقدس پہ امیرؔ
مِل گئی سارے بکھیڑوں سے فراغت مجُھ کو
—— امیرمینائی

ازل کے روز سے ہے حرزِ جاں حضورؐ کی یاد
مِرا فسانہ مِری داستاں حضورؐ کی یاد
خضر کو رشک ہے میرے شبابِ پیری پر
کہ دِل کو رکھتی ہے پیہم جواں حضورؐ کی یاد
مجھے اُمید ہے درگاہِ ذاتِ اقدس سے
رہے گی جی میں مِرے جاوداں حضورؐ کی یاد
مِرے لبوں پہ رواں روزوشب حضورؐ کا نام
مِری رگوں میں رواں ہر زماں حضورؐ کی یاد
امیںؔ! نہ پُوچھ کہ کیوں تیز گام ہوں اتنا
کہ مجھ کو ہے جَرَسِ کارواں حضورؐ کی یاد
—— امین حزیں سیالکوٹی

مرے خواب کو بھی دوام دے مرے شوق کو بھی مقام دے
میں تو دو قدم بھی نہ چل سکوں مرے سامنے جو حرم نہ ہو

میں تری گلی میں پہنچ کے بھی نہ قدم بڑھاؤں میں کیا کروں
یہی سوچتا ہُوں میں دمبدم یہاں تیرا نقشِ قدم نہ ہو

مری عافیت بھی اسی میں ہے مری عاقبت بھی اسی میں ہے
جو دیا ہے سوزِ نہاں مجھے تو ہے التجا کہ یہ کم نہ ہو

مرے آنسوؤں کی حکائتیں مری حسرتوں کی وضاحتیں
میں غلط کہوں تو سزا ملے مجھے وصلِ نقشِ قدم نہ ہو

—— امین راحت چغتائی

لو سلام اپنا پہنچا، پیام آ گیا، آج خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں
ساتھ میرے چلے وہ جسے لوٹ کر اب کے طیبہ کی گلیوں سے آنا نہیں

کوئی اسلوبِ اظہار بھی تو نہیں، کس توقع پہ عرضِ ہنر کیجئے
آپؐ نے گر نہ دیکھا بہ چشمِ کرم دو جہاں میں پھر اپنا ٹھکانہ نہیں

ہجر کی رات کیا اس کی اوقات کیا؟ جب تصوّر میں شہرِ مدینہ بسے
سب مراحل ہیں اب منزلیں فضل کی کونسا خواب ہے جو سہانا نہیں

یوں تو راحت! حضورِ شہِؐ دوسرا جانے کس حال میں پیش ہونگے مگر
ہوش رکھنا یہ پاسِ ادب اسقدر، ہاتھ جالی کی جانب بڑھانا نہیں

—— امین راحت چغتائی

بے یارو و مددگار، و بے برگ و نوا، تنہا
دنیا پہ ہوا حاوی، اِک شخص کہ تھا تنہا

سنگی نہ کوئی ساتھی دُنیا صفِ اعدا تھی
سر کف پہ لئے نکلا، اِک مردِ خُدا تنہا

تنہا اُسے دیکھا ہے، اے غارِ حرا تُو نے
پایا ہے اُسے تُو نے اے کوہِ صفا تنہا

کفار کے گھیرے میں اغیار کے ڈیرے میں
جمعیتِ خاطر تھا اِک نامِ خُدا تنہا

واں قتل کی سازش تھی، یاں سب پہ نوازش تھی
واں تیغ وسناں کیا کیا، یاں صدق و صفا تنہا

پیغام لئے پہنچا، اسلام لئے پہنچا
دُنیا کے بیاباں میں اِک آبلہ پا تنہا

پہچان نہیں ممکن اللہ کی اب تجھُ بِن
ہے قبلہ نُما یعنی تو صلِّ علیٰ تنہا

——— انجم رومانی

مایوسِ التفات نہ ہو اضطراب میں
یہ سُوئے ظن ہے رحمتِؐ عالم کے باب میں

ہوتے ہیں زندہ روز وہاں دِل مرے ہوئے
اِک بار جا کے دیکھ تو اُن کی جناب میں

پوشیدہ ہے رضائے نبیؐ میں رضائے حق
راہِ خُدا ہے راہِ رسالتؐ مآب میں

جو انقلاب پیشِ نظر ہے حضورؐ کے ۔ انساں کی ہے فلاح اسی انقلاب میں
اِک حُبِّ مصطفیٰؐ ہے اگر ہو سکے نصیب ۔ ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہانِ خراب میں
قرآں کو حرزِ جاں نہ بنائیں تو کس طرح ۔ سیرت کا ہے بیاں تو فقط اس کتاب میں
جنّت ہے اُنؐ کے قرب میں انجمؔ! کہ آدمی ۔ ہے جتنا اُنؐ سے دُور ہے اتنا عذاب میں

——— انجم رومانی

یوں ہو رہی ہیں طے رہِ طیبہ کی منزلیں ۔ ہر اِک قدم پہ رحمتِ یزداں ہے اَور ہم
اے دل سنبھل! کہ جلوہ گہہ مصطفیٰؐ ہے یہ ۔ اے چشم! اب نظارۂ جاناں ہے اَور ہم
اِک رحمتِ تمام کی اللہ ری وسعتیں ۔ ہر ہر قدم پہ بارشِ احساں ہے اَور ہم
ماہِ تمام فخرِ دو عالم حبیبِؐ حق ۔ اس خاتمِ رسولؐ کا داماں ہے اَور ہم
نا آشنائے سجدہ ہے سنگِ درِ حبیبؐ ۔ پاسِ اَدب جبیں کا نگہباں ہے اَور ہم
انجمؔ! وہ ہم ہیں بے سروسامانِ زندگی ۔ عشقِ رسولؐ خود سروساماں ہے اَور ہم

——— انجم ملیح آبادی

ہو اَب تو عنایت کی نظر! شافعِ محشر! ۔ مشکل میں ہے ہر ایک بشر شافعِ محشر!
سُنتا ہوں کہ اس سال بلا لیں گے مدینے ۔ کیا باندھ لُوں میں رختِ سفر؟ شافعِ محشر!
اب پیشِ نظر آپؐ ہیں یا آپؐ کا رستہ ۔ جس سمت بھی اُٹھتی ہے نظر شافعِ محشر!
ہے نامۂ اعمال سیاہ فام تو کیا غم ۔ قطرے کو بنا دیں گے گہر شافعِ محشر!

____ انجم یوسفی

سرورِ کونین، ختم الانبیا ۔ بندۂ حق، مظہرِ شانِ خُدا
آشنائے منزلِ ناز و نیاز ۔ عاشقِ داور، حبیبِ کبریا

دستِ قدرت کا وہ یکتا شاہکار
سایہ بھی جس کا نہ پیدا ہو سکا

آپؐ کا ہر فعل تفسیرِ کتاب
آپؐ کا ہر قول ، فرمانِ خُدا

آپؐ کے احکام، دستورِ حیات
آپؐ کا پیغام ، پیغامِ بقا

دیدنی ہے آج میری بے بسی
المدد، اے شافعِ روزِ جزا

بندۂ عاجز، فقیرِ کج بیار
کیا کرے گا مدحِ ممدوحِ خُدا

—— ڈاکٹر سید انعام احسن فقیر

فقط اِک نام سب ناموں سے میرے دِل کو پیارا ہے
کہ جس ؐ کے ذکر نے میرا جہانِ دل سنوارا ہے

میسر ہے عجب مستی کا عالم یادِ پیہم سے
بنا ڈالا ہے فرطِ شوق نے آقاؐ کا گھر دِل کو

ہزاروں بار صدقے جان ودل اُس نام پر جس نے
مری ہر سانس میں اپنی محبّت کوٹ کر بھر دی

تصوّر نے بھَرا یہ رنگ چاہت کے قرینے میں
کہ پاکستان میں رہ کر بھی رہتا ہوں مدینے میں

—— انعام بھٹنڈوی

ہر وقت وہی منظرِ زیبائے مدینہ
بے قیدِ شب و روز نظر آئے مدینہ

رکھا نہ کسی اور تمنّا سے تعلق
معراجِ تمنّا ہے تمنّائے مدینہ

رو رو کے بدلواؤں زمانے کا مقدّر
جس وقت مقدّر مجھے لے جائے مدینہ

آنکھوں میں ہیں آباد مدینے کی بہاریں
خُوشبو کی طرح دِل میں سما جائے مدینہ

ہر سر کے لئے ذوقِ جنوں عام نہیں ہے
اللہ کا انعام ہے سودائے مدینہ

____ سید انوار ظہوری

شہرِ نبیؐ کو جب بھی کوئی جانے لگتا ہے
میں دِل کو اور دِل مجھ کو بہلانے لگتا ہے

جب بھی دیکھتا ہوں میں اپنی عُمرِ گریزاں کو
روضۂ اطہر کا منظر، یاد آنے لگتا ہے

دستِ طلب کوئی ایسا نہیں، جو اپنے سائل پر
عرضِ طلب سے قبل کرم فرمانے لگتا ہے

اسمِ محمدؐ کی خُوشبو، لَو دینے لگتی ہے
غنچۂ دِل میرا جونہی مُرجھانے لگتا ہے

_____ انور جمال

وہ جو نکلی تھی مِرے دِل سے نِدا کی صورت
یا نبیؐ! آپؐ نے سُن لی وہ صدا کی صورت

میں نے تو خود کو چھپایا تھا کہ کھُل کر روؤں
دیکھ لی آپؐ نے خود اپنے گدا کی صورت

میں خزاں دیدہ شجر ہوں، یہ یقیں ہے مجھ کو
مجھ پہ برسے گا کرم اُنؐ کا گھٹا کی صورت

کاسۂ جسم کو انوار سے اپنے بھر دیں
میں کہ ہوں شہرِ مدینہ کے گدا کی صورت

____ انور سدید

مدینہ جس کو کہتے ہیں بہت پُر نُور بستی ہے
حقیقت میں وہاں اللہ کی رحمت برستی ہے

نہ پہنچی گر وہاں اب تک، تو یہ قسمت کی پستی ہے
چل اے چشمِ تمنا! کیوں یہاں رہ کر ترستی ہے

سکوں مِل جائے گا دِل کو، نظر میں تازگی ہو گی
بہر صورت وہاں پر زندگی ہی زندگی ہو گی

وہ بستی دَر حقیقت جس میں ہر سو شادمانی ہے
وہ بستی، واقعی جس میں نشاطِ جاودانی ہے

وہ بستی، ہر دو عالم میں نہ جس کا کوئی ثانی ہے
وہ بستی زندگانی جس میں اصلِ زندگانی ہے

وہ بستی، جس میں حق کی کامرانی ہے زمانے میں
وہ بستی مصطفیٰؐ کی راجدھانی ہے زمانے میں

زمیں سے آسماں تک نُور کی بستی مدینہ ہے
حقیقت میں جمالِ طُور کی بستی مدینہ ہے

بظاہر اک مقامِ دُور کی بستی مدینہ ہے
بہ باطن ہر دلِ رنجور کی بستی مدینہ ہے

سکونِ دل ، نظر کی تازگی ، غم کا مداوا ہے
وہ بستی ہر دُکھے دل کا زمانے میں سہارا ہے

——— سید انور علی انور

انور فیروز پوری کی نعت سے دردو سوز پھوٹ پھوٹ کر بہتا ہے انہوں نے دربارِ رسالتؐ سے بھیک مانگی ہے بھیک مانگنے کا انداز کتنا منفرد اور دلکش ہے۔

بندہ نواز صدقۂ لُطفِ نظر مِلے
سائل ہوں آپ کا مجھے خیراتِ در مِلے

میں آپ سے سوال ہی کرتا رہوں حضورؐ
جو کچھ مِلے طلب سے مِری بیشتر مِلے

میری نظر نہ جائے کسی غیر کی طرف
دیکھوں حضورؐ ہی کو وہ ذوقِ نظر مِلے

منزل مِری مدینہ ہے منزل سے دُور ہوں
اتنا کرم تو ہو مجھے زادِ سفر مِلے

اِک بار جو نظر سے عطا کی تھی آپؐ نے
وہ دولتِ کرم مجھے بارِ دگر مِلے

آ آ کے چُومتے ہیں جنہیں خود ملائکہ
دُنیا میں آپ ہی کے وہ دیوار و دَر مِلے

باطن میں آپؐ کیا ہیں یہ انور خبر نہیں
ظاہر میں تو حضورؐ بہ شکلِ بشر مِلے

——— انور فیروزپوری

رنگ لائے گا اک دن غمِ بیکساں شاہِ طیبہ ہمیں یاد فرمائیں گے
ہو گا جب کملی والے نبیؐ کا کرم اُن کے روضے پہ ہم سَر کے بل جائیں گے

ہونگے حاضر درِ مصطفیٰؐ پر جو ہم پہلے چُومیں گے بڑھ کر نبیؐ کے قدم
دے کے پھر اُن کو شبیرؓ کا واسطہ اپنا دامن مرادوں سے بھر لائیں گے

اُن کا نامِ مُبارک ہے تسکینِ جاں، یہ ہماری محبّت کا ایمان ہے
ہجر کی آگ حد سے بڑھے گی تو ہم دل کو یادِ محمدؐ سے بہلائیں گے

وہ محمدؐ ہیں داتا ہیں سرکار ہیں مالکِ دو جہاں رب کے دلدار ہیں

دوستو! کملی والے کے صدقے میں ہم جو بھی مولا سے مانگیں گے وہ پائیں گے

—— انور فیروزپوری

جو بھی مدّاحِ خیر الوریٰ ہو گیا — پھر خُدا جانے وہ کیا سے کیا ہو گیا

اس کو حاصل ہوئی زندگیِ ابد — ذکر میں جو نبیؐ کے فنا ہو گیا

اُس کی دُنیا بنی اُس کی عقبیٰ بنی — جس پہ کچھ بھی کرم آپؐ کا ہو گیا

دردِ دل کے لئے یا حبیبِؐ خُدا — آپؐ کا ذکر میری دوا ہو گیا

جس پہ ڈالی فقط اِک نظر آپؐ نے — اللہ! اللہ! وہ پارسا ہو گیا

—— انور محمود

مدینہ جس کو کہتے ہیں بہت پُر نور بستی ہے — حقیقت میں وہاں اللہ کی رحمت برستی ہے

نہ پہنچی گر وہاں اب تک تو یہ قسمت کی پستی ہے — چل اے چشمِ تمنا! کیوں یہاں رہ کر ترستی ہے

سکوں مِل جائے گا دل کو نظر کو تازگی ہو گی — بہر صورت ، وہاں پر زندگی ہی زندگی ہو گی

سراپا کیف و مستی ہے زمانے میں فضا جس کی — صحت افزائے دل دنیا میں ہے آب و ہوا جس کی

مسیحائے نفس ہے ہر نسیم صبح زا جس کی — حیات افروزِ عالم ہے حقیقت میں ضیا جس کی

وہ بستی عالمِ امکاں میں بس طیبہ کی بستی ہے — وہ بستی مصطفیٰؐ یعنی حبیبِ کبریا کی ہے

—— سیّد انور علی انور

جہانوں کو رحمت ہے تیریؐ تدبری — زمانوں کو نعمت ہے تیریؐ بشیری

وہ انساں ہُوا بے نیازِ دو عالم — جسے راہ دکھائے تیریؐ دستگیری

تجھےؐ فخر تھا فقر پر، سروری میں — مجھے بھی عطا ہو، وہ دل کی امیری

ہو پھر زندگی آشنا، تیریؐ اُمت
ملے اس کو پہلی سی روشن ضمیری

زمانہ ہے آشوبِ نفرت سے گھائل
ترے خلق کی عام ہو خوش نظیری

ہوں آزاد مجبور و مقہور قومیں
عرب ہوں، کہ زنگی ہوں، یا کاشمیری

جہاں پاک ہو، ظلمتوں سے سراپا
توؐ بدر الدجائی ، "سراجاً" منیری

—— جسٹس ایس اے رحمٰن

آپ کی ادنیٰ توجہ سے کہاں تک آ گیا
ذرّہ ناچیز تھا میں آسماں تک آ گیا

آپ کی معراج نے وہ جرأتِ پرواز دی
آدمی چاند اور تاروں کے جہاں تک آ گیا

اس دلِ تاریک میں ارضِ مدینہ کا خیال
میرا ذوقِ جادہ پیمائی کہاں تک آ گیا

عقل والے سوچتے رہتے ہیں تاویلیں بہت
میں جنوں میں آپ ہی کے آستاں تک آ گیا

پاس کچھ باقی نہ تھا اشکِ ندامت کے سوا
یہ بھی اُنؐ کا ہی کرم تھا میں یہاں تک آ گیا

—— باقیؔ احمد پوری

دراصل تبسّم کی دولت حصّہ ہے اِنہی مجبوروں کا
سرکار کے رَوضہ پر لے کر جو دیدۂ پُرنم آتے ہیں

اللہ کرے کچھ اور سوا دیوانگیِ عشقِ آقاؐ
قُربت کے مزے اس عالم میں آتے ہیں تو پیہم آتے ہیں

وہ روضۂ اقدس سامنے ہے چُپکے سے تڑپ کر جاں دے دے
اے دِل کی لگی ایسے لمحے ہستی میں بہت کم آتے ہیں

آؤ! کہ دیارِ طیبہ میں کونین کی دولت بٹتی ہے
اس دَر سے گدا جھولی میں لئے انعام دو عالم آتے ہیں

محبوبِ خُدا کی رحمت پر ہے اور یقینِ کامل ہے
مجرم سرِ میزاں محشر میں آتے ہیں تو بے غم آتے ہیں

—— بدر بریلوی

گر طلب سے بھی کچھ ماسوا چاہیئے — اُن کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے
ہاتھ میں دامنِ مصطفیٰؐ آ گیا — اِک گنہگار کو اور کیا چاہیئے
اُن کے دَر سے تو سب کچھ مِلے گا مگر — اپنا کردار بھی دیکھنا چاہیئے
تُم ملے دونوں عالم کی دولت مِلی — اِس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہیئے

—— بسمل آغائی

دِل میں ہے یاد آنکھ میں صُورت رسولؐ کی — سرمایۂ حیات ہے چاہت رسولؐ کی
انسانیت کو ناز ہے فکرِ حضورؐ پر — بھاری ہے عقلِ کُل پہ فراست رسولؐ کی
ہر اک نشانِ پائے محمدؐ ہے آئینہ — آئینے سے بھی صاف ہے سیرت رسولؐ کی
بھیجوں نہ کیوں دُرود میں ہر ایک سانس پر — ہر اِک قدم کے ساتھ ہے رحمت رسولؐ کی
ایمان ہے یہ میرا عقیدہ بھی ہے یہی — بسمل خُدا کے بعد ہے عظمت رسولؐ کی

—— بسمل صابری

باعث سکونِ دِل کا محمدؐ کا نام ہے — ہر دَم مِری زباں پہ دُرود و سلام ہے
فرشِ حرم ہے زیرِ قدم شاہِ دین کے — عرشِ بریں حضورؐ کے زیرِ خرام ہے
دِن کو حضورؐ کفر سے گرمِ جہاد ہیں — اور شب کو اہتمامِ سجود و قیام ہے
حُبِّ رسولِ پاکؐ ہے ایمان کی دلیل — اس قول پر گواہ خُدا کا کلام ہے

—— بشر افغانی

انگلیاں آپؐ کی ہیں نبضِ دیارِ دل پر
آرزو مجھ کو لئے جاتی ہے منزل کی طرف
لالہ و گل بھی ہیں انجم بھی ہیں گوہر بھی بشیرؔ!

علم و حکمت کا یہ پُر درد نگر، آپؐ سے ہے
جستجو آپؐ کی ہے جذبِ سفر آپؐ سے ہے
میرے دامن میں سبھی کچھ ہے مگر آپؐ سے ہے
—— بشیرؔ رحمانی

جبریلِؑ امیں لاتے ہیں قرآں ترےؐ دَر پر
اُمڈے چلے آتے ہیں یہاں دَرد کے مارے
پھیلائے ہوئے آیا ہوں داماں ترےؐ دَر پر
یہ حاضری مقبول ہو اور مجھ کو عطا ہو
ساجدؔ نے بھی کچھ اشکِ ندامت ہیں بہائے

انسان کی تکمیل کا ساماں ترےؐ دَر پر
ہر دَرد کا مِل جاتا ہے درماں ترےؐ در پر
الطاف و عنایات کا خواہاں ترےؐ در پر
پاتے ہیں جو کچھ سائل و مہماں ترےؐ در پر
آیا ہے دل و جاں سے پشیماں ترےؐ در پر
—— بشیرساجدؔ

گنہگار کے یہ نصیب! اللہ اللہ!
اُچھلتا ہے سینے میں دِل اے رفیقو!
کہاں میں کہاں یہ مدینے کی گلیاں
لبوں پر دُرود اور آنکھوں میں آنسو

چلا سُوئے شہرِ حبیبؐ اللہ اللہ!
کہ آئی ہے منزل قریب اللہ اللہ!
کرم ہے ترا یا حبیبؐ! اللہ اللہ!
یہ بندے ہیں کیا خوش نصیب! اللہ اللہ!
—— بشیرساجد

سرمایۂ جاں ہیں شہہ ابرارؐ کی باتیں
کرتے ہیں کرم سب پہ، کہ عادت ہے یہ اُنؐ کی
ہاں! کیسے ہیں وہ کوچہ وبازار، وہ گلیاں

کس درجہ سکوں دیتی ہیں سرکارؐ کی باتیں
سنتے ہیں وفادار، خطاکار کی باتیں
کچھ اور کرو، شہرِ پُر انوار کی باتیں

ہاں ! کیسے برستا ہے وہاں نُور کا بادل
کچھ اور کرو گنبدِ ضَوبار کی باتیں

ہاں ! کیسے غُبارِ دل وجاں دھلتا ہے، زائرا!
کچھ اور کرو ابرِ گُہربار کی باتیں

جی چاہے کہ ہر آن سنوں ذکرِ پیمبرؐ
ہوتی رہیں کونین کے سردارؐ کی باتیں

—— بشیر مَنذرؔ

آؤ! چل کر اس دَرِ عالی کی دربانی کریں
رات دن، حُسنِ دو عالم کی ثنا خوانی کریں

کیا خبر! کب پھیل جائے، سات رنگوں کی دھنک
کیا خبر! کس دن! وہ کیسی جلوہ سامانی کریں

کب نگاہیں دیکھ لیں، رنگِ تبسم کی جھلک
کب وہ کملی کو جھٹک کر، عنبر افشانی کریں

دھر کے اُن قدموں پہ سر، کرلیں نصیبوں کو بلند
بن کے اس شہہؐ کے گدا، دنیا کی سلطانی کریں

انؐ پہ اپنا حال، سب روشن ہے سورج کی طرح
بے طلب ہی، کیا خبر، کیا کیا وہؐ ارزانی کریں

دیکھا! وہ نوریں بدن! مَنذرؔ، ہوا جلوہ نما
آنکھیں اپنی کیوں نہ حاصل عکسِ نورانی کریں

—— بشیر مَنذرؔ

راہرو ہر راہ سے ہٹ کر سُوئے بطحا چلیں
شکر کا ہر گام پر کرتے ہوئے سجدہ چلیں

ہم غمِ دنیا کی خاطر آج تک مٹتے رہے
اُن کی خاطر آؤ ٹھکراتے غمِ دُنیا چلیں

اس جگہ کرتے ہیں جان و رُوح و دل پیہم طواف
دیکھنے ہم بھی جہانِ عشق کا کعبہ چلیں

ہم نے دیکھی ہے مدینے کی بہارِ بے خزاں
اُن گلستانوں میں اے بادِ صبا ہم کیا چلیں

شقِ احمدؐ رہنما ہے راہبر ہے شوقِ دل
راہ کے ہر پیچ و خم سے ہو کے بے پروا چلیں

ضطرب ہے ایک مدّت سے نیازِ بندگی
چل جبینِ شوق سُوئے گُنبدِ خضرا چلیں

ن کے قدموں سے جُدا ہو کر کہیں تسکیں نہیں
آؤ اے بہزادؔ پھر پیشِ درِ مولیٰ چلیں

—— بہزادؔ لکھنوی

ہر اک لمحۂ وقت دِن ہو کہ شب
کرم بخشی و رحمت و جُود و لطف
غم و کلفت و زحمت و دردِ سر
عیاں کر رہا ہوں میں رازِ دِلی
میں تنہا یہاں ہوں مگر ہم نشیں

درِ خیرالوریٰؐ کی آرزو ہے
دِکھا دے رحمتِ عالم کا روضہ
رہے ہر دم زباں پر نام اُن کا
حبیبؐ کبریا کا عشق بہزاد

مدینہ ہی مدینہ ہے نظر میں
نگاہوں میں بسا ہے سبز گنبد
دُرودِ پاک کا ہے ورد جاری
خوشا ! بَابُ السّلام وبابِ رحمت
حُضوری میں جو تھا اک کیف طاری
گیے گریاں، گیے خنداں، گیے بند
کہا بہزاد نے یہ بے خودی میں

درخشاں درخشاں ہے اُس شہر میں
نمایاں نمایاں ہے اُس شہر میں
گریزاں گریزاں ہے اُس شہر میں
مِرا دین و ایماں ہے اُس شہر میں
مِرا دل مِری جاں ہے اُس شہر میں

—— بہزاد لکھنوی

دیارِ مصطفیٰؐ کی آرزو ہے
یہی ہر بینوا کی آرزو ہے
یہی جذبِ وفا کی آرزو ہے
حقیقت میں خُدا کی آرزو ہے

—— بہزاد لکھنوی

وہی رحمت کی دنیا ہے نظر میں
عجب اک نور پیدا ہے نظر میں
خوشا قسمت! وہ روضہ ہے نظر میں
بتاؤں کیا میں، کیا کیا ہے نظر میں
وہ عالم اور نقشہ ہے نظر میں
ہراک انداز پیدا ہے نظر میں
محبت ! تیرا کعبہ ہے نظر میں

—— بہزاد لکھنوی

جینے والو! اِس طرح دنیا میں جینا چاہئے
جو بھی عالم ہو، نظر سُوئے مدینہ چاہئے

اور کچھ حاجت نہیں ہے، اے مِرے ربِّ کریم
عشقِ احمدؐ چاہئے، یادِ مدینہ چاہئے

اسوۂ سرکارؐ ہی تو ہے صراطِ مستقیم
جس سے حق راضی رہے ایسا قرینہ چاہئے

لے کے ان کا نام، ہر طُوفاں میں کشتی ڈال دو
تم کو گر اپنا کنارے پر سفینہ چاہئے

عشقِ احمدؐ ہی وہ دولت ہے کہ جو گھٹتی نہیں
عشقِ احمدؐ ہی سے بس معمور سینہ چاہئے

سُوئے بطحا جس میں بندھ جائے مِرا رختِ سفر
مجُھ کو یارب جلد وہ پیارا مہینہ چاہئے

عشقِ احمدؐ یادِ بطحا اور کیفِ زندگی
یہ خزینہ، یہ خزینہ، یہ خزینہ چاہئے

جس جگہ بہزاؔد! دِل کھوئے وہاں سے آئے کیوں
بس مدینے ہی میں مرنا اور جینا چاہئے

—— بہزاد لکھنوی

دِل یہ کہتا ہے ہر دَم مدینے چلو
دُور ہو جائے گا غم مدینے چلو

دِل کی دُنیا وہاں تو سَنور جائے گی
کب رہے گا یہ عالم مدینے چلو

یا تو دِل تھام کر ضبط کرتے ہوئے
یا تو با دیدۂ نَم مدینے چلو

چاہتے ہو اگر چارۂ زخمِ دِل
مِل ہی جائے گا مرہم مدینے چلو

س جہاں میں کسی کا کوئی بھی نہیں
سب ہیں جُھوٹے یہ ہمدم مدینے چلو

ہر قدم چاہئے سجدۂ آرزو
سَر کو کرتے ہوئے خم مدینے چلو

یکھنا ہے اگر دیدۂ شوق سے
مرکزِ ہر دو عالم مدینے چلو

یرے کانوں میں بہزاد جیسے کوئی
کہہ رہاہے یہ پیہم مدینے چلو

—— بہزاد لکھنوی

مدینے دل و رُوح و جاں لے کے جاؤں
محبت کا سارا جہاں لے کے جاؤں

بُھلا دُوں جو کذب ہے رُوداد میری
جو حق ہے وہی داستاں لے کے جاؤں

"محمدؐ محمدؐ ہو" ہونٹوں پہ میرے
میں ایماں کی گلکاریاں لے کے جاؤں

نہ چھوٹے کبھی یہ دیارِ مدینہ
یہ حسرت سرِ آستاں لے کے جاؤں

جو تڑپا رہا ہے مری زندگی کو
وہی دِل کا دردِ نہاں لے کے جاؤں

نہیں لائقِ نذر، بہزادؔ کچھ بھی
میں کیا پیشِ شاہِ شہاں لے کے جاؤں

——— بہزاد لکھنوی

درِ خیر الورٰیؐ ہے اور میں ہوں
مرے غم کی دوا ہے اور میں ہوں

مرادوں کو مِلی ہے منزلِ شوق
دُعاؤں کا صِلہ ہے اور میں ہوں

مرے ارمان مچلے جا رہے ہیں
درِ حاجت رَوا ہے اور میں ہوں

خوشا قسمت کہ محرابِ النبیؐ میں
کسی کا نقشِ پا ہے اور میں ہوں

بھرا ہے جس نے دامانِ دو عالم
وہی دستِ سخا ہے اور میں ہوں

درِ اقدس کے آگے دِل ہے لرزاں
کہ اُنؐ کا سامنا ہے اور میں ہوں

ہُوا ہوں بابِ رحمت سے جو داخل
عطاؤں پر عطا ہے اور میں ہوں

دِکھا بہزادؔ کو ہر سال بطحا
یہی پیہم دُعا ہے اور میں ہوں

——— بہزاد لکھنوی

ہم دیارِ نبیؐ میں آ پہنچے
منزلِ حق رسی میں آ پہنچے

آج تک ظلمتوں میں گزری تھی
شکر ہے روشنی میں آ پہنچے

ہم کو فکرِ جہاں سے اَب کیا کام — جنّتِ زندگی میں آ پہنچے
اَب ہمیں خوف کچھ نہیں بہزاد — ہم تو اُنؐ کی گلی میں آ پہنچے

—— بہزاد لکھنوی

پھر درِ مصطفیٰؐ نظر آیا — کعبۂ مدّعا نظر آیا
صحنِ مسجد کی کیفیت دیکھی — اس میں ہر سر جُھکا نظر آیا
اللہ! یہ درخشانی — ہر طرف نُور سا نظر آیا
اب نہ الجھن ہے اور نہ بے چینی — دل سکوں آشنا نظر آیا
اپنے دامن کو دیکھ کر خوش ہُوں — آرزو سے سِوا نظر آیا
اپنے عالم میں مَست ہوں بہزاد — کیا بتاؤں کہ کیا نظر آیا

—— بہزاد لکھنوی

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے — مقدّر بنائیں یہ جی چاہتا ہے
جہاں دونوں عالم ہیں محوِ تمنّا — وہاں سَر جھکائیں یہ جی چاہتا ہے
محمدؐ کی باتیں، محمدؐ کی سیرت — سُنیں اور سُنائیں یہ جی چاہتا ہے
مدینے کے آقاؐ دو عالم کے مولیٰ — ترے پاس آئیں یہ جی چاہتا ہے
پہنچ جائیں بہزاد جب ہم مدینے — تو خود کو نہ پائیں یہ جی چاہتا ہے

—— بہزاد لکھنوی

مدینے کی حسرت کے قربان جاؤں یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہ اس سبز گنبد کا ہردم تصوّر عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

منوّر منوّر مدینے کے دِن ہیں درخشاں درخشاں مدینے کی راتیں
معطّر معطّر مدینے کی بستی یہ جنّت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ترے سبز گنبد پہ ہر دَم نظر ہے نہ سوزِ اَلم ہے نہ دردِ جگر ہے
نہ اپنی خبر ہے نہ دِل کی خبر ہے یہ راحت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

جہاں سَر جھکاتے ہیں آ کر فرشتے وہاں ہم گنہگار کرتے ہیں سجدے
یہ بخشش نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

—— بہزاد لکھنوی

تم سے کیفِ حضوری بیاں کیا کروں جا کے بطحا میں قلب اور جاں کھو گئے
رُوح پر وجد کچھ ایسا طاری ہُوا اپنی ہستی کے سارے نشاں کھو گئے

بے طلب ہی مرادوں سے دامن بھرا چار جانب تھا اک بحرِ جُود و سخا
جب خموشی ہی بننے لگی مدّعا پھر تو الفاظ و نطق و بیاں کھو گئے

جب نگاہیں اُٹھیں سُوئے باب السلام چھا گیا رُوح پر ایک کیفِ دوام
آ گیا بر لبِ دل دُرود و سلام میری نظروں سے کون و مکاں کھو گئے

اہلِ دل تو سبھی مست و مدہوش تھے اور اہلِ نظر خود فراموش تھے
ہوش والوں کو بھی ہم نے دیکھا یہی دیکھتے دیکھتے جالیاں کھو گئے

مسجدِ پاک میں جب جبیں جُھک گئی فکرِ بہزادؔ! کرنے لگی بندگی
کیا بتائیں! ہمیں کیسی لذّت مِلی اُن کا نقشِ قدم تھا جہاں کھو گئے

—— بہزاد لکھنوی

ضیائے دیدۂ حق میں ہے رخسارا محمدؐ کا کہ ہے اللہ کا دیدار نظارہ محمدؐ کا

وہ محبوبِ الٰہی ہے کیا ہے اس نے مہ پارہ
کرے گا سامنا کیا کوئی مہ پارہ محمدؐ کا

پہنچ لے گا جناں میں جبکہ اِک اِک اُمتی اُسکا
کہیں اس وقت ہو گا غم سے چھٹکارا محمدؐ کا

صراطِ حشر پر میرا قدم ڈگ جائے گا کیونکر
کہ ہوں تھامے ہوئے دامن میں بے چارہ محمدؐ کا

وہ شافی میرے دردوں کا وہ شافی میرے دردوں کا
میں دُکھیارا محمدؐ کا میں دُکھیارا محمدؐ کا

خُدا کو جان دیں گے ہم اور اس کا نام لیں گے ہم
بیاںؔ! صلّی علیٰ کیا نام ہے پیارا محمدؐ کا

—— بیاںؔ میرٹھی

ترےؐ نام کو وردِ جاں کر رہا ہوں
ہے تیرا ہی مجھ کو سہارا محمدؐ

زمانے کی ہر مشکل آسان ہو گی
یہ دُنیا ہے طوفاں کنارہ محمدؐ

نگاہِ کرم کا طلبگار ہُوں میں
ہو مجھ پر توجّہ خُدارا محمدؐ

تجھیؐ سے ہے ہم کو اُمیدِ شفاعت
تُو ہی عاصیوں کا سہارا محمدؐ

—— بیان میرٹھی

محبوب ہے کیا صلّیِ علیٰ نام محمدؐ
آنکھوں کی جِلا دِل کی ضیا نامِ محمدؐ

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذاں میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمدؐ

اس نام کی لذّت، دلِ مشتاق سے پُوچھو
جاں آ گئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

ورد اپنا ہمیشہ یہی دو نام ہیں بیدلؔ
یا نامِ خُدا لب پہ ہے یا نامِ محمدؐ

—— بیدلؔ

اس کی کشتی کو موج سے کیا غم
جس کے ہیں ناخدا، رسولؐ اللہ

دِل سے بھیجے گا جو دُرود و سلام
دیں گے اس کو دُعا رسولؐ اللہ

کیا مقدّس ہیں آپؐ کے القاب
مصطفیٰؐ، مجتبیٰؐ رسولؐ اللہ

مجھ کو مطلوب بس یہی دو ہیں
اِک خُدا دوسرا رسولؐ اللہ

ہم گداؤں پہ بھی نظر کیجئے
اے شہہِ دوسرا رسولؐ اللہ

قبر میں بھی جمال وقتِ سوال
دیجئے گا دِکھا رسولؐ اللہ

—— بیدؔل

قبلہ و کعبۂ ایمان رسولِؐ عربی
دو جہاں آپ پہ قربان رسولِؐ عربی

چاند ہو تُم تو رسولانِ سَلف تارے ہیں
سب نبیؐ دِل ہیں تو تم جان رسولِؐ عربی

صدقہ حسنینؓ کا رَوضے پہ بلا لو مجھ کو
ہند میں ہوں میں پریشان رسولِؐ عربی

کِس کی مشکل میں تِری ذات نہ آڑے آئی
تیرا کِس پر نہیں احسان رسولِؐ عربی

کوئی بہتر ہے تو بہتر سے بھی بہتر تُوؐ ہے
سب سے اعلیٰ ہے تِری شان رسولِؐ عربی

تِرا دیدار ہے دیدارِ الٰہی مجھ کو
تیری اُلفت مِرا ایمان رسولِؐ عربی

مجمعِ حشر میں اس شان سے آئے بیدؔم
ہاتھ میں ہو تِرا دامان رسولِؐ عربی

—— بیدؔم شاہ وارثی

میرا دِل اور مِری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے

تیرا دَر چھوڑ کے جاؤں تو کہاں میں جاؤں
میرے آقا! میرے سلطان! مدینے والے

بھَردے ، بھَردے! مِرے داتا! مِری جھُولی بھردے
اَب نہ رکھ بے سروسامان مدینے والے

آڑے آئی ہے تِری ذات ہر اِک دُکھیا کے
میری مشکل بھی ہو آسان مدینے والے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دِل بے چین
پھر مدینے کا ہے ارمان مدینے والے

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کے پُکاریں بیدؔم
یہی رکھیں مِری پہچان مدینے والے

—— بیدؔم وارثی

کیا پوچھتے ہو گرمیِ بازارِ مصطفیٰؐ — خود بِک رہے ہیں آ کے خریدارِ مصطفیٰؐ

دل ہے مِرا خزینۂ اسرارِ مصطفیٰؐ — آنکھیں ہیں دونوں روزنِ دیوارِ مصطفیٰؐ

پھیلا ہُوا ہے چاروں طرف دامنِ نگاہ — اور لُٹ رہی ہے دولتِ دیدارِ مصطفیٰؐ

بیدمؔ نہ آؤں جا کے دیارِ رسولؐ سے — تُربت ہو زیرِ سایہ دیوارِ مصطفیٰؐ

—— بیدمؔ شاہ وارثی

لو ! درِ شاہؐ زمانہ مِل گیا — عاصیوں کو اک ٹھکانہ مل گیا

زندگی اُس کی مکمل ہو گئی — جِس کو اُنؐ کا آستانہ مل گیا

روزِ محشر سایۂ کملی تو ہے — رحمتوں کا شامیانہ مل گیا

اے جہاں والو ! یہ لو اپنا چمن — ہم کو اپنا آشیانہ مل گیا

—— بیکلؔ رامپوری

اُنؐ کا دَر چُومنے کا صلہ مِل گیا — سر اُٹھایا تو مجھ کو خُدا مِل گیا

خود تھپیڑوں نے آ کر سہارا دیا — کملی والےؐ سا جب ناخُدا مِل گیا

جس کو طیبہ کی ٹھنڈی ہَوا مِل گئی — بس اُسے زندگی کا مزا مِل گیا

کچھ نہ پوچھو کہ میں کیسے بیکلؔ ہُوا — مجھ کو کملی میں نُورِ خُدا مِل گیا

—— بیکلؔ رامپوری

ہر نظر کانپ اُٹھے گی مُحشر کے دِن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا

اوڑھ کر کالی کملی وُہ آ جائیں گے حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا

عالمِ نفسی نفسی میں اے ہمنوا! دیکھنا ایسے میں عظمتِ مصطفیٰؐ
مُسکرا کے جو دیکھیں گے صلّیِ علیٰ ہر پریشان کا دِل بہل جائے گا
میرا کیا کر سکے گی بھنور میں بَلا ناز ہے آپ پر یا حبیبؐ خُدا!
آپ کا نام لیتے ہی بیڑا مِرا ڈُوبتے ڈُوبتے بھی سنبھل جائے گا
اپنی چوکھٹ پہ سرکارؐ بلوایئے کچھ تو بیکلؔ کے بارے میں فرمایئے
اے مسیحِ دو عالم! چلے آیئے ورنہ بیمار کا دَم نکل جائے گا
—— بیکلؔ رامپوری

وہ صبحِ مدینہ، وہ شامِ مدینہ، معطّر معطّر ہوائے مدینہ
سنہری سنہری حجابوں میں رحمت، مقدّس مقدّس فضائے مدینہ
وہ روضہ کی جالی وہ احساسِ عظمت وہ بے تابیِ دل طبیعت پہ رقّت
لرزتے ہوئے لب وہ اشکِ ندامت سکوں بخش آہ و بکائے مدینہ
در و بامِ اقدس پہ نظروں کے سجدے زباں پر وہ صلّیِ علیٰ کے ترانے
دُرودِ مدینہ سلامِ مدینہ لب و قلب مدحت سرائے مدینہ
وہ دالاں جو ہے اہلِ صُفّہ کا مسکن، جو مزدور و محنت کشوں کا تھا مامن
تھے دل جن کے عشقِ پیمبرؐ سے روشن نثارِ شہہ خوش لقائے مدینہ
وہ تسبیح و تہلیل و تمجیدِ داور، ملائک کو بھی رشک آتا ہے جن پر
محبّت کی تنویر سے دِل منوّر فروزاں فروزاں ضیائے مدینہ
شب و روز یادوں کو دیتے ہیں دستک دل و گوش جن سے ہیں مسحور اب تک
اذانِ مدینہ، صلواۃِ مدینہ، سجودِ مدینہ، دُعائے مدینہ

خوشا دِل کو حاصل ہوئی ہے وہ دولت، کہ کونین کی عظمتیں اس کی قیمت
مِری زندگانی کی جو ہے حرارت، ولائے محمدؐ ولائے مدینہ
یہی دِل کی دھڑکن، یہی آرزوئیں، نمازوں میں شام و سحر یہ دُعائیں
کہ پھر آپ کے دَر پہ سر کو جھکائیں، ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

—— بیگم صدیق علی خان(خورشید آراء)

تاجدارِ حرم ہو نگاہِ کرم ہم غریبوں کے دِن بھی سنور جائیں گے
ہادیٔ بیکساں کیا کہے گا جہاں آپؐ کے دَر سے خالی اگر جائیں گے
خوفِ طوفان ہے آندھیوں کا ہے غم سخت مشکل ہے آقا کدھر جائیں ہم
آپؐ بھی گر نہ لیں گے ہماری خبر ہم مصیبت کے مارے کِدھر جائیں گے
دَر پہ ساقیٔ کوثر کے پینے چلیں میکشو! آؤ آؤ مدینے چلیں
یاد رکھو! اگر اُٹھ گئی اِک نظر جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے
کوئی اپنا نہیں غم کے مارے ہیں ہم آپؐ کے دَر پہ فریاد لائے ہیں ہم
ہو نگاہِ کرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم آپؐ کا نام لے لے کے مَر جائیں گے
آپ کے دَر سے کوئی نہ خالی گیا اپنے دامن کو بھر کے سوالی گیا
ہو پیامِ حزیں پر بھی آقا کرم ورنہ اوراقِ ہستی بِکھر جائیں گے

—— پیام سہالوی

وقِ طیبہ میں جو گھر سے چلئے — پاؤں تھک جائیں تو سَر سے چلئے
شک کہتا ہے کہ سُوئے طیبہ — بچ کے ہر ایک نظر سے چلئے
یک ہی اشکِ ندامت ہے بہت — بس اسی زادِ سفر سے چلئے

حجِ کعبہ کے لئے اے تابشؔ
نعت پڑھتے ہوئے گھر سے چلئے
—— تابشؔ دہلوی

ہزاروں آرزوؤں کا یہ حاصل لے کے آیا ہوں
کہ دِل لے کر گیا تھا، اور غمِ دل لے کے آیا ہوں
نیاز و ناز کے سارے مناظر ہیں اِن آنکھوں میں
میں اُن کی بزم سے محفل کی محفل لے کے آیا ہوں
نشاطِ دید سے چھلکی ہوئی ہے شوق کی دُنیا
نظر بہکی ہوئی، کھویا ہوا دل لے کے آیا ہوں
حجابوں کا یہ عالم، بے حجابی دیکھئے کیا ہو
کہ بے دیکھے، یقینِ دیدِ کامل لے کے آیا ہوں
بڑھا دی ہیں سفر نے لذتیں صحرا نوردی کی
میں ہر منزل سے دل میں یادِ منزل لے کے آیا ہوں
مدینہ سجدہ گاہِ دل ہے، مسجودِ جبیں کعبہ
یہی شوقِ زیارت کا میں حاصل لے کے آیا ہوں
—— تسکین قریشی

کششِ حُسن کے اعجاز دکھائے جاتے
فاصلے جادۂ منزل کے مٹائے جاتے
کاش ہم روضۂ اقدس پہ بلائے جاتے
حرمِ پاک میں جب وقتِ حضوری آتا
زیرِ لب پڑھتے ہوئے صلیِ علیٰ صلیِ علیٰ
ہاتھ باندھے ہوئے نظروں کو جُھکائے جاتے
چشمِ رحمت سے جو درِ پردہ اشارہ ہوتا
غلبۂ شوق میں یہ حال ہمارا ہوتا
بیٹھتے یوں کہ نہ اُٹھتے نہ اُٹھائے جاتے
دیکھتے جلوۂ پنہاں کی جہاں کوئی جھلک
سر بزانو کسی گوشے میں، وہیں پہروں تک
عالمِ کیف میں ڈوبے ہوئے پائے جاتے
سجدہ کرتے کبھی رہ رہ کے قریبِ منبر
نگۂ حاجب و درباں سے کبھی چھُپ چھُپ کر
جالیاں روضہ کی آنکھوں سے لگائے جاتے
—— تسکین قریشی

اے خوش نصیب لوگو، یثرب کے جانے والو — عیشِ ابد کما لو، رنجِ سفر اٹھا کر

جاتے ہو تم تو جاؤ ، لیکن یہ یاد رکھنا — جاتے ہو میرے دل میں اک آگ سی لگا کر

اِس بد نصیب کی ہے اک عرض سنتے جاؤ — کہتا ہے چشمِ تر سے سیروں لہو بہا کر

دیکھو یہ یاد رکھنا طیبہ میں جب پہنچنا — مجھ کو نہ بھول جانا مقصود اپنا پا کر

ہو روضۂ نبیؐ پر جب حاضری تمہاری — کہنا بہت ادب سے جالی کے پاس جا کر

محشر بپا ہے اٹھئے اے شمعِ بزمِ محشر — اُمّت کے سر پہ رکھیے دستِ کرم اب آکر

بگڑی ہے بات ایسی بنتی نہیں بنائے — بیٹھے ہیں آپؐ ہی سے سب آسرا لگا کر

اور اِک غریب جس کو کہتے ہیں سب تمنّا — آنے کے وقت ہم نے دیکھا جو اس کو جا کر

طیبہ کی سمت رخ تھا اشک آنکھوں سے رواں تھے — بیچارہ کہہ رہا تھا یوں ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر

تا در جہانِ خوبی امروز کامگاری — باشد کہ بیدلاں را کا ے زلب بر آری

—— علاّمہ تمنا عمادی

رحمت سے نوازا ہے زمانے کو نبیؐ نے — انساں کو سکھائے ہیں ہدایت کے قرینے

سرکارؐ کی سیرت سے جِلا زیست نے پائی — سرکارؐ کی یادوں سے منوّر ہوئے سینے

بجتے ہیں مرے ساتھ سحر تاب مناظر — مکے سے جو چلتا ہوں ، پہنچتا ہوں مدینے

توفیق کی پلکوں پہ دیئے ہو گئے روشن — جب چھیڑ دیا ذکر مدینے کا کسی نے

—— توفیق بٹ

ہمیں مدینہ کی ہر بات یاد آتی ہے — حرم کی طرزِ مدارات یاد آتی ہے

ازانِ صبحِ حرم یاد آتی ہے ہر روز
وہیں کی روشنی ہر رات یاد آتی ہے

نظر نظر کی نوازش، گھڑی گھڑی کی روش
ابھی بطورِ حکایات یاد آتی ہے

حرم سے چلتے ہوئے وہ نظر کی بے تابی
بہ ہر نزاکتِ حالات یاد آتی ہے

عجب نہیں کہ بلاتے ہوں پھر حضوری میں
جو تہنیت کو ہر اک بات یاد آتی ہے

—— تہنیت النسا بیگم، حیدر آبادی

وہ سب حضور کی دانش نے آشکار کئے
جہاں میں جتنے مقاصد تھے زندگی کے لئے

یہ نام جب بھی لیا دل میں چاند اتر آیا
کہ ان کا اسمِ گرامی ہے چاندنی کے لئے

ضیائے رُوئے محمدؐ کی اک جھلک ثاقب
مجھے نصیب ہو دِل کی شگفتگی کے لئے

—— ثاقب زیروی

کراچی ، آگرہ لاہور دیکھا
مدینے سا نہ خطہ اور دیکھا

منیٰ، غارِ حرا ، خمسہ مساجد
نشاں اِک اِک بہ نظرِ غور دیکھا

تصوّر کا وہ اعجازِ درخشاں
صحابہؓ کا سنہری دور دیکھا

لبِ زمزم ہر اک دستِ طلب میں
چھلکتا ساغرِ بلّور دیکھا

رہِ طیبہ کی کیف آور ریاضت
مسافت میں مزا ہی اور دیکھا

زہے طیبہ کے صبح وشام ثاقب
زمانے سے جُدا ہر طور دیکھا

—— ثاقب عرفانی، گوجرانوالہ

وہ لوگ سیلِ وقت سے آگے نکل گئے
چلتے رہے جو دستِ شفاعت کو تھام کے

دہلیزِ مصطفیٰؐ کی طلب میں چلا ہُوں
میں نے بُجھا دیئے ہیں چراغ اپنے نام کے

اُن کی عقیدتوں کا سفر عمُر بھر کا ہے
جاذب! یہ راستے نہیں دو چار گام کے

—— جاذب قریشی

ورفعنا لک ذکرک

جعفر بلوچ نے نعت نبیؐ کی منزلیں خوش اسلوبی سے طے کی ہیں زبان و ادب پر ان کی گرفت مضبوط ہے عشقِ رسالت میں ان کے کلام نے قاری کو مسحور کر دیا ہے۔

اُن کی رحمت نے ہمیں بخشیں ردائیں اَن گنت
ٹل گئیں سر سے ہمارے یوں بلائیں ان گنت

اُس نگر میں کوئی پہنچا دے مری فریاد بھی
اُس نگر میں آتی جاتی ہیں ہوائیں اَن گنت

تیری نعتوں سے چمک اٹھے دلوں کے آئینے
جعفرؔ! اہل دل تمہیں دیں گے دعائیں ان گنت

جعفر بلوچ

چَھا گئی تیرگی، یا نبیؐ! یا نبیؐ
روشنی روشنی یا نبیؐ! یا نبیؐ

ہر اُفق سے اندھیرے اُبلنے لگے
کیا کرے آدمی، یانبیؐ! یا نبیؐ

رُخ بدلتی ہے دُنیا کے حالات کا
اِک نظر آپؐ کی، یانبیؐ! یا نبیؐ

در خورِ لُطف ہے قابلِ رحم ہے
میری افتادگی، یانبیؐ! یا نبیؐ

آپ ہی کے نقوشِ قدم سے رہے
میری سربستگی، یانبیؐ! یا نبیؐ

آپؐ کے دَر سے جائیں تو جائیں کہاں
آپ کے اُمتی، یانبیؐ! یانبیؐ

جعفر بلوچ ــــــ

آپؐ کے دَم سے مشرف ہو گئی خاکِ حجاز
ورنہ مٹّی کے لئے کیسا شرف؟ کیا امتیاز؟

آپ نے بگڑے ہُوئے ماحول کی تطہیر کی
دے کے احکامِ زکواۃ و روزہ و حج و نماز

سرکشوں نے آپ سے پایا شعورِ بندگی
خود سروں کو آپ نے بخشے مقاماتِ نیاز

آپ کی تعلیمِ اقدس پر عمل کرنے میں تھا
قرنِ اولیٰ کے مجاہد کی جہاں بانی کا راز

آج ہم ہیں جادۂ مقصود سے بھٹکے ہوئے
قلبِ افسردہ میں کوئی سُوز ہے باقی نہ سَاز

بیٹھ کر نخلِ تساہل کی گھنی چھاؤں میں ہم
کرتے رہتے ہیں ہمیشہ عظمتِ رفتہ پہ ناز

جعفر بلوچ ــــــ

یہی تمنّا ہے میں بھی کچھ دِن دَرِ نبیؐ پہ گزار آؤں
جو لے کے جاؤں اثاثۂ جاں وہ اُن کے قدموں پہ وار آؤں

ہوں میں بھی اِک منتظر مسافر، سکونِ قلب و نظر کی خاطر
یہاں سے میں بیقرار جاؤں وہاں سے لے کر قرار آؤں

میں آپ کی خاکِ در کے صدقے میں آپکی اِک نظر کے صدقے
کبھی درِ فیض وا ہو مجھ پر کہ عاقبت کو سنوار آؤں

بساؤں نَس نَس میں اس طرح میں تبسمِ مصطفیٰؐ کی نکہت
میں اپنی دُنیا سنوار آؤں میں اپنی ہستی نکھار آؤں

نظر ہو مجھ پر طبیب میرے کہ جاگ اُٹھیں نصیب میرے
مجھے بھی اِے میرے بندہ پرورؐ! عطا ہو یہ اختیار آؤں

میں چُوموں کعبہ کو ہر طرف سے پھروں مدینے کی ہر گلی میں
میں بار بار اس دیارِ اقدس میں جاؤں اور بار بار آؤں

حضورؐ کے دَر پہ جان دے دوں، میری یہی آرزو ہے جعفر
جو بوجھ سر پہ ہے زندگی کا وہ بوجھ سر سے اتار آؤں

——— جعفر شیرازی

برس رہے ہیں زمانے پہ جس عطا کے پھول
میں چُن رہا ہوں اسی شانِ مصطفیٰؐ کے پھول

جو میری زیست کی پہنائیوں کو مہکا دیں
حضورؐ! بخش دیں مجھ کو وہ مسکرا کے پھول

کبھی تو ہو کہ جو بکھرے ہیں آپؐ کے دَر پر
میں لے کے آؤں مدینے سے وہ اُٹھا کے پھول

کئے۔ عطا جو مجھے آپ کی محبت نے
میں طاقِ زیست پہ رکھتاہوں وہ سجا کے پھول

حضورؐ! آپ کا دیدار خواب ہی میں سہی
کھلا رہا ہوں میں کب سے اِسی دُعا کے پھول

مجھے بھی حکمِ حضوری اگر کبھی مِل جائے
میں لے کے آؤں وہاں ہدیۂ وفا کے پھول

ہیں کتنے پھول مِری حسرتوں کے دامن میں
قبول کیجئے آقاؐ! کبھی گدا کے پھول

کتابِ زیست میں اِے زندگی! انھیں رکھنا
میں لاؤں روضۂ اطہر سے جو اُٹھا کے پھول

حضورؐ! آپ کی اُلفت ہے اَور کیا ہو گا
میں اپنے سینے میں رکھتا ہوں جو چُھپا کے پھول

وہ مدح خواں ہوں میں جعفرؔ، حضورؐ کا شب و روز
مِرے لبوں پہ کِھلے آپؐ کی ثنا کے پھول

—— جعفر شیرازی

اِک رند ہے اور مدحتِ سلطانؐ مدینہ
ہاں! کوئی نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانؐ مدینہ

کونین کا غم، یادِ خُدا، وردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ

کچھ اور نہیں کام جگرؔ مجھ کو کسی سے
کافی ہے بس اِک نسبتِ سلطانِ مدینہ

—— جگرؔ مراد آبادی

سلام اُس ذاتِ اقدس پر سلام اس فکرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اُس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اُس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے دَر پہ ناصیہ فرسا

—— جگن ناتھ آزاد

نہ من بیہودہ گردِ کوچہ و بازار می گردم
مذاقِ عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

خُدایا! رحم کنِ برمن، پریشاں حال می گردم
خطا کارم، گنہگارم، بہ حالِ زار می گردم

شرابِ شوق می نوشم، بہ گردِ یار می گردم
سخن مستانہ می گویم، ولے ہشیار می گردم

چوشُد منظور قتلِ من، تغافل چیست اے غافل
کفن بَر دوش، سر بکف، بر گردِ دار می گردم

گہے افتم ، گہے خیزم، گہے گریم، گہے خندم
مسیحا در دلم پیدا و مَن بیمار می گردم

بہ آں شاہا عنایت کن جلال الدین رومی را
غلامِ شمس تبریزم ، قلندر وار می گردم

—— مولانا جلال الدین رومی

مجھ کو بس آپ سے ہے کام رسولِ عربیؐ
لب پہ ہے آپ کا ہی نام رسولِ عربیؐ

آپ نے کی جو توجّہ، بنیں دنیا میں ابھی
میرے بگڑے ہوئے سب کام رسولِ عربیؐ

حشر میں آپؐ کی گر مجھ کو شفاعت نہ ملی
جانے کیا ہو مرا انجام رسولِ عربیؐ

مجھ کو اپنی روشِ خاص پہ لاکر مجھ سے
چھین لیجئے روشِ عام رسولِ عربیؐ

عہدِ حاضر نے تراشے ہیں نئے بت شاہا!
پھر شکستہ ہوں یہ اصنام رسولِ عربیؐ

کاش ایسا ہو کہ اِک بار دِکھا دیں مجھ کو
خواب میں روئے دلارام رسولِ عربیؐ

کچھ نہیں اور خبر اس کے سِوا مجھ کو جلیل
میرا مذہب میرا اسلام رسولِ عربیؐ

—— جلیل قدوائی

الٰہی عشق دے اُس کا مدینہ کا جو سلطاں ہے
محمدؐ نام ہے تاجِ رُسل ہے شاہِ خوباں ہے

محمدؐ قبلۂ ہر دو جہاں ہے کعبۂ جاں ہے
انیسِ بے کساں ہے چارہ سازِ دردمنداں ہے

زہے تقدیر اُمّت کی کہ وہ پیارا نبیؐ پایا
یتیموں کا جو وارث ہے جو ملجائے غریباں ہے

خیالِ مصطفیٰؐ کو لے کے جاتا ہوں میں محشر میں
نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے

عجب تاثیر ہے صلِّ علیٰ نامِ محمدؐ کی
غذائے رُوحِ انساں ہے دوائے دَرد و درماں ہے

زیارت کی تمنّا ہے جو تم چاہو تو پوری ہو
مجھے مشکل سے مشکل ہے تمہیں آساں سے آساں ہے

بہ حقِ احمدؐ و آلِ محمدؐ بخش دے مجھ کو
جلیلِ خستہ یارب مغفرت کا تجھ سے خواہاں ہے

جلیل

نہاں کب ہیں آنکھوں سے شاہِ رُسل؟
مگر دیکھنے کو نظر چاہیے
دو عالم ہے گلزار جس پھول سے
وہی پُھول بادِ سحر چاہیے
دمِ نزع! اِک جلوہ بہرِ خُدا!
مسافر کو زادِ سفر چاہیے
یہ کہتی ہے میری جبینِ نیاز
مجھے آپؐ کا سنگِ دَر چاہیے

—— جلیلؔ مانک پوری

مجھے دَردِ دِل کی دوا چاہیے
غبارِ رہِ مصطفیٰؐ چاہیے
مدینے تک آئے ہیں مَر مَر کے ہم
پئے قبر تھوڑی سے جا چاہیے
طبیبوں سے میں کیا کہوں دَردِ دل!
مجھے کوئی دردِ آشنا چاہیے
بُلا لیں گے حضرت! تمہیں بھی جلیلؔ!
مگر صدقِ دل سے دُعا چاہیے

—— جلیلؔ مانک پوری

زیارت کی تمنا میں خیالِ رنج و راحت کیا؟
کڑی جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے
نظر آتا کوئی تنکا اگر یثرب کی گلیوں میں
اٹھاتے اپنی پلکوں سے لگاتے اپنی آنکھوں سے
یہ سُنتے ہیں کہ آنسو موتیوں میں تولے جائیں گے
مزا ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھوں سے
جلیلؔ! اشکِ ندامت جوش پر آتے تو کیا کہنا
ہم اپنی بگڑی حالت کو بناتے اپنی آنکھوں سے

جلیل مانک پوری

شُکر کس منہ سے ادا ہو اس خدائے پاک کا
امتی جس نے کیا مجھ کو شہہِ لولاک کا
زہرِ عصیاں سے جو ہیں مسموم ان کے واسطے
کام کر جاتا ہے نام مصطفیٰؐ تریاق کا
چشمِ رحمت نے کیا میرے گناہوں کا وہ حال
حشر ہوتا ہے جو بجلی سے خس و خاشاک کا

ہم گدایانِ محمدؐ کی نظر میں اے جمیلؔ — مسندِ شاہی ہے اس کوچے میں بسترِ خاک کا

جلیلؔ مانک پوری

غنچۂ دِل کے لئے وجہِ نمو — تیرے کوچے کی ہوائے مشکبُو
تیری خاکِ پا مِری آنکھوں کا نُور — تیری آنکھوں کی حیا مِرا وضو
تُو مسیحائے دلِ آزردگان — میں شکستہ دل شکستہ آرزو
تُو شعورِ فکرِ مومن کی اساس — تُو ہر اک مسلک کے دِل کی آبرو
تیرے دَم سے زندہ و رقصاں ہوئی — گُلشنِ جاں میں بہارِ رنگ و بُو
واقفِ اسرارِ حق تیرا وجود — ہر صفت موصوف تجھُ سا خوبرو
اس قدر شفاف ہو جائے جمالؔ — دِل سے نکلے اِک صدائے تُو ہی تُو

——— جمالؔ سویدا

در اینجا دولت جاوید دارم — به لُطفِ و افرت امید وارم
ز روئے دلفروزت پردہ بکشا — جمالیؔ را جمال خویش به نُما

——— جمالیؔ دہلوی

میان امتتؐ از ہیچ ہیچم — چہ باشم من؟ کہ دَر نعت تو ہیچم
ولیکن چوں مَن از خیلِ سگانم — ز اوصافت چرا خاموش مانم
منم در ہر دو عالم بے سروپا — پناہِ مَن توئی، اینجا و آنجا
ز سرتاپا اگرچہ پُر گناہم — بحمد اللہ! تُوئی پشت و پناہم
یقیں دانم کہ در روزِ قیامت — ہزاراں ہم چوُ مَن نازد بنامت

نظر جُھک گئی محوِ سجدہ جبیں ہے — مقدّس مدینے کی کیا سَرزمیں ہے

ملائک رہے سر بسجدہ جہاں پر
یہاں وہ مکاں ہے یہیں وہ مکیں ہے

فضائیں منوّر ہوائیں معطّر
مدینے کا ماحول کتنا حَسیں ہے

دُرود و سلام عرش سے آر ہے ہیں
مدینے میں ایسا بھی اِک مہ جبیں ہے

منوّر کیا طُور و فاراں کو جس نے
وہ ماہِ عرب جلوہ افگن یہیں ہے

جمیلِ حزیں کو بلا لو مدینے
وہ دیوانہ ہندوستاں میں مکیں ہے

—— جمیل کلیمی احمد آبادی

درِ کیف الوریٰ ہے اور مَیں ہُوں
مقامِ مدّعا ہے اور مَیں ہُوں

کرم ہے رحمتہ اللعالمیںؐ کا
مدینے کی فضا ہے اور مَیں ہُوں

کہاں میں اور کہاں دربارِ والا
کرم کی انتہا ہے اَور مَیں ہُوں

نظر اُٹھتی نہیں پاسِ اَدب سے
کوئی جلوہ نُما ہے اور مَیں ہُوں

میسر ہے عجب کیفِ حضوری
دلِ درد آشنا ہے اور مَیں ہُوں

جُھکا جاتا ہے سَر اِک اِک قدم پر
حرم کا راستہ ہے اور مَیں ہُوں

کرم کی بارشیں ہیں اور وہ ہیں
محبّت کا صلہ ہے اور مَیں ہُوں

جمیل! اللہ اکبر! میری قسمت!
دیارِ مصطفیٰؐ ہے اور مَیں ہُوں

—— جمیل ملک

حالِ دل کی آپ کو ہے سب خبر یا مصطفیٰؐ!
میری جانب بھی ہو رحمت کی نظر یا مصطفیٰؐ!

سلسلہ اشک مسلسل کا نہ ٹوٹے عمر بھر
یوں تمہاری یاد میں ہو آنکھ تر یا مصطفیٰؐ!

واسطے سے آپؐ کے مانگیں جو اہلِ درد نے
مل گیا ہے اُن دعاؤں کو اثر یا مصطفیٰؐ!

مرتبہ اس کا شہنشاہوں سے بڑھ کر ہے نظرؔ
جس پہ ہو جائے تمہاری اک نظر یا مصطفیٰؐ!

جمیل نظرؔ

سراپا معجزہ ہے جلوۂ حسنِ تمام اُس کا
نشانِ منزلِ نوعِ بشر ہے پاک نام اُس کا

زمانہ آج تک اس کی طرف حیرت سے تکتا ہے
کہ بالا ہے بہت ہر اک بلندی سے مقام اُس کا

جو ہر اک بات سے اچھی ہے وہ ہے صرف بات اسکی
جو ہر اک نام سے پیارا ہے وہ ہے ایک نام اُسؐ کا

یہ دنیا لا نہیں سکتی کبھی کوئی مثال اُس کی
ہر اک کار نمایاں سے نمایاں تر ہے کام اُسؐ کا

اُسی کے فیض سے انسان نے انساں کو پہچانا
ہر اک نظمِ حکومت سے ہے بہتر انتظام اُسؐ کا

تمیزِ بندۂ و آقا نہیں ہے اُس کی محفل میں
ہے سارے تشنہ کاموں کے لئے گردش میں جام اسکا

وہ ہر اک دَور میں خورشید کی صورت چمکتا ہے
زمانے کی جبیں پر ثبت ہے نقشِ دوام اُسؐ کا

نئے امکان کا منظر، دکھاتی ہے نظر اُس کی
حیاتِ تازہ کا مژدہ سُناتا ہے پیام اُسؐ کا

وہ اِک انسان تھا لیکن کوئی انساں نہیں ایسا
سمجھ سکتی نہیں ہے عقلِ انسانی مقام اُسؐ کا

جمیل! ہم تو یونہی، بس دو گھڑی کو آن بیٹھے ہیں
یہ بزم اُس کی ہے باتیں اُس کی ہے جام اُسؐ کا

—— جمیل یوسف

کھُل کے برسے روحِ پر ابرِ کرم
جھُوم کہ رکھوں مدینے میں قدم

ذات سے تیری، ہے اُمیدِ کرم
دین مل جائے تو کیا دنیا کا غم

روضۂ اقدس پہ نظریں جم گئیں
ہیچ ہے نظروں میں گلزارِ ارم

اے شفیع المذنبینؐ! خیرالبشرؐ!
منبعِ جود و سخا، لطف وکرم!

فخرِ موجودات! فخرِ انبیاءؑ!
نُورِ اوّل! حاصلِ لوح وقلم!

تا ابد تابندہ، تیرا فلسفہ
تا ابد رُوشن، ترے نقشِ قدم

نعرۂ توحید ہے تیرا نشاں
نغمۂ توحید ہے تیرا علم

—— چغتائی

دیارِ احمدؐ مختار کی طلب ہے مجھے
اسیرِ دشت ہوں گلزار کی طلب ہے مجھے

وہ شہرِ قدس جہاں روضۂ مکرّم ہے
وہاں کے سایۂ دیوار کی طلب ہے مجھے

جمالِ گنبدِ خضرا نصیب ہو جس کو
اِک ایسے دیدۂ بیدار کی طلب ہے مجھے

خُدا سے اس کے علاوہ میں اور کیا مانگوں
زہے نصیب! کہ سرکارؐ کی طلب ہے مجھے

مریضِ غم سے خود احوال چارہ گر پُوچھے
طلب کے پھر اسی معیار کی طلب ہے مجھے

مری حیات کا حاصلؔ ہے اتباعِ رسولؐ
خُدا سے جذبۂ ایثار کی طلب ہے مجھے

—— حاصلؔ مرادآبادی

نسیمِ یثرب و بطحا! بتا! سرکارؐ کیسے ہیں
نبیؐ کا شہر کیسا ہے درودیوار کیسے ہیں

جہاں آٹھوں پہر بارش ہے انوارِ الٰہی کی
وہاں کے خُشک و تر ہموار و ناہموار کیسے ہیں

شرف جن کو رہا حاصل نبیؐ سے ہم کلامی کا
رسولؐ اللہ کے اصحاب! چاروں یار کیسے ہیں

وہاں کے شہریوں کی طرزِ بُود و باش کیسی ہے
مکینانِ حرم کے جبہ و دستار کیسے ہیں

کسی سے صاحبِ دربار کے بارے میں کیوں پوچھوں
میں خود بھی جانتا ہوں صاحبِ دربار کیسے ہیں

جہاں ارشادِ باری آپؐ نے اک عمر دہرائے
وہاں محراب و منبر مسجد و مینار کیسے ہیں

جہاں کے ذرّے ذرّے نے قدم چُومے محمدؐ کے
وہاں کیسی زمیں ہے کوچہ و بازار کیسے ہیں

جہاں آرام فرمائیں، شہہ کون و مکاں حافظ
وہاں کیسی ہیں صبحیں شام کے آثار کیسے ہیں

—— حافظ امرتسری

ایک عالی جناب کو چاہوں
میں رسالت مآبؐ کو چاہوں

صندلیں ہے جہاں کی آب و ہوا
اُس زمیں کے گلاب کو چاہوں

جس نے غارِ حرا کو حُسن دیا
میں اُسی آفتاب کو چاہوں

ہر عمل جس کا انقلابی ہے — اُسؐ کے ہر انقلاب کو چاہوں

ے زمانے کے خالق و مالک — میں ترے انتخاب کو چاہوں

س پہ قرآن سی کتاب اُتری — اُس کو اُس کی کتاب کو چاہوں

ں بھی گلشن پرست ہوں حافظ — گلشنوں کے شباب کو چاہوں

—— حافظ امرتسری

ہر شے مجھے بہ فیضِ رسولؐ خُدا ملی — دولت ملی خُدا سے بڑوں سے دُعا ملی

نسانیت کا حُسن سنوارا ہے آپؐ نے — انساں کو آپؐ ہی کی بدولت جِلا ملی

س نے بھی پیرویِ رسولِ کریمؐ کی — مولائے کائنات کی اِس کو رضا ملی

رسِ وفا جہاں سے مِلا کائنات کو — مجھ کو وہاں سے نعمتِ شرم و حیا ملی

ں بھی اُسی سے مانگوں کا حافظ ضیائے دل — سُورج کو چاند تاروں کو جس سے ضیا ملی

—— حافظ امرتسری

وفا کے شہر میں جس نام کا اُجالا ہے — زبانِ خلق میں وہؐ کالی کملی والا ہے

جسے خبر ہے زمینوں کی، آسمانوں کی — وہؐ ایک اُمّی ہے، لیکن کتاب والا ہے

یں جس گلاب کی خُوشبو سے مستفید ہُوا — اُسے مدینے کی آب و ہوا نے پالا ہے

گلی گلی مِرے آقاؐ کے تذکرے پہنچے — نگر نگر مِرے آقاؐ کا بول بالا ہے

—— حافظ امرتسری

ژگانِ تر سے حشر کا کھٹکا نکل گیا

جس کی خلش تھی دل میں وہ کانٹا نکل گیا

جنّت میں آپؐ نے جسے چاہا جگہ ملی
دوزخ سے آپؐ نے جسے چاہا نکل گیا

طیبہ سے دُور صاحبِ طیبہ مدد کرو
میں رہ گیا ہوں قافلہ سارا نکل گیا

دیوانے اُنؐ کے لاکھوں ہیں مشہور ہم ہوئے
نکلے جو گھر سے نام ہمارا نکل گیا

سب کچھ ملا جگہ جو درِ پاک پر ملی
دَر سے تمہارے کام ہمارا نکل گیا

—— حافظ پیلی بھیتی

لوگ کہتے ہیں تمنّا موت کی اچھی نہیں
اَب تو ایسا پڑ گیا ہے دردِ مولاؐ کا مزا
روضہ اچھا، زائر اچھے، اچھی راتیں، اچھے دِن
کوئی روضے پہ خبر کر دو! خُدا کے واسطے!

کیا کروں ہجرِ نبیؐ میں زندگی اچھی نہیں
دِل کی حالت ہو اگر اچھی بھلی، اچھی نہیں
سب کچھ اچھا، ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں
آج حالت حافظِ بیمار کی اچھی نہیں

—— حافظ پیلی بھیتی

وہی اچھے رہے محشر میں جو رحمت بری
دل و جاں لوٹتے ہیں عشق نبیؐ میں دِن رات
آبلے پھُوٹ کے روئیں گے رہِ طیبہ میں
دے گئی آپؐ کے بیمارِ جدائی کو جواب
سَر اگر تَن سے جُدا ہو، تو جدا ہو حافظ

بے گناہوں سے کھڑے تھے جو گنہگار جدا
لذّتِ درد جدا، لذتِ آزار جدا
میرے تلوؤں سے اگر کوئی ہوا خار جدا
تابِ رفتار جدا، طاقتِ گُفتار جدا
سر سے ہو گا نہ دَرِ احمدِؐ مختار جدا

—— حافظ پیلی بھیتی

حافظ لدھیانوی نے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے بلکہ موت تک کو گلے لگاتے وقت درود پاک کی مسلسل ادائیگی کے لئے جو دُعا کی ہے یہی آواز میرے دل سے بھی اُٹھتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ خاص سے اسے شرفِ قبولیت بخشے، رسالت مآبؐ سے والہانہ محبت نے انھیں نعت لکھنے پر مائل کیا ان کی نعتوں میں درد و سوز ہے زبان دلپذیر اور شگفتہ ہے۔

پلا ساقیا! ایسا اُلفت کا جام
کہ لب پر رہے ذکرِ خیرالانامؐ

مرے سامنے ہو وہ عہدِ کہن
حبیبِؐ خُدا جب تھے جلوہ فگن

صحابہؓ کی جمتی تھی جب انجمن
تھا پھُولوں سے آراستہ یہ چمن

مدینہ خیالوں کا آئینہ ہے
اسی سے منوّر مرا سینہ ہے

مدینہ محبّت کی تفسیر ہے
مرے خوابِ شیریں کی تعبیر ہے

یہاں پر ہیں آرام فرما حضورؐ
تصوّر ہے جنکا دِلوں کا سُرور

نہ کیوں ہو اسے اپنی قسمت پہ ناز
میسر جسے ہو حرم میں نماز

وہ رہتا ہے سرکارؐ سے ہم کلام
ہے زائر کا اس درجہ اونچا مقام

اسی دَر کا حافظؔ ہے دریوزہ گر
اسی دَر پہ ٹھہری ہے جا کر نظر

نہ شہرت کی خواہش نہ دُنیا کی ہے
اسے ہر گھڑی فکر عقبیٰ کی ہے

مدینہ خیالوں کی زینت رہے
اسی شہرِ رحمت سے نسبت رہے

یہی اس کا ہو مستقل مستقر
اسی کی طرف آخری ہو سفر

رہے اس کے لب پر دُرود و سلام
رہے رُوحِ سرکارؐ سے ہمکلام

اسی شہر میں زیست کی شام ہو
مسافر کو منزل پہ آرام ہو

دمِ نزع لب پر خُدا کا ہو نام
اسی نام پر زندگی ہو تمام

—— حافظؔ لدھیانوی

حضورؐ! اِذن اگر ہو تو عرضِ حال کریں
کریں کچھ اپنی پریشانیوں کا حال رَقم

حضورؐ! کس کو سنائیں حکایتِ غمِ دل
جہاں میں کوئی نہیں اپنا مونس و ہمدم

زہے نصیب! ملا اِذنِ حاضری ہم کو
بہ لُطفِ خاص درِ مصطفیٰؐ پہ پہنچے ہم

سوائے سوزِ دروں کچھ ہمارے پاس نہیں
حضورؐ! اُمّتِ عاصی پہ چشمِ لُطف و کرم

حضورؐ! آپ کی نسبت پہ ناز ہے ہم کو
حضورؐ! آپ سے قائم ہے عاصیوں کا بھرم

حضورؐ! نُصرتِ حق کے لئے دُعا کیجئے
حضورؐ! شوکتِ دیں کا بلند ہو پرچم

—— حافظ لدھیانوی

ادائے عشقِ بلالی کی اس میں ہے تنویر
ہے سوز و ساز میں ڈوبی ہوئی اذانِ حرم

قدم قدم پہ ہوا ان پہ رحمتوں کا نزول
کمالِ شان سے پہنچے مسافرانِ حرم

ہر ایک کو اسی خوانِ کرم سے ملتا ہے
مجھے بھی خواجہ نے رکھا ہے مہمانِ حرم

اسی جمال سے شمعِ حرم فروزاں ہے
وجودِ سیّدِ خیرالبشرؐ ہے جانِ حرم

اگر ہو قسمتِ حافظؔ میں اس کی دربانی
رہیں نگاہ میں ہر لحظہ عاشقانِ حرم

—— حافظؔ لدھیانوی

تجھؐ سے منوّر ہو گئے فکرونظر کے بام و در
ہر لحظہ ہر اک آن ہے شام وسحر میں جلوہ گر

سب ہیں کرم کے منتظر اے شافعِؐ روز جزا
اے مظہرِ لُطف و عطا اشکِ ندامت کے سوا

گلہائے رنگا رنگ میں جلوہ ترا تیری مہک
تابندہ تیرے نُور سے شمس و قمر ہیں آج تک

اے مطلعِ انوارِ حق اے قافلہ سالارِ حق
تیرے ورودِ پاک سے ظاہر ہوئے اسرارِ حق

اے زینتِ کون ومکاں اے رونقِ بزمِ جہاں
اے باعثِ آرامِ جاں ہر لمحہ تجھؐ سے ضَو فشاں

تُوؐ مظہرِ نُورِ خُدا قلب و نظر کی روشنی
تیریؐ عطا قلبِ تپاں تجھؐ سے ہے سوزِ زندگی

—— حافظؔ لدھیانوی

دمِ رخصت عجیب تھا منظر — درِ اقدس بہ چشمِ نم دیکھا
اِک قیامت گزر گئی جاں پر — مُڑ کے جب جانبِ حرم دیکھا

درِ اقدس پہ حاضر ہو گئے ہیں — غمِ جاں کو سہارا مِل گیا ہے
نکل آیا ہے گردابِ بلا سے — سفینے کو کنارا مِل گیا ہے

میری نظروں میں ہے جمالِ حرم — اِک مہک دِل میں بھینی بھینی ہے
مجھ کو ہوتا ہے اس طرح محسوس — اس برس حاضری یقینی ہے

—— حافظ لدھیانوی

ہے شہرِ محبت نگاہوں کا نُور — جمالِ نبیؐ کا ہے جس میں ظہور
عنایات زائر پہ ہیں بے حساب — یہاں پر ہوئی ہر دُعا مستجاب
مطافِ ملائک کی ہے سرزمیں — مثال اس کی کون و مکاں میں نہیں
میسر ہو مجھ کو بقائے دوام — مِری زیست کی ہو مدینے میں شام
ہو مدفن مِرا مصطفیؐ کے قریب — حضوری مجھے حشر تک ہو نصیب

—— حافظ لدھیانوی

دَر پہ آ کر جو فقیرانہ صدا دیتے ہیں — میرے آقا انہیں خواہش سے سوا دیتے ہیں
حق نے بخشا ہے انہیں قاسمِ نعمت کا مقام — جو بھی مانگو وہی محبوبِ خُدا دیتے ہیں
یوں بدل جاتا ہے اس دَر پہ طلب کا انداز — سوزِ جاں کو کرم خاص بنا دیتے ہیں
میری سرکارؐ کا اندازِ کرم تو دیکھو — مجھ سے بے مایہ کو توفیقِ ثناء دیتے ہیں
صرف انساں ہی پہ موقوف نہیں ہے حافظ — اُن کے دَر پر تو فرشتے بھی صدا دیتے ہیں

—— حافظ لدھیانوی

ہر لحظہ ایک لُطف ہے ہر لمحہ اک سُرور
مجھ پر نوازشات ہیں کیا کیا حضورؐ کی

دونوں جہاں کا آپؐ کو سردار کر دیا
عقبیٰ حضورؐ کی ہے یہ دُنیا حضورؐ کی

دامن میں اس نے گوہرِ مقصود بھر لیا
مجلس میں ایک بار جو آیا حضورؐ کی

بعد از خُدا ہے جس سے اُمیدِ کرم ہمیں
وہ ایک ذاتِ پاک ہے تنہا حضورؐ کی

—— حافظؔ لدھیانوی

اپنے دامن میں لئے لعل و گہر آتے ہیں
وہ جو دربار میں با دیدۂ تر آتے ہیں

بارہا رحمتِ کونینؐ جدھر سے گزُرے
راہِ طیبہ میں وہی راہگزار آتے ہیں

درد مجھ کو کبھی تنہا نہیں رہنے دیتا
اُن کی یادوں کے حسیں نقش اُبھر آتے ہیں

دیکھیں! کب ملتا ہے پھر مجھ کو حضوری کا شرف
دیکھیں! کب شاخِ تمنّا میں ثمر آتے ہیں

وادیِ شوق میں تابندہ کئے شمعِ وفا
قافلے سُوئے حرم شام و سحر آتے ہیں

یاد جب آتے ہیں لمحاتِ حضوری حافظؔ!
میرے دامن میں ستارے سے نظر آتے ہیں

—— حافظؔ لدھیانوی

نظر میں ہے حضوری کا زمانہ
نگاہوں میں ہے لُطفِ جاودانہ

عبادت میں رہا مصروف شب بھر
لبوں پر تھا محبّت کا ترانہ

خموشی میں تھا اندازِ تکلّم
تھی حیرت بھی نوائے عاشقانہ

شعور و آگہی کے دَر کُھلے تھے
زبانوں پر تھا حرفِ محرمانہ

ہر اِک زائر تھا سرمستی کا پیکر
تھا اظہارِ عقیدت والہانہ

مجھے اس دَر سے نسبت کا شرف ہے
ہے جس کا رنگِ بخشش بیکرانہ

وہی ہے چارہ سازِ دردمنداں
کُھلا رہتا ہے رحمت کا خزانہ

نظر آتا تھا رنگِ بے نیازی
فقیروں میں تھی شانِ خسروانہ

بسر ہو زیست شہرِ مصطفیٰؐ میں
رہے نزدِ حرم میرا ٹھکانہ

—— حافظؔ لدھیانوی

جو خوش نصیب حُضوری میں جا نکلتا ہے
لبوں سے نغمۂ صلِّ علیٰ نکلتا ہے

حرم میں ہوتا ہے ایسا گداز کا عالم
جہاں پہ اشک برنگِ دُعا نکلتا ہے

نگاہِ شوق کو ملتا ہے اذنِ گویائی
خموشیوں میں بھی اِک مدعا نکلتا ہے

اسی زمینِ مقدّس سے سارے عالم میں
کرم کا، جُود کا، اِک سلسلہ نکلتا ہے

—— حافظؔ لدھیانوی

کوئی بشر مجھے ایسا نظر نہیں آیا
جو بارگاہ میں باچشمِ تَر نہیں آیا

مجھے تو اُس کے مقدر پہ رشک آتا ہے
درِ حبیبؐ سے جو لوٹ کر نہیں آیا

ہو کیسے اس کے دلِ مضطرب کا اندازہ
جو آج تک دَرِ سرکارؐ پر نہیں آیا

نویدِ اذنِ حضوری سے جو کرے سرشار
دیارِ شوق سے وہ نامہ بَر نہیں آیا

مِلا ہے بارہا اس دَر پہ حاضری کا شرف
جہاں فرشتہ بھی بارِ دگر نہیں آیا

کرم کی بات ہے فیضان ہے حضوری کا
یونہی تو نعت میں رنگِ اثر نہیں آیا

سوائے عجز کے چارہ نہیں کوئی حافظؔ!
کہ نعت کہنے کا اَب تک ہنر نہیں آیا

—— حافظؔ لدھیانوی

اس کا ہر رنگ زمانے سے جدا دیکھتے ہیں
شہرِ رحمت کو عجب روح فزا دیکھتے ہیں

دِل میں ہو جاتا ہے اک شہرِ تمنا آباد
جب تصوّر میں مدینے کی فضا دیکھتے ہیں

جب خطا ہوتی ہے کوئی تو لرز اُٹھتا ہوں
یوں خیال آتا ہے محبوبِ خُداؐ دیکھتے ہیں

ان کے سانسوں سے محبّت کی مہک آتی ہے
کون کس منزلِ اُلفت کا ہے راہی حافظ!

اشکبار آنکھوں سے روضہ جو ترا دیکھتے ہیں
سب کی حالت کو حبیبؐ دوسرا دیکھتے ہیں
—— حافظ لدھیانوی

تمام حُسن رخِ سیّد الانامؐ کا ہے
مدینہ آپؐ کے نقشِ قدم کی برکت سے
کبھی تو لائے صبا اذنِ حاضری کی نوید
نظر نے دیکھا تھا جس وقت گُنبدِ خضرا
بس ایک آپؐ کا دربار ہے پناہِ جہاں
کھلا یہ راز حضوری کے وقت اے حافظ!

جو رنگ و نُور مدینے کی صبح و شام کا ہے
عجیب شان کا، عظمت کا، احترام کا ہے
کہ منتظر دلِ بے تاب اس پیام کا ہے
وہ ایک پَل ہی تو کیفیتِ مدام کا ہے
بس ایک آپؐ کا دربار خاص و عام کا ہے
کہ میرا اشکِ ندامت بڑے ہی کام کا ہے
—— حافظ لدھیانوی

حضوری میں ہر اِک ساعت نیا عالم گزرتا ہے
بقدرِ ظرف ہر اِک کو یہاں خیرات ملتی ہے
دُعا کے لفظ ہونٹوں سے بہ صد مشکل نکلتے ہیں
نہ جب تک خاص نسبت ہو شہنشاہِ دو عالمؐ سے

جو دُنیا دیکھنے آئے تھے وہ دُنیا نہیں ہوتی
یہاں کوئی تمیزِ بندہ و آقا نہیں ہوتی
مواجہہ پر ادب کی کیفیت کیا کیا نہیں ہوتی
حقیقت کوئی بھی دل کے اُفق پر وا نہیں ہوتی
—— حافظ لدھیانوی

ہم نے جو زائرِ حرم دیکھا
مست و سرشار ہر نظر دیکھی
نغمۂ دَرد تھا سکوں پرور
فیض تیرا نگر نگر پایا

اس پہ سرکارؐ کا کرم دیکھا
ہر کوئی بے نیازِ غم دیکھا
اشکِ غم کو بھی محترم دیکھا
لطف تیرا قدم قدم دیکھا

وقتِ رخصت عجیب تھا منظر
درِ اقدس پہ چشمِ نم دیکھا

اِک قیامت گزر گئی جاں پر
مُڑ کے جب جانبِ حرم دیکھا

ـــــ حافظ لدھیانوی

ہر ایک قلبِ حزیں کا جو مدعا ٹھہرا
وہی حبیبِؐ خُدا سب کا آسرا ٹھہرا

ہے اس کی یاد سے قلب و نظر میں شادابی
قرارِ جاں! حرمِ شاہِ انبیا! ٹھہرا

اسے نصیب ہوئیں رفعتیں زمانے کی
رہِ حبیبؐ میں جو بَن کے نقشِ پا ٹھہرا

نویدِ راحتِ جاوید مِل گئی اس کو
جو حلقۂ کرمِ مصطفیٰؐ میں آ ٹھہرا

گُلِ مراد سے اس کا مہک اُٹھا دامن
درِ کریمؐ پہ جو آ کے بے نوا ٹھہرا

جنابِ رحمتِ عالم اِدھر سے گزرے ہیں
اسی لئے رہِ طیبہ میں بارہا ٹھہرا

حضور آئے تو سب کُلفتیں ہوئیں معدوم
مسرتوں کا بھی معیار اِک نیا ٹھہرا

حدودِ شہرِ مدینہ میں جب قدم رکھا
غمِ حیات کا سیلاب دُور جا ٹھہرا

اُسی کا ذکر ہے وجہِ نشاطِ جاں حافظ
وہؐ شاہکار جو ممدوحِ کبریا ٹھہرا

ـــــ حافظ لدھیانوی

سفر ہے طیبہ کا جذبِ دروں زیادہ ہے
سعادتوں کی ہے منزل کرم کا جادہ ہے

نوازشوں کی ہے بارش اس آستانے پر
مرے کریمؐ کا دستِ کرم کشادہ ہے

مقامِ شوق کی منزل خُدا نصیب کرے
حریمِ یار میں جانے کا پھر ارادہ ہے

حرم میں ہوتے ہیں سیراب تشنہ لب حافظ
ہے جس میں کیفِ مسلسل یہاں وہ بادہ ہے

ـــــ حافظ لدھیانوی

میں سُو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھُلے آنکھ صلّی علیٰ کہتے کہتے

جو اُٹھوں تو کہتا اُٹھوں یا محمدؐ — جو بیٹھوں تو صلِّ علیٰ کہتے کہتے

کٹے عُمر یا مصطفیٰؐ کہتے کہتے — قضا آئے صلِّ علیٰ کہتے کہتے

جئیں مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ کہتے کہتے — مریں ہم تو صلِّ علیٰ کہتے کہتے

—— حافظ لدھیانوی

بخشا سکوں حضورؐ کے فیضانِ عام نے — دیکھا سحر کا نُور زمانے کی شام نے

یوں دیکھتے ہیں روضۂ اطہر کو اہلِ دِل — گویا جنابِ سرورِؐ عالم ہیں سامنے

شایانِ بارگاہِ پیمبر نہ تھی فغاں — آنسو بنا دیا ہے اسے احترام نے

تمہیدِ التفات بنی لغزشِ قدم — آیا جب ان کا دستِ کرم مجھ کو تھامنے

سرکارؐ کی نگاہِ کرم ہے فقیر پر — سرکارؐ کی ثنا جو لکھی ہے غلام نے

—— حافظ محمد افضل فقیر

تنویرِ نبیؐ آئینۂ دِل میں اگر ہو — پھر ظُلمتِ آفاق سے کیا خوف و خطر ہو

سرکارؐ کے الطاف کا مظہر ہے سراسر — وہ جذبۂ دیدار ہو یا دیدۂ تر ہو

وارفتگیِ شوق عجب تھی دمِ آخر — محسوس ہوا جیسے مدینے کا سفر ہو

ہر زائرِ دربار کے ہونٹوں پہ دُعا ہے — شاہا! یہ کرم بارِ دگر، بارِ دگر ہو

تقدیر فدا ہے شہرِؐ طیبہ کی ادا پر — وہ قبلۂ حق ہے رخِ پُرنُور جدھر ہو

وہ گلشنِ خوبی ہے فقیر! اسوۂ حضرتؐ — ہر آن جہاں بادِ بہاری کا گزر ہو

—— حافظ محمد افضل فقیر

چشمے طلب از حق بہ حرم رہنمائے — جائے بہ دَرِ سرورِ دیں ناصیہ سائے

آں خواجۂ کونین و اَدب گاہِ مُبارک — ہر لحظہ زما خود شدگان لغزشِ پائے

انعامِ فراواں بہ گنہگار نماید
دارد عجب آں چشمِ کریمانہ ادائے

بنگر! چہ گراں مایہ' سرشکِ مژہ ماست
کاں راست رضائے شہِؐ لولاک بہائے

ہم بہرِ فقیرؔ اے شرف اندوز حضوری
دربار کہہ سیدؐ ابرار دُعائے

—— حافظ محمد افضل فقیرؔ

بخشا سکوں حضورؐ کے فیضانِ عام نے
دیکھا سحر کا نُور زمانے کی شام نے

پیرایۂ حیات ہے سرمایۂ نجات
پیغام جو دیا ہے رسولِؐ انام نے

یوں دیکھتے ہیں روضۂ اطہر کو اہلِ دل
گویا جنابِ سرورِؐ عالم ہوں سامنے

شایانِ بارگاہِ پیمبرؐ نہ تھی فغاں
آنسو بنا دیا ہے اسے احترام نے

تمہیدِ التفات بنی لغزشِ قدم
آیا جب ان کا دستِ کرم مجھ کو تھامنے

محبوبؐ کبریا کی حیاتِ جمیل سے
پایا ہے افتخار بقائے دوام نے

سرکارؐ کی نگاہِ کرم ہے فقیرؔ پر
سرکارؐ کی ثنا جو لکھی ہے غلام پر

—— حافظ محمد افضل فقیرؔ

عشاق یہاں سانس بھی لیتے ہیں اَدب سے
اس جذبۂ طاعت کو خُدا دیکھ رہا ہے

محبوبِؐ خُدا اس کی طرف دیکھ رہے ہیں
اک زائرِ دربار یہ کیا دیکھ رہا ہے

اس طرزِ نوازش پہ فِدا نعمتِ دارین
ہر فرد کرم خود پہ رسوا دیکھ رہا ہے

وہ محرمِ جاں ' قاسمِ الطافِ الٰہی
رنگِ طلبِ شاہ و گدا دیکھ رہا ہے

—— حافظ محمد افضل فقیرؔ

مدینے کے وہ صبح و شام اللہ اللہ!
دیارِ نبیؐ میں قیام اللہ اللہ!

امین ور صادق ہیں القاب اس کے
ہے کیا شانِ خیرالانام اللہ اللہ!

خموشی لبوں پر نگاہیں خمیدہ
حرم کا ہے کیا احترام اللہ اللہ!

وہ نوریں درو بام حیرالوری سے　　وہ ستونِ درود و سلام اللہ اللہ!

وہ بیدار رہنا وہ سرشار رہنا　　وہ کیف و سرورِ مدام اللہ اللہ!

نرالی ہے شانِ اَدب گاہِ طیبہ　　فقیرؔ! اس کا منظر نہیں بُھول سکتا

——— حافظ محمد افضل فقیرؔ

حافظؔ مظہر الدین کو قدرت نے نعت لکھنے کے لئے ایسا قلم عطا کیا ہے جس پر رشک آتا ہے یہ قلم حافظ صاحب کی قلبی عقیدتوں کو صفحۂ قرطاس پر سجا کر عشاق کے لئے خوشبوئیں بکھیرتا ہے منزلِ حبیبؐ کی جانب ان کے تصوّراتی سفر میں شرکت کو دل چاہتا ہے۔

حافظؔ مظہر الدین عشقِ رسولؐ کی دنیا کے نامور شاعر ہیں۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ ان کی وابستگی نعت بن کر ظاہر ہوئی۔ آپ کے نعتیہ مجموعے تجلیات' جلوہ گاہ اور بابِ جبریل شائع ہو کر داد خواص حاصل کر چکے ہیں۔ حافظ صاحب اپنی نعت کے ذریعے اہلِ درد کے دل پر دستک دیتے ہیں نعت کا تاثر اور سوز انتہائی اثر آفرین ہوتا ہے۔ حافظ صاحب نے جو کہا دل کی گہرائیوں میں ڈوب کر کہا۔ محبت ' شیفتگی اور حرارتِ عشق نے انہیں ایسا سوز و گداز بخشا ہے کہ قاری اسے پڑھ کر اشکبار ہو جاتا ہے۔ نعت حافظ صاحب کے لئے سرمایۂ حیات ہے۔ ان کا کلام نہایت وقیع اور انمول ہے۔ حافظ صاحب کا یہ سرمایۂ حیات ان کے لئے نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اپنی شدید چاہت ' خلوص' وارفتگی ' شیفتگی' یکسوئی اور توجہ کے لئے وہ اللہ تعالیٰ سے اجرِ عظیم کے مستحق قرار پائیں گے ۔ انشاء اللہ۔

یارب نصیب ہو درِ محبوب پر قیام
طیبہ کے رات دن ہوں مدینے کی صبح و شام
گزرے حیات کُوئے رسولِؐ کریم میں

تری نگاہ سے ذرّے بھی مہر و ماہ بنے
گدائے بے سروساماں جہاں پناہ بنے

جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے
وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ بنے

کریم! یہ بھی تری شانِ دلنوازی ہے
کہ ہجر میں مِرے جذبات اشک و آہ بنے

رہِ مدینہ میں قدسی بھی ہیں جبیں فرسا
یہ آرزو ہے مری جاں بھی گردِ راہ بنے

—— حافظ مظہرالدین

چومے نگاہ بام و درِ سیّدالانام
ہے کیف بار سلسلۂ اشک و آہ بھی

جاری رہے حضورؐ سے یہ نامہ و پیام
بہتر ہے ساری صبحوں سے طیبہ کی ایک صبح

افضل ہے ساری شاموں سے طیبہ کی ایک شام
ملتی رہے فقیر کو تیرےؐ کرم کی بھیک

حاصل رہے غریب کو کیفیتِ مدام
حل ہو گئی ہیں مشکلیں مجھ خستہ حال کی

جب بھی زباں پہ آیا ہے مشکل کشا کا نام
اُنؐ پر دُرود جن سے ہے کعبے کی آبرو

اُنؐ پر سلام جن سے مدینہ ہے نیک نام

—— حافظ مظہرالدین

دلِ بیتاب ٹھہرا! اے دلِ بیتاب ٹھہر!
با ادب باش! کہ طیبہ کا مقام آتا ہے

دیکھئے! رحمتِ کونینؐ نوازیں کیسے
بن کے محتاجِ کرم! شوقِ تمام آتا ہے

روح ڈھل جاتی ہے روتا ہوں جو یادِ شہہ میں
اشک جو آنکھ سے گرتا ہے وہ کام آتا ہے

بعثتِ خواجہؐ ہوئی بعدِ رسولانِ کرام
صفیں ہو جائیں مکمل تو امام آتا ہے

اے دل! اب وقت ہے پیری کا مدینے پہنچیں
آشیانے میں پرندہ سرِ شام آتا ہے

رومیؔ و جامیؔ و سعدیؔ ہی پہ موقوف نہیں
انؐ کے مداحوں میں مظہرؔ کا بھی نام آتا ہے

—— حافظ مظہرؔ الدین

ز ہوائے او نسیما! دلِ غنچہ را کشودے
برساں بہ او سلامے' برساں بہ او درودے
اگر آں کرم نمائے نہ بمن کرم نمودے
دلِ درد ہم شناسے بکنارِ من نہ بودے

زہے عابدے کہ خواند بہ حریم او نمازے
زہے ساجدے کہ ریزد بہ زمینِ او سجودے

ز سوادِ زُلفِ شاہے، رُخِ شام رنگ گیرد
ز فروغِ عارضِ او رُخِ صبح را نمودے

دلِ ذرّہ ذرّہ دارد، ز خرامِ او نشانے
اے جبینِ شوق آور، بہ دیارِ او سجودے

—— حافظ مظہرالدین

دیکھ اے بندۂ اسباب! یہ فیضانِ رسولؐ
بن گیا مجھ سا تہی دست بھی مہمانِ رسولؐ

سب گنہگار ہیں وابستہ دامانِ رسولؐ
مرحبا! صلی علیٰ! وسعت فیضانِ رسولؐ

آج ہے کحلِ بصر، جادۂ یثرب کا غبار
آج ہے غازۂ رُخِ خاکِ بیابانِ رسولؐ

دِل نوازی کا ہے یہ وقت ہوائے صحرا!
راہِ طیبہ میں ہے اِک چاک گریبانِ رسولؐ

آستاں بوسیِ خواجہؐ کی سعادت ہے نصیب
آج مائل ہے کرم بخشی پہ دربانِ رسولؐ

—— حافظ مظہرالدین

ہو روضۂ رسولؐ اگر میرے سامنے — سمجھوں کہ ہے بہشت نظر میرے سامنے

اے عشق باندھ رختِ سفر میرے سامنے
طیبہ میں ہو گا تیرا گزر میرے سامنے

جب تھا شہِ اُمم کا نگر میرے سامنے
تھا اک جہانِ کیف اثر میرے سامنے

یا رب! جبینِ شوق کے سجدے قبول ہوں
دائم رہے حضورؐ کا دَر میرے سامنے

یادِ نبیؐ میں اشکِ فروزاں نصیب ہیں
لاکھوں پڑے ہیں لعل و گہر میرے سامنے

پڑھ کر دُرودِ پاک جو مانگی گئی دُعا
بخشا گیا دُعا کو اثر میرے سامنے

شاید بُلا رہی ہے مجھے منزلِ حبیبؐ
رہتی ہے اُن کی راہ گزر میرے سامنے

ہائے وہ دِن جو گزرے ہیں شہرِ جمال میں
اُن کا حرم تھا شام و سحر میرے سامنے

چل کر درِ نبیؐ پہ یہ نذرانہ پیش کر
آنسو بہا نہ دیدۂ تر میرے سامنے

مظہرؔ میں شاہِ طیبہ کے دَر کا فقیر ہوں
اہلِ دُوَل کی بات نہ کر میرے سامنے

—— حافظ مظہرالدین

دِل فدائے سیّدِ ابرار ہے
جاں نثارِ احمدِؐ مختار ہے

جب سے لب پر مدحتِ سرکارؐ ہے
میرا عالم، عالمِ انوار ہے

مرحبا! عشقِ محمدؐ کے مزے
دِل بھی خوش ہے رُوح بھی سرشار ہے

قبلۂ دل ہے درِ خیرالانام
کعبۂ جاں روضۂ سرکارؐ ہے

خلق کا مقصود عالم کی مراد
سرورِ کونینؐ کا دربار ہے

اُن کی چشمِ لطف سے مِٹ جائے گا
جو بھی درد و غم ہے جو آزار ہے

اے خُدا! دے شہرِ طیبہ میں جگہ
رُوح کو آسودگی درکار ہے

—— حافظ مظہرالدین

کونین کو محیط ہے سرکارؐ کا کرم
راہِ نبیؐ میں غیر پہ تکیہ حرام ہے
دل میں بھی ہو دُرود، زباں پر بھی ہو دُرود
چُومیں ہر ایک ذرّۂ راہِ رسولؐ کو

تعالی اللہ! طیبہ کے وہ دِن رات
وہ جاں افزو جاں پرور اذانیں
وہیں وجد آفریں مقبول سجدے
حریمِ شاہ میں آنسو بہانا
نظر کے سامنے روضے کی جالی
پیامِ شوق اشکوں کی زبانی
اِدھر میں سرنگوں بارِ گناہ سے
وہی ہیں حاصلِ عُمرِ محبت
کرم فرمائیں پھر شاہِؐ مدینہ

ہے میری محبّت کی پرواز مدینے تک
میں یوں ہی رہا رقصاں، میں یوں ہی رہا سوزاں
سرکارؐ کی باتوں نے دِل موہ لیا میرا
اے پیکرِ محبوبی اے جلوۂ رعنائی

سرکارؐ! آپ ہم پہ کرم کی نظر کریں
اے عشق آ کہ بے سروساماں سفر کریں
یوں منزلِ حبیبؐ کی جانب سفر کریں
سجدے قدم قدم پہ سرِ رہگزر کریں

—— حافظ مظہرالدین

حرم میں شُکر و تسبیح و مناجات
فضائے نُور سے نغموں کی برسات
جہاں ہیں اُن کے قدموں کے نشانات
وُفورِ شوق میں پہلی ملاقات
تجلّی روبرو اَور بے حجابات
زباں خاموش دل لبریزِ جذبات
اُدھر خواجہؐ کی بے پایاں عنایات
مدینے میں جو گُزرے چند لمحات
ہوں پوری میری نیّت و مرادات

—— حافظ مظہرالدین

پہنچے گی مرے دل کی آواز مدینے تک
بدلے نہ محبّت کے انداز مدینے تک
محدود نہیں اُن کا اعجاز مدینے تک
دُوں گا تری رحمت کو آواز مدینے تک

ہو گا تیری رحمت سے سامانِ سفر اِک دِن
ہو گی تِری رحمت ہی دمساز مدینے تک

تاباں و فروزاں ہیں نغمات مِرے دل کے
خاموش نہ ہو یارب! یہ ساز مدینے تک

——— حافظ مظہرالدین

سیّد و سرور و وقارِ حرم
عظمتِ کعبہ و دیارِ حرم

آرزو و مرادِ مشتاقاں
مرکزِ حُسن و عشقِ یارِ حرم

حُسنِ تخلیق و باعثِ تخلیق
نازشِ دو جہاں قرارِ حرم

تِیرا روضہ ہے مطلعِ انوار
تیرا گنُبد ہے افتخارِ حرم

صاحب لُطف و جُود و خلقِ عظیم
مجھ کو بھی بخش دے جوارِ حرم

دِے جگہ اپنے آستاں کے قریب
کر عطا کوئی ریگزارِ حرم

میں بھی ہوں خاکبوسِ راہ تِرا
میں بھی ہُوں ایک خاکسارِ حرم

ایک کہنہ وفا شعار تِرا
ایک دیرنہ ریزہ خوارِ حرم

میرے آنسو ہیں عشق کا ہدیہ
میرے جذبات ہیں نثارِ حرم

دست بکشا و دستگیری کن
طے نہ یوں ہو گی رہگزارِ حرم

پاشکستہ بھی ہوں ملُول بھی ہوں
نظرِ لطف! شہرِ یارِ حرم

——— حافظ مظہرالدین

حرمِ سیّدِؐ ابرار تک آ پہنچے ہیں
سر زمینِ فلک آثار تک آ پہنچے ہیں

اللہ اللہ! یہ ہم سوختہ جانوں کانصیب
کہ تِرےؐ سایۂ دیوار تک آ پہنچے ہیں

اس سے آگے کوئی جادہ ہے نہ منزل نہ مقام
کہ تِرے کوچہ و بازار تک آ پہنچے ہیں

اب مِرے اشکوں کی قیمت کوئی مجھ سے پوچھے
یہ گہر شاہ کے دربار تک آ پہنچے ہیں

اُنؐ کی رحمت مجھے دربار میں لے آئی ہے
جلوے خود طالبِ دیدار تک آپہنچے ہیں

درِ محبوبؐ پہ یہ آہیں یہ اشکوں کا ہجوم ——— قافلے! قافلۂ سالار تک آ پہنچے ہیں

للہ الحمد! ملا اذنِ حضوری مظہر ——— للہ الحمد! کہ سرکارؐ تک آ پہنچے ہیں

——— حافظ مظہر الدین

چُوموں گا ہر اِک راہِ مدینہ کو نظر سے ——— شاید کہ وہ گزرے ہوں اِسی راہگزر سے

اس بندۂ نادار پہ قربان خُدائی ——— دیکھیں جسے سرکارؐ محبّت کی نظر سے

جبریلؑ بھی خادم ہے اسی بابِ کرم کا ——— جبریلؑ کو توقیر ملی ہے اِسی دَر سے

اُن کا رُخِ پُر نُور ضیا بار ہے کتنا ——— پُوچھوں گا کسی روز یہ خورشید و قمر سے

——— حافظ مظہر الدین

میں بھی دیارِ شاہِ اُممؐ تک پہنچ گیا ——— اِک تشنہ کام بحرِ کرم تک پہنچ گیا

پہنچی تھی داستاں مہِ کنعاں کی مصر تک ——— شہرہ مہِ عرب کا عجم تک پہنچ گیا

اَب مجھ کو غم گسار کی حاجت نہیں رہی ——— اب میرا حال شانِ کرم تک پہنچ گیا

کیا رحمتِ تمام کا یہ معجزہ نہیں ——— مجھ سا غریب اُنؐ کے حرم تک پہنچ گیا

اب جادہ آشنا بھی ہے منزل شناس بھی ——— مظہر کہ اُن کے نقشِ قدم تک پہنچ گیا

——— حافظ مظہر الدین

شافعِ حشر شفاعت کے لئے آ پہنچے ——— ہم ابھی خواب سے بیدار نہ ہونے پائے

تر زباں میری رہی شاہؐ کی مدحت میں مدام ——— خشک میرے لبِ گفتار نہ ہونے پائے

اُنؐ کی رحمت تو ہے مشتاق گنہگاروں کی ——— اُنؐ سے مایوس گنہگار نہ ہونے پائے

مجھ سے ناخوش ہے زمانہ تو کوئی بات نہیں ——— مجھ سے ناخوش مِری سرکارؐ نہ ہونے پائے

رائیگاں ہوتا ہے کعبے کا سفر بھی مظہر
عشق گر قافلہ سالار نہ ہونے پائے

—— حافظ مظہرالدین

لذت عجیب مدحِ شہِ بحروبر میں ہے
اِک کیف مستقل مِرے قلب و جگر میں ہے

دل منزلِ حبیبؐ میں ہے جاں سفر میں ہے
گھر سے چلا ہُوں اور مدینہ نظر میں ہے

اب بھی فضائے شہرِ مدینہ ہے وجد میں
سوزِ بلالؓ اَب بھی اذانِ سحر میں ہے

لائے گا کیا شانِ جہاں کو نگاہ میں
مظہر کہ اُنؐ کے حلقہ بگوشانِ دَر میں ہے

—— حافظ مظہرالدین

جب لیا نامِ نبیؐ میں نے دُعا سے پہلے
میری آواز وہاں پہنچی صبا سے پہلے

ہم نے بھی اس دَرِ اقدس پہ جمائی ہے نظر
جس جگہ منگتوں کو ملتا ہے صدا سے پہلے

دمِ آخر مجھے آقاؐ کی زیارت ہو گی
ایک دن آئیں گے سرکارؐ قضا سے پہلے

حق سے کرتا ہوں دُعا پڑھ کے محمدؐ پہ درود
یہ وسیلہ بھی ضروری ہے دُعا سے پہلے

—— حافظ مظہرالدین

جس دِل میں جلوہ گر ہے محبّت حضورؐ کی
اس دِل پہ لاکھ بار ہو رحمت حضورؐ کی

رحمت رسولِؐ پاک ہیں کونین کے لئے
کونین کو محیط ہے رحمت حضورؐ کی

اے کاش! میں بھی خواب میں دیکھوں حضورؐ کو
اے کاش! مجھ کو بھی ہو زیارت حضورؐ کی

جب کوئی بھی نہ مونسِ جاں ہو گا حشر میں
ڈھونڈے گی عاصیوں کو شفاعت حضورؐ کی

اس ذات بے مثال کو تشبیہ کس سے دوں
اِک حُسنِ بے مثال ہے صورت حضورؐ کی

اُمیدوارِ لطف وکرم پر بھی ہو کرم
مشہور ہے جہاں میں سخاوت حضورؐ کی

مظہر! ہزار جان فدا، ایسی موت پر
سُنتا ہوں مر کے ہو گی زیارت حضورؐ کی

—— حافظ مظہرالدین

ہمیشہ مدحتِ خیر الانامؐ میں گزرے — دُعا ہے عمر دُرود و سلام میں گزرے
نفس نفس، ترا ذکرِ جمیل ہو لب پر — نفس نفس، مرا کیفِ تمام میں گزرے
زہے! کہ میرا وظیفہ رہی ہے نعتِ نبیؐ — خوشا! کہ میرے شب و روز کام میں گزرے

—— حافظ مظہرالدین

ہم سُوئے حشر چلیں گے شہہِؐ ابرار کے ساتھ — قافلہ ہو گا رواں قافلہ سالار کے ساتھ
بخت بیدار ہے یاور ہے مقدّر اس کا — جس نے دیکھا ہے انہیںؐ دیدۂ بیدار کے ساتھ
یہ تو طیبہ کی محبّت کا اثر ہے ورنہ — کون روتا ہے لپٹ کر درودیوار کے ساتھ
پُل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا — ہو گی سرکارؐ کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ
سب عطائیں ہیں خُدا کی مرے مولاؐ کے طفیل — ورنہ یہ لطف و کرم مجھ سے گنہگار کے ساتھ!

—— حافظ مظہرالدین

آؤ! کہ ذکرِ حُسنِ شہِؐ بحروبر کریں — جلوے بکھیر دیں، شبِ غم کی سحر کریں
مل کے بیاں محاسنِ خیر البشرؐ کریں — عشقِ نبیؐ کی آگ کو کچھ تیز تر کریں
جو حُسن میرے پیشِ نظر ہے، اگر اسے — جلوے بھی دیکھ لیں، تو طوافِ نظر کریں
وہؐ چاہیں تو صدف کو دُرِ بے بہا ملے — وہؐ چاہیں تو خزف کو حریفِ گہر کریں
فرمائیںؐ تو طلوع ہو مغرب سے آفتاب — چاہیںؐ تو اِک اشارے سے شق القمر کریں
کونین کو محیط ہے سرکار کا کرم — سرکارؐ! آپ ہم پہ کرم کی نظر کریں
راہِ نبیؐ میں غیر پہ تکیہ حرام ہے — اے عشق آ کہ بے سروساماں سفر کریں
دل میں بھی ہو دُرود، زباں پر بھی ہو دُرود — یوں منزلِ حبیبؐ کی جانب سفر کریں
کونین وجد میں ہوں، جنُوں نغمہ بار ہو — یعنی جہانِ ہوش کو زیروزبر کریں

چومیں ہر ایک ذرۂ راہ رسولؐ کو — سجدے قدم قدم پہ سر رہگزر کریں
آنسو قبول ہوں درِ خیرالانامؐ پر — نالے طوافِ روضۂ خیرالبشرؐ کریں
شعر و ادب بھی، آہ و فغاں بھی ہے انؐ کا فیض — پیشِ حضورؐ اپنی متاعِ ہنر کریں
اب کے جو قصدِ طیبہ کریں رہروانِ شوق — مظہرؔ کو بھی ضرور شریکِ سفر کریں

—— حافظ مظہرالدین

لذّت عجیب مدحِ شہہ بحر و بر میں ہے — اِک کیفِ مستقل مِرے قلب و جگر میں ہے
دل منزلِ حبیبؐ میں ہے جاں سفر میں ہے — گھر سے چلا ہوں اور مدینہ نظر میں ہے
انؐ کا جمالِ عارض و رخسار اُن کا نُور — میرے دلِ حزیں میں مِری چشمِ تَر میں ہے
اب بھی فضائے شہرِ مدینہ ہے وجد میں — سوزِ بلالؓ اَب بھی اذانِ سحر میں ہے
سمجھو تو ہے وہ آئینۂ ذاتِ کبریا — دیکھو تو آدمی ہے لباسِ بشر میں ہے
لائے گا کیا شہانِ جہاں کو نگاہ میں — مظہرؔ! کہ ان کے حلقہ بگوشانِ دَر میں ہے

—— حافظ مظہرالدین

اِدھر میرے جرم و قصور اللہ اللہ!
اُدھر رحمتوں کا وُفور اللہ اللہ!
کبوتر بھی ہیں با حضورؐ اللہ اللہ!
دیارِ نبیؐ کے طیور اللہ اللہ!
حضوری میں بھی محوِ آہ و فغاں ہے
یہ میرا دلِ ناصبور اللہ اللہ!
میں اور محفلِ شاہِ دیں تک رسائی
میں اور بارگاہ حضورؐ اللہ اللہ!

نوازا مجھے چشمِ ساقی نے مظہرؔ
یہ لبریز جامِ طہورا! اللہ اللہ!

—— حافظ مظہرالدین

ہے پیشِ نظر روضۂ سلطانِ اُمم آج
پہلے سے فزوں ہے مجھے اُمیدِ کرم آج

پھر میں نے پکارا انھیں با دیدۂ نم آج
یاد آئے بہت سیّد و سالارِ اُمم آج

کرنا ہے مجھے مدحتِ سرکار رقم آج
صد شکر مرے قبضے میں ہیں لوح و قلم آج

سرکارؐ! بلایا ہے تو اتنا ہو کرم آج
سرکارؐ کے قدموں ہی میں نکلے مرا دم آج

ہر سانس میں ہے کوچۂ محبوب کی خوشبو
معراج محبت کی ہے ایک ایک قدم آج

اِک عُمر جلایا ہے کڑی دھوپ نے مجھ کو
مل جائے مجھے سایۂ دیوارِ حرم آج

—— حافظ مظہرالدین

رہتا ہوں دل و جاں سے طلبگارِ مدینہ — بے کل ہوں پئے روضۂ سرکارؐ مدینہ
ہو ارضِ مقدّس میں بسر عُمر جو ساری — ہر وقت میں کرتا رہوں دیدارِ مدینہ
مجرم ہُوں خطاوار ہُوں کچھ بھی ہُوں ترا ہُوں — ہُو مجھ پہ کرم سیّدِ ابرارؐ مدینہ

اے چارہ گرو! فکرِ مداوا نہ کرو تم
رہنے دو خدارا مجھے بیمارِ مدینہ

ہر لحظہ نظر آتے ہیں لمحاتِ قیامت
تڑپاتی ہے جب حسرتِ دیدارِ مدینہ

لاریب سعاداتِ دو عالم کا امیں ہے
وہ قلب کہ ہے مہبطِ انوارِ مدینہ

انورؔ ہے یہی اَب تو مِرے دِل کی تمنّا
دیکھ آؤں کبھی جا کے میں دربارِ مدینہ

——— حافظ نور محمد انورؔ

حامد حسن حامدؔ پاکیزہ ادبی ذوق رکھتے ہیں حضورؐ سے والہانہ جذبۂ عشق سے سرشار ہیں ان کی نعت پر سوز ہے اور اس میں ایک خاص کیف ہے۔

وہ عظیم لوگ ہیں جن کے دِل میں ہوا قیام حضورؐ کا
ہے بلند تر وہ نگاہ جس میں ہے احترام حضورؐ کا

رہِ زندگانی میں نقشِ پائے حضورؐ منزلِ زندگی
کہ جہاں میں مقصدِ زندگی ہے ہر ایک گام حضورؐ کا

نہ نظر میں شانِ سکندری، نہ گماں میں شوکتِ خسروی
مری جان اُن پر نثار ہو کہ میں ہوں غلام حضورؐ کا

مِرے دل میں شمع سی جل گئی مرے لب پہ پھُول سے کھل گئے
کبھی میں نے ہو کہ جو باوضو، لیا پاک نام حضورؐ کا

دل و جان آج بھی فیض یاب ہیں ان کے پر توِ فیض سے
ہے جہاں کے واسطے آج بھی وہی فیضِ عام حضورؐ کا

یہ میرے حضورؐ کی شان ہے کہ تمام کُرّہِ ارض پر
بڑے التزام سے ذکر ہوتا ہے صبح و شام حضورؐ کا

وہی بات میرے حضورؐ کی وہی حکم ربِ جلیل کا
کہ کلامِ پاک کا عکس و آئینہ ہے کلام حضورؐ کا

—— حامد حسن حامدؔ

کوئی بھی وقت ہو نہیں رہتا ملول میں
پُر شوق دل میں رکھتاہوں حُبِّ رسولؐ میں

مدحت سرا ہوں میں بھی رسولِ انام کا
یعنی ہُوں عندلیبِ ریاضِ رسولؐ میں

شاہِ حجاز! تیری گدائی اگر ملے
سلطانیِ جہاں نہ کروں پھر قبول میں

میرے لئے تو بس ہے محمدؐ کی چاکری
جینے کا جانتا ہوں یہی اِک اصول میں

اپنے لئے سمجھتا اسے سُرمۂ شفا
پاتا اگر کبھی ترےؐ پاؤں کی دھول میں

پڑھتا ہوں میں دُرود خُدا کے رسولؐ پر
فردوسِ دل میں روز کھلاتا ہوں پھول میں

—— حامد حسن حامد

حقیقت میں وہ لُطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰؐ سے دِل کو بہلایا نہیں کرتے

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمدؐ ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے
ارے بھائی! یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

یہ لمحہ ہے کہ بس قربان ہو جا ان کی چوکھٹ پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

یہ ہے دربار آقاؐ کا' یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی' غیر بھی جایا نہیں کرتے

محمد مصطفیٰؐ کے باغ کے بس پھُول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

جگہ پائی ہے قسمت سے جنہوں نے کُوئے طیبہ میں
وہ چہرے چاند تاروں سے بھی شرمایا نہیں کرتے

جو ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں اے حامدؔ
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

—— حامدؔ لکھنوی

درِ اقدس پہ ہوں اب تو میں حاضر یا رسولؐ اللہ
زباں میری ہے کچھ کہنے سے قاصر یا رسولؐ اللہ

طبیعت میں عجب کچھ کیف و مستی کا سا عالم ہے
کرم کی اک نظر ہم پر ہو ظاہر یا رسولؐ اللہ

کھڑا میں دیکھتا ہوں آپؐ کے انوار کی بارش
زمین و آسماں سب پر ہے دائر یا رسولؐ اللہ

شفاعت کی طلب ہے آپ سے بس روزِ محشر میں
نہ ہو اب یہ گدا نظروں سے باہر یا رسولؐ اللہ

بلا لینا انہی قدموں میں واپس آپؐ پھر مجھ کو
خُدارا اک بلاوا میری خاطر یا رسولؐ اللہ

جنازہ ہو یہاں میرا اسی گنبد کے سائے میں
یہی اک آرزو لے کر ہوں حاضر یا رسولؐ اللہ

حبیبِ بے نوَا کی قبر ہو اس پاک مٹی میں
سکوں پائے یہ اس دھرتی میں آخر یا رسولؐ اللہ

—— حبیب الرحمان لدھیانوی

سلام ان کو جو کعبے کی زیارت کر کے آئے ہیں
سلام ان کو جو لاکھوں برکتیں بھی ساتھ لائے ہیں

سلام ان کو طوافِ کعبہ کی جن کو ملی دولت
سلام ان کو جنھوں نے سر وہاں اپنے جھکائے ہیں

سلام ان کو جو آئے دیکھ کر ہیں گنبدِ خضرا
سلام ان کو شفاعت کی جو دستاویز لائے ہیں

حبیبؔ! اے کاش! پھر وہ دن ہو ہم جائیں مدینے کو
یہی دن رات اب اللہ سے ہم لَو لگائے ہیں

—— حبیبؔ نقشبندی

میں آج دیارِ پاک میں ہُوں — دامانِ شہِ لولاک میں ہُوں
سر خم ہے مقدّر سے اس جا — بیٹھے تھے جہاں محبوبِ خُدا
اے شاہ! ترا اِک ادنیٰ گدا — ہے فرقت کا تڑپایا ہُوا
بے حد عاصی شرمایا ہُوا — کُل دُنیا کا ٹھکرایا ہُوا
ہے بوجھ گناہوں کا سَر پر — آتے ہی گِرا ترے دَر پر
دُنیا میں جنسِ وفا دے دے — آخر میں اپنی رضا دے دے
بے کس ہُوں غم کا مارا ہُوں — میں عاجز ہُوں بیچارہ ہُوں
اعمال سے دامن خالی ہے — یہ حال ہے یہ بدحالی ہے
میں اشکِ ندامت لایا ہُوں — اُمیدِ شفاعت لایا ہُوں
جذبات مرے سرشار ہُوئے — احساس حسیں بیدار ہُوئے
جنّت کی فضائیں پاس مرے — رُوضے کی ہوائیں پاس مِرے
مسرور ہے دِل آزاد ہے دِل — سَرمست فضا ہے شاد ہے دِل
دِل رنج و محن کو بھول گیا — میں یادِ وطن کو بھول گیا
یہ قربِ محمدؐ کی عظمت — اللہ کی بندے پر رحمت

وہؐ کون ہیں میرے پیشِ نظر اِے وقت ذرا آہستہ گزر

—— فاضل حبیب اللہ رشیدی

غلامی کی سند مل جائے جب دنیا سے رخصت ہوں
مِرے ہمراہ یہ زادِ سفر ہو یا رسولؐ اللہ
مِرے ہاتھوں میں دامن آپؐ کا ہو اور جُھکی نظریں
بیانِ حرفِ مطلب چشمِ تَر ہو یا رسولؐ اللہ
برنگِ نکہتِ گُل، رُوحِ تن سے ہو جُدا آقا
یہ مشکل حل بہ ہنگامِ سفر ہو یا رسولؐ اللہ
خُدا را کیجئے پھر آبیاری کِشتِ ویراں کی
نہالِ آرزو پھر بارور ہو یا رسولؐ اللہ
پکارے دل مِرا صلی علیٰ صلی علیٰ ہردم
حزیں لب پر مِرے شام و سحر ہو یا رسولؐ اللہ

—— حزیں کاشمیری

ہے درخشاں شہہ بطحا کی تمنّا دِل میں
میرے آقا! مجھے کافی ہے یہی رختِ سفر
یادِ سرکار نے دولت یہ عطا کی مُجھ کو
اُن کی تقلید نے بیباک بنایا مُجھ کو

کبھی ہوتی نہیں اب حسرتِ دنیا دِل میں
ہے مکیں بنویؐ شریعت کا اُجالا دِل میں
عالمِ جشنِ گُل و لالہ ہے برپا دِل میں
خوف اگر ہے تو اللہ کا تنہا دِل میں

—— حسرت حسین حسرت

اِک دن تریؐ سرکار سے مانگی تھی قناعت — خوشیاں ہیں زمانے کی صف آرا مِرے آگے

معلوم ہے مجھ کو مِری منزل ہے اسی سمت — روشن ہے تریؐ شمع سے رستہ مِرے آگے

ہو اذنِ حضوری! تو میں کچھ عرض کروں گا — ہیں کتنے مسائل مِرے آقا! مِرے آگے

ماضی مرے پیچھے تریؐ کرنوں سے جہاں تاب — روشن ترِیؐ تقلید سے فردا میرے آگے

حسرتؔ! میں شہنشاہِؐ مدینہ کا گدا ہوں — ہے سر بہ خم، آسائشِ دُنیا مرے آگے

—— حسرت حسین حسرتؔ

ترے حُسنِ وفا ہی نے، محبّت کی بنا ڈالی — اسی شعلے سے انساں میں ہوا، سوزِ جگر پیدا

رسولؐ اللہ کے ذکرِ درخشندہ، سے ہوتا ہے — مِرے سجدوں میں محویت، دُعاؤں میں اثر پیدا

بشر کا جس جگہ، بے ٹوک استحصال ہوتا تھا — وہیں کی خاک سے اک دن، ہوا خیرالبشرؐ پیدا

میں بے مایہ سہی لیکن، تمہارےؐ دَر پہ پہنچوں گا — یقیں منزل کا، کر دیتا ہے خود ذوقِ سفر پیدا

گدا ہو جائے تیراؐ ہر کس و ناکس، یہ مشکل ہے — "بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

تڑپتا ہے دلِ حسرتؔ! مدینے کی زیارت کو — الٰہی! اس کے نخلِ آرزو میں ہو ثمر پیدا

—— حسرت حسین حسرتؔ

سید فضل الحسن حسرت موہانی مردِ مومن ہیں۔ آپ کو اسلام اور پیغمبرِ اسلامؐ کی ذات ستودہ صفات سے والہانہ محبت تھی۔ آپ نے زندگی میں تین بار دیارِ حبیبؐ میں حاضری دی اور ہر بار فیوض و برکات کے بے بہا خزینے سمیٹ لائے۔ حرمِ محترم میں انہیں عجیب روحانی لذّت اور تسکین حاصل ہوتی تھی۔ بظاہر کانپور میں رہتے تھے مگر دل ان کا حریمِ کعبہ میں رہتا تھا۔ وہاں کی ہوائے خوشگوار برابر ان کے پاس پہنچتی رہتی اور یہ احرام باندھ کر پھر کوئے یار میں جا پہنچتے۔

لے چلی ہے پھر آرزوئے حرم — عاشقانِ حرم کو سُوئے حرم

ملتی جلتی ہے جاں نوازی میں
دیکھ لیتے ہیں صاف اہلِ نظر
منہ دو عالم سے موڑ کر حسرتؔ

بوئے باغِ جناں سے بوئے حرم
جلوۂ حق کو روبروئے حرم
بیٹھ رہنے کو بس ہے کوئے حرم

—— حسرتؔ موہانی

عجب انداز ہے فضلِ خدا کا
نگاہِ لطف' اور ہم سے سیاہ کار
شہنشاہوں سے بھی ہے بڑھ کر رُتبہ
بہ فرطِ بارشِ انوار! حسرتؔ!

مدینے کی ہوائے جانفزا کا
کرم دیکھو حبیبؐ کبریا کا
ترے کوچے کے ہر ادنیٰ گدا کا
نہیں کچھ فرق یاں صبح و مسا کا

—— حسرتؔ موہانی

روزِ محشر' سایہ گستر' ہے جو دامانِ رسولؐ
نُور سے ایمانِ خالص کے' منوّر تھا جہاں
صومِ دائم سے بڑھی عزّت' قیامِ لیل کی
رہنمائے گمرہاں و سر گروہِ مقبلاں
حسرتِ محروم ہے اُمیدوارِ التفات

تابِ دوزخ سے ہیں بے پروا' غلامانِ رسولؐ
اَب کہاں سے آئے وہ' عہدِ درخشانِ رسولؐ
شب کو مہمانِ خُدا ہیں' دِن کو مہمانِ رسولؐ
عاشق و معشوقِ یزداں' جان و جانانِ رسولؐ
اس طرف بھی اِک نظر! اے میر سامانِ رسولؐ

—— حسرتؔ موہانی

شوق پہنچا حدِ جنوں کے قریب
لے چلا پھر کشاں کشاں مجھ کو
اُن کی اس بندہ پروری کے نثار
لو! مدینے کو پھر چلے حسرتؔ

یہ ہوا داری دیارِ حبیبؐ
دِل اسی ارضِ محترم کے قریب
ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نصیب
دیدنی ہے یہ ماجرائے غریب

—— حسرتؔ موہانی

پسندِ شوق ہے آب و ہوا مدینے کی
عجب بہار ہے، صلّیِ علیٰ، مدینے کی

بہ امتیاز و بہ تخصیصِ خوابگاہ رسولؐ
قلوبِ اہلِ ولا میں ہے جا مدینے کی

صعوبتوں میں بھی اِک راحتِ سفر کی ہے شان
جو یاد رہتی ہے صبح و مسا مدینے کی

علاجِ علتِ عصیاں کی فکر کیا ہو اسے
جسے نصیب ہو خاکِ شفا مدینے کی

سکونِ خاطرِ حسرت بنی وہ رابغ میں
خبر جو لائی تھی بادِ صبا مدینے کی

—— حسرت موہانی

پھر آنے لگیں شہرِ محبت کی ہوائیں
پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنّت کی فضائیں

اے قافلے والو! کہیں وہ گنبدِ خضرا
پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں

ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی
سر پر کبھی رکھیں کبھی آنکھوں سے لگائیں

نظارہ فروزی کی عجب شان ہے پیدا
یہ شکل و شمائل، یہ عبائیں، یہ قبائیں

کرتے ہیں عزیزانِ مدینہ کی جو خدمت
حسرت انہیں دیتے ہیں وہ سب دِل سے دُعائیں

—— حسرت موہانی

تری یاد بے اختیار آ رہی ہے
تمنّا کی فصلِ بہار آ رہی ہے

حرم سے ہوا خوشگوار آ رہی ہے
دوائے دلِ بے قرار آ رہی ہے

کہوں حال کیا اِس کی جاں پروری کا
جو کعبے سے خُوشبوئے یار آ رہی ہے

ہوس دِل کی اُن سے جدا ہو کے حسرت
سراسیمہ و اشکبار آ رہی ہے

—— حسرت موہانی

مظہرِ شانِ کبریا صلّیِ علیٰ محمدؐ
آئینۂ خُدا نُما صلّیِ علیٰ محمدؐ

موجبِ نازِ عارفاں، باعثِ فخرِ صادقاں — سرور و خیرِ انبیا صلیِ علیٰ محمدؐ

مونسِ دلِ شکستگاں، پشت پناہِ خستگاں — شافعِ عرصۂ جزا صلیِ علیٰ محمدؐ

حسرتؔ! اگر رکھے ہے تُو بخششِ حق کی آرزو — وردِ زباں رہے صدا صلِّ علیٰ محمدؐ

—— حسرت موہانی

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ — کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مُبارک رہے عندلیبو! تمہیں گُل — ہمیں گُل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ

مِری خاک یارب نہ برباد جائے — پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی — شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھئے باغِ جنّت کھُلا ہے — نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے — مِرا دِل بنے یادگارِ مدینہ

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا — ہمیں اِک نہیں ریزہ خوارِ مدینہ

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم — گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہُوا انبیاؑ کو — وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

—— مولانا حسن رضاؔ

عاصیوں کو دَر تمہارا مِل گیا — بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مِل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضورؐ — ڈوبتو! نکلو! سہارا مِل گیا

آنکھیں پُرنم ہو گئیں سَر جُھک گئے — جب ترا نقشِ کفِ پا مِل گیا

اُنؐ کے طالب نے جو چاہا پا لیا — اُنؐ کے سائل نے جو مانگا مِل گیا

اے حسنؔ! فردوس میں جائیں جناب — ہم کو صحرائے مدینہ مِل گیا

—— حسن بریلوی

سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سُوئے جنّت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے
کس کے در پہ جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم
کیا بچے بیمارِ غم قُربِ مسیحا چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کسے
کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

مر کے جیتے ہیں جو اُن کے در پہ جاتے ہیں حسَن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

—— حسَن رضا خان بریلوی

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

بے چین رکھے مجھ کو ترا دردِ محبّت
مِٹ جائے وہ دل پھر جسے ارمانِ دوا ہو

گر وقتِ اَجل سر تری چوکھٹ پہ دھرا ہو
جتنی ہوں قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی
جب خاک اُڑے میری مدینے کی ہوا ہو

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے
اس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

تُم ذاتِ خُدا سے نہ جُدا ہو، نہ خُدا ہو
اللہ کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ہر وقت کرم بندہ نوازی پہ تُلا ہے
کچھ کام نہیں اس سے بُرا ہو کہ بَھلا ہو

قدرت نے ازل میں یہ لکھا اُن کی جبیں پر
جو اُن کی رضا ہو وہی خالق کی رضا ہو

شکر ایک کرم کا بھی اَدا ہو نہیں سکتا
دِل ان پہ فِدا جان حسؔن ان پر فِدا ہو

—— مولانا حسؔن رضا

دل میں ہو یاد تِریؔ گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خِلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اس کی قسمت پہ فِدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے
ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو

آج جب عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مِری حشر میں رسوائی ہو

کبھی ایسا نہ ہُوا اُن کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو

بند جب خوابِ اَجل سے ہوں حسؔن کی آنکھیں
اُس کی نظروں میں تِرا جلوۂ زیبائی ہو

—— مولانا حسؔن رضا

عاصیوں کو دَر تمہارا مِل گیا
بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ مِل گیا

فضلِ رب سے پھر کمی کس بات کی
مِل گیا سب کچھ جو طیبہ مِل گیا

ناخدائی کے لئے آئے حضورؐ
ڈوبتو! نکلو سہارا مِل گیا

آنکھیں پُرنَم ہو گئیں سَر جُھک گئے
جب تِرا نقشِ کفِ پا مل گیا

خلد کیا کیسا چمن کیسا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا

ان کے طالب نے جو چاہا پا لیا
ان کے سائل نے جو مانگا مل گیا

تیرےؐ در کے ٹکڑے ہیں اور میں غریب
مجھ کو روزی کا ٹھکانہ مل گیا

اے حسؔن فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا

—— مولانا حسؔن رضا

نگاہِ لُطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں — لئے ہوئے تو دلِ بیقرار ہم بھی ہیں
ہمارے دستِ تمنّا کی لاج بھی رکھنا — ترےؐ فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں
تمہاریؐ ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے — پڑے ہوئے تو سرِ رہگذار ہم بھی ہیں
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضورؐ — تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
حسؔن ہے جن کی سخاوت کی دھوم عالم میں — انہیں کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

—— مولانا حسن رضا

عجب کرم شہہ والا تبار کرتے ہیں — کہ نااُمیدوں کو اُمیدوار کرتے ہیں
جما کے دل میں صفیں حسرت و تمنّا کی — نگاہِ لُطف کا ہم انتظار کرتے ہیں
مجھے فسردگیِ بخت کا اَلَم کیا ہو — وہؐ ایک دم میں خزاں کو بہار کرتے ہیں
اشارہ کر دو تو بادِ خلاف کے جھونکے — ابھی ہمارے سفینے کو پار کرتے ہیں
تمہارےؐ در کے گداؤں کی شان عالی ہے — وہ جس کو چاہتے ہیں تاجدار کرتے ہیں
تمام خلق کو منظور ہے رضا جن کی — رضا حضورؐ کی وہ اختیار کرتے ہیں
تمہارےؐ ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے — یہ چوبِ خشک کو بھی بے قرار کرتے ہیں
حسؔن کی جان ہو اس وُسعتِ کرم پہ نثار — جوؐ دم میں آگ کو باغ و بہار کرتے ہیں

—— مولانا حسن رضا

سرگذشتِ غم کہوں کِس سے تیرے ہوتے ہوئے — کس کے دَر پر جاؤں تیراؐ آستانہ چھوڑ کر
کون کہتا ہے دلِ بےمدعا ہے خوب چیز — میں تو کوڑی کو نہ لُوں ان کی تمنا چھوڑ کر
مر ہی جاؤں میں اگر اِس دَر سے جاؤں دو قدم — کیا بچے بیمارِ غم قربِ مسیحا چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا روا ہو گا کیسے — کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر
مر کے جیتے ہیں جو اُن کے دَر پہ جاتے ہیں حسؔن — جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

—— حسؔن رضا خان

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا — یوسفؑ کو ترا طالبِ دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکارؐ کی خاطر — کونین کی خاطر تمہیں سرکارؐ بنایا
کنجی تمہیں دِی اپنے خزانوں کی خُدا نے — محبوبؐ کیا مالک و مختار بنایا
اللہ کرم میرے بھی ویرانۂ دِل پر — صحرا کو ترے حُسن نے گلزار بنایا
بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پُوچھے — ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

—— مولانا حسؔن رضا

دہر میں آٹھ پہر بٹتا ہے باڑہ تیرا — وقف ہے مانگنے والوں پہ خزانہ تیرا
کیوں نہ ہو ناز مجھے اپنے مقدّر پہ کہ ہوں — سگ "ترا" بندہ "ترا" مانگنے والا تیرا
بھیک بے مانگے فقیروں کو جہاں ملتی ہے — دونوں عالم میں وہ دروازہ ہے کس کا' تیرا
کس کے دامن میں چھپے کس کے قدم پر لوٹے — تیرا سگ جائے کہاں چھوڑ کے ٹکڑا تیرا

—— مولانا حسؔن رضا بریلوی

ذاتِؐ والا پہ بار بار دُرود — بار بار اور بے شمار دُرود
اُنؐ کے ہر جلوہ پر ہزار سلام — اُنؐ کے ہر لمحہ پر ہزار دُرود
چارۂ جانِ درد مندا سلام — مرہمِ سینۂ فگارا دُرود
قبر میں خوب کام آتی ہے — بیکسوں کی ہے یارِ غار دُرود
انہیںؐ کس کے دُرود کی پرواہ — بھیجے جب اُن کا کردگار دُرود

اے حسَن! خارِ غم کو دِل سے نکال
غم زدوں کی ہے غمگسار دُرود

—— حسَن بریلوی

ذرّے نظر آئیں گے فزوں شمس و قمر سے
دیکھے تو کوئی خالِ عرب میری نظر سے

قدموں پہ مرے دُھول ستاروں کی جمی ہے
آیا ہوں ابھی لوٹ کے طیبہ کے سفر سے

اے پیکرِ انوار تری ذات سے پہلے
خالی تھا زمانے کا صدف آبِ گہر سے

جس نوُر سے روشن ہیں ستاروں کی نگاہیں
منسوب ہے وہ نوُر تیری راہگزر سے

یہ فیض ہے اس رُوئے منوّر کی ضیا کا
بکھری ہے تجلّی جو گریبانِ سحر سے

—— حسین سحَر

مظہرِ شان و عظمتِ داور
کون سوائے ذاتِ پیمبرؐ

خالق کی تخلیق مکمل
افضل، اعلیٰ، کامل بہتر

مالکِ دنیا حاصلِ عقبیٰ
قاسمِ جنّت ساقیِ کوثر

خیرِ مکمل خلقِ مجسّم
رحمتِ عالم شافعِ محشر

کوئی نہیں جُز احمدِ مُرسلؐ
انت حبیبی کی منزل پر

حُسن و جمالِ حق کے مظہر
از سر تا پا نوُری پیکر

مُصحفِ رخ قرآن کی آیت
عارض ہیں والشمس کے مظہر

جس کی تمنّا عینِ عبادت
جس کی طلب ایمان سراسر

جس کا تخیّل ذہن کی منزل
جس کا تصوّر رُوح کا محور

ہو جو غلام اس دَر کا حشَری
اُس کی قسمت اُس کا مقدّر

—— حشَری

زبان و ادب کو حفیظ الرحمان احسن پر ناز ہے۔ نعت بھی خوب کہتے ہیں

زبانِ شوق پہ آیا ہے جب بھی اسمِ حضورؐ — بکھر گئی مرے پہلو میں روشنی کیسی
ہم ایسے خفتہ نصیبوں کے بخت جاگ اُٹھے — یہ عاصیوں پہ نگاہِ کرم ہوئی کیسی
گرا دیا تھا زمانے نے جن کو نظروں سے — حضورؐ نے انہیں بخشی خود آگہی کیسی
نصیب میں جو نہ ہوتا وہ سایۂ رحمت — کسے خبر کہ گزرتی یہ زندگی کیسی
متاعِ حُبِّ رسالتؐ مآبؐ کے صدقے — دلِ غریب کی قسمت سنور گئی کیسی
مدام ہے لبِ احسنؔ پہ اَب دُرود و سلام — غمِ حبیبؐ نے بخشی ہے سرخوشی کیسی

— حفیظ الرحمٰن احسنؔ

ماہِ طیبہ کی تجلّی سے نظر ہے روشن — روح تابندہ ہے اور دِل کا نگر ہے روشن
کوئی تابندہ قدم گزرا تھا صدیوں پہلے — آج تک شوق کی اِک راہگزر ہے روشن
سینۂ اہلِ خرد، فیض سے اُنؐ کے تاباں — لطف سے اُن کے دلِ اہلِ نظر ہے روشن
نُورِ افشاں ہے زمانے میں عزیمت کس کی — کس کی تدبیر سے تقدیرِ بشر ہے روشن
اُسوۂ صاحبِ معراج کی تابانی سے — منزلِ زیست عیاں، سمتِ سفر ہے روشن
یادِ اَیّامِ حضوری کا عجب ہے عالم — سوزِ فرقت سے ہر اک داغِ جگر ہے روشن
ہو گیا ظلمتِ عصیاں کا مداوا احسنؔ — یوں ندامت سے مِرا دیدۂ تر ہے روشن

— حفیظ الرحمٰن احسنؔ

ہے جانِ نظر منظرِ دلدارِ مدینہ — آنکھوں میں بسا لایا ہوں انوارِ مدینہ
ہے مزرعِ ہستی کو نویدِ شہِ بطحا — بَرسے گا سَدا ابرِ گہر بارِ مدینہ
دِل سجدہ گزارِ حرمِ پاک ہے اَب تک — یہ بات ہے مِن جملۂ اسرارِ مدینہ

وہ عالمِ بے تابیِ جاں یاد ہے اب تک — جب آئے نظر دُور سے آثارِ مدینہ
احوالِ تب و تابِ تمنّا کہوں کیسے — دل رہنِ حرمِ جاں ہے خریدارِ مدینہ
یوں دیدۂ بے تاب کی قسمت کھلے احسنؔ — ہو جائے کبھی خواب میں دیدارِ مدینہ

——— حفیظ الرحمان احسنؔ

مدینے کی دُنیا بہاروں کی دُنیا — مقدّس مقدّس نظاروں کی دُنیا
یہاں سرورِ دیں ہیں آرام فرما — ہے وابستہ اس سے ہزاروں کی دُنیا
گلستاں گلستاں بہاراں بہاراں — خوشا تیرے سینہ فگاروں کی دُنیا
ذرا چشمِ رحمت کو اُٹھنے تو دیجئے — سنور جائے گی غم کے ماروں کی دُنیا
تریؐ یاد دل میں ترا نام لب پر — یہی ہے ترے خاکساروں کی دُنیا
حفیظؔ اسکی قسمت کہ جو دیکھ آیا — مدینے کے روشن نظاروں کی دُنیا

——— حفیظؔ بنارسی

آسمانِ نعت پر حفیظ تائب کا ستارہ تیز روشنی دے رہا ہے وہ اس میدان کے مانے ہوئے شہسوار ہیں۔
حفیظ تائب کا نعت میں بہت بلند مقام ہے۔ آپ کی نعت پڑھ کر چند لمحے بارگاہ رسالتؐ میں بسر ہو جاتے ہیں۔ قاری خود کو حضورؐ کے سایہ رحمت میں محسوس کرتا ہے۔ نعت کا اسلوب عاجزانہ' عقیدت مندانہ اور درد مندانہ ہے۔ کلام میں وارفتگی' شیفتگی' خلوص' نیاز مندی اور عقیدت انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔

آئے نبیؐ کے منبر و محراب سامنے — بھر سکوں کھلے ہیں کئی باب سامنے
کیوں جگمگا اُٹھے نہ شبِ تارِ زندگی — جب ہو رُخِ رسولؐ کا مہتاب سامنے
پایا ہے لطفِ سرورِؐ عالم کو چارہ ساز — جب ہو نہ کوئی صورتِ اسباب سامنے
سُوئے حجاز قافلۂ شوق ہے رواں — دریائے اضطراب ہے پایاب سامنے

اس زور سے یہاں پہ دھڑکنا روا نہیں
اُن کا حرم ہے اے دلِ بیتاب! سامنے

کس شان سے حضورؐ ہیں مسجد میں جلوہ ریز
کتنے اَدب سے بیٹھے ہیں اصحابؓ سامنے

تائبؔ! فضائے شہرِ نبیؐ ہے خیال میں
یا خُلد کا ہے منظرِ شاداب سامنے

—— حفیظ تائب

جی رہا ہوں میں اس دیار سے دور
چارہ جُو جیسے چارہ کار سے دُور

ہوں سراپائے حسرتِ دیدار
آج میں شہرِ شہریارؐ سے دُور

آبِ جُو کی طرح ہوں سرگرداں
نکل آیا ہوں کوہسار سے دُور

اِک بگولا ہوں دشتِ غربت میں
قریۂ راحت و قرار سے دُور

وہم ہوں، خواب ہوں، خیال ہوں میں
بے حقیقت ہوں، کوئے یارؐ سے دُور

لب پہ آیا ہوا سوال ہوں میں
محفلِ یارِ رازدار، سے دُور

تیر کھایا ہوا غزال ہوں میں
غمگسارانِ جاں نثار سے دُور

گُم ہوں یادِ حبیب میں تائبؔ!
فکرِ فردا کے خلفشار سے دُور

—— حفیظ تائبؔ

پُر کرے گا کون، رُوحوں کے خلا، یا مصطفیٰؐ !
تیری چشمِ لطف ورحمت کے سوا، یا مصطفیٰؐ !

کٹ کے ہم رستے سے تیرے، جسقدر آگے بڑھے
جسم وجاں کا فاصلہ بڑھتا گیا، یا مصطفیٰؐ !

مال و منصب، مکروفن، ٹھہرے ہیں معیارِ شرف
مِٹ رہا ہے جذبۂ مہر و وفا، یا مصطفیٰؐ !

دہر میں پھر، اہلِ دیں کو، سرفرازی ہو نصیب !
لوٹ آئے دَور، حُسن وخیر کا، یا مصطفیٰؐ !

—— حفیظ تائبؔ

رحمتِ حق سایہ گستر دیکھنا اور سوچنا
اِک نظر شہرِ پیمبرؐ دیکھنا اور سوچنا

اس کے ہوتے کس اُجالے کی ہو دُنیا کو تلاش
سبز گنبد کو برابر دیکھنا اور سوچنا

سنگ بھی مہکے ہیں کیسی نکہتِ انفاس سے
دیر تک محراب ومنبر دیکھنا اور سوچنا

محسنِ عالم کی یہ کیسی عطائے عام ہے
دامنِ خستہ میں گوہر دیکھنا اور سوچنا

ارضِ بدر آثارِ خندق دامنِ کوہِ اُحد
ہر قدم پر شانِ سرور دیکھنا اور سوچنا

—— حفیظ تائب

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گُلِ چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں، ترے اوصافِ حمیدہ

خیرات مجھے اپنی محبت کی عطا کر
آیا ہوں ترے در پہ بہ دامنِ دریدہ

مضمر تری تقلید میں عالم کی بھلائی
میرا یہی ایماں ہے یہی میرا عقیدہ

اے ہادیٔ برحق! تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے، نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

سیرت ہے تری جوہرِ آئینۂ تہذیب
روشن تیرے جلووں سے جہانِ دل و دیدہ

اے رحمتِ عالم! تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ

ہے طالبِ الطاف مرا حالِ پریشاں
محتاجِ توجہ ہے مرا رنگِ پریدہ

—— پروفیسر حفیظ تائب

اے مظہرِ لایزال آقا!
سر تا بہ قدم نوال آقا!

وحشی ہے صرصرِ حوادث
گرتا ہوں، مجھے سنبھال! آقا!

بے برگ ہوں، بے وقار ہوں میں
بے ہمسر و بے مثال آقا!

سینے کی جراحتوں کا تجھ بن
ممکن نہیں اندمال آقا!

دیتا ہے سکوں دل ونظر کو
ہر آن ترا خیال آقا!

اُمت کو عروج پھر عطا کر
غم سے ہے بہت نڈھال آقا!

—— حفیظ تائب

کرم ہے بے نہایت گنبدِ خضرا کے سائے میں — چمک اُٹھی ہے قسمت، گنبدِ خضرا کے سائے میں
مِرے بے تاب جذبوں میں ہے صورت شادمانی کی — تڑپنے میں ہے راحت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نظر کے سامنے ہیں گنبدِ خضرا کے نظارے — عجب ہے دِل کی حالت گنبدِ خضرا کے سائے میں
رہا تائبؔ پہ لطفِ خاص سرکارِ دوعالمؐ کا — ہوئی توفیقِ مدحت گنبدِ خضرا کے سائے میں

—— حفیظ تائبؔ

دل نواز و دل پذیر و دلنشین و دلکشا — چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ
سربسر مہرومروت سر بسر صدق و صفا — سربسر لطف و عنایت سربسر خیرالبشرؐ
کار زار دہر میں وجہِ ظفر وجہِ سکوں — عرصۂ محشر میں وجہِ دَرگزر خیرالبشرؐ
اپنی اُمّت کے برہنہ سَر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ — پونچھ دے انسانیت کی چشمِ تر خیرالبشرؐ
رُونما کب ہو گا راہِ زیست پر منزل کا چاند — ختم کب ہو گا اندھیروں کا سفر خیرالبشرؐ
کب مِلے گا ملّتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال — کب شبِ حالات کی ہو گی سحر خیرالبشرؐ

—— حفیظ تائبؔ

آئے ہیں جب وہ گنبد و محراب سامنے — تسکیں کے کھُل گئے ہیں کئی باب سامنے
کیوں جگمگا اُٹھیں نہ مقدّر کے راستے — جب ہو رُخِ رسولؐ کا مہتاب سامنے
طیبہ کی سمت کشتیِ دِل ہے رواں دواں — گو ہیں ہوائے دہر کے گرداب سامنے
مسجد میں جلوہ ریز مدینے کا چاند ہے — مثلِ نجوم ہیں سبھی اصحابؓ سامنے

—— حفیظ تائبؔ

دلوں کا شوق روحوں کا تقاضا گنبدِ خضرا — زمانے کی نگاہوں کا اُجالا گنبدِ خضرا

فلاح و کامرانی کی بشارت اہلِ ایماں کو ۔۔۔ گنہگاروں کو رحمت کا اشارا گنبدِ خضرا

حبیبِؐ کبریا سائے میں اس کے محوِ راحت میں ۔۔۔ دو عالم میں اسی باعث ہے یکتا گنبدِ خضرا

خُدا کا شکر تائبؔ کی نگاہوں نے بھی دیکھا ہے ۔۔۔ وہ ہر سینے کے اندر بسنے والا گنبدِ خضرا

—— حفیظ تائبؔ

دلوں کی تہہ میں پوشیدہ محبّت دیکھنے والا ۔۔۔ وہ محبوبِ خُدا! جذبوں کی وسعت دیکھنے والا

جہاں میں سُننے والا ان کے الفاظ چاہت کے ۔۔۔ وہی ہے اَن لکھے حرفِ ارادت دیکھنے والا

مکان و لامکاں کی شوکتیں زیرِ قدم ا سکے ۔۔۔ وہ موجود و عدم کی ہر ولائت دیکھنے والا

نہ جھپکی آنکھ جس کی روبرئے جلوۂ باری ۔۔۔ سرِ قوسین ذاتِ ربِّ عزّت دیکھنے والا

شبستانِ حرا کیوں کر نہ بنتا مرکزِ عرفاں ۔۔۔ کہ ہے پہلے پہل نُورِ نبوّت دیکھنے والا

—— حفیظ تائبؔ

شوق و نیاز و عشق کے سانچے میں ڈھل کے آ ۔۔۔ یہ کوچۂ حبیبؐ ہے پلکوں سے چل کے آ

اُمّت کے اولیا بھی اَدب سے ہیں دم بخود ۔۔۔ یہ بارگاہِ سرورِ دیں ہے سنبھل کر آ

آنا ہے تُو جو شہرِ رسالتؐ مآب میں ۔۔۔ حرص و ہوا کے دام سے باہر نکل کے آ

ماہِ عرب کے آگے تِیری بات کیا بنے ۔۔۔ اے ماہتاب! رُوپ نہ ہر شب بدل کے آ

سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تو ۔۔۔ عشقِ نبیؐ کی آگ میں تائبؔ! پگھل کے آ

—— حفیظ تائبؔ

حفیظ تائبؔ نے "اے صاحبِ معراج" کے عنوان سے یہ نعت لکھی ہے۔ اس نعت کے چند اشعار درج کر رہا ہوں۔ زبان ادب کا اسلوب بلند ہے۔

وہ ہادیٔ جہاں! جِسے کہئے جہانِ خیر ۔۔۔ نسبت سے اُس کی، میرا وطن ہے نشانِ خیر

کتنی عظیم بیعتِ رضوان کی شان ہے
فتحِ مُبیں کے ساتھ چلا کاروانِ خیر

یارب! جہاں میں دستِ خزاں ہے دراز تر
محفوظ اس کے شَر سے رہے، گلستانِ خیر

—— حفیظ تائب

دُنیا کے مسئلے ہوں، کہ عقبیٰ کے مرحلے
سرکارؐ کے سپرد ہیں سارے معاملے

وہ سیّدِ انام کی نوریں حیات ہے
جس نے ہر ایک دِل کو دیئے تازہ ولولے

اس پر نہ کیوں نثار کروں سب مسرّتیں
جس نام کے طفیل، بری ہر بَلا ٹلے

جوشِ طرب سے غنچۂ اُمید کِھل اُٹھے
جب اُسؐ کے التفات کی بادِ صبا چلے

شہرِ حضورؐ! ہر کس و ناکس کے واسطے
جائے اماں ہے، چرخِ ستم گار کے تلے

پروانہ وار، جس پہ فدا، کائنات ہے
یارب! وہ شمعِ طاقِ حرم، تا اَبَد جلے

—— حفیظ تائب

خُلق جن کا ہے بہارِ زندگی اُنؐ پر سلام
نُطق جن کا ہے مدارِ آگہی انؐ پر سلام

ہر گھڑی سانسوں کو مہکاتا ہے جن کا نامِ پاک
ہے ضمیروں میں بھی جن کی روشنی اُنؐ پر سلام

جن کا اُسوہ حُسن و خوبی کا اچھوتا شاہکار
وجہِ قُربِ حق ہے جن کی پیروی اُنؐ پر سلام

ہر عطائے ایزدی کی انتہا جن پر ہوئی
ہر زمانے کے لئے جو ہیں نبیؐ اُنؐ پر سلام

—— حفیظ تائب

بھٹکے ہیں بہت رہگذرِ نور سے ہٹ کر — کھو بیٹھے ہیں توقیر، تیریؐ ذات سے کٹ کر

حال اپنا ہے تیرے کرم خاص کا محتاج۔ اے صاحب معراج

صد شکر! نگاہوں میں فقط اب ترا دَر ہے — پستی کے مکینوں کی بلندی پہ نظر ہے

واماندۂ منزل کی ترے ہاتھ میں ہے لاج۔ اے صاحب معراج

دُنیا میں نمودار ہو پھر صبحِ سعادت — قائم ہو زمانے میں شریعت کی حکومت

اپنائیں سب اقوام، ترے دین کا منہاج۔ اے صاحبِ معراج

—— حفیظ تائب

پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دُعا، یا نبیؐ! — شاد ہو جائے خلقِ خُدا، یا نبیؐ!

پھر سرفراز ہو، اُمّتِ آخریں — ختم ہو یورشِ ابتلا، یا نبیؐ!

یہ وطن جو بنا ہے ترے نام پر — اس کے سَر سے ٹلے ہر بَلا، یا نبیؐ!

—— حفیظ تائب

اے حبیبِ خُدا! اے شہہِ انبیاء! — اپنے شیداؤں کی لاج رکھ لیجئے

آج ہے پھر ہمیں سامنا کفر کا — نام لیواؤں کی لاج رکھ لیجئے

آرزو ہے کہ سکّہ یہاں پر چلے — صرف اور صرف، اللہ کے نام کا

بول بالا رہے خطۂ پاک میں — تیرے پیغام "کا" دینِ اسلام کا

یہ تمنائیں جو قوم کے دِل میں ہیں — ان تمناؤں کی لاج رکھ لیجئے

—— حفیظ تائب

پھر ہوا سازِروح زمزمہ سنج — پھر ہوئی رُوح کیف سے معمور

مٹ گئے فاصلے دل و جاں کے
نہ رہا فرقِ ظاہر و مستور

زہے الطافِ سیدِ ابرار
مطمئن ہو گیا دلِ رنجور

کیا یہ اعزاز کم ہے میرے لئے
نعتِ خیر الوریٰؐ پہ ہوں مامور

میرا ہر سانس ہے سپاس گزار
اے خداوندِ فکر و فہم و شعور

بہ تقاضائے دیدۂ بے تاب
کچھ نہ کچھ مانگنا ہے مجھ کو ضرور

سوچتا ہوں کہ تجھ سے کیا مانگوں
اے خُدائے کریم و ربِّ غیور

میرا دامانِ آرزو محدود
اور تیرا کرم ہے لا محصور

ہاں! خطا سے بری ہو صرفِ نظر!
سعی ناقص ہو مُقبل و مشکور!

حرزِ جاں ہو مجھے ثنائے رسولؐ!
رگ و پے میں ہو جذب و کیف و سرور!

لب رہیں ترجمانِ صدق و صفا
دِل ہو کذب و مبالغہ سے نفور

قبر میری، بہ حقِ ختمِ رُسل
ہو فراخ و معنبر و پُر نُور

سائبان کرم ہو سر پہ مرے
سرِ میدانِ حشر یومِ نشور

آخرت کے سبھی مراحل میں
میرے نزدیک تر ہوں میرے حضورؐ!

—— حفیظ تائبؔ

زیارت بیت اللہ کی آرزو

لوگ رخصت ہوئے جو حج کے لئے
جلے میری پلک پلک پہ دیئے

دل میں ہے داغِ درد و مجبوری
وہ حرم سے نگاہ کی دُوری

کس طرح آؤں تیرا گھر دیکھوں
کیسے طیبہ کے بام و در دیکھوں

نہ زروسیم ہے نہ جنسِ ہنر
صرف شوقِ سفر ہے برگِ سفر

—— حفیظ تائب

حرم نبویؐ میں حاضری کا نقشہ

میں بہ صد عجز و انکسار چلوں — جب سُوئے شہرِ شہریار چلوں
لے کے انوارِ گنبدِ خضرا — جگمگا لُوں میں رُوح کی دُنیا
جالیوں سے لِپٹ لِپٹ جاؤں — عاجزی سے سِمٹ سِمٹ جاؤں
پڑھوں سردارِ انبیاءؐ پہ سلام — پڑھوں اصحابِ با صفا پہ سلام

—— حفیظ تائب

دو جہاں میں تھا ہی کیا بیترے سوا — کیا مجھے دیتا خُدا بیترے سوا
مُدعا کچھ بھی نظر آتا نہیں — اے ظہورِ مصطفیٰؐ! تیرے سوا
رحمت اللعالمینؐ ہے کس کی ذات — ہر کسی کا آسرا تیرے سوا
تو ہی منزل تو ہی جب مقصود ہو — کون ہے پھر رہنما تیرے سوا

—— حفیظ جالندھری

محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے — اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمدؐ کی محبّت آنِ ملّت شانِ ملّت ہے — محمدؐ کی محبّت روحِ ملّت جانِ ملّت ہے
محمدؐ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے — یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا — پدر، مادر، برادر، مال، جان، اولاد سے پیارا

—— حفیظ جالندھری

قسمت کے آسماں پہ سیمائے کہکشاں پہ
چمکا ترا ستارہ
اس در پہ حاضری کا تجھ کو ہوا اشارہ
اے بختیار بندے
اے کامگار بندے
تیری مراد مندی تقدیر کی بلندی
تجھ کو پکارتی ہے
آ! باریاب ہو جا
اے ذرہ محبت جا! آفتاب ہو جا
دربار میں چلا جا
سرکارؐ میں چلا جا
رختِ سفر اُٹھا لے اللہ کے حوالے
یثرب کے جانے والے بس اِک پیام لے جا
میرا سلام لے جا

—— حفیظ جالندھری

حفیظ صدیقی کی نعت کا رنگ منفرد ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح مخاطب ہیں گویا حضورؐ سامنے ہیں۔ نعت میں حفیظ صدیقی کا پیار' ان کی چاہت اور ان کی عقیدت نمایاں ہیں۔ راقم السطور کے جذبات حفیظ صدیقی کے ہم رنگ ہیں۔

نبیؐ! مجھ پہ کرم کیجئے کہ میرا کون ہے
لاکھ اپنے ہوں مگر دُنیا میں تجھؐ سا کون ہے

تو تو بِن بولے بھی، سنتا ہے مرے دِل کی پکار
ورنہ دُنیا کو سُناؤں بھی تو سنتا کون ہے

تو ہی اطمینان بخشے گا کہ اِک تیرے سوا
جو مرے دل پر گزرتی ہے سمجھتا کون ہے

ترا دَر چھوڑوں نہ ہرگز میں کہ مجھ کو ہے خبر
کوئی کتنا بھی سخی ہو تجھ سا داتا کون ہے

تو ہے رحمت کی وہ بارش جو برسنے کے لئے
یہ نہ دیکھے کون ہے اپنا پرایا کون ہے

——— حفیظ صدیقی

اُنؐ کے نام سے رُوح جواں ہو اُنؐ کی یاد سے دل روشن ہو
اُنؐ کے ذکر سے آنکھیں ہوں نم صلی اللہ علیہ وسلم

کاش! میں اُنؐ کے عہد میں ہوتا آنکھیں بچھاتا راہ میں اُنؐ کی
اُنؐ کے آگے سر رکھتا خم صلی اللہ علیہ وسلم

دل یہی چاہے چشمِ تصور ہر لحظہ بس اُنؐ کو دیکھے
لب پر اُنؐ کا نام ہو ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم

راہِ طلب میں قدم قدم پر ٹھوکر کھاتا جاؤں بے شک
اُنؐ کی محبّت ہو نہ کبھی کم صلی اللہ علیہ وسلم

——— حفیظ صدیقی

تو ملے! تو تجھ کو میں سب کچھ بتاؤں
اپنے دُکھ تیرے سوا کس کو سُناؤں

اس میں گر تیریؐ رضا ہو، تو شہا!
صدمے ہر انداز کے ہنس کے اُٹھاؤں

لوگ جب جاتے ہیں تیرے شہر کو
دیکھ کر حسرت سے میں آنسو بہاؤں

ہر گھڑی دَر پر ترے آنے کا شوق
ہو نہ جب تک اذن تیرا کیسے آؤں

دِل یہ کہتا ہے کہ اللہ کے حضور
اس طرح سر اپنا سجدے میں گراؤں

جب تلک صورت نہ تیریؐ دیکھ لُوں
سر نہ سجدے سے کسی صورت اٹھاؤں
یوں ہو تیرے فیض کی بارش کہ میں
نُور کی کرنوں سے مَل مَل کر نہاؤں

—— حفیظ صدیقی

یا نبیؐ! مجھ پر کرم کیجئے کہ میرا کون ہے
لاکھ اپنے ہوں مگر دُنیا میں تجھؐ سا کون ہے
تُوؐ تو بِن بولے بھی سنتا ہے مِرے دِل کی پکار
ورنہ دُنیا کو سناؤں بھی تو سُنتا کون ہے
تُوؐ ہی اطمینان بخشے گا کہ اِک تیرے سِوا
جو مِرے دل پر گزرتی ہے سمجھتا کون ہے
تیراؐ دَر چھوڑوں نہ ہرگز میں کہ مجھ کو ہے خبر
کوئی کتنا بھی سخی ہو تجھؐ سا داتا کون ہے
تُوؐ ہے رحمت کی وہ بارش جو برسنے کے لئے
یہ نہ دیکھے کون ہے اپنا پرایا کون ہے
جھوٹ! سچ کے روپ میں پھیلا ہوا ہے ہر طرف
دے ہمیں توفیق! پہچانیں کہ سچّا کون ہے

—— حفیظ صدیقی

میں اس حقیقت سے آشنا ہوں
کہ اپنا ہونا ہے اپنے بس میں
نہ اپنا مرنا ہے اپنے بس میں
مگر میں اکثر یہ سوچتا ہوں

کہ کاش! میں بھی
اسی زمانے میں اور اسی سرزمیں پہ ہوتا
جہاں سراپائے نُور بن کر
زمانے بھر کے لئے پیامِ حیات لے کر
تو جگمگایا
جہاں تو جاتا
میں تیرے پیچھے ترا فقیرِ حقیر بن کر
سفر میں رہتا
اور اپنی آنکھوں میں
تیرے قدموں کی دُھول، سرمہ بنا کے بھرتا
میں دِن کو تیرے جلو میں رہتا تو رات کو تیرے خواب بنتا
مگر نہ تھا یہ نصیب میرا
مگر نہ تھا یہ نصیب میرا

____ حفیظ صدیقی

ظہورِ نُورِ اَزل کو نیا بہانہ مِلا
حرم کی تیرہ شبی کو چراغِ خانہ مِلا

تِری نظر سے مِلی روشنی نگاہوں کو
دِلوں کو سوزِ تب و تابِ جاودانہ مِلا

خُدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر
اگر مِلا بھی تو کوئی ترے سِوا نہ مِلا

وہ دشمنوں سے مدارات دوستوں پہ کرم
بقدرِ ظرف ترے دَر سے کس کو کیا نہ مِلا

زمیں سے تابہ فلک جس کو جرأتِ پرواز
وہ میرِ قافلہ وہ رہبرِ یگانہ مِلا

بشر پہ جس کی نظر ہو بشر کو ترے سِوا
کوئی بھی محرمِ اسرارِ کبریا نہ مِلا

نیاز اُس کا، جبیں اُس کی، افتخار اُس کا
وہ خوش نصیب جسے تیرا آستانہ ملا

درِ حضورؐ سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو حفیظؔ
نوائے شوق ملی جذبِ عاشقانہ ملا

—— حفیظ ہوشیارپوری

وہ عجیب وقت تھا جب چلے تھے دیارِ نکہت و نُور سے
وہ عجب سماں تھا جُدا ہوئے تھے جو آستانِ حضورؐ سے

بصد اضطراب دُرود پڑھنا مرا وہ کیف و سرور سے
کبھی جالیوں کے قریب سے کبھی ہٹ کے سامنے دُور سے

وہ نظر نواز تجلیّاں وہ سُکوتِ دل وہ سُکونِ جاں
یہ کسے مجال ملا سکے جو نظر کو پردۂ نُور سے

وہ خنک نسیم وہ صبحدم وہ اذاں کے نغموں کا زیروبم
جسے دیکھئے وہ کھڑا ہے شوق میں محو ذِکرِ حضورؐ سے

کرم اور کرم کی وہ بارشیں وہ عنائتیں وہ نوازشیں
جو کسی کو جلووں کی تابشیں نظر آئیں جلوۂ نُور سے

کبھی زائرینِ حرم اگر سُوئے دشتِ بدر بھی ہو گزر
تو سلام کہنا مری طرف سے وہاں کے اہلِ قبُور سے

کہوں کس سے رازِ غمِ نہاں کہ میں اشک آنکھوں سے کیوں رواں
وہ سُکونِ قلب نہیں یہاں جو وہاں تھا قُربِ حضورؐ سے

—— حمدی صدیقی

جس پر خُدا کے فضل سے لُطفِ رسولؐ ہو
وہ شخص کائنات میں کیونکر ملُول ہو

جس گھر سے ہُوں بلند صدائیں دُرود کی — اُس گھر پہ رحمتوں کا مسلسل نزول ہو

آ جائے لب پہ نام جو خیرالانامؐ کا — لاریب لُطفِ ربِّ دو عالم حصول ہو

مَر جاؤں جب کفن کے عوض میرے جسم پر — اُس رہنمائے عرش کے قدموں کی دُھول ہو

—— حمیدصابری

دونوں عالم جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰؐ

کتنی سادہ کتنی دلکش ہے ادائے مصطفیٰؐ

آپؐ کا ہوں ، آپؐ کا ہوں، آپؐ کا ہوں یا نبیؐ

ہو نہیں سکتا کسی کا آشنائے مصطفیٰؐ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی عطائے کردگار

لب پہ ہے نعتِ نبی دل میں وِلائے مصطفیٰؐ

بے نیازِ قصر و ایواں دشمنِ جاہ وحشم

فکرِ شاہاں، رشکِ سلطاں ہے گدائے مصطفیٰؐ

شاہد اُس کی زندگی ہے باعثِ صدر رشک و ناز

رات دِن کرتا ہے دِل سے جو ثنائے مصطفیٰؐ

—— خواجہ حمیدالدین شاہد

جب ہو نصیب آپؐ کا دربار دیکھنا — تعبیرِ خوابِ طالعِ بیدار دیکھنا

موتی نبیؐ کے عشق کے دِل کے صدف میں رکھ — چھن جاوے یہ نہ دولتِ بیدار دیکھنا

جب رُوح پر حبیبِؐ خُدا کا ہو التفات — اپنے چراغِ دِل کو ضیا بار دیکھنا

سوچوں کی انجمن میں جب آئیں مرے حضورؐ — سر کو جھکا کے جلوۂ سرکارؐ دیکھنا

سرکارِ کائنات بلائیں گے جب کبھی
ہو جائیں گے سفر کے بھی آثار دیکھنا

گزرے جو والہانہ مدینے کی راہ سے
حق کی بہار دین کا گلزار دیکھنا

اے دل! وہ بارگاہِ رسالتؐ مآب ہے
ٹُوٹے وہاں نہ ضبط کا پندار دیکھنا

جس دم نظر میں گنبدِ خضرا کا ہو جمال
حق کی تجلّیات کی بوچھاڑ دیکھنا

اس کار زارِ دہر میں اپنے حمید کو
اے رحمتؐ تمام! بہر کار دیکھنا

—— پیرزادہ حمید صابری

پھر اہلِ حرم سے ملاقات ہوتی
پھر اشکوں سے کچھ شرحِ جذبات ہوتی

دمِ دید پھر جلوۂ نَو بہ نَو سے
مرے چشم و دِل کی مدارات ہوتی

مدینے کی پُر نور دلکش فضا میں
نظر محوِ دیدِ مقامات ہوتی

مدینہ کے احباب ہمراہ ہوتے
شبِ ماہ میں سیرِ باغات ہوتی

خبر کچھ نہ رہتی زمین و زماں کی
وہ محویتِ خاص دِن رات ہوتی

پہنچ جائیں پائینِ اقدس کی جانب
یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی

دُعاؤں میں جامی کے اشعار پڑھتے
نظامی کی لب پر مناجات ہوتی

اِدھر چشمِ پُرنم سے آنسو ٹپکتے
اُدھر رحمتِ حق کی برسات ہوتی

فرشتے جسے سُن کے آمین کہتے
اِک ایسی دُعا بعض اوقات ہوتی

اُمتنی بہذا البلد! یا الٰہی!
دُعا یہ حمید! اپنی دِن رات ہوتی

—— حمید صدیقی

کیفِ حضوری اللہ اکبر
چھایا ہُوا ہے دیدہ و دِل پر

بادۂ عرفاں کیفِ مجسم
جھُوم رہے ہیں شیشہ و ساغر

وقفِ زیارت چشمِ تمنا
مُہرِ سکوتِ شوق لبوں پر

یوں ہیں وہ ہم آغوشِ تصوّر — بُھول گیا ہُوں خود کو یکسر
دیکھتے ہیں وہ میری جانب — دِل کو ہُوا محسوس یہ اکثر
حاصلِ زیست انعامِ حضوری — جس کو بھی ہو جائے میسر

—— حمیدؔ صدیقی

وہ نظر آئی مدینے کی زمیں — چھا رہا ہے دیکھ وہ رنگین غبار
ڈھونڈتی تھی گنبدِ خضرا کو تُو — دیکھ وہ ہے اے نگاہِ بے قرار
وہ پہاڑوں کا تسلسل دلفروز — چل رہی ہے جیسے اونٹوں کی قطار
ذرّہ ذرّہ نُور سے معمور ہے — کیا نظر آتی ہے شانِ کردگار
یہ وہی پاکیزہ کوچے ہیں جہاں — چلتے پھرتے تھے شہِ عالی وقار

—— حمیدؔ صدیقی

مِرا مُدعا ہیں مدینے کی گلیاں — مِری رہنما ہیں مدینے کی گلیاں
کہاں ایسی ہوتی ہیں پُھولوں کی کلیاں — بہت خوشنما ہیں مدینے کی گلیاں
وہ عالم کہ بس چلتے پھرتے ہی رہیئے — عجب دلربا ہیں مدینے کی گلیاں
سکوں اور راحت ہے ہر ہر قدم پر — دِلوں کی دوا ہیں مدینے کی گلیاں
بہارِ گلِ باغِ جنّت یہیں ہے — بڑی پُر فضا ہیں مدینے کی گلیاں
ہدایت کے چشمے جہاں سے ہیں جاری — وہ بحرِ عطا ہیں مدینے کی گلیاں
وہ آرام جنّت میں ملتا ہو شاید — جو راحت فضا ہیں مدینے کی گلیاں
سمجھتے ہیں یہ رازِ اہلِ معانی — دِل باصفا ہیں مدینے کی گلیاں
جو درکار صحت ہو حاضر یہاں ہو — مریضو! دوا ہیں مدینے کی گلیاں

یہاں جو ہیں ساکن وہ بیمار کیوں ہوں
کہ دارالشفا ہیں مدینے کی گلیاں

خُدا اور خُدا کا نبیؐ جانتا ہے
کہ دراصل کیا ہیں مدینے کی گلیاں

کرو دیدۂ و دِل کو روشن حمیدؔ
اگر دیکھنا ہیں مدینے کی گلیاں

—— حمیدؔ صدیقی

نہ بُھولے گا وہ دَورِ شادمانی
زہے کیف و سُرورِ کامرانی

وہ اشکوں کی زبانِ بے زبانی
خوشا سوزِ طلب کی ترجمانی

مسّرت خیز و دِل آویز وہ دن
طرب انگیز وہ راتیں سہانی

وہ معراجِ نگاہِ عشق و مستی
وہ دیدارِ بہشتِ جاودانی

سُرور افزا وہ آنکھوں کی عبادت
وہ گُنبد کے کَلَس کی ضَو فشانی

نظر تھی جلوۂ بے رنگ میں گُم
نہ تھا کوئی حجابِ درمیانی

صبا کی تھی نہ قاصد کی ضرورت
خود اپنا حال اور اپنی زبانی

وہ اِک اِک لمحۂ کیفِ حضوری
تصدق جس پہ عُمرِ جاودانی

بقیعِ پاک میں محوِ دُعا ہوں
کہاں ہے آج مرگِ ناگہانی

جزاک اللہ! جزاک اللہ! مُبارک
حمیدؔا! ایں نعت و ایں شیریں بیانی

—— حمیدؔ صدیقی

جب تک دیارِ پاکِ مدینہ میں ہم رہے
سب دُور دُور دِل سے زمانے کے غم رہے

اللہ رے جذب و شوق! کہ راہِ حبیبؐ میں
ہر راہرو سے آگے ہی آگے قدم رہے

ہم اور کیفِ قربِ و حضوری! خوشا نصیب!
ہر وقت زیرِ سایۂ بابِ حرم رہے

کیا کیا ہوئی ہیں قلب و نظر پہ نوازشیں
محوِ تجلّیات بذوقِ اَتم رہے

تکمیلِ آرزو کا وہ عالم عجیب تھا
پیہم سُرور و کیف سے با چشمِ نَم رہے

گُم ہو کے ایک جلوۂ بے رنگ و بُو میں ہم
تصویرِ ذوق و شوق ز سر تا قدم رہے

ہر جلوہ یوں تو جنّتِ نظارہ تھا مگر
ہم محوِ دیدِ روضۂ شاہِؐ اُمم رہے

وہ ارضِ پاک اور یہ بے مایہ مُشتِ خاک
حیرت ہے ہم مقیمِ دیارِ حرم رہے

یارب! مجھے یہ حسنِ دو عالم نہیں قبول
پیشِ نظر حریمِ شہِؐ محترم رہے

شیدائیِ مدینہ اگر ہو تو اے حمیدؔ!
ذکرِ حبیبؐ! شام و سحر دَم بہ دَم رہے

—— حمید صدیقی

پھر اہلِ حرم سے ملاقات ہوتی
پھر اشکوں سے کچھ شرحِ جذبات ہوتی

دمِ دید پھر جلوۂ نَو بہ نَو سے
مِرے چشم و دِل کی مدارات ہوتی

مدینے کی پُر نُور دلکش فضا میں
نظر محوِ دیدِ مقامات ہوتی

اِدھر جلوہ گر قبۂ نُور ہوتا
دل افروز اُدھر چاندنی رات ہوتی

مدینہ کے احباب ہمراہ ہوتے
شبِ ماہ میں سیرِ باغات ہوتی

خبر کچھ نہ رہتی زمین و زماں کی
وہ محویتِ خاص دِن رات ہوتی

پہنچ جائیں پائینِ اقدس کی جانب
یہی آرزو اکثر اوقات ہوتی

دُعاؤں میں جامی کے اشعار پڑھتے
نظامی کی لب پر مناجات ہوتی

اِدھر چشمِ پُرنم سے آنسو ٹپکتے
اُدھر رحمتِ حق کی برسات ہوتی

اَدب مانعِ عرضِ اظہار ہوتا
نظر ترجمانِ خیالات ہوتی

فرشتے جِسے سُن کے آمین کہتے
اِک ایسی دُعا بعض اوقات ہوتی

لبِ شوق سے گو نہ اظہار ہوتا
مگر دِل کو محسوس ہر بات ہوتی

بہت دن غمِ ہجرِ طیبہ میں گزرے — بس اب کچھ تلافیٔ مافات ہوتی
الٰہی بہٰذا البلد یا الٰہی — دُعا یہ حمید اپنی دن رات ہوتی

— حمید صدیقی لکھنوی

مدینہ ہے اور جلوہ سامانیاں ہیں — حبیبؐ دو عالم کی مہمانیاں ہیں
اِدھر عاصیوں کی پشیمانیاں ہیں — اُدھر رحمتوں کی فراوانیاں ہیں
تصدق ہوں اے قبّۂ نُور تجھ پر — عجب تیرے جلووں کی تابانیاں ہیں
نگاہوں کی فردوس ہے بزمِ طیبہ — جدھر دیکھئے جلوہ سامانیاں ہیں
حریمِ رسالتؐ کا فیضان ہے یہ — پریشانیاں ہیں نہ حیرانیاں ہیں
میسر ہیں جن کو ترے دَر کے جلوے — انہی کی سرفراز پیشانیاں ہیں
مدینہ کہاں اور کہاں میری قسمت — تری رحمتوں کی فراوانیاں ہیں
حمید اِن کی رنگینیاں کوئی دیکھے — یہ اشعار ہیں یا گُل افشانیاں ہیں

— حمید صدیقی لکھنوی

پھر مئے توحید کا ساغر چلے — پھر حضورِ ساقیِ کوثر چلے
سوز و سازِ آرزو لے کر چلے — بادلِ پُر شوق و چشمِ تَر چلے
پھر نگاہوں میں ہے طیبہ کی بہار — پھر وہی سب دیکھنے منظر چلے
رہنمائی ہو رہی ہے غیب سے — ساتھ اپنے کیوں کوئی رہبر چلے
دِل میں لے کر ایک خُلدِ آرزو — ہم بھی سُوئے روضۂ اطہر چلے
جُھک گئی پاسِ اَدب سے خود جبیں — دِل بھر آیا اور اشکِ تر چلے

— حمید صدیقی لکھنوی

ہند سے پھر قافلے سُوئے حرم جانے لگے
خوش نصیبوں کے لئے پیغامِ شوق آنے لگے

دل کو یوں حُسنِ تصوّر کے مزے آنے لگے
ہر نفس جیسے پیام آنے لگے جانے لگے

آ گیا رحمت بداماں موسِم حج آ گیا
نغمہ ہائے شوق اربابِ طرب گانے لگے

طالبانِ دید سُن کر مژدۂ تقریبِ دید
اپنی اپنی خوبیِ قسمت پہ اِترانے لگے

ان کی قسمت کے تصدق لیجئے وہ بھی چلے
جو یہ کہتے تھے کہ ہم کیوں اُن کو یاد آنے لگے

عازمانِ کوچۂ طیبہ پہ ہنگامِ وداع
اہلِ اُلفت تہنیّت کے پھُول برسانے لگے

سُوئے طیبہ جانے والے قافلوں کو دیکھ کر
درد مندانِ محبّت اشک برسانے لگے

دل میں پھر شوقِ مدینہ چٹکیاں لینے لگا
آرزوئے دید کے جذبات تڑپانے لگے

اِک خلش ہر وقت پھر دِل کے قریں ہونے لگی
کیا مجھے پھر اہلِ طیبہ یاد فرمانے لگے

آیۂ لاتقنطو پیشِ نظر رکھئے حمید
دل ہجومِ ناامیدی سے جو گھبرانے لگے

—— حمید صدیقی لکھنوی

دِکھا دے الٰہی دیارِ مدینہ
کہ دِل ہے بہت بے قرارِ مدینہ

دیارِ نبیؐ ہے دیارِ مدینہ
دل وجان ایماں نثارِ مدینہ

حیات آفریں رُوح پرورِ فضائیں
خوش آئند ہے کیا جوارِ مدینہ

یہاں آ کے جانے کو دِل کس کا چاہے
کہ جنّت ہے ہر رہگزارِ مدینہ

شہیدانِ بدر و اُحد کے لہو سے
کھُلا ہر طرف لالہ زارِ مدینہ

خُدا مجھ سے پُوچھے گا کیا چاہتا ہے
تو کہہ دُوں گا میں شہر یارِ مدینہ

—— حمید صدیقی لکھنوی

اے نسیمِ سحر قاصدِ برق دَم — رُو بہ دولت سرائے شفیع الاُمم

باصد آداب نہ بر زمینش قدم — اے کہ آں خاکِ پاک است تاجِ سرم

روضۂ خوب تر از ریاضِ جناں — سجدہ گاہِ ملائک حریمِ حرم

صد سلام و صلوٰۃ از منِ بیکسے — سَر نہادہ بَر آستانِ کرم

عرض کُن از مَنِ دُور افتادہ — پیش گاہِ حریمِ شہِ محترم

اے شہنشاہِ کونین روحی فداک — یک نگاہِ کرم یک نگاہِ کرم

ہمچو ماہیِ بے آب یک ساعتے — دَر فراقت قرارے نگیرد دلم

حاصلِ زندگانی فراق است اگر — می شود در سرِ کُوئے تو تُربتم

بر زباں ، یاحبیبیؐ سلامِ علیک — از بقیعِ مُبارک بہ محشر رسم

روزِ محشر حمیدِ حزیں رابود — بَر زباں نعرۂ یاشفیعؐ الاُمم

—— حمید صدیقی لکھنوی

چارۂ دردِ لادوا تُم ہو — بے سہاروں کا آسرا تُم ہو

دلِ عاشق سے کب جدا تُم ہو — آرزو تم ہو مدعا تُم ہو

دردِ اُلفت شریکِ ہستی ہے — اپنے عاشق سے کب جُدا تُم ہو

کیوں میں آہوں کا مفت لوں احسان — دَرد سے جب سے آشنا تُم ہو

ہر نفس رشتۂ وفا کیا — جانِ مضطر کا مُدعا تُم ہو

میرا سینہ بہار کا نقشہ — دلِ پُر داغ کی ضیا تُم ہو

کیوں اُمیدوں کا کارواں بھٹکے — خضرِ منزل ہو رہنما تُم ہو

تم سے قائم بہارِ ہر دوجہاں — زینتِ گلشنِ بقا تم ہو
میری منزل تمہارا نقشِ قدم — حاصلِ جان مُدعا تم ہو

—— حمید عظیم آبادی

حسرتِ دید تو ہے جذب و اثر بھی دیکھوں
اب ان آنکھوں سے مدینے کا سفر بھی دیکھوں
آپ سے کی ہوئی منت کا صلہ پایا تھا
کاش دیکھا ہوا دربار دگر بھی دیکھوں
مختلف ہیں سحروشام کے انوار یہاں
شام بھی دیکھوں مدینے کی سحر بھی دیکھوں
اپنے خود کردہ گناہوں پہ نظر کر کے حنیفؔ!
شرم سے قدموں پہ جھکتا ہوا سر بھی دیکھوں

—— حنیف اسعدی

دُعا کو بابِ اثر سے گزار کر دیکھو — درِ نبیؐ پہ خُدا کو پکار کر دیکھو
رُوئیں رُوئیں سے اُٹھے گی صدائے الااللہ — زباں سے ذکرِ نبیؐ بار بار کر دیکھو
خُدا گواہ! خُدا کے رسولؐ کے اوصاف — شمار ہو نہیں سکتے شمار کر دیکھو
تم ان سے دُور ہو لیکن وہ تُم سے دُور نہیں — یقیں نہ آئے تو اُنؐ کو پکار کر دیکھو

—— حنیف اسعدی

رُوح بَن کر وُسعتِ کونین میں زندہ ہیں آپؐ
صرف ماضی ہی نہیں ہیں حال و آئندہ ہیں آپؐ

ہر زمانہ آپؐ سے کرتا رہے گا کسبِ نور
دشتِ ظلمت کے لئے وہ نقشِ پائندہ ہیں آپؐ

کوئی ہادی اب نہ آئے گا نہ آئے گی کتاب
حشر تک کے واسطے فرمانِ پائندہ ہیں آپؐ

عقل اور جذبات میں حُسنِ توازن کے لئے
کارگاہِ زیست میں حق کے نمائندہ ہیں آپؐ

—— حنیف اسعدی

دو عالم کے آقاؐ نظر کیجئے
مرے بخت کی بھی سحر کیجئے

زمانے میں شاید کوئی جان لے
میں پتھر ہوں مجھ کو گُہر کیجئے

جُدائی کی مدّت طویل ہو گئی
اِسے لُطف سے مختصر کیجئے

فقط آپؐ کا آستاں چاہئے
مرے قول کو معتبر کیجئے

مدینے میں بارِ دگر اذن ہو
قبول اَب تو میرا سفر کیجئے

گنہگار ہے حیدؔری بے حساب
کرم کیجئے اِک نظر کیجئے

—— حیدؔری

منزلِ مقصود پہ اپنا سفینہ آ گیا
جس کو آنکھیں ڈھونڈتی تھیں وہ مدینہ آ گیا

اللہ اللہ! بَن گئی قسمت دیارِ پاک میں
زندگی کو جیسے جینے کا قرینہ آ گیا

کیا کہوں، کیا کیا نہیں ملتا ہے اُن کے شہر میں
بھر کے دامن لے گیا جو بھی مدینہ آ گیا

کیا مِری اوقات کیا مرضی، بھلا کیا کوششیں
آپؐ نے بلوا لیا حیرؔت مدینہ آ گیا

—— حیرؔت الٰہ آبادی

ہے مجھ کو عشقِ نبیؐ ، میں ہوں میگسارِ رسولؐ — عطا ہُوا ہے مجھے جامِ خوشگوارِ رسولؐ

خوشا وہ قلب ، جو ہے بیقرارِ عشقِ نبیؐ — خوشا وہ آنکھ کہ ہو جس میں انتظارِ رسولؐ

سرشکِ چشم سے لوں گا میں کام سجدوں کا — ملے گا مجھ کو اگر گوشۂ مزارِ رسولؐ

میں تیریؐ بارگہہ سروری میں حاضر ہوں — نگاہِ لطف ہو اے ذاتِ کامگارِ رسولؐ

خُدائے پاک سے اِک التجا ہے اے خاؔدم — مِری جبینِ عقیدت ہو اور دیارِ رسولؐ

—— خاؔدم کیتھلی

سُنو! کہ ساری ثناؤں کا ہے وقار دُرود — پڑھو! کہ نعتِ نبیؐ کا ہے شاہکار دُرود

فضائے حُبِّ نبیؐ کا حسیں نکھار ، دُرود — جزائے عشقِ پیمبر کی ہے بہار ، دُرود

صفائے قلب کا اک دلنشیں وظیفہ ہے — ہمارے جذبوں کو کرتا ہے تابدار، دُرود

جمال وشانِ مقامِ محمدِؐ عربی — شعاعِ رفعتِ گفتارِ کردگار، دُرود

کروں میں اُنؐ کا تصور، تو روشنی دیکھوں — سُنوں جو اسمِ محمدؐ ، پڑھوں ہزار دُرود

سکون رُوح کو ملتا ہے ، ذہن کو راحت — ہے قلب وجاں کے لئے صورتِ قرار، دُرود

دُرود اُنؐ پر پڑھا ، اور سعادتیں پائیں — ہٹا گیا مِرے سینے سے سب غبار، دُرود

یہ ہے تسلسلِ انوارِ آلِ ابراہیمؑ — ازل کے حسن کو دیتا ہے اعتبار ، دُرود

—— خاطرغزنوی

خالد بزمی نعت کی دنیا کے روشن چراغ ہیں ان کا خیال اچھوتا اور اندازِ تحریر منفرد ہے نعتِ عشقِ رسولؐ اور حضورؐ کے لئے درد کا حسین امتزاج ہے۔

جو حضورِؐ پاک کے بابِ کرم پر رو لئے — ان گنہگاروں نے اپنے داغِ عصیاں دھو لئے

یہ مدینے کی زمین ہے جو فلک سے کم نہیں — اس زمیں کا ذرہ ذرہ موتیوں سے تولئے

پھر حضورِ پاکؐ کی مدحت کے نغمے چھیڑیے
آج پھر کانوں میں وہ فردوس کا رس گھولیے

جس درِ اقدس کو کرتے ہیں ملائک بھی سلام
کتنے خوش قسمت ہیں جو اس آستاں کے ہو لئے

ہم کو بزمیؔ! حکم ہے لا ترفعو اصواتکم
اس ادب گاہِ محبّت میں سنبھل کر بولیے

—— خالد بزمیؔ

پھر مدینے کے درودیوار یاد آئے بہت
پھر وہ دلکش گنبدومینار یاد آئے بہت

ہر طرف آنکھوں کی ٹھنڈک جس جگہ موجود ہے
آج پھر وہ کوچہ وبازار یاد آئے بہت

پھر تصور میں مدینے کے وہ رستے آ گئے
پھر مجھے فردوس کے آثار یاد آئے بہت

آج بھی جو آپؐ کی برکت سے دل افروز ہیں
وہ مُبارک وادی و کہسار یاد آئے بہت

جب بھی میرا دل کسی غم سے پریشاں ہو گیا
وہ بشر کے مونس و غمخوار یاد آئے بہت

دورِ حاضر کی یہ نفرت دیکھ کر بزمیؔ مجھے
وہ محبت کے علمبردار یاد آئے بہت

—— خالد بزمیؔ

کیا ہی اچھا ہو اگر سوئے مدینہ چلیے
پھر ہو خوشیوں کا سفر سُوئے مدینہ چلیے

دیکھنا چاہتے ہیں آپ ان آنکھوں سے اگر
لطف و رحمت کا وہ در سُوئے مدینہ چلیے

مجھ سے پوچھیں تو میں کہہ دوں گا مدینہ ہے فقط
ہر مسلمان کا گھر سُوئے مدینہ چلیے

اک وہی شہر تو ہے جس میں نہیں ہے ہرگز
غم ہستی کا گذر سُوئے مدینہ چلیے

آج رہ رہ کے مجھے یاد بہت آتا ہے
رحمتوں کا وہ نگر سُوئے مدینہ چلیے

دل میں آتا ہے کہ اک بار تو میں دیکھ سکوں
پھر وہی شام و سحر سُوئے مدینہ چلیے

سبز گنبد کے نظاروں کی زیارت کے لئے
پھر ہے بیتاب نظر سُوئے مدینہ چلیے

زندگی کے یہ شب و روز ہیں کتنے باقی
کس کو ہے اتنی خبر سُوئے مدینہ چلیے

کہیں ایسا نہ ہو یہ عمرِ دو روزہ بزمیؔ
یونہی ہوجائے بسر سوئے مدینہ چلئے

_____ خالد بزمیؔ

تسکینِ قلبِ حیراں کون آپؐ کے سوا ہے؟
درمانِ چشمِ گریاں کون آپؐ کے سوا ہے؟

جو اپنوں اور غیروں ہر ایک کا ہے محسن
وہ رہنمائے دوراں کون آپؐ کے سوا ہے؟

کس کے سبب سے قائم ہے اس چمن کی رونق؟
رشکِ گلاب و ریحاں! کون آپؐ کے سوا ہے؟

وردِ زبانِ مومن! کس کا ہے نامِ نامی؟
سوزِ دلِ مسلماں! کون آپؐ کے سوا ہے

ہم آپؐ کی شفاعت پر جی رہے ہیں بزمیؔ
غمخوارِ ما غریباں! کون آپؐ کے سوا ہے؟

_____ خالد بزمیؔ

وہ سیّدِ سادات وہ اللہ کے دلدار
وہ رہبرِ کونین وہ دارین کے مختار

وہ جن کی براہیمؑ نے مانگی تھیں دُعائیں
وہ ملّتِ اسلام کے نگراں و نگہدار

اصحابؓ کی قسمت پہ کسے رشک نہ ہو گا
کرتے تھے جو اس روئے پُر انوار کا دیدار

کس شہر میں اسلام کی عظمت نہیں پہنچی
لاہور ہو دہلی ہو وہ کابل ہو کہ قندھار

وہ بنتِ محمدؐ ہو کہ یا دخترِ حارث
دونوں کے لئے ایک مساوات کا معیار

اللہ کے الطاف و عنایت کے علاوہ
دنیا میں ہمیں آپؐ کی رحمت بھی ہے درکار

ان کا درِ اقدس ہے اَدب گاہِ محبّت
اے اہلِ نظر! دیکھنا! ہشیار! خبردار!

وہ آج بھی بکتی ہے مدینے کی گلی میں
اے اہلِ جہاں! کون ہے جنّت کا خریدار!

صرف آپؐ کی اک ذاتِ گرامی ہی کے باعث
قائم ہے زمانے میں یہ سب گرمیِ بازار

یہ اب بھی شفاخانۂ طیبہ کا شرف ہے
ہوتے ہیں شفایاب سب اخلاق کے بیمار

میں آپؐ کے الطاف کی تعریف کروں کیا
اس کی کہاں محتاج وہ ذاتِ کرم آثار

پھر جن کا ثنا خوان خداوندِ جہاں ہو
ہو اُن کی ثنا اور یہ بزمیؔ سا گنہگار!

_____ خالد بزمی

اگر پھر مدینے میں ہو میرا جانا
پھر اپنے نصیبے کو بیدار دیکھوں

وہ محراب و منبر وہ روضے کی جالی
وہ گنبد وہ صفّہ وہ مینار دیکھوں

وہ عہدِ نبیؐ کی حسیں یادگاریں
وہ ایمان افروز آثار دیکھوں

وہ بزمِ صحابہ کا دلکش تصور
وہ یادوں کا پُر کیف دربار دیکھوں

مرا دل یہ پھر ہر گھڑی چاہتا ہے
وہ کوچے وہ گلیاں وہ بازار دیکھوں

مرے دل میں اب یہ تمنا ہے بزمیؔ
وہ سارے مناظر پھر اِک بار دیکھوں

_____ خالد بزمیؔ

خالدؔ شفیق کی نعت احسان شناسی کی آئینہ دار ہے۔

دِل میں ہے نُورِ حق کی ضیاء آپؐ کے طفیل
اعزاز یہ ہُوا ہے عطا آپؐ کے طفیل

ویران ہو چلی تھی میری کِشتِ زندگی
برسی ہے رحمتوں کی گھٹا آپؐ کے طفیل

ہر گام پر تھے جبر کے پہرے لگے ہوئے
میں پھر بھی مسکراتا رہا آپؐ کے طفیل

عصیاں زدہ ہوں پھر بھی مجھے یہ یقین ہے
بخشے گا مجھ کو میرا خُدا آپؐ کے طفیل

خالدؔ! رہِ حیات میں تھیں مشکلیں بہت
میں سرخرو ہُوا تو ہُوا آپؐ کے طفیل

_____ خالدؔ شفیق

جھانکوں جو دِل میں اپنے مدینہ دکھائی دے
ہر گوشہ میرے دل کا مہکتا دکھائی دے

جب یاد آئیں شہرِ مدینہ کے روز و شب
جاں مضطرب ہو قلب تڑپتا دکھائی دے

شہرِ نبیؐ کو جاؤں میں پھر سے خُدا کرے
ترسی نظر کو روضۂ خواجہؐ دکھائی دے

سوتا ہوں رات، دل میں تمنّا لئے ہوئے
یارب! کبھی حضورؐ کا مکھڑا دکھائی دے

_____ خالدؔ شفیق

میں اپنے حُسن طلب پر یقین رکھتا ہوں
بس اِک نگاہِ کرم! ہاشمی و مطلبی

بس ایک دل کا تعلق وفا کی نسبت ہے
وگرنہ میری حقیقت ہی کیا بروئے نبیؐ

سوالیہ سے نشانوں میں گھرتا جاتا ہوں
نہ جانے! کب در اقدس پہ ہو مری طلبی

حضورؐ! ابرِ کرم کا ہوں منتظر میں بھی
حضورؐ! چشمِ تلطف! بسوئے تشنہ لبی

—— خاور لدھیانوی

وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ معطّر معطّر ہوائے مدینہ
سنہری سنہری حجابوں میں رحمت مقدّس مقدّس فضائے مدینہ

وہ روضے کی جالی وہ احساسِ عظمت وہ بیتابیٔ دل طبیعت پہ رقت
لرزتے ہوئے لب وہ اشک ندامت سکوں بخش آہ و بکائے مدینہ

در و بامِ اقدس پہ نظروں کے سجدے زباں پر وہ صلّی علیٰ کے ترانے
درودِ مدینہ، سلامِ مدینہ، لب و قلب مدحت سرائے مدینہ

وہ دالاں جو ہے اہلِ صُفّہ کا مسکن جو مزدور و محنت کشوں کا تھا مامن
تھے دِل جن کے عشقِ پیمبرؐ سے روشن نثارِ شہہؐ خوش لقائے مدینہ

شب و روز یادوں کو دیتے ہیں دستک دل و گوش جن سے ہیں مسحور اب تک
اذانِ مدینہ، صلوٰۃِ مدینہ، سجودِ مدینہ، دُعائے مدینہ

یہی دل کی دھڑکن یہی آرزوئیں، نمازوں میں شام و سحر یہ دُعائیں
کہ پھر آپ کے دَر پہ سر کو جھکائیں ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

—— خورشید آرا (بیگم صدیق علی خاں)

خُدا دے تو دے آرزوئے محمدؐ
کریں چشم و دل جستجوئے محمدؐ

خُوشی سے اُچھل جائیں تسنیم و کوثر
جو مِل جائے آبِ وضوئے محمدؐ

کہوں کیوں نہ ہربار صلِّ علیٰ میں
تصوّر میں پھرتا ہے رُوئے محمدؐ

الٰہی! نہ ہو داغؔ کا بال بیکا
رگِ جاں بنے تارِ مُوئے محمدؐ!

—— داغؔ دہلوی

کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰؐ
تمھیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰؐ

نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹی ہو برباد یا مصطفیٰؐ

زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دل تری یاد یا مصطفیٰؐ

نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہِ ثواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفیٰؐ

عطا مجھ کو اللہ ہمّت کرے
بجا لاؤں ارشاد یا مصطفیٰؐ

رہوں حشر میں آپؐ کی ذات سے
طلبگارِ امداد یا مصطفیٰؐ

عنایت کی ہو جائے اِس پر نظر
رہے داغؔ دلشاد یا مصطفیٰؐ

—— داغؔ دہلوی

کونین کے سردار ہیں نبیوں کے نبیؐ ہیں
کس شان کے انسان رسولِ مدنی ہیں

جب تجزیہ کرتا ہوں محبّت کی حدوں کا
محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہر سمت وہی ہیں

موجود تھے، موجود ہیں، موجود رہیں گے
سردارِ دو عالم ازلی و اَبدی ہیں

آنکھوں کو ہے اے دَردؔ! بصارت کی ضرورت
ہر گوشۂ عالم میں وہ موجود ابھی ہیں

—— دَردؔ اسعدی

وہ دل جس میں حُبِّ رسولِ خُدا ہے
بہت محترم ہے بڑے کام کا ہے

جہاں ذکر خیرالوریٰؐ کا ہُوا ہے
وہیں رُوح نے میری سجدہ کیا ہے

کہاں پاؤں رکھے گا اس سرزمیں پر
مسافر مدینے کا یہ سوچتا ہے

کبھی دّرد کو آپؐ اپنا کہیں گے — اِسی آرزو میں وہ زندہ رہا ہے

—— دّرد اسعدی

گو نظر سے نہاں مدینہ ہے — دِل کے اندر عیاں مدینہ ہے

تمُ کہاں سے کلام کرتے ہو — میں وہاں ہوں جہاں مدینہ ہے

اس کے اندر ہے گنُبدِ خضریٰ — میرا دل میری جاں مدینہ ہے

کیوں نہ دُنیا کو ہم کریں صدقے — دین کا رازداں مدینہ ہے

ہم نے پھُولوں سے بھَر لئے دامن — اس قدر گلفشاں مدینہ ہے

بے خودی میں کہاں خبر اس کی — میں کدھر ہوں کہاں مدینہ ہے

آفتوں کا بھلا ہمیں کیا ڈر — دّرد جب پاسباں مدینہ ہے

—— دّرد کاکوروی

اے دِل اگر ہے تجھ کو محبت رسولؐ کی — شیوہ بنا لے اپنا اطاعت رسولؐ کی

گھبرائیں کیوں گناہ کے بارِگراں سے وہ — کافی ہے عاصیوں کو شفاعت رسولؐ کی

بس اور کوئی خواہش و حسرت نہیں رہی — اللہ جو دے تو دے مجھے اُلفت رسولؐ کی

پیدا ہمیں بھی کرتا خُدا اُن کے عہد میں — اے کاش ہم بھی کرتے زیارت رسولؐ کی

ہے آرزو کہ قبر مِری بھی وہیں بنے — ہے جس زمینِ پاک میں تُربت رسولؐ کی

عاصی ہوں رُوسیاہ ہُوں جو کچھ بھی ہوں مگر — بندی خُدا کی اور ہوں اُمّت رسولؐ کی

—— دُرِّشہوار نرگس

جمالِ ماہ و انجم عارضِ احمدؐ کی تابانی — طلوعِ صبحِ خنداں مصطفیٰؐ کی خندہ پیشانی

محمدؐ کی غلامی کر کہ تو بھی سیکھ جائے گا — جہاں بینی، جہاں گیری، جہاں داری، جہاں بانی

مرے آقا نے اس حد تک بھرا ہے میرے داماں کو
جہاں تک ساتھ دے سکتی تھی میری تنگ دامانی

سفر میں آخرت کے اور زادِ راہ کیا لیجئے
بہت ہے دیدۂ گریاں میں اِک اشکِ پشیمانی

زبانِ شوق پر نام محمدؐ آ گیا آخر
بس اے بیتابیِ دل بس یہیں تک تھی پریشانی

رسولِؐ پاک کو عام آدمی سمجھے تو کیا سمجھے
قرائن سارے انسانی ' شمائل سارے سبحانی

—— دلاور حسین فگار بدایونی

کیوں کر نہ ہو مومن کو تمنائے مدینہ
ہیں مالکِ جنّت چمن آرائے مدینہ

تنویر سے معمور ہے ہر ذرۂ بطحا
دیکھو تو سہی رونقِ صحرائے مدینہ

افسردہ دلوں پر نظرِ فیض و عطا ہو
اے بحرِ کرم اے چمن آرائے مدینہ

تقدیر چمک جائے گی طیبہ کی فضا میں
ہے نُور فزا شدتِ سودائے مدینہ

روضے کی زیارت سے شرف پائیں گے زائر
کھینچے لئے جاتی ہے تمنائے مدینہ

اس راہ میں درکار ہے اخلاص و عقیدت
گُلشن نظر آتا ہے یہ صحرائے مدینہ

—— دل شاہ جہان پوری

مدینے آتے جاتے ہی بسر یہ زندگی ہوتی
ابھی جاتے، ابھی آتے، ابھی آتے، ابھی جاتے

تمنّا ہے کہ پھر میری جبیں ہو اور درِ آقاؐ
مگر اب دیکھئے سرکارؐ کب ہیں یاد فرماتے

درِ خیرالبشر پر جو ذکیؔ! اِک بار جا پہنچیں
وہ اپنی جھولیاں رحمت کے پھُولوں سے ہیں بھَر لاتے

—— ذکی قریشی

یہ جی میں ہے درِ خیر الانامؐ پر جاؤں
ہوں لاکھ راہ میں دشواریاں مگر جاؤں

جو بارگاہِ حبیبِؐ خُدا کے شایاں ہوں
میں لے کے پلکوں کی جھولی میں وہ گہر جاؤں

اٹا ہے گردِ غمِ روزگار سے چہرہ
نگاہِ لُطف ہو اُن کی تو میں سنور جاؤں

تلاطمِ غمِ دوراں ہے اور کشتیِ جاں
حضورؐ! چشمِ کرم ہو تو پار اتر جاؤں

مری نمازِ جنازہ ہو اُن کی مسجد میں
ہے آرزو کہ مدینے پہنچ کے مر جاؤں

ذکیؔ ہے ایک ہی بس عاصیوں کی جائے پناہ
میں چھوڑ کر درِ خیر الوریٰؐ کدھر جاؤں

——— رفیع الدین ذکیؔ قریشی

نہ میں جاہ و حشمت نہ زَر چاہتا ہُوں
غریبوں کے والی کا دَر چاہتا ہُوں

مقدّر کرے گر مِری دستگیری
مدینے کی جانب سفر چاہتا ہُوں

سرِ حشر ہو سر پہ کملی کا سایہ
یہی مالکِ بحر و بَرّ چاہتا ہُوں

بنیں جس کے ذرّے مہ و مہر و انجم
بکھرنا اُسی خاک پر چاہتا ہُوں

وہیں پر گزاروں شب و روز اپنے
وہیں آخری اپنا گھر چاہتا ہُوں

یہی دِل میں حسرت یہی ہے تمنّا
میں دیدارِ خیرالبشرؐ چاہتا ہُوں

ذکیؔ! یوں تو ہر اِک خوشی ہے میسر
کرم کی مگر اِک نظر چاہتا ہُوں

——— رفیع الدین ذکیؔ قریشی

منبعِ جُود و کرم کا مصدرِ انوار کا
نام ہے میری زباں پر احمدِؐ مختار کا

نسبتِ خیر الوریٰؐ سے ٹھہرے ہم خیرالامم
خاص یہ ہم پر کرم ہے سیّدِ ابرارؐ کا

بات جو نکلی زباں سے گھر دلوں میں کر گئی
کس قدر شیریں تھا لہجہ آپؐ کی گفتار کا

جس میں ہر قلبِ تپیدہ آ کے پاتا ہے قرار
جنّتِ ماویٰ ہے سایہ آپؐ کی دیوار کا

—— ذکیؔ قریشی

علاجِ دیدۂ پُرنم حضورؐ کی رحمت
دلِ فگار کی مرہم حضورؐ کی رحمت

ہے آرزو مری وہ سرزمینِ نکہت و نُور
جہاں برستی ہے پیہم حضورؐ کی رحمت

اس اضطراب زدہ دورِ بے اماں میں ذکیؔ
ہے ایک امن کا پرچم حضورؐ کی رحمت

—— ذکیؔ قریشی

مری پونجی ہے عشقِ سرورؐ دیں
مرا سرمایہ ہیں اشکِ ندامت

مجھے درکار ہے محشر میں یارب
اُنہی کا سایۂ دامانِ رحمت

مرا سویا مقدّر جاگ اُٹھے
جو پورا ہو مرا خوابِ زیارت

پہنچ جائے ذکیؔ پھر سے مدینے
میسر ہو دوبارہ یہ سعادت

—— ذکیؔ قریشی

دیارِ طیبہ میرا مستقر ہو
وہیں یہ عُمرِ دو روزہ بسر ہو

تمنائے دلِ مضطر یہی ہے
میسر پھر مدینے کا سفر ہو

مِلے پھر مجھ کو پیغامِ حضوری
یُونہی دن سے ہو شب' شب سے سحر ہو

ادا ہو یوں نمازِ عشق و مستی
جبیں میری ہو' اُن کا سنگِ در ہو

کریں آنسو مرے شرحِ تمنّا
زبانِ قلبِ مضطر چشمِ تر ہو

وہ دِل ہے بے نیازِ ہر دو عالم
جو عشقِ مصطفیٰ سے بہرہ ور ہو

—— ذکیؔ قریشی

اِک نگاہِ سیّدِ خیر الوریٰ درکار ہے
مال و دولت چاہیے مجھ کو نہ گوہر چاہیے

بارشِ انوار صبح و شام ہوتی ہے جہاں
پھر دِل و جاں کو وہی جنّت کا منظر چاہیے

بَن گئی تھی جو بصیریؒ کے لئے وجہِ شفا
خواب میں سرکارؐ مجھ کو بھی وہ چادر چاہئے

آپ کے دَر پر رسائی تو کوئی مشکل نہیں
جذبِ صادق چاہئے تقدیر یاور چاہئے

چاہئے وہ دل کہ ہو وارفتۂ شہرِ نبیؐ
جس میں ہو سودائے ارضِ پاک وہ سَر چاہئے

رحمتیں جس پر لٹا دیں جُھوم کر مُہرِ قبول
کیف و مستی میں ذکیؔ! وہ سجدۂ دَر چاہئے

—— ذکیؔ قریشی

کوئی حسرت ہے تو یہ کوئی تمنّا تو یہی
پھر بُلا لے مجھے اِک بار مدینے والے

جو عطا کعبؓ و بصیریؒ کو ہوئی تھی چادر
ہے وہی مجھ کو بھی درکار مدینے والے

مجھ کو اِک بار جو پھر اذنِ حضوری مِل جائے
سَر کے بَل آؤں گا سَو بار مدینے والے

روضۂ پاک پہ دِن رات بسر ہوں میرے
میں ہوں اَور سایۂ دیوار مدینے والے

ہے ذکیؔ کی یہ تمنّا کہ قضا کے ہنگام
لب پہ ہوں نعت کے اشعار مدینے والے

—— ذکیؔ قریشی

سرکار! رہوں آپؐ کے قدموں کے قریں دفن
طیبہ میں بس اک گوشۂ تربت کی طلب ہے

ہے آپ کی اک چشمِ عنایت ہی سبھی کچھ
بس آپ کی اِک چشمِ عنایت کی طلب ہے

جو کعبؓ کی قسمت تھی ، بصیریؒ کا مقدّر
سرکار! اُسی چادرِ رحمت کی طلب ہے

ناقابلِ برداشت ہو جب گرمیِ محشر
اِک سایۂ دامانِ شفاعت کی طلب ہے

لائے جو ذکیؔ میرے لئے اذنِ حضوری
پھر سے مجھے اس صبحِ سعادت کی طلب ہے

—— ذکیؔ قریشی

ذہن میں جب آپ کی مدحت کا دروازہ کھُلا
رحمتوں کے شہر میں رحمت کا دروازہ کھُلا

روح کے زینے سے اترا ایک نورانی بدن
کرب کی دیوار میں راحت کا دروازہ کھُلا

میں نے جب بھی رُوح کو پہنا کے خُوشبوئے رسولؐ
دستکیں پلکوں سے دیں جنّت کا دروازہ کھُلا

—— ذوقی مظفر نگری

دورِ حاضر کے مشہور و معروف نعت گو شاعر راجہ رشید محمود جذبۂ عشقِ رسولؐ سے بہرہ ور ہیں پُر کیف نعت کہتے ہیں۔

بادۂ عشقِ پیمبرؐ چاہیئے — یہ نشہ ہم کو برابر چاہیئے

گوہرِ دیدار گر درکار ہو — گوشۂ چشمِ غمیں تر چاہیئے

کرب سے نکھرے گا اور انؐ کا خیال — دل کے آئینے کو جوہر چاہیئے

اُنؐ کے دَر پر حاضری کے واسطے — اُلفت و اخلاص کا زَر چاہیئے

زائرو! ذکرِ حرم کرتے رہو — کچھ علاجِ قلبِ مضطر چاہیئے

رُوح بھی شاداب ہو ہی جائیگی — ذکرِ آقاؐ میں زباں تَر چاہیئے

—— راجہ رشید محمود

کثرتِ عصیاں کا ہو اَب خوف کیا — اُنؐ کا دریائے کرم ہے موجزن

لب پہ ہے مدح و ثنا کی روشنی — دِل میں ہے عشق و ارادت کی کرن

نُورِ لطف و مرحمت سرکارؐ کا — میرے جان و دل پہ ہے پر تو فگن

شہرِ طیبہ کی نسیمِ جانفزا — ہے دماغوں کے لئے مُشکِ خُتن

اسمِ پاکِ مصطفیٰؐ کا فیض ہے — مٹ گئے محمود کے رنج و محن

—— راجہ رشید محمود

آپؐ ہیں باعثِ سکونِ حیات — آپؐ سے ہے قرارِ قلبِ حزیں

کیوں نہ روشن ہو کائنات مِری — ماہِ طیبہ ہے میرے دِل میں مکیں

مدحتِ مصطفیٰؐ ہے مدحِ خُدا — سیرتِ مصطفیٰؐ کا نام ہے دیں

فیض گستر ہیں سارے عالم پر — میرے آقاؐ حرا کے گوشہ نشیں

—— راجہ رشید محمود

سال ہا سال سے محرومِ زیارت ہے کوئی — بیکسی ہائے تمنّا کا یہ نقشہ کیا ہے

خواہشِ دیدِ مدینہ نے نہ پائی منزل — مجھ سے پوچھو! کہ مِرا دَرد سے رشتہ کیا ہے

دوستو! دہر کے ٹھکرائے ہوؤں کا آخر — ارضِ طیبہ کے سِوا اور ٹھکانہ کیا ہے

کیا کہوں خاکِ عرب سے مِرا رشتہ کیا ہے — کِس کو بتلاؤں کہ مفہومِ تمنّا کیا ہے

معصیت کوش اداؤں کو تو دیکھو محمودؔ! — لبِ اخلاص پہ اُلفت کا یہ دعویٰ کیا ہے

—— راجہ رشید محمودؔ

نُورِ حق سے مِٹ گئیں باطل کی سب تاریکیاں — جب یہاں تشریف لائے رحمۃ اللعالمینؐ

آپؐ کے دَر سے ہے ساری نسلِ آدم فیض یاب — مرحبا لُطف وعطائے رحمۃ اللعالمینؐ

تھی تمہاری مغفرت کے واسطے اے عاصیو — قُربِ حق میں بھی دُعائے رحمۃ اللعالمین

سجدۂ سر سے تو مانع ہیں شریعت کے اصول — سجدۂ دِل ہے برائے رحمۃ اللعالمینؐ

اپنی خوش بختی یہ ہے مجھ کو بجا ناز وغرور — میں بھی ہُوں ادنیٰ گدائے رحمۃ اللعالمینؐ

حشر کے دِن دیکھ کر مجھ کو پکار اُٹھیں گے سب — آگیا مدحت سرائے رحمۃ اللعالمینؐ

—— راجہ رشید محمود

لب ہے دِل کے حرم کا دروازہ — ذکرِ شاہِؐ اُمم کا دروازہ

دل میں یادِ نبیؐ دَر آئی ہے — وا ہوا چشمِ نَم کا دروازہ

ذکرِ آقاؐ خُدا کی خوشنودی — یادِ طیبہ ارم کا دروازہ

بند ہو رنج و غم کا ہر روزن — وہؐ جو کھولیں کرم کا دروازہ

دیدِ سرکارؐ کی توقع ہے — جب کُھلے گا عدم کا دروازہ

وا ہے ہر اِک کے واسطے محمود
سیدِؐ ذوالکرم کا دروازہ

—— راجہ رشید محمود

چشمِ طلب ہے سُوئے مدینہ خُدا گواہ
دِل ہے محبّتوں کا خزینہ ' خُدا گواہ

افضل تریں ہے سارے سنین و شہور سے
میلادِ مصطفیٰؐ کا مہینہ خُدا گواہ

عشقِ نبیؐ کے بادۂ سَر جوش کے سِوا
میرے لئے حرام ہے پینا ' خُدا گواہ

خدامِ بارگاہِ نبوّت کا عشق ہے
اللہ تک رسائی کا زینہ ' خُدا گواہ

یہ کائنات ہے اگر انگشتری تو ہے
ذاتِ رسولِؐ پاک ' نگینہ ' خُدا گواہ

محمود اُنؐ سے مانگ لو دِل کی مراد تُم
مُختارِ کُل ہیں شاہِؐ مدینہ ' خُدا گواہ

—— راجہ رشید محمود

سہارا ہے مِرے قلبِ حزیں کا
اشارہ رحمتہ للعالمیںؐ کا

جہاں میں دِل گرفتوں کا مداوا
ہے الطافِ فراواں شاہِ دیں کا

مدینہ منبعِ رشد و ہدیٰ ہے
یہ سارا فیض ہے اس کے مکیںؐ کا

زمین و آسماں میں تذکرہ ہے
حرا و ثور کے عزلت گزیں کا

حریمِ مصطفیٰؐ کا سبز گُنبد
تفاخر اور شَرفِ روئے زمیں کا

جہاں میں عافیت کو عام کر دو
یہ ہے پیغام ختم المرسلیںؐ کا

وہی میرے خیالوں کا ہے مرکز
جو ہے محبوب رب العالمیںؐ کا

—— راجہ رشید محمود

وہ کون ہے جہاں میں سوائے شہِؐ عرب
حُسنِ صفات و ذات میں یکتا کہیں جسے

وہ کون ہے کہ جس کو عدو بھی عزیز تھے
وہ کون ہے کہ غیر بھی اپنا کہیں جسے

سرکار کے غلام سے کیا اس کو واسطہ
منزل وہی ہے جس کا پتہ آپ نے دیا

وہ شے ، کشاکشِ غمِ دُنیا کہیں جسے
سرکار نے دکھا دیا جادہ کہیں جسے

—— راجہ رشید محمود

عشقِ نبیؐ کی کیا ہے نہایت نہ پوچھئے
نعتِ حضورؐ سُنتِ ربِّ کریم ہے
ہم مدحِ مصطفیٰؐ کو سمجھتے ہیں زندگی
گنجِ گراں بہا ہے محبّت حضورؐ کی
حلقہ بگوش صاحبِ خُلقِ عظیم ہیں
محمود ہیں دیارِ حبیبِ خُدا سے دُور

میرے خیال و فکر کی عظمت نہ پوچھئے
اس ذکر میں ہے کتنی حلاوت نہ پوچھئے
حاصل ہوئی ہے کیسے یہ بہجت نہ پوچھئے
خُدّامِ بارگاہ کی ثروت نہ پوچھئے
لیکن ہمارے خُلق کی حالت نہ پوچھئے
ہم سے ہماری شومیِ قسمت نہ پوچھئے

—— راجہ رشید محمود

کرم بن گئی ہے عطا ہو گئی ہے
غمِ عشقِ سلطانِ کون و مکاں سے
دیارِ رسولِؐ خُدا تک پہنچنا
زمانہ ہمارا اَدب کر رہا ہے
دیارِ نبیؐ کی گلی کو تو دیکھو
شہِ کُل کو جب بھی کسی نے ستایا
لبوں پہ جونہی نام آیا نبیؐ کا

نگاہِ نبیؐ آسرا ہو گئی ہے
طبیعت مِری آشنا ہو گئی ہے
یہ حسرت مرا مدعا ہو گئی ہے
نظر آپ کی ہم پہ کیا ہو گئی ہے
حقیقت کی رہ کا پتہ ہو گئی ہے
زباں ان کی وقفِ دُعا ہو گئی ہے
مِری روح نغمہ سرا ہو گئی ہے

—— راجہ رشید محمود

درِ سرکار پہ ہوں سرخمیدہ یا رسولؐ اللہ
تِری تعظیم ہے میرا عقیدہ یا رسولؐ اللہ

مجھے بھی اپنے شہرِ پاک میں اَب جلد بلوا لو
نگاہِ لطف مجھ پر بھی پڑے اے رحمتِ عالم
مدد اے سرورِ عالم کہ مشکل میں ہے جاں میری
جو نکلا آرزوئے طیبہ و کعبہ میں آنکھوں سے
ریاضِ خُلد میں محمود کو پھر باریابی ہو

مئے فرقت کا ہوں لذت چشیدہ یا رسولؐ اللہ
ہیں قلب و روح میرے بھی تپیدہ یا رسولؐ اللہ
کرم مجھ پر کہ ہُوں آفت رسیدہ یا رسولؐ اللہ
مِری دولت ہے وہ اشکِ چکیدہ یا رسولؐ اللہ
وہیں کی ہے وہ اک شاخِ بُریدہ یا رسولؐ اللہ

—— راجہ رشید محمود

یہ بات مختصر ہے مگر مختصر نہیں
قلبِ حزیں ہمارا خزف ہے گہر نہیں
جو چارہ سازِ خلق ہیں بیکس نواز ہیں
جو کر سکو تو ذکرِ محمدؐ کیا کرو
جاتی نہیں جو منزلِ عشقِ نبیؐ کی سمت
جو آپ کا غلام نہ ہو اس کا ذکر کیا
نعتِ حبیبؐ خالقِ کونین کے طفیل

ذکر اُن کا کب نہیں کہ مِری چشم تر نہیں
سلطانِ کائنات سے اُلفت اگر نہیں
کیا اُنؐ کو میرے حال کی کوئی خبر نہیں
مدح و ثنائے حُسنِ نگاراں ہنر نہیں
اس راہ پر چلیں گے کبھی بھول کر نہیں
جو خادمِ حضورؐ نہیں معتبر نہیں
محمودِ پُر خطا کو جہنم کا ڈر نہیں

—— راجہ رشید محمود

محبوبِ کبریاؐ کا حبیبِ الٰہ کا
مانا خُدا کو ہم نے توسط سے آپؐ کے
صحرا نشیں بھی صاحبِ جاہ و حشم ہوئے
محبوبِ پاک خالقِ کون و مکاں کا ذکر
ذاتِ رسولِؐ پاک کے فیضان سے مِرا

ہے ذکر میرے لب پہ رسالتؐ پناہ کا
مفہوم کیا ہے اس کے سوا لا الٰہ کا
یہ فیض ہے رسولِؐ خُدا کی نگاہ کا
میرے لئے وظیفہ ہے شام و پگاہ کا
رشتہ ہے سرزمینِ مدینہ سے چاہ کا

جس بارگاہِ خاص کا درباں ہے جبریلؑ
محمود بھی غلام ہے اس بارگاہ کا

—— راجہ رشید محمود

آپ ہیں محبوبِ ربِّ ذوالمنن شاہِ زمن
ختم کر دیجئے مِرے رنج و محن شاہِ زمن

اپنی جاں قربان کر دوں آپ کے ناموس پر
ہے یہی میری تڑپ میری لگن شاہِ زمن

آپ کے دامن نے دی ہے ہم کو دُنیا میں پناہ
حشر میں بھی ہو یہی سایہ فگن شاہِ زمن

قبر میں اور پُل پہ میری دستگیری کیجئے
مرحلے اپنے لئے ہیں یہ کٹھن شاہِ زمن

روضۂ اطہر پہ مجھ کو بھی بلا لیجئے کبھی
قبلۂ قلب و نظر محبوبِ من شاہِ زمن

عرصۂ محشر ہو یا ارض و سما کی وسعتیں
آپ کا بحرِ کرم ہے موجزن شاہِ زمن

جب سے ذوقِ شاعری محمود کو حاصل ہُوا
آپ کی مدحت ہے موضوعِ سخن شاہِ زمن

—— راجہ رشید محمود

تمہی پہ وار دی ہم نے ہر اک خوشی اپنی
الگ ہے سارے زمانے سے دِل لگی اپنی

تمہارا ذکر تمہار خیال سب کچھ ہے
تمہاری یاد سے مملو ہے خامشی اپنی

مِلا ہے درس محمدؐ سے فقر فخری کا
کمالِ فقر میں مضمر ہے قیصری اپنی

ہماری سمت بھی اے رحمتِ خُدا کیجئے
نگاہِ لطف و عنایت کبھی کبھی اپنی

خیالِ دوریِ طیبہ سے اے شہِ والا
یہ دل تپاں ہے تو آنکھیں ہیں شبنمی اپنی

فقط مناقبِ احمدؐ فقط ثنائے رسولؐ
اسی پہ ختم ہے محمود شاعری اپنی

—— راجہ رشید محمود

اگر کسی کی محبت خُدا نصیب کرے
مجھے نبیؐ کی محبت خُدا نصیب کرے

اگر ہے اُنؐ کی محبت سے بے خودی میری
تو بے خودی کی محبت خُدا نصیب کرے

کرے جو ہم کو مقامِ رسولؐ سے آگاہ
اس آگہی کی محبّت خُدا نصیب کرے

خیالِ غیر نہ ذکرِ حضورؐ میں آئے
اس ایک ہی کی محبّت خُدا نصیب کرے

شعار جس کا ثنائے رسولِؐ اکرم ہو
اس آدمی کی محبّت خُدا نصیب کرے

حضورؐ سادہ تھے تُم بھی دُعا کرو محمود
کہ سادگی کی محبّت خُدا نصیب کرے

—— راجہ رشید محمود

راز کاشمیری نعت گوئی کے میدان میں بلند بخت شخصیت ہیں خونِ دل میں قلم ڈبو کر نعت لکھتے ہیں ان کا جذب و تصور انھیں کن کن مشاہدات سے ہمکنار کر رہا ہے اس کا اندازہ ان کی نعتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار شوق انگیز اور عشقِ رسولؐ کا فیضان ہیں۔

لبوں پہ شام و سحر اُن کا ذکر رہتا ہے
جبھی تو کیف بداماں ہے زندگی اپنی

جو چند لمحے گزارے ریاضِ جنّت میں
اُنھی کی ضو سے فروزاں ہے زندگی اپنی

نگاہِ ختمِ رُسلؐ! جب سے بَن گئی قسمت
خود اپنے دَرد کا درماں ہے زندگی اپنی

فضائے طیبہ میں دیکھی تھی جس کی ایک جھلک
اُسی کے نُور سے تاباں ہے زندگی اپنی

حضورؐ! دیجئے پھر اذن باریابی کا
یہاں تو حشر بداماں ہے زندگی اپنی

—— راز کاشمیری

دردِ دل رہنے دیا نوکِ زباں رہنے دیا
زندگی بھر ذکر اُن کا حرزِ جاں رہنے دیا

اپنی خاطر کر لیا میں نے مدینہ انتخاب
اَور دُنیا کے لئے سارا جہاں رہنے دیا

ڈھل سکی لفظ و بیاں میں جب نہ عرضِ مدعا
آنسوؤں کو اپنے دِل کا ترجمان رہنے دیا

اللہ اللہ! یہ جبینِ شوق کی وارفتگی
نقش اپنے دل پہ اُن کا آستاں رہنے دیا

شافعِؐ محشر نے میری نعت گوئی کے طفیل
میرے سَر پہ رحمتوں کا سائباں رہنے دیا

دیکھ کر آیا ہُوں جب سے رازؔ! طیبہ کا جمال
شعر کو شائستہ شاہِؐ شہاں رہنے دیا

—— رازؔ کشمیری

لب پر رہی حضورؐ کی مِدحت تمام شب
مجھ پر رہی ہے اُن کی عنایت تمام شب

چھائی رہیں کرم کی گھٹائیں تمام دِن
ہوتی رہی ہے بارشِ رحمت تمام شب

پلکوں پہ جگمگائیں ستاروں کی مشعلیں
دِل نے سجائی بزمِ عقیدت تمام شب

اسریٰ حرا و بدر قبا شام کا سفر
یاد آئے کتنے پہلوئے سیرت تمام شب

گزرے ہیں اس طرح سے شب و روز آپؐ کے
تبلیغ سارا دِن تو عبادت تمام شب

ہم عاصیوں کے سوئے مقدّر جگا گئے
جاگے ہیں ایسے شافعِ اُمتؐ تمام شب

بھر لیں بقدر ظرف و طلب سب نے جُھولیاں
بٹتی رہی ہے دَرد کی دولت تمام شب

دُھلتا رہا ہے دامنِ عصیاں تمام رات
بہتے رہے ہیں اشکِ ندامت تمام شب

کی ہے جو رازؔ! نعتِ شہہ دو جہاں رقم
آتی رہی حضورؐ کی نکہت تمام شب

—— رازؔ کاشمیری

دے گئے ہیں جو خیرالبشرؐ روشنی
آج بھی ہے وہی معتبر روشنی

آفتابِ رسالتؐ کا فیضان ہے
میرے دِل میں ہے شام و سحر روشنی

آپؐ کی جلوتیں آپؐ کی خلوتیں
سَر بہ سَر نُور ہیں سَر بہ سَر روشنی

کوہِ فاراں سے اُبھرا جو مہرِ حرا
ہو گئی تابہ حدِّ نظر روشنی

اہلِ بیتؓ و صحابہؓ ہیں اِس کا ثبوت
اُن کا گھر روشنی ان کا دَر روشنی

جب بھی لکھی سرِ شام نعتِ حضورؐ
ساتھ میرے رہی رات بھر روشنی

رازؔ کشمیری

میرے مقصودِ نظر ہیں وہ نگارِ زندگی
جن کا خود مشتاق ہے پروردگارِ زندگی

حلم و عفو و درگزر کا ایک نقشِ دلنواز
وہ کہ جن پر خود ہے نازاں نقش کارِ زندگی

پیکرِ لطفِ عمیم و مظہرِ خُلقِ عظیم
وہ کہ جن کی ہر اَدا ہے اعتبارِ زندگی

اُن کی یاد اُن کے تصوّر اُن کے ذکرِ خیر سے
بَن گیا ہے تختۂ گُل ریگزارِ زندگی

—— رازؔ کاشمیری

انسان کو جینے کا شعور آپؐ نے بخشا
اللہ کا عرفان حضورؐ! آپؐ نے بخشا

ہر سمت جہالت کے اندھیرے تھے جہاں میں
انسان کو تہذیب کا نُور آپؐ نے بخشا

انسان کو انساں سے محبّت کا دیا درس
ہر دِل کو محبّت کا سُرور آپؐ نے بخشا

سینوں کو منوّر کیا ایمان و یقیں سے
ظلمت کدۂ دہر کو نُور آپؐ نے بخشا

—— رازؔ کاشمیری

اس سے بڑھ کر ثنا ہو گی کیا آپؐ کی
نام ہی آپؐ کا ہے ثنا آپؐ کی

گفتگو آپؐ کی دلنشیں دلنشیں
دل ستاں، دل ستاں، ہر اَدا آپؐ کی

دید کو پھر ترستا ہے کوہِ صفا
یاد میں گُم ہے غارِ حرا آپؐ کی

عرصۂ حشر میں عاصیوں کے لئے
سایۂ ابرِ رحمت ردا آپؐ کی

ذکر رہتا ہے ہر دَم حضورؐ! آپؐ کا
یاد رہتی ہے دِل میں سَدا آپؐ کی

رازؔ ہے ایک ادنیٰ غلام آپؐ کا
اس کو مطلوب ہے بس رضا آپؐ کی

—— رازؔ کشمیری

شمعِ حرا کی ضَو میں گزاری تمام شب
گُذری ہے اس طرح سے ہماری تمام شب

سوچا تھا ایک خطہ سراپا حضورؐ کا — مجھ پر رہا ہے کیف سا طاری تمام شب

کھویا رہا ہوں اُن کے تصوّر میں رات بھر — پڑھتے ہوئے دُرود گزاری تمام شب

سایہ رہا ہے ابرِ کرم کا تمام دن — بَرسی ہے ہم پہ رحمتِ باری تمام شب

بٹتی رہی ہے دید کی دولت تمام رات — بیٹھا رہا ہے دَر پہ بھکاری تمام شب

میں نے سجائی اُن کی زیارت کے شوق میں — پلکوں پہ آنسوؤں کی کناری تمام شب

—— رازؔ کاشمیری

پیشِ نگاہِ سرورِ عالم کا دَر ہے آج — کتنی بلندیوں پہ ہماری نظر ہے آج

یہ عالمِ خراب یہ دُنیائے کم نگاہ — درکار اس کو اُسوۂ خیر البشرؐ ہے آج

جیسے کسی کو گمشدہ نُورِ نظر ملے — مسرور یوں مدینہ میں میری نظر ہے آج

ہادی مِلا ہے وہ جسے خیر الوریٰؐ کہیں — معراجِ انتہا پہ نصیبِ بشر ہے آج

ہر سمت ایک عالمِ کیف و سرور ہے — میری دُعائے آخرِ شب بارور ہے آج

اِک حرفِ آرزو جسے کہئے متاعِ زیست — میری زبانِ دِل پہ برنگ دِگر ہے آج

—— رازؔ کاشمیری

راغبؔ مراد آبادی کا جذب و شوق اور مدینے کے لئے ان کی تڑپ اور دعوت بے حد خوبصورت ہے میرے دل کی ساری تاریں مل گئی ہیں میرے اپنے جذبات من و عن یہی ہیں راغبؔ نے ان کی سچی عکاسی کی ہے اور حق تو یہ ہے کہ شوقِ زیارت کے جذبوں کا حق ادا کر دیا ہے۔

عشق ہے سرورؐ کونین کا دولت میری — للہ الحمد کہ بیدار ہے قسمت میری

ذرّے ذرّے سے مدینہ کے محبّت ہے مجھے — آشکار اہلِ وفا پر ہے عقیدت میری

حشر میں سر پہ رہے سایۂ دامانِ رسولؐ — میں نثارِ شہ ذی جاہ، یہ قسمت میری

میں تو جنّت کا سزا وار نہیں ہوں سرکارؐ — حشر میں آپؐ ہی فرمائیں شفاعت میری

مجھ پہ بھی ایک نظر سیّدِ مکّی مدنی
آستانِ شۂ لولاک ہو فردوسِ نظر
نعت گوئی کی حدیں مجھ کو ہیں راغبؔ معلوم

شکوۂ گردشِ دوراں نہیں عادت میری
ہے یہی میری تمنّا ' یہی نیّت میری
کہ نگاہوں میں ہیں احکامِ شریعت میری

—— سید اصغر حسین راغبؔ مراد آبادی

ل میں حُبِّ سرورِ کون و مکاں کا در کھلا
ب پہ جاری ہو گیا ذکرِ امام الانبیاءؐ
یکھ کر روزِ حساب ان کو نہایت مہرباں
کفش برداران ختمی مرتبت کو کیا خبر؟
بانتے ہو؟ کس کے تھے شیرِ خدا حلقہ بگوش؟

زندگی کا رازِ سر بستہ تو اب مجھ پہ کھلا
بابِ الطاف و عطائے خالقِ اکبر کھلا
آرزوؤں کا مری اک بیکراں دفتر کھلا
بابِ جنّت کب کھلا کیسے کھلا کیوں کر کھلا!
ایک پل میں فیض سے کس کے درِ خیبر کھلا؟

—— راغب مراد آبادی

طلوعِ کیفِ فراواں حضورؐ کی نظریں
نشاطِ روح کا ساماں حضورؐ کی نظریں
میں ناز کیوں نہ کروں' اپنی خوش نصیبی پُر
وفا کی راہ میں شاہیںؔ! ہر ایک منزل کو

سکونِ قلبِ پریشاں حضورؐ کی نظریں
دلِ فسردہ کا درماں حضورؐ کی نظریں
مِری طرف بھی ہیں نگراں حضورؐ کی نظریں
بنائے دیتی ہیں آساں حضورؐ کی نظریں

—— رحیم بخش شاہیںؔ

حق نے ہر سُو مصطفیٰؐ کا بُول بالا کر دیا
تشنۂ تکمیل چھوڑا تھا جسے اسلاف نے
پرچمِ توحید لہرا کر فضائے دَہر میں
بیکسوں کو دی اماں اہلِ ستم کے ظلم سے

عہد جو روزِ ازل باندھا تھا پُورا کر دیا
تُو نے اے فخرِ رُسل! وہ کام پُورا کر دیا
کُفر کی دُنیا میں اِک کہرام برپا کر دیا
عاصیوں کو خوفِ عقبیٰ سے شناسا کر دیا

امتیازِ خادم و آقا مٹا کر بے دریغ — فطرتِ انساں کی لغزش کا ازالہ کر دیا

پیکرِ مذہب میں تُو نے پھونک دی رُوحِ جہاد — ساحلِ خاموش کو پھر شورِ دریا کر دیا

کٹ مَرے جب تیرے دیوانے تِری ناموس پر — فخر نے سَر ملّتِ بیضا کا اُونچا کر دیا

—— رسا جالندھری

جب میں کہوں محمدؐ صلِّ علیٰ کہو تم — خیر البشرؐ کہوں میں، خیر الوریٰؐ کہو تم

آشوبِ زندگی میں، تسکینِ دل کی خاطر — یا مجتبیٰؐ کہوں میں، یا مصطفیٰؐ کہو تم

جب کوئی غم کا مارا، پوچھے مقامِ یثرب — دارالاماں کہوں میں، دارالشفا کہو تم

عرفانِ زندگی کو، فیضانِ بندگی کو — اُنؐ کا کرم کہوں میں، اُنؐ کی عطا کہو تم

وہؐ رشکِ انبیا ہیں، وہؐ فخرِ اولیا ہیں — شمعِ ہدیٰ کہوں میں، نُورِ صفا کہو تم

—— رشک خلیلی

نعت کہنے کے لئے ہر قلم کا انداز مختلف ہے کچھ ایسے قلم اور قلمکار بھی ہیں جو حُبِّ رسولؐ میں ایک طرح کی کیفیت جنوں میں چلے جاتے ہیں خود بھی کیف و مستی کا شکار ہو جاتے ہیں اور پڑھنے والے بھی ان کے کلام پر جھوم جھوم جاتے ہیں سید ریاض الدین سہروردی اور ان کا قلم اسی قبیلے سے ہیں۔

محمد مصطفیٰؐ سے لَو لگانا ہم نہ چھوڑیں گے — مقدّر اس طرح اپنا جگانا ہم نہ چھوڑیں گے

کبھی تو اپنی اُمیدوں کا گلشن لہلہائے گا — نبیؐ کو داستانِ غم سُنانا ہم نہ چھوڑیں گے

غمِ دنیا غمِ عقبیٰ اسے ہم چھوڑ سکتے ہیں — مگر میلاد کی محفل سجانا ہم نہ چھوڑیں گے

اِسی سے اُن کے دریائے کرم میں جوش آئے گا — غمِ فرقت میں رونا اور رُلانا ہم نہ چھوڑیں گے

ریاضؔ اُن کا تصوّر کم نہیں اُن کی زیارت سے — درِ سرکارؐ تک یوں اپنا جانا ہم نہ چھوڑیں گے

—— سید ریاض الدین سہروردی

کرو نہ ذکر خطا کا عطا کی بات کرو
سنو سنو کرمِ مصطفیٰؐ کی بات کرو

اگر یہ چاہو کہ ہوجائیں دِل تمہارے غنی
رسولِ پاکؐ کے جود و سخا کی بات کرو

اگر خُدا سے محبّت کا ہے تمہیں دعویٰ
خلوصِ دِل سے حبیبِؐ خُدا کی بات کرو

مریضِ ہجر کو ہو جائے گی ابھی تسکیں
ذرا مدینے کے دارالشفاء کی بات کرو

کرو نہ ذکرِ قیامت رہو خموش ریاضؔ
کرو تو شافعِ روزِ جزا کی بات کرو

—— سید ریاضؔ الدین سہروردی

عشقِ احمدؐ چاہیئے، حُبِّ مدینہ چاہیئے
جو انہیںؐ دیکھا کرے، وہ چشمِ بینا چاہیئے

زندگی اور موت دونوں اُنؐ کے غم میں ہوں بسر
ایسا مرنا چاہیئے اور ایسا جینا چاہیئے

جُھوم اُٹھیں کیوں نہ انؐ کا ذکر سُن کر اہلِ دل
کچھ تو اظہارِ محبّت کا قرینہ چاہیئے

مشک و عنبر کیا کروں اے دوست خُوشبو کے لئے
مجھ کو رخسارِ محمدؐ کا پسینہ چاہیئے

ہے تِری درگاہ میں یا رب تمنائے ریاضؔ
دفن ہونے کے لئے خاکِ مدینہ چاہیئے

—— سید ریاضؔ الدین سہروردی

دستِ دُعا اٹھاؤ، بڑی دیر ہو گئی
اب اُنؐ سے لو لگاؤ، بڑی دیر ہو گئی

کب تک پھروں گا نفس کی راہوں میں یا رسولؐ
اپنا مجھے بناؤ، بڑی دیر ہو گئی

قسمت میں گر نہیں درِ اقدس کی حاضری
خوابوں میں میرے آؤ، بڑی دیر ہو گئی

للہ! شمع اپنی محبّت کی، یا نبیؐ
دِل میں مِرے جلاؤ، بڑی دیر ہو گئی

عاصی ریاضؔ پر کبھی رحمت کی اِک نظر
آقا مِرے، اُٹھاؤ، بڑی دیر ہو گئی

—— علامہ سید ریاضؔ الدین سہروردی

آتی ہے لب پہ مدحتِ سردارِؐ انبیاء — یہ بھی ہے اِک عنایتِ سردارِؐ انبیاءؐ

کون و مکاں برائے حبیبِ خُدائے پاک — دونوں جہاں بدولتِ سردارِؐ انبیاءؐ

ہر اِک نبی تھا خاص کسی دور کے لئے — تا حشر ہے نبوّتِ سردارِؐ انبیاءؐ

لفظوں کی بُوند بُوند سمندر لئے ہوئے — حُسنِ سخن، بلاغتِ سردارِؐ انبیاءؐ

اپنوں کے التفات سے ٹوٹا ہے جب بھی دِل — آئی ہے یادِ شفقتِ سردارِ انبیاءؐ

نعتِ نبیؐ رشیدؔ! خُدا کے حضور بھیج — وہ جانتا ہے عظمتِ سردارِ انبیاءؐ

—— رشیدؔ کامل

ریاض النبی خاں ریاضؔ کی زبان و بیان میں سلاست و روانی ہے وہ رسالتِ مآبؐ کے لئے احسان مندی کے جذبات کا اظہار انتہائی عقیدت سے کرتے ہیں۔

حق کی پہچان بھی اللہ کی بُرہان بھی آپؐ — اہلِ قرآن بھی اَور معنیِٔ قرآن بھی آپؐ

عدل و انصاف و مساوات کی میزان بھی آپؐ — جو ملائک سے بھی افضل ہے وہ انسان بھی آپؐ

اللہ اللہ! چہ بزرگی چہ مقامے داریؐ — مرحبا! سیّدی، مکّی، مدنی العربی

آپؐ ہی نے تو بنی نوع کو عزّت بخشی — قلب کو روشنی کردار کو عظمت بخشی

طائرِ فکر کو پرواز کی رفعت بخشی — فہم و ادراک کو ادراک کی دولت بخشی

چشمِ عالم نتواں دید چنیں مردِ سخی — مرحبا! سیّدی، مکّی، مدنی العربی

عقلِ محدود پہ اسرار کا دَر باز کیا — ابنِ آدم کو مہ و مہر کا ہمراز کیا

ہمتِ پست کو مائل بہ تگ و تاز کیا — جس پہ فرمائی نظر صاحبِ اعجاز کیا

گرد از فیضِ کرم بندۂ محتاج غنی — مرحبا! سیّدی، مکّی، مدنی العربی

آپؐ کے فیضِ قدم سے ہمیں جینا آیا — آپؐ کے دَم سے ہی جینے کا قرینہ آیا

راہِ منزل رمی ساحل پہ سفینہ آیا — اے مسیحا نفسی! رازِ حیات ابدی

مرحبا! سیّدی، مکّی، مدنی العربی — آپ انسان کو غفلت سے جگانے آئے

جہل و اوہام کی پستی سے اُٹھانے آئے — راستہ حق و صداقت کا دکھانے آئے

آپؐ انسان کو انسان بنانے آئے — اے کہ یکتا صفتی! نیست دَر عالم ثانی

مرحبا! سیّدی، مکّی، مدنی العربی — آج انسان پھر اغراض کا دیوانہ ہے

بندۂ نفس ہے، مستِ مے و پیمانہ ہے — آتش افروختہ یہ نخل ہُوا چاہتا ہے

اپنی تلوار سے خود قتل ہوا چاہتا ہے — تا کے تاخیر کنی! باز بہ امداد رسی!

شاہِ بطحا مددے! شافعِ محشر مددے! — سیّدی! انت حبیبی! و طبیب قلبی

ـــــ ریاض النبی خان ریاضؔ

ریاضؔ حسین چودھری بڑی خوبصورت اور دل ہلا دینے والی نعتیں لکھتے ہیں ان کی نعت کی پھلواری میں محبت و عقیدت کے خوش رنگ پھول کھلتے ہیں اور پڑھنے والا کیف و مستی میں جھوم جاتا ہے۔

موجودہ دور کے نعت گو شعراء میں راقم کو ریاضؔ حسین چودھری سے غائبانہ عقیدت ہے ان کا اندازِ عشقِ رسولؐ منفرد ہے مدینہ، گنبدِ خضرا، آخرت غرضیکہ اسلام کی ہر علامت میں وہ اپنے جذبات عقیدت کو ایسے خوبصورت انداز میں گلدستہ بنا کر پیش کرتے ہیں کہ قلب و روح کے تار ہل جاتے ہیں۔ نعت میں ان کی دعائیں اور آرزوئیں بے حد خوبصورت ہیں یہ مومن کے عمل کی معراج ہے کہ ہستی سے سفر کے وقت درودِ پاک اس کی زبان پر ہو، راقم کی بھی یہی دُعا اور آرزو ہے روضۂ رسولؐ پر حاضری اور رخصتی کے موقع پر ان کی نعتیں بے حد خوبصورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ریاضؔ حسین چودھری کے درجات کو بلند فرمائے (آمین)

کاش! طیبہ کے در و بام پہ لکھا ہوتا — ایک دیوانے کا بھی اسمِ گرامی آقاؐ

دے دے! اس خاکِ درپاک کے موتی دے دے! — بخش دے اپنے غلاموں کی غلامی آقاؐ!

خاص ہو لطف و کرم حشر کے دن بھی اس پر — تیری رحمت کا سزا وار ہو عامی آقاؐ

دست گیری! کہ بہت آج پریشاں ہے ریاضؔ

سجا کر اس کو پلکوں پر کروں گا رقص گلیوں میں
تمنا ہے کہ ہر اک لفظ میں رکھ کر دلِ مضطر
قدم اٹھیں گے جب شہرِ محمدؐ کی طرف میرے
زیارت جاگتی آنکھوں سے ہو گی یہ یقیں رکھنا

اِک کیف ہے عجیب سا میری دُعاؤں میں
سرکارؐ کی نوازشِ پیہم ہے ساتھ ساتھ
جیسے قدم زمین پر پڑتے نہیں مرے
رحمت کے بٹ رہے ہیں کٹورے قدم قدم
پھر اُٹھ سکوں نہ شہرِ پیمبر کی خاک سے
اَب حشر تک ریاضؔ! تمازت کا ڈر نہیں

نہیں ہے بے سبب میرے قلم کا گلفشاں رہنا
یہ کیسی لذّتِ بے نام ہے ذکرِ محمدؐ میں
بنانا دیدۂ تر میں شبیہہ گنبدِ خضریٰ
اجازت مانگنے جاؤں گا خود دربارِ اقدس میں
یہاں بھی اُنؐ کی خوشبو ہے وہاں بھی اُنؐ کی خوشبو ہے

کوئی بھی دہر میں اُس کا نہیں حامی آقاؐ
—— ریاضؔ حسین چودھری

صبا لائی مدینے سے حضوری کا اگر نامہ
بنامِ مصطفٰیؐ لکھتا رہوں شام و سحر نامہ
قلمبند اپنے اشکوں سے کروں گا میں سفر نامہ
ریاضؔ! امشب بھی لکھ رکھے ابھی سے چشمِ تر نامہ
—— ریاضؔ حسین چودھری

لغزش سی پا رہا ہوں میں اپنی نواؤں میں
تنہا نہیں ہُوں شہرِ نبیؐ کی ہواؤں میں
جیسے میں اُڑ رہا ہُوں اَزل سے خلاؤں میں
شامل ہُوں آج میں بھی نبیؐ کے گداؤں میں
کانٹا چبھے خُدا کرے وہ میرے پاؤں میں
بیٹھا ہوا ہُوں گنبدِ خضرا کی چھاؤں میں
—— ریاضؔ حسین چودھری

غلامِ بے نَوا کا یوں شریکِ داستاں رہنا
اسی کیفِ مسلسل میں سدا عُمرِ رواں رہنا
سرِ مقتل پسِ زنداں دَرِ گلشن جہاں رہنا
مجھے اچھا نہیں لگتا صبا کا درمیاں رہنا
کمالِ آرزو ہے گلستاں دَر گلستاں رہنا

دُرودوں کی اِدھر ڈالی، سلاموں کے اُدھر گجرے
دمِ رخصت اِسی حالت میں اَے میری زباں رہنا

—— ریاضؔ حسین چودھری

طیبہ سے آنے والے ، میرے قریب آنا
کیسے مہک رہی تھیں گلیاں مِرے نبیؐ کی
خُوشبو بھرے کٹورے بٹتے تو ہونگے اَب بھی
چوکھٹ پہ اُنؐ کی جا کے سوچا تو ہو گا تُو نے
کب کس کے آنسوؤں کی جھالر سجی ہوئی تھی
اس بے قرار کو بھی شاید قرار آئے

اس چشمِ تَر میں خاکِ شہرِ نبیؐ لگانا
تو یادِ مصطفیٰؐ کے شب بھر دیئے جلانا
رہتا تو ہو گا اُنؐ کے قدموں میں اِک زمانہ
جبریلؑ کا وہ آنا ، جبریلؑ کا وہ جانا
دہلیزِ مصطفیٰؐ کا کچھ حال تو سُنانا
بڑھ کر ریاضؔ کو بھی اپنے گلے لگانا

—— ریاضؔ حسین چودھری

ہر زائرِ طیبہ کے قدم چُومے ہیں میں نے
لبریز ہے کشکول مِرا اُنؐ کے کرم سے
مکّے میں پذیرائی کا منظر بھی عجب تھا
سانسوں میں مہکتی ہیں ریاضؔ آج بھی کلیاں

صدیوں سے میں دہلیزِ پیمبرؐ پہ پڑا ہُوں
میں اُنؐ کے گداؤں کے گداؤں کا گدا ہُوں
مہمان مدینے میں بھی ٹھہرایا گیا ہُوں
کچھ دِن میں مدینے کی فضاؤں میں رہا ہُوں

—— ریاضؔ حسین چودھری

الوداع ! اے سیّدیؐ ، یا مرشدی
چھوڑنا چوکھٹ کو مشکل ہے حضورؐ
پھر حصارِ ہجر میں کھو جاؤں گا
پھر اُجالوں سے نکل کر یا نبیؐ
دست بستہ عرض کرتا ہُوں حضورؐ
التجا ہے اے غلاموں کے بھرم

الوداع! اے رحمتوں والے نبیؐ
اُٹھ کے جاؤں بھی تو اَب جاؤں کہاں
دامنِ تقدیر میں سو جاؤں گا
میں اندھیروں کا ہدف ہو جاؤں گا
حکم ہے تو پھر چلا جاتا ہوں دُور
زندگی میں پھر بھی پھیرا ہو ضرور

—— ریاضؔ حسین چودھری

جھوم کر ابرِ رحمت برسنے لگا
جنبشِ لب میں رقصاں دُعا یا نبیؐ

تیرےؐ دربار میں سَر جھکائے ہوئے
قبلہ رُو ہے کوئی بے نوا یا نبیؐ

چُن رہا ہوں میں پلکوں سے لعل و گہر
ڈھونڈتا ہُوں ترے نقشِ پا یا نبیؐ

تیری رحمت کا کوئی کنارہ نہیں
تیرے سائے میں ارض و سما یا نبیؐ

حشر تک تیرے پرچم کی چھاؤں تلے
آدمی کو مِلے حوصلہ یانبیؐ

بے نواؤں کے حامی ہو یا مجتبیٰؐ
بے سہاروں کے ہو آسرا یا نبیؐ

حُسن کی آرزو عشق کی آبرو
ابتدا یا نبیؐ! انتہا یا نبیؐ

آبگینوں کی سوغات لایا ہوں میں
طرز میری ہے سب سے جُدا یانبیؐ

کس کے دَر پہ کروں میں صدا یانبیؐ
کون اپنا ہے تیرے سوا یانبیؐ

ایک شب ظلمتوں کی مسلط ہوئی
ایک فانوس بجھنے لگا یانبیؐ

زندگی کی جبیں پر شکن دَر شکن
زرد لمحوں کا ہے سلسلہ یانبیؐ

اس کڑی دھوپ میں تُو ہی ابرِکرم
کرب کی وادیوں میں بھی آ! یا نبیؐ!

تشنگی اُگ رہی ہے لبِ زرد پر
سبز گنبد سے کالی گھٹا! یانبیؐ!

ایک چھوٹی سی میری تمنّا ہے بس
تیرے دَر سے رہے رابطہ یانبیؐ

خوش نصیبی مِرے نقشِ پا چُوم لے
اپنے روضے پہ مجھ کو بُلا یانبیؐ

مجھ کو غیروں سے شرمندہ ہونے نہ دے
میں تو ہوں تیرے دَر کا گدا یانبیؐ

طائرِ پَر شکستہ کی امداد کر
کب سے اُٹھے ہیں دستِ دُعا یانبیؐ

اب ریاضِ حزیں بھی بہر حال ہو
لذّتِ درد سے آشنا یانبیؐ

ـــــ ریاض حسین چودھری

مضافاتِ مدینہ کے میں سب آثار کو چُوموں
نگاہوں سے کروں سجدے درودیوار کو چُوموں

خُدا وہ دن بھی لائے جب میں نامہ بر کے ہاتھوں کو
کبھی دیکھوں کبھی اس کے لب و رخسار کو چُوموں

چلی ہے بن کے جوگن تُو مِرے آقا کی گلیوں میں
صبا! تیری بلائیں لوں، تری رفتار کو چُوموں

لپٹ جاتے ہیں جو ہر زائرِ طیبہ کے قدموں میں
میں اُن ذروں کو اُن رستوں کو اُن اشجار کو چُوموں

بچی رہتی ہیں جس میں گنبدِ خضرا کی تصویریں
نہ کیوں میں جھوم کر اُس دیدۂ بیدار کو چُوموں

میں اپنی بے گناہی میں کہوں اب کیا سرِ محشر
ندامت سے جھکوں اور دامنِ سرکارؐ کو چُوموں

—— ریاضؔ حسین چودھری

کیف و مستی میں سرشار ہیں آج بھی یہ ورق یہ قلم یہ زباں یا نبیؐ!
لکھ رہا ہے کہانی شبِ ہجر کی میری آنکھوں کا آبِ رواں یا نبیؐ!

آپؐ کے ذکرِ اطہر کی خوشبو لئے لب پہ جذبات کریمں سجانے لگے
رفتہ رفتہ چراغوں میں جلتا رہا آنسوؤں ہچکیوں کا دُھواں یا نبیؐ!

سر برہنہ تھا، میں آپؐ ہی نے مجھے تاج اپنی ثنا کا کیا ہے عطا
آپ کی رحمتوں کا بھی روزِ جزا میرے سر پر رہے سائباں یا نبیؐ!

آپ کا نام چومیں توکلیاں کھلیں چاند کی روشنی کے خزینے ملیں
جُھوم اٹھے درودوں کے نغمات سے شاخِ احساس پر آشیاں یا نبیؐ!

میرے سامانِ صد چاک میں بھی صبا پھول اِذنِ حضوری کے بھر دے تو کیا
ایک مدت سے دیدار کی حسرتیں، میرے دل میں بھی ہیں پُرفشاں یا نبیؐ!

آپؐ لطف و کرم یونہی فرمایئے، رحمتوں کو اشارہ سا کر جایئے
کس کی چوکھٹ کو تھامیں، کدھر جائیں ہم اور بھی ہے کوئی آستاں یا نبیؐ!

—— ریاضؔ حسین چودھری

مجھ کو بس انؐ کی چشمِ کرم چاہئے
ہر قدم چاہئے، دم بہ دم چاہئے

شافعِ حشرؐ! مجھ سے گنہ گار کو
عرصۂ حشر میں بس بھرم چاہئے

جوش دریائے رحمت میں آ جائے گا
دل میں غم چاہیے، آنکھ نم چاہئے

جب جُھکے سر، تو پیشِ خُدا ہی جھکے
دل مگر اُنؐ کی چوکھٹ پہ خم چاہئے

دُور ہو دل سے ہر غم، مگر اے ندیمؔ
تا قیامت مجھے اُنؐ کا غم چاہیئے

—— ریاض ندیم نیازیؔ

مجھ کو میرے خُدا اور کیا چاہئے
مل گئے مصطفیٰؐ اَور کیا چاہئے

اِس گنہ گار پر بھی نگاہِ کرم
خاتمؐ الانبیا، اَور کیا چاہئے

حشر کی دُھوپ میں میرے اعمال پر
ہو جو سایہ ترا، اَور کیا چاہئے

جس نے مانگا ہے جو اُنؐ کے دربار سے
مل گیا، مل گیا، اَور کیا چاہئے

ذکرِ احمدؐ کا ہے یہ کرشمہ ندیمؔ
پوچھتا ہے خُدا، اَور کیا چاہیئے

—— ریاض ندیم نیازیؔ

آنکھوں میں بس گیا ہے مدینہ حضورؐ کا
بے کس کا آسرا ہے مدینہ حضورؐ کا

پھر جا رہے ہیں اہلِ محبّت کے قافلے
پھر یاد آ رہا ہے مدینہ حضورؐ کا

نبیوں میں جیسے افضل و اعلیٰ ہیں مصطفیٰؐ
شہروں میں بادشاہ ہے مدینہ حضورؐ کا

جب سے قدم پڑے ہیں رسالتؐ مآب کے
جنّت بنا ہوا ہے مدینہ حضورؐ کا

ہو ناز کیوں نہ اس کو نیازیؔ نصیب پر
جس کو بھی مل گیا ہے مدینہ حضورؐ کا

—— ریاض ندیم نیازیؔ

طلوعِ شمس و قمر سے پہلے میں تجھ پر آقاؐ درود بھیجوں
ہر ایک شام و سحر سے پہلے، میں تجھ پہ آقاؐ دُرود بھیجوں

سفر کا آغاز جو کروں میں مرے لبوں پر ہو نام تیرا
پلٹ کے آؤں تو گھر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ دُرود بھیجوں

خُدا کی بھیجی کتاب تُو ہے، مرا تو سارا نصاب تُو ہے
حصولِ علم و ہنر سے پہلے، میں تجھ پہ آقاؐ دُرود بھیجوں

ہے رونقِ کائنات تجھ سے ہرا ہے نخلِ حیات تجھ سے
شجر پہ برگ و ثمر سے پہلے، میں تجھ پہ آقاؐ دُرود بھیجوں

میں اپنے بچّوں میں بیٹھ کر بھی، سناؤں جنگِ اُحد کی باتیں
کشاکشِ خیر و شر سے پہلے، میں تجھ پہ آقاؐ دُرود بھیجوں

میں اپنے ورثے میں، میرے آقاؐ فقط تِریؐ نعت چھوڑ جاؤں
اس اختتامِ سفر سے پہلے میں تجھ پہ آقاؐ دُرود بھیجوں

—— زاہد فخری

زاہدہ خاتون (ز خ ش) بھارت کے مشہور شیروانی خاندان کے نواب کی بیٹی تھیں۔ علم و ادب میں بلند مقام تھا آپ کا کلام قوتِ بیان شوکتِ الفاظ اور حُسنِ ادائیگی کا شاندار امتزاج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاعرہ نے دیارِ حبیبؐ جانے کے لئے رختِ سفر باندھا تھا مگر اس وقت عالمی جنگ کے باعث اس پر عمل نہیں ہو سکا۔ ان کا انتقال عالمِ دوشیزگی میں ہو گیا ان کی نعتوں میں ملّتِ اسلام کی عظمت کے لئے ایک امنگ موجود ہے۔

ہند میں بے تاب ہوں، ہر دم مدینہ کے لئے　　　جس طرح افتادہ دریا، ہو سفینہ کے لئے

یاد ہے اُسؐ جانِ موجودات کا کہنا مجھے
چھا گئی غم کی گھٹا، دل پہ برسے، اب کے برس
راہ پر تقدیر میری، آتے آتے رہ گئی
جنگِ عالم سوزِ مغرب ، حیلۂ آزاد تھی
بندھ گیا تارِ سرشک اور کھل گیا رختِ سفر
اے فلک ! منظور گر تجھ کو مرا جانا نہ تھا
کی زیارت جس نے میری قبر کی ، دیکھا مجھے
ہاں! برس دل کھول کر اے ابرِ چشمِ تر! برس
میں درِ خیرالورٰیؐ تک جاتے جاتے رہ گئی
اصل میں تقدیر مجھ سے برسرِ پیکار تھی
درگہِ شاہ کی جگہ ٹپکا خود اپنے در سے سر
آتشِ شوقِ زیارت کو بھی بھڑکانا نہ تھا
—— زاہدہ خاتون (ز - خ - ش)

اے رسولِؐ عربی! اے شرف افزائے رُسلؑ!
موج زن اب بھی دماغوں میں ہے سودا تیرؐا
حرزِ جاں اب بھی ہے قرآنِ مقدّس اپنا
آج بھی مرجعِ آفاق ہے مولد تیرؐا
اب بھی قرباں ہے ترےؐ نام پہ اُمت تیرؐی
جلوہ گر اب بھی دلوں میں محبت تیریؐ
اب بھی محفوظ ہے سینوں میں امانت تیری
آج بھی مرکزِ ادوار ہے تربت تیریؐ
—— زاہدہ خاتون (ز - خ - ش)

اے کہ تیرا آستاں ! ماوائے خاص وعام ہے
کب مجھے آسائشِ قصرِ شاہانہ چاہیے
جب تماشا گاہِ عالم سے نگاہ پھرنے کو ہو
جا ملے مطلوب سے ، جانِ سراپا انتظار
میری تربت ہو الٰہی ! زیرِ پائے مصطفٰیؐ
کچھ مری بھی التجا ہے، کچھ مرا بھی کام ہے
کوئے شہؐ میں اک بچھونے کاٹھکانہ چاہیے
ختم جب ہو جائے ناٹک ، پردہ جب گرنے کو ہو
ماہیِ تشنہ ہو بحرِ بیکراں سے ہمکنار
یہ دعا مقبول ہو یا رب! برائے مصطفٰیؐ
—— زاہدہ خاتون (ز - خ - ش)

اُس پہ کھلے اسرارِ مدینہ
میری مرادوں کا ملجا ہے
دِل جو ہوا بیمارِ مدینہ
دربارِ دربار مدینہ

منظر خلد کو ترساتا ہے
حسنِ در و دیوارِ مدینہ

کرتی ہے رُوحوں میں اجالا
ہر صبحِ ضوبارِ مدینہ

قیصر و کسریٰ سے بڑھ کر ہیں
خدامِ دربارِ مدینہ

مجھ پر بھی اک چشمِ کرم ہو
شاہِؐ عرب، سرکارِ مدینہ

—— زہیر کنجاہی

ظہورِ مصطفیٰؐ اللہ اکبر
یہ رحمت کی ادا اللہ اکبر

جو ابراہیمؑ نے کی تھی خُدا سے
بر آئی وہ دُعا اللہ اکبر

وہ جو نور الہدیٰؐ خیر البشرؐ ہیں
ملے وہ رہنما، اللہ اکبر

ہمارے زیرِ پا خود آئی منزل
ملا خود راستہ اللہ اکبر

فقط اک بوریا بستر ہے لیکن
دو عالم زیرِ پا، اللہ اکبر

سراقہ کو ملے کسریٰ کے کنگن
یہ اندازِ عطا، اللہ اکبر

جو ہیں سلطانِؐ سلطانانِ عالم
میں ہوں اُن کا گدا اللہ اکبر

فرشتوں کی جبینیں جُھک رہی ہیں
نبیؐ کا نقشِ پا اللہ اکبر

زہیرؔ! انؐ کی ثنا ہے اور میں ہوں
مِرا بختِ رسا، اللہ اکبر

—— زہیرؔ کنجاہی

سمٹی ہے ان دو لفظوں میں توصیفِ مصطفیٰؐ
اب اور کیا کہوں گا میں، صلِّ علیٰ کے بعد

جب آپؐ کے وسیلے سے اُٹھے دُعا کو ہاتھ
محسوس اک سکون ہوا ہر دُعا کے بعد

در سے حضورؐ کے دلِ بے مدّعا ملا
دولت نہیں کوئی، دلِ بے مدعا کے بعد

بس اک نگاہِ لطف کی ہے التجا حضورؐ
اب عرض کیا کرے کوئی، اس التجا کے بعد

اب انؐ کے در سے اور کہاں جائیں ہم زہیرؔ
ہے اور کون اپنا، شہِ دوسرا کے بعد

—— زہیرؔ کنجاہی

ساغر صدیقی لکھتے ہیں "نعت میرے نزدیک تعریف رسالتؐ کا وہ طریقہ ہے جس میں الفاظ زبان سے نہیں پلکوں سے ترتیب دیئے جاتے ہیں" ساغر نے نعت کی نئی جہات ایجاد کی ہیں۔ اس نے اپنی نعت میں عشق و ادب کو ہم قدم کر دیا ہے۔ ساغر صدیقی کا ظاہر فقیرانہ اور معمولات زندگی رندانہ تھے۔ بظاہر یہ تصوّر کرنا محال تھا کہ وہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت میں اس قدر بلند مقام پر فائز نظر آئیں گے۔لیکن یہ بات صرف اسی علام الغیوب کو معلوم ہے کہ کون سا ذرہ درگاہِ خداوندی میں ستارہ بن کر چمک رہا ہو گا اور کس کے لئے لوگوں کے دلوں میں احترام کی صورت پیدا کر دی جائے گی'جذبہ و خلوص کی پیمائش اللہ تعالیٰ کے سوا کون کر سکتا ہے۔

بزمِ کونین سجانے کے لئے آپؐ آئے — شمعِ توحید جلانے کے لئے آپؐ آئے
ایک پیغام جو ہر دِل میں اُجالا کر دے — ساری دُنیا کو سنانے کے لئے آپؐ آئے
ناخدا بن کے اُبلتے ہوئے طوفانوں میں — کشتیاں پار لگانے کے لئے آپؐ آئے
قافلے والے بھٹک جائیں نہ منزل سے کہیں — دُور تک راہ دکھانے کے لئے آپؐ آئے
چشمِ بیدار کو اسرارِ خُدائی بخشے — سونے والوں کو جگانے کے لئے آپؐ آئے

—— ساغر صدیقی

جس طرف چشمِ محمدؐ کے اشارے ہو گئے — جتنے ذرّے سامنے آئے ستارے ہو گئے
یا محمدؐ! آپؐ کی نظروں کا یہ اعجاز ہے — جس طرف نظریں اٹھائیں سب تمہارےؐ ہو گئے
میں ہوں اور یادِ مدینہ اور ہیں تنہائیاں — اپنے بیگانے سبھی مجھ سے کنارے ہو گئے
اپنی کملی کا ذرا سایہ عنائت ہو مجھے — دِل کے دشمن یا محمدؐ دِل کے پیارے ہو گئے
سبز گنبد کے لئے اشعارِ ساغر مرحبا — جگمگا کہ زندگی کے ماہ پارے ہو گئے

—— ساغر صدیقی

اے نقیبِ قرآنی اے رسولِ یزدانی — تُم ہو زیست کے رہبر تُم حیات کے بانی
چہرۂ مُبارک کا جس نے نُور دیکھا ہے — اُس نے خُلد دیکھی ہے اُس نے طور دیکھا ہے

تم زمیں پہ کیا آئے بادِ نو بہار آئی — جامِ لالہ فام آیا بُوئے مشک بار آئی
نام میں بھی نکہت ہے یاد میں بھی خُوشبو ہے — کیا جمالِ عارض ہے کیا بہارِ گیسو ہے
تم حرا کے پہلو میں تم مِنیٰ کی وادی میں — تم ہو جذبۂ دل میں قوتِ ارادی میں
تم نے ریگزاروں میں زندگی بکھیری ہے — اِک چراغ ہم کو بھی غم کی رات اندھیری ہے
تم جہاں سے اُٹھے تھے، وہ بِنائے ہستی ہے — تم جہاں ہو خوابیدہ، زندگی برستی ہے
تم کو یاد کرتا ہے دیدۂ بلالؓ اَب تک — راستہ دکھاتا ہے عشقِ بے مثال اَب تک
لب پہ نام آتا ہے رُوح مسکراتی ہے — زندگی بہاروں میں ڈُوب ڈُوب جاتی ہے
اے صبا مدینہ کو جارہی ہے جاں لے جا — کوچۂ محمدؐ تک رُوحِ تشنگاں لے جا
زخم یاد کرتے ہیں، غم سلام کہتا ہے — اے نبیؐ میں آپہنچا، تشنہ کام کہتا ہے

——— ساقی جاوید

آغا سائل کاشمیری نے اپنی نعت میں رحمتِ رسالتِ مآب کی بلندیوں کو چھو لیا ہے۔

اور کیا ہے جو مجھے اس کے سوا درکار ہے — بس تمہارا سایۂ رحمت سدا درکار ہے
عرصۂ ہستی میں اِک بھٹکا ہوا انساں ہوں میں — راہِ گم کردہ کو منزل کا پتہ درکار ہے
قلب کو عزمِ جواں دے اور غم کو حوصلہ — زندگی میں مجھ کو تیرا آسرا درکار ہے
بات یہ کیا کم ہے جو میں ہوں محمدؐ کا غلام — اس سے بڑھ کر مجھ کو یارب! اور کیا درکار ہے
کاش! باقی زندگی میری مدینے میں کٹے — اب مِرے دل کو مدینے کی فضا درکار ہے
تیرے دَر کی بھیک اس کے واسطے تاجِ شہی — تیرے سائل کو فقط صدقہ ترا درکار ہے

——— سائل کاشمیری

بے نواؤں، بیکسوں اور غمزدوں کے واسطے — باعثِ تسکینِ خاطر، صرف تیرا نام ہے
جس کا دل دیوانۂ سرکارِ عالم ہے، اُسے — فکرِ دُنیا ہے، نہ خوفِ گردشِ ایام ہے

درد دے، یا دے سکوں، میرے دلِ مجبور کو
وہ بھی تیرا لطف ہے، یہ بھی ترا انعام ہے

نام تیرا گونجتا ہے، زیرِ گردوں، چار سُو
تیرا ذکرِ محتشم، صدیوں سے صبح وشام ہے

اس شہِؐ والا کے دَر کا، میں بھی ہوں ادنیٰ غلام
جس کا ہے رحمت لقب، جس کا محمدؐ نام ہے

چھا رہا ہے آج بھی ہر سو ترا ابرِ کرم
مجھ سے سائل پر بھی، تیری بارشِ اکرام ہے

——— آغا سائل

آج بھی چاروں طرف میرے دُکھوں کی دُھوپ ہے
زندگی کو سایۂ رحمت ترا درکار ہے

بخشش دے! میری نظر کو بھی کرم کی روشنی
میرے علم و آگہی کو روشنی درکار ہے

زندگانی ہے وہی گزرے جو تیریؐ یاد میں
ورنہ ساری زندگی ہنگامۂ بیکار ہے

اُنؐ کے دَر سے کوئی بھی خالی کبھی آیا نہیں
میری اُمیدوں کا مرکز بھی درِ سرکارؐ ہے

آرزو ہے میں بھی تیرا شہر دیکھوں اس برس
میری ان آنکھوں کو کب سے خواہشِ دیدار ہے

میں تو ان کے رتبۂ عالی کا ہوں ادنیٰ فقیر
اور مرا مقصود، سائل! مدحتِ سرکارؐ ہے

——— آغا سائل کاشمیری

نگاہِ لطف کے اُمیدوار ہم بھی ہیں
حضورؐ! آپؐ کے مدحت نگار ہم بھی ہیں

ہمیں بھی شہرِ وفا دیکھنے کا اِذن ملے
بہت دنوں سے اِدھر بیقرار ہم بھی ہیں

غبارِ راہِ مدینہ پہ جو نثار ہوئے
وہ خاکسار سرِ رہگذار ہم بھی ہیں

چلے ہو جانبِ کُوئے رسولؐ خوش بختو
تمہارے نقشِ قدم پر نثار ہم بھی ہیں

ہم عاصیوں پہ بھی ہو جائے اِک نگاہِ کرم
رہینِ گردشِ لیل ونہار ہم بھی ہیں

حضورؐ! آپ کی امداد کے ہیں ہم طالب
مصیبتوں کے جہاں میں شکار ہم بھی ہیں

اُنہی کا فیض ہے سجاد! یہ کہ پت جھڑ میں
شریکِ رونقِ فصلِ بہار ہم بھی ہیں

——— سجاد مرزا

اے حبیبِ خُدا! خاتم الانبیاؐ! ذکر کرتا ہے ربِ علیٰ آپؐ کا
جن وانساں، ملائک ، بھی محوِ ثنا، میرے آقا! ہے یہ مرتبہ آپؐ کا

ایک مدت سے دُوری مقدر میں ہے، جانے کب مجھ کو اذنِ حضوری ملے
میں خطاکار وعاجز ہوں، مسکین ہوں، کملیؐ والے! ہوں لیکن گدا آپؐ کا

مرکزِ جذبِ دل ، آپؐ کا آستاں، عاصیوں کے لئے جائے امن واماں
غمزدوں کے لئے آپؐ ہیں، مہرباں، ہے کھلا بابِ جودوسخا آپؐ کا

بے قراری کو یونہی قرار آئے گا، ہر صعوبت کا احساس مِٹ جائے گا
ہر اندھیرا مقدّر کا چھٹ جائے گا، روضہ دیکھوں جو خیرالوریٰ آپؐ کا

ارضِ بطحا پہ پہنچوں، یہ مقدور ہو، آبِ زمزم پیوں، تشنگی دُور ہو
میں ہوں اُمیدوارِ نگاہِ کرم، میں ہوں سرکارؐ ! مدحت سرا آپؐ کا

—— سجادمرزا

معاذ اللہ! پھر اُمّت کا کیسے کیا ٹھکانہ تھا
سہارا گر نہ ہوتا آپؐ کی اس کو شفاعت کا

وہاں بھی جائیں گے یوں جیسے اپنے گھر میں جاتے ہیں
دَرِ جنت پہ رضواں منہ تکے گا تیریؐ امت کا

کسی کو دعویٔ تقویٰ کوئی ہے زہد پر نازاں
بھروسہ ہم گنہگاروں کو ہے تیریؐ شفاعت کا

جگہ دے دیجئے تھوڑی سی اپنے کُوئے اقدس میں
مزا مِل جائے گا مجھ کو وہیں فردوس وجنّت کا

نہیں کچھ فکرِ سوزِ آفتابِ روزِ محشر کی
گناہ گاروں پہ ہو گا سایہ تیرےؐ ابرِ رحمت کا

سیہ کاری سے یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے
کہ میں بھی ہوں غبارِ خاکِ پا حضرتؐ کی اُمّت کا

گدائے کوچۂ احمدؐ کی خاکِ پا جو مِل جائے
ملا کر اس کو میں بنواؤں تعویز اپنی تربت کا

بوقتِ نزع مومن کی مدد کرتے ہیں آپ آکر
سخن کی بھی خبر لیجئے گا، صدقہ اپنی اُمت کا

—— سخن دہلوی

یارب! درِحبیبؐ سے اذنِ سفر ملے
مجھ کو بلا رہے ہیں، مجھے یہ خبر ملے

ہو جاؤں گمؔ مدینے کے شام وسحر میں میں
قسمت سے گر وہ دولتِ شام و سحر ملے

پڑھ کر نمازِ عشق میں ہو جاؤں سرخرو
مژدہ قبولیت کا خُدا سے اگر ملے

یہ آرزو ہے آپؐ کے قدموں میں ہو بسر
جو زندگی خُدا سے مجھے مختصر ملے

یارب! رسولِ پاک کا دیدار ہو نصیب
عاصی کی اس دُعا کو متاعِ اثر ملے

قربان اس پہ سوزؔ! ہوں دنیا کی منزلیں
طیبہ کے ذرّے ذرّے میں جو رہگذر ملے

—— سردار سوزؔ

فلاطوں طفلکے باشد، بہ یونانے کہ من دارم
مسیحا رشک می آرد، ز درمانے کہ من دارم

ز کفرِ من چہ میخواہی؟ ز ایمانم چہ می پرسی
ہماں یک جرعۂ عشقِ است ایمانے کہ من دارم

خُدا دارم، دلِ بریاں ز عشقِ مصطفیٰؐ دارم
ندارد ہیچ کافرا ساز و سامانے کہ من دارم

ز جبریلِ امیں، قرآں بہ پیغامے نمی خوانم
ہمہ گفتار معشوق است! قرآنے کہ من دارم

فلک یک مطلع خورشید دارد، باہمہ شوکت
ہزاروں مطلع ہا دارد، گریبانے کہ من دارم

ز برہان تابہ ایماں سنگ ہا دارد ہمہ واعظ
ندارد ہیچ واعظ ہچو برہانے کہ من دارم

سرسید احمد خان

اُجالے ذہن میں ہیں روشنی ضمیر میں ہے
کہ خاکِ کوئے مدینہ مرے خمیر میں ہے

یہ دل ہے یادِ رسالت مآبؐ سے معمور
متاعِ کون ومکاں کاسۂ فقیر میں ہے

مدینے جاؤں سبکدوشِ مدعا ہو جاؤں
یہ اِک عظیم تمنا دلِ حقیر میں ہے

مدینے پہنچوں گا یارو، ضرور پہنچوں گا
کہ یہ سفر تو مرے ہاتھ کی لکیر میں ہے

—— سرشار صدیقی

تو حُسنِ تخلیق کا نمونہ، خُدا کی رحمت کا باب ہے تو
عبودیت کا عروج بھی تُو ہے، زندگی کا شباب ہے تُو
حکیم ہے اک سے ایک بڑھ کر کمی نہیں انہیں کچھ بھی لیکن
نہیں ہے ممکن نظیر تیری، جہان میں لاجواب ہے تُو
دیئے نئے ولولے عرب کو، عجم کو اک زندگی عطا کی
رہِ سعادت کا رہنما ہے، خدا کی گویا کتاب ہے تُو
جو حرف تیریؐ زباں پر آیا، وہ بن گیا علم کا خزانہ
لُٹائے علم و ہنر کے موتی اگر چہ امی خطاب ہے تُو

—— سرمد مظاہری

تمنائیں دِل میں تڑپنے لگی ہیں، زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے
چلی آرہی ہیں وہ ٹھنڈی ہوائیں، مدینے سے شاید پیام آ رہا ہے
ہے دوری میں لذّت حضوری کی حاصل، عجب کیف سے زندگی کٹ رہی ہے
نگاہوں میں ہے سبز گُنبد کا نقشہ، تصوّر میں باب السلام آرہا ہے
جنھیں تیرےؐ دَر کی گدائی مِلی ہے، انہیں عرب وعالم کی شاہی مِلی ہے
فرشتے بھی اُن کی غلامی کو حاضر، انہیں عرش سے بھی سلام آرہا ہے
یہ کن منزلوں میں لئے پھر رہا ہے، ہمیں کاروانِ محبت، الٰہی!
کہ شام و سحر، اب دُعاؤں کے بدلے، زباں پر دُرود وسلام آرہا ہے
زمانہ تو سارا سمجھتا ہے سرمدؔ! کہ اُمّت میں ہیں ہم شہہِ دوسرا کی
مزا تو ہے جب، وُہ بھی کہہ دیں زباں سے کہ دیکھو! ہمارا غلام آرہا ہے

—— سرمدؔ مظاہری

سروؔ سہارنپوری نے میرے دلی جذبات اور دربارِ نبوتؐ کے سامنے پیش آنے والی کیفیات کو شعر کے قالب میں ڈھال دیا ہے دل چاہتا ہے سروؔ کا شکریہ ادا کروں۔

صبح نُور آپؐ کی حُسن شام آپؐ کا
مرحبا! مرحبا! فیضِ عام آپؐ کا

روزِ بعثت سے اب عرصۂ حشر تک — وقت کا لمحہ لمحہ مدام آپؐ کا

ساری ایمان کی روشنی آپؐ سے — سارا عرفان کا احترام آپؐ کا

آدمی محترم آپؐ کے نام سے — فرش سے عرش تک احترام آپؐ کا

جس نے انساں کو خود آگہی بخش دی — زندگی کا وہ سارا نظام آپؐ کا

اہلِ طائف بھی سارے نوازے گئے — ہے نئی شان کا انتقام آپؐ کا

اپنا یہ اوجِ قلب و نظر کیا کہوں — میرے قلب و نظر میں مقام آپؐ کا

پھر اسے تشنگی کی شکایت کہاں — جس کے ہونٹوں تک آیا ہے نام آپؐ کا

منزلیں ساری آسان ہوتی گئیں — قبر سے حشر تک فیضِ عام آپؐ کا

آپؐ کا نام لے کر جو مر جائیں گے — حوضِ کوثر پہ پائیں گے جام آپؐ کا

حشر میں بھی یونہی نعت پڑھتا ہوا — آپؐ کے ساتھ ہوگا غلام آپؐ کا

سرو کو واں بھی اِذنِ حضوری ملے — نہرِ کوثر پہ جب ہو مقام آپؐ کا

—— حکیم سرو سہارنپوری

نظر بہ صد احترام، روضے کی جالیوں سے گزر رہی ہے — مرا مقدر سنور رہا ہے، مری طبیعت نکھر رہی ہے

یقین کرنا پڑا کہ کچھ ماورائے دیدار بھی ہیں جلوے — کہ ان آنکھوں سے نور کی ایک کیفیت سی گذر رہی ہے

اگر مجھے اختیار ہوتا تو لمحے لمحے کو روک لیتا — کہ روز و شب کی تمام وسعت وہاں بڑی مختصر رہی ہے

میں اپنی بے چارگی کے باوصف سرو طیبہ تک آ گیا ہوں — مری فقیری ہی میرے مولیٰ کے سامنے معتبر رہی ہے

—— سرو سہارنپوری

وہ ہر بشر کے واسطے نظیر ہیں مثال ہیں — اطاعتِ خُدا کا اِک نمونۂ کمال ہیں

نہ اُنؐ کا کچھ جواب تھا نہ اُنؐ کا کچھ جواب ہے — وہ آپؐ ہی نظیر ہیں وہ آپؐ ہی مثال ہیں

ہیں ان کی عادتوں میں حق کی آیتیں سجی ہوئی — وہ بارگاہِ عرش کا صحیفۂ جمال ہیں

بشر کی ساری عظمتوں کا سلسلہ انہی سے ہے
وہی کہ سیدِ ابشر ہیں صاحبِ جلال ہیں

سلام اُن کے منفرد ہیں ساری کائنات میں
یہ دیکھیے حبیبؓ ہیں، اویسؓ ہیں بلالؓ ہیں

انہی کی بندہ پروری ہے سرو اپنا آسرا
زمیں سے لے کے حشر تک وہی تو اپنی ڈھال ہیں

—— سرو سہارنپوری

اللہ اللہ میری قسمت، ایسا رُتبہ اور میں
جاگتی آنکھوں سے دیکھوں خوابِ طیبہ اور میں

دم بخود ہیں آج دونوں، میری دُنیا اور میں
بارگاہِ صاحبِؐ یٰسین وطٰہٰ، اور میں

آج اِن آنکھوں کو بینائی کا حاصل مِل گیا
روبرو ہے گنبدِ خضرا کا جلوہ اور میں

آپؐ کی چشمِ کرم کا میں نے دیکھا معجزہ
آپؐ کے روضے کی جالی، میرے آقاؐ اور میں

آپؐ ہی چاہیں تو رکھ لیں آبرو، ورنہ حضورؐ
اپنے منہ سے آپؐ کی نسبت کا دعویٰ اور میں

مجھ کو اِذنِ باریابی، اور اس انداز سے
آپؐ پہ قرباں مرے اجداد و آبا اور میں

میں جہاں پر ہوں وہاں محسوس ہوتا ہے سرور
جیسے پیچھے رہ گئے ہوں، میری دنیا اور میں

—— سرور بارہ بنکوی

آتے ہیں نظر ہر سو انوار مدینے میں
بستے ہیں دو عالم کے سردارؐ مدینے میں

اللہ کے کُھلتے ہیں اسرار مدینے میں
ہوتا ہے محمدؐ کا دیدار مدینے میں

بیماریِ اُلفت کا ہوتا ہے وہاں درماں
جاتے ہیں محبّت کے بیمار مدینے میں

دیتا ہے خُدا جن کو عرفان حقائق کا
کُھل جائیں گے خود اُن پر اسرار مدینے میں

امداد وہؐ کرتے ہیں تم جا کے ذرا دیکھو
ہیں اہلِ مصیبت کے غم خوار مدینے میں

باقی یہ تمنا ہے اَب تو اے سُرور! اپنی
لے جائے خُدا ہم کو اِک بار مدینے میں

—— سُرور بجنوری

رسول اللہ کے تشریف لانے کا یہی دن ہے
مسلماں کے لئے خوشیاں منانے کا یہی دن ہے

اسی دن بجھ گئے آتشکدے آتش پرستوں کے
صنم خانوں کے جادو ٹوٹ جانے کا یہی دن ہے

گناہ گارو! رسولؐ اللہ کی آمد کے صدقے میں
خطائیں اپنے رب سے بخشوانے کا یہی دن ہے

اسی دن زلزلہ برپا ہوا کسریٰ کے ایواں میں
ہر اک فرعون کو نیچا دکھانے کا یہی دن ہے

اسی دن چار جانب روشنی توحید کی پھیلی
جہاں سے کفر کی ظلمت مٹانے کا یہی دن ہے

اسی دن مِٹ گئے باطل عقیدے اہلِ دنیا کے
خُدا کے سامنے گردن جھکانے کا یہی دن ہے

یہی دن ہے سَرورؔ ایمان والوں کی ہدایت کا
یقیناً" رہنما سارے زمانے کا یہی دن ہے

—— سَرور بجنوری

جو نقش دل پہ محمدؐ کا نام ہو جائے
تو یہ صنم کدہ بیت الحرام ہو جائے

جو صدق دل سے نبیؐ کا غلام ہو جائے
سپرد اس کے جہاں کا نظام ہو جائے

ہر ایک گھر میں ہدائت کی روشنی پھیلے
اگر حضورؐ کی تعلیم عام ہو جائے

اگر کسی کی شفاعت حضورؐ فرمائیں
تو اس پہ آتشِ دوزخ حرام ہو جائے

ہمیشہ پیشِ نظر ہو اگر رضائے خُدا
تو مشکلات کا قصّہ تمام ہو جائے

سَرورؔ! تم کو بہت خوش نصیب ہم سمجھیں
اگر قبول تمہارا سلام ہو جائے

—— سَرور بجنوری

ہم ہر اک ذوقِ یقیں عشقِ نبیؐ کا سمجھے
ہر تمنّا کو مدینے کی تمنّا سمجھے

ہم تمہارےؐ ہیں، تمہاری ہے تمنّا ہم کو
مدعا اور بھلا کون ہمارا سمجھے

جب تصوّر میں کبھی ہم نے مدینہ دیکھا
اوج پہ نامِ خُدا اپنا نصیبہ سمجھے

بس مِرے واسطے یہ فخر ہے کافی آقاؐ
مجھ کو دُنیا تِرےؐ دربار کا منگتا سمجھے

جنت فردوس ہے اپنے لیے خاکِ بطحا
اس کے ہر ذرّے کو ہم خُلدِ سراپا سمجھے

بادۂ عشقِ نبیؐ کا ہے مِرے دل میں سَرورؔ
کوئی اس کو نہ کہیں مستیِ صہبا سمجھے

—— سَرور بجنوری

قسمت نے دکھایا مجھے دربارِ مدینہ
رہتی ہیں سدا اس میں بہاریں ہی بہاریں
کب روکنے سے رُکتے ہیں جذباتِ عقیدت
تقدیر بدل جاتی ہے زوّارِ حرم کی
نکہت سے گُلِ ہاشمی و مطلبی کے
حجاج کو ملتا ہے سرور اس سے یقیناً"

وہ بارگہہ احمدِؐ مختارِ مدینہ
جنّت کا گلستاں ہے کہ گلزارِ مدینہ
جب پیشِ نظر آتا ہے دربارِ مدینہ
کرتے ہیں کرم سیّدِ ابرارِ مدینہ
ہر وقت شگفتہ ہے چمن زارِ مدینہ
پُر کیف ہے کیا رونقِ بازارِ مدینہ

—— سرور بجنوری

سارے نبیوں کے ہیں سردار رسولِؐ عربی
بالیقیں ہے وہی توحیدِ خُدا کا اقرار
کاش اللہ بنادے کوئی ایسی صورت
تیرےؐ روضے پہ شب وروز بحکم ہوا
گلشنِ دہر میں موجود نہیں جس کی مثال
آرزو دید کی رکھتا ہے سرورِ مخزوں

دونوں عالم کے ہیں مختار رسولِؐ عربی
جو رسالت کا ہے اقرار رسولِؐ عربی
دیکھوں روضہ ترا اِک بار رسولِؐ عربی
ہوتی ہے بارشِ انوار رسولِؐ عربی
تو ہے قدرت کا وہ شاہکار رسولِؐ عربی
اس پہ بھی چشمِ کرم بار رسولِؐ عربی

—— سرور بجنوری

کبھی نہ دِل کی اُمیدوں کا سلسلہ ٹوٹے
اسی اُمید پہ زندہ ہوں ایک مدّت سے
کبھی تو میں بھی درِ مصطفیؐ پہ جاؤں گا
ہر ایک شخص کو پھر مجھ پہ رشک آئے گا
میں خوش نصیب ہوں کتنا کہ دل کے صحرا میں

ہو ایسا رابطہ میرے خُدا! مدینے سے
پیام لائے گی بادِ صبا مدینے سے
ملے گا مجھ کو وفا کا صلہ مدینے سے
پہن کر آؤں گا ایسی قبا مدینے سے
اُمڈ کے آئی ہے سرورؔ! گھٹا مدینے سے

—— سرور کاشمیری

تُو چھوڑ چلی ہے مجھے میں آہی رہوں گا
ہر ذرّے پہ قربان کروں گا میں دل وجاں
اس عزم کی مستی سے سنور جائے گی تقدیر
اندازہ نہ کر پائے گی دنیا مرے آقاؐ
وہ! جس کے تصوّر سے جِلا پاتی ہوں سوچیں

پُھول نعتوں کے سدا دِل میں کِھلائے رکھنا
اُنؐ کے ارشاد دل وجاں سے مقدم رکھنا
جانے کس پہر دبے پاؤں وہ اُتریں دل میں
چاہتے ہو تمھیں آقاؐ کی غلامی مل جائے
روشنی اتنی ہے منزل بھی دھواں لگتی ہے
آرزو ہے مرا خطّہ یونہی آباد رہے
جو برائی کرے اس کو بھی دُعا دینا آسؔ
آسؔ ہو جائے گی آقاؐ کی زیارت بھی نصیب

سب سے اعلیٰ آپؐ ہیں سب سے نمایاں آپؐ ہیں
جانِ رحمت آپؐ ہیں، رحمتِ بداماں آپؐ ہیں
آپؐ کی خاطر بنایا ہے جہاں اللہ نے
داستانِ آدم وحوا بڑی دلچسپ ہے

اے بادِ صبا! تجھ سے مدینے میں ملوں گا
ہر کوچۂ یثرب میں نئی نعت پڑھوں گا
اے سرورِؐ کونین! میں اَب نعت کہوں گا
کس ناز سے جا کر میں مدینے میں رہوں گا
دیکھوں گا، تو کیا کیا بھلا قرباں نہ کروں گا

—— سرورؔ حجاز

اپنی ہر سانس کو خُوشبو سے بسائے رکھنا
انؐ کی سیرت پہ سدا سر کو جھکائے رکھنا
اشک پلکوں پہ سرِ شام جلائے رکھنا
فصل سینے میں محبّت کی اُگائے رکھنا
آپؐ رہبر ہیں مجھے راہ دکھائے رکھنا
ابر رحمت کے سدا اس پہ جھکائے رکھنا
اپنے سینے کو کدُورت سے بچائے رکھنا
اُنؐ کی راہوں میں نگاہوں کو بچھائے رکھنا

—— سعادت حسن آسؔ

آپؐ سا کوئی نہیں، شہکارِ یزداں آپؐ ہیں
میزباں اللہ ہے، تو اس کے مہماں آپؐ ہیں
سچ تو یہ ہے کہ باعثِ تعمیرِ انساں آپؐ ہیں
داستانِ آدم وحوا کا عنوان آپؐ ہیں

آپؐ کی یادیں ہیں سرمایہ مِرا حاصل مِرا
میری دنیا آپؐ ہیں، دل آپؐ ہیں، جاں آپؐ ہیں

دل مِرا خاموش ہے اور لب پہ ہے ذکرِ رسولؐ
دل میں گویا آپؐ ہیں، لب پر نمایاں آپؐ ہیں

—— سعید اقبال سعید

مدینہ منورہ کی حاضری میں جو کیف و جذبہ ایک عاشق صادق کے قلب و ذہن پر وارد ہوتا ہے سکندر لکھنوی نے اس کیفیت اور ولولے کو نعتیہ اشعار کی لڑی میں نہایت خوبصورتی سے پرو دیا ہے۔ سکندر لکھنوی کی آرزو اور دُعا میں شرکت کی تمنا ہی عشق ہے۔

نعت میں سکندر لکھنوی کا قلم گوہر بانٹتا نظر آتا ہے وہ محبت و عقیدت کی معراج پر نظر آتے ہیں اور بے اختیار دعاؤں کے ساتھ داد وصول کرتے ہیں ان کی نعت نگاری کا اثر یہ ہے کہ بادل ہی نہیں بنتے آنکھوں سے برسات کی جھڑی بھی لگ جاتی ہے۔

ان کے دربارِ اقدس میں جب بھی کوئی غمزدہ آگیا تشنہ کام آگیا
غم غلط ہو گئے معصیت دھل گئی مغفرت، عافیت کا پیام آگیا

دل کو راحت ملی چشم پُر نم ہوئی جسم و جاں آ گئے عالمِ وجد میں
ضبط صدقے ہوا ہوش قرباں ہوئے جب زباں پہ محمدؐ کا نام آگیا

الفتِ مصطفیٰؐ! کیا بتاؤں ہے کیا اک سمندر ہے جس کا کنارا نہیں
غرق جو بھی ہوا اس میں اے ہم نشیں! فردِ عشّاق میں اس کا نام آگیا

یہ سکندر بھی اے شاہِ جن و بشرؐ! لے کے نعتوں کا نذرانۂ مختصر
آپ کی محفلِ پاک میں یا نبیؐ! آج پھر بہرِ عرضِ سلام آگیا

—— سکندر لکھنوی

مدینے کے والیؐ دو عالم کے داتاؐ مِری بھی نظر سُوئے طیبہ لگی ہے
میں محتاج ہوں اک نگاہِ کرم کا، تمہارےؐ کرم پر مِری زندگی ہے

تمہارےؐ ہی دَر سے ہے میرا گزارا، تمہارے ہی دربار کا ہوں میں منگتا

جو تمؐ سے نہ مانگوں تو پھر کس سے مانگوں، تمہارا تو سارا گھرانہ سخی ہے

مدینے کی راہوں پہ صدقے دل وجاں، مدینے کی گلیوں پہ سو جان قرباں

نجومِ فلک کو کہاں یہ میسر، مدینے کے ذرّوں میں جو دلکشی ہے

یہاں رہ کے جینا ہے مرنے سے بدتر، وہاں جا کے مرنا ہے جینے سے بہتر

میسر جو ہو اُنؐ کے قدموں میں رہ کر، وہی زندگی اصل میں زندگی ہے

ہزاروں ہی میخوار طیبہ میں جاکر، شب وروز پیتے ہیں عرفاں کے ساغر

نہیں کوئی آتا ہے تشنہ، سکندر، یہ ساقیؐ کوثر کی دریا دلی ہے

—— سکندر لکھنوی

جس کو وہ آستانِ نبیؐ مل گیا جس کو وہ بارگاہِ حسیں مل گئی

میرا ایمان ہے اس مسلمان کو رہ کے دنیا میں خُلدِ بریں مل گئی

اُنؐ کے روضے کا دیدار جس کو ہوا اس کو دیدارِ خیرالبشر ہو گیا

اُنؐ کا دیدار جس کو میسر ہوا، مغفرت کی سند بالیقیں مل گئی

انؐ کے کوچے کی وہ کیف آور فضا، اُنؐ کے روضے کی وہ روح پرور ضیاء

قلب کا گوشہ گوشہ منوّر ہُوا، روح کو تازگی ہمنشیں مل گئی

جب خطا کار توبہ پہ مائل ہوا، اور دربارِ طیبہ میں حاضر ہوا

مثلِ مادر کے آغوش کھولے ہوئے، رحمتِ سیّد المرسلینؐ مل گئی

عشقِ محبوبؐ میں جو فنا ہو گیا، موت اس کو بہ شکلِ بقا مل گئی

بخت کا بھی سکندر، سکندر ہے وہ جس کو طیبہ میں دو گز زمیں مل گئی

—— سکندر لکھنوی

ہم مدینے گئے اور آ بھی گئے، لب پہ طیبہ کی ایک داستاں رہ گئی
جسم خاکی ہمارا یہاں آگیا، رُوح انوار میں گُم، وہاں رہ گئی

مطمئن تھی درِ مصطفیٰؐ پر نظر، شاد تھے ارضِ بطحا میں قلب وجگر
کیسے بھولوں مدینے کے شام وسحر، یاد ہی ان کی تسکینِ جاں رہ گئی

اب نمازوں میں وہ کیف ولذّت کہاں، اب دُعاؤں میں وہ سوز ورقت کہاں
چشم میں جالیوں کی ضیاء رہ گئی، دل میں یادِ ریاضِ جناں رہ گئی

یہ جنوں تھا جو سُوئے حرم لے گیا عقل مانع رہی، ہوش روکا کیے
جذبۂ عشق نے طیبہ پہنچا دیا، مفلسی، بے بسی، نوحہ خواں رہ گئی

جب سکندر مدینے سے رخصت ملی، صبر رخصت ہوا، ضبط رخصت ہوا
ہوش رخصت ہوئے، عقل رخصت ہوئی، سب گئے، صرف لب پہ فغاں رہ گئی

—— سکندر لکھنوی

جو عشقِ نبیؐ کے جلووں کو سینوں میں بسایا کرتے ہیں
اللہ کی رحمت کے بادل، اُن لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں

جب اپنے غلاموں کی آقاؐ تقدیر بنایا کرتے ہیں
جنّت کی سند دینے کے لئے، روضے پہ بلایا کرتے ہیں

مخلوق کی بگڑی بنتی ہے، خالق کو بھی پیار آ جاتا ہے
جب بہرِ دُعا، محبوبِ خدا، ہاتھوں کو اُٹھایا کرتے ہیں

اے دولتِ عرفاں کے منگتو، اس دَر پہ چلو جس دَر پہ سدا
دن رات خزانے رحمت کے، سرکارؐ لٹایا کرتے ہیں
گردابِ بلا میں پھنس کے کوئی، طیبہ کی طرف جب تکتا ہے
سلطانِ مدینہ خود آکر، کشتی کو ترایا کرتے ہیں
وہ نزع کی سختی ہو اے دل، یا قبر کی مشکل منزل ہو
وہ اپنے غلاموں کی اکثر، امداد کو آیا کرتے ہیں

—— سکندر لکھنوی

نہ تونگری کی طمع مجھے نہ ہی مفلسی کا خیال ہے
میں درِ رسولؐ سے دُور ہوں مجھے روز و شب یہ ملال ہے
وہ خُدا کی ذات و صفات کے ہیں بشر کے روپ میں آئینہ
نہ زمیں پہ ان کی نظیر ہے نہ فلک پہ ان کی مثال ہے
میں دُعا کو ہاتھ اٹھاؤں کیوں میں زباں پہ حاجتیں لاؤں کیوں
جہاں جھولی بھرتی ہو بے طلب وہاں کیا طلب کا سوال ہے
حرمِ خدا میں ہوں خوش مگر حرمِ نبیؐ میں ہوں مطمئن
وہاں رب کی شانِ جلال ہے یہاں مصطفیٰؐ کا کمال ہے
جو کرم ہے میرے حضورؐ کا جو عطا ہے میرے رسولؐ کی
میں سکندر! اُس کو بھلا سکوں میری زندگی میں محال ہے

سکندر لکھنوی

ہوا پھر نبیؐ کا کرم اللہ اللہ چلے ہم بھی سُوئے حرم اللہ اللہ

دُرودوں کے نغمات وردِ زباں ہیں
مسرّت سے آنکھیں ہیں نم اللہ اللہ

چلے جارہے ہیں مدینہ کی جانب
غلامانِ شاہِؐ اُمم اللہ اللہ

عجب شان دیکھی دیارِ نبیؐ میں
نہ سوزش ، نہ کلفت، نہ غم اللہ اللہ

نہ فکرِ اعزّہ نہ روزی کا دکھڑا
نہ گھر چھوٹنے کا اَلَم اللہ اللہ

کھڑے ہیں ہر اک صف میں شانہ بہ شانہ
عراقی وہندی بہم اللہ اللہ

نہ ہے امتیازِ غریب و تونگر
نہ تفریقِ عرب وعجم اللہ اللہ

مجھے خوف کیا ہو سکندر سفر میں
ہے ہمراہ اُنؐ کا کرم اللہ اللہ

——— سکندر لکھنوی

درِ نبیؐ پہ کمالِ رحمت سلام کرتی ہیں میری آنکھیں
کمالِ رحمت کو دیکھتی ہیں کمال کرتی ہیں میری آنکھیں

سلام کہتی ہیں خامشی میں دُرود پڑھتی ہیں آنسوؤں میں
بڑے سلیقے سے کوششِ عرضِ حال کرتی ہیں میری آنکھیں

وہ روضۂ پاک سامنے ہے تو اشک جاری ہیں یوں مسلسل
کہ جیسے اَب تک نہ دیکھنے کا ملال کرتی ہیں میری آنکھیں

——— سکندر لکھنوی

میرے دل میں ہے یادِ محمدؐ میرے ہونٹوں پہ ذکرِ مدینہ
تاجدارِؐ حرم کے کرم سے ، آگیا زندگی کا قرینہ

اُن کی چشمِ کرم کی عطا ہے، میرے سینے میں اُنؐ کی ضیا ہے
یادِ سلطانِؐ طیبہ کے صدقے، میرا سینہ ہے مثلِ نگینہ

میں غلامِ غلامانِ احمدؐ میں سگِ آستانِ محمدؐ
قابلِ فخر ہے موت میری' قابلِ رشک ہے میرا جینا

مجھ کو طوفاں کی موجوں کا کیا ڈر' یہ گزر جائے گا رخ بدل کر
ناخدا ہیں مِرے جب محمدؐ کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ

دولتِ عشق سے دِل غنی ہے' میری قسمت ہے رشکِ سکندر
مدحتِ مصطفیٰؐ کی بدولت ' مِل گیا ہے مجھے یہ خزینہ

—— سکندر لکھنوی

اک غلامِ نبیؐ کی بفضلِ خُدا ہو گئی عرض منظور سرکارؐ میں
بخت چمکا مرادِ دلی مل گئی ہم چلے اپنے آقاؐ کے دربار میں

اللہ اللہ! یہ اُن کا جود و کرم اللہ اللہ یہ ان کا لُطف و کرم
اُن کی اک چشم رحمت سے سب مٹ گئی' جتنی سوزش تھی قلبِ گنہگار میں

بے کسی میں دو عالم کے مشکل کشا بن گئے میری کشتی کے خود ناخدا
اس کریمی کے قربان صلِّ علیٰ کیا وسیلہ ملا مجھ کو منجدھار میں

چشم فرطِ مسرت سے پُر آب ہے روح رعبِ جلالت سے بے تاب ہے
ایک عاصی و مجرم کی ہے حاضری تاجدارؐ دو عالم کے دربار میں

غم کے بادل چھٹے اذنِ طیبہ ملا رنجِ دوری مٹا ضُعفِ فرقت گیا
دل کی کلیاں کھلیں روح شاداں ہوئی اک سکوں آ گیا قلبِ بیمار میں

اے سکندر! یہ لطفِ حبیبِ خُدا بن کے ہم بلبلِ باغِ مدح و ثنا
رب نے چاہا تو پھر چند ہی روز میں جا کے چہکیں گے طیبہ کے گلزار میں

____ سکندر لکھنوی

مدینے کے جلووں کو ہم دیکھ آئے
محمدؐ کے لطف و کرم دیکھ آئے

بظاہر دیارِ حرم دیکھ آئے
حقیقت میں باغِ ارم دیکھ آئے

برستی ہوئی رحمتوں کی گھٹائیں
وہاں پر خدا کی قسم دیکھ آئے

ملک بھی جہاں باادب ہیں خمیدہ
وہ دربارِ خیرالاممؐ دیکھ آئے

سروں کو عقیدت سے بابِ نبیؐ پر
سلاطینِ عالم کے خم دیکھ آئے

مہکتی فضائیں دُرودوں کے نغمے
ہر اِک گام پر دم بہ دم دیکھ آئے

سکندر! مدینے کے پُر نور جلوے
یہ اُن کا کرم تھا کہ ہم دیکھ آئے

——— سکندر لکھنوی

یا نبیؐ ہو گا کب بے نوا پر کرم، کب مدینے سے میرا پیام آئے گا
آپؐ کی بارگاہِ پُر انوار میں، کب سلامی کی خاطر غلام آئے گا

دل میں مدت سے ہے آرزوئے حرم، کب مدینے میں آئیں گے سرکارؐ ہم
کب سکوں پائیگی یہ مری چشمِ نم، کب حضوری میں یہ تشنہ کام آئے گا

دید جب ہو گی آقا کے دربار کی، عید ہو جائے گی مجھ گناہ گار کی
رنگ لائے گی پھر میری دیوانگی، جذبۂ دِل مرا، میرے کام آئے گا

رحمتِ مصطفیؐ کی پھر آغوش میں، بحرِ رحمت بھی آئے گا پھر جوش میں
سر بہ خم، چشم نم، ہاتھ باندھے ہوئے، اُن کے دَر پہ جب اُن کا غلام آئے گا

اپنی آنکھوں میں اشکِ ندامت لئے، جائے گا جو درِ شاہِؐ کونین پر
کیسا ہی عاصیِ پُر خطا ہو مگر، لے کے بخشش میں اپنی انعام آئے گا

زائرینِ مدینہ کا کیا ذکر ہے، ہوں گے ملکوت بھی عالمِ وجد میں
عالمِ کیف و مستی میں پڑھتا ہوا، جب سکندر درود وسلام آئے گا
—— سکندر لکھنوی

اے خدا بابِ رحمت کو پھر کھول دے، میں بھی انوار و رحمت کا گھر دیکھ لوں
تیرے محبوبؐ کا آستاں دیکھ لوں، تیرے محبوبؐ کا سنگِ در دیکھ لوں
جلوہ گاہِ شہِ بحروبر دیکھ لوں، روضۂ پاکِ خیرالبشرؐ دیکھ لوں
سبز گنبد کے مینار کو دیکھ لوں، اپنی تقدیر کو اوج پر دیکھ لوں
اصفیا سر کے بل جس زمیں پر چلیں اولیا جس کے ذرّوں سے آنکھیں ملیں
یہ تمنّا ہے اے خالقِ دو جہاں، اپنی آنکھوں سے وہ رہگذر دیکھ لوں
وہ ریاض الجناں، خلد وجنت نشاں، جس کی محراب ہے قبلۂ عاشقاں
تیرے محبوبؐ کے نقشِ پا ہیں جہاں اس جگہ اپنا سجدے میں سر دیکھ لوں
قبلتین، اور خمسہ، غمامہ، قبا، ان مساجد میں سجدے کروں میں ادا
کاش پھر ہو سکندر یہ نعمت عطا، پھر دعاؤں کا اپنی اثر دیکھ لوں
—— سکندر لکھنوی

کب آئے گی وہ ساعت کب آئیں گے وہ لمحے
طیبہ میں میرا ہو گا، جب سجدۂ دوگانہ
تیری عطا کے قرباں، تیرے کرم کے صدقے
ہر گام ڈھونڈتی ہے رحمت تری بہانہ
مداحِ مصطفیؐ ہوں، احسانِ مصطفیؐ ہے
بخشش کا اے سکندر، اِک ہے یہی بہانہ
—— سکندر لکھنوی

کیا بتاؤں کہ طیبہ میں کیا مل گیا
بے نوا کو دلی مدّعا مل گیا

دین و دنیا کی دولت اسے مل گئی / جس کو دربارِ خیرالوریٰ مل گیا

کیف ایسا ریاضِ جناں میں مِلا / رُوح کو بندگی کا مزا مل گیا

کی زیارت جو روضے کی دِل نے کہا / اب شفاعت کا اِک آسرا مل گیا

اے سکندر جسے مصطفیٰؐ مل گئے / حق تو یہ ہے کہ اس کو خُدا مل گیا

—— سکندر لکھنوی

جسے اُلفت کا اپنی ایک ذرّہ دے دیا تُوؐ نے / خُدا شاہد ہے اس قطرے کو دریا کر دیا تُوؐ نے

لگائے دل بھلا کیسے خراباتِ زمانہ سے / کہ جس کو یا حبیب اللہ ! اپنا کر لیا تُوؐ نے

اُٹھے دستِ طلب پھر کیوں، درِ اغیار پر اس کے / کہ کاسہ دولتِ ایماں سے جس کا بھر دیا تُوؐ نے

تمہارےؐ نُور کا صدقہ ہے اطرافِ دو عالم میں / قمر کو روشنی بخشی ہے، تاروں کو ضیا، تُوؐ نے

یہ الطاف وکرم! امت کو اپنی، رحمت عالم! / بھلا یا وقتِ رحلت بھی نہ محبوبِ خُدا، تُوؐ نے

—— سکندر لکھنوی

دِل پر ہمارے نقش محمدؐ کا نام ہے / حاصل ہمیں ازل سے یہ نقشِ دوام ہے

انؐ کے لئے درود ہے انؐ پر سلام ہے / انسانیت کی لاج محمدؐ کا نام ہے

فرشِ زمیں کو نازشِ عرش بریں کہو / اس واسطے کہ مسکنِ خیر الانام ہے

مکّہ خُدا کا گھر ہے مدینہ نبیؐ کا گھر / دونوں گھروں کا مدِّ نظر احترام ہے

جس کو شرابِ عشقِ محمدؐ نہ مل سکی / میخانۂ حیات میں وہ تشنہ کام ہے

اسلام کا عروج نہ کیوں ہو جہان میں / اسلام بھی حضورؐ کی سیرت کا نام ہے

رہتا ہے آپؐ ہی کے تصوّر میں اَب خیال / جُویائے التفات ہے ادنیٰ غلام ہے

—— سید سلامت علی خیال

لاؤں کہاں سے چین دلِ بیقرار کا
آنکھوں کو شوقِ دید ہے تیرےؐ دیار کا

ہیں کتنے بیکراں تریؐ رحمت کے سلسلے
پایا نہ دل نے حوصلہ جن کے شمار کا

ہے تختِ بوریے کا، صداقت کا تاج ہے
ہر کوئی معترف ہے ترے اقتدار کا

میں خاکِ خاکِ کوئے رسالت مآبؐ ہوں
مجھ کو ذرا بھی خوف نہیں ہے فشار کا

سلطانہ! لب پہ ذکرِ محمدؐ جو آگیا
از فرش تا بہ عرش تھا موسم بہار کا

—— سلطانہ اقبال

طبیعت تھی میری بہت مضمحل
کسی کام میں بھی نہ لگتا تھا دِل

بہت مضطرب تھا بہت بے حواس
کہ مجھ کو زمانہ نہ آیا تھا راس

مجھے ہو گیا تھا اک آزار سا
میں تھا اپنے اندر سے بیمار سا

یونہی کٹ رہی تھی مِری زندگی
کہ اِک دن نویدِ شفا مِل گئی

مجھے زندگی کا سلام آ گیا
زباں پر محمدؐ کا نام آگیا

محمدؐ قرارِ دلِ بے کساں
کہ نامِ محمدؐ ہے آرامِ جاں

ریاضِ خُدا کا گُلِ سرسبد
محمدؐ ازل ہے محمدؐ ابد

محمدؐ کہ حامد بھی محمود بھی
محمدؐ کہ شاہد بھی مشہور بھی

محمدؐ سراج و محمدؐ منیر
محمدؐ بشیر و محمدؐ نذیر

محمدؐ حکیم و محمدؐ کلام
محمدؐ پہ لاکھوں دُرودو سلام

—— سلیم احمد

زیارت ہو مجھے سرکار کے رُوئے مُبارک کی
دُعاؤں میں اثر آہوں میں اِک تاثیر ہو جائے

مجھے عشاق ہی کے سلسلے سے منسلک کر دے
کہ میری ذات بھی اک حلقۂ زنجیر ہو جائے

شہیدانِ بدر کا واسطہ سُن التجا میری
شہادت ہو عطا مجھ کو مری توقیر ہو جائے

تمنّا ہے یہی میری، سند بن جائے بخشش کی
مرے ہاتھوں سے ایسی نعت اِک تحریر ہو جائے

—— سلیم اختر فارانی

وہی ذکرِ شہرِ حبیب ہے، وہی رہگذارِ خیال ہے
یہ وہ ساعتیں ہیں، کہ جن میں خود کو سمیٹنا بھی محال ہے

یہی اسم ہے، بجز اس کے کوئی بھی، حافظے میں نہیں مرے
یہی اسمؐ میری نجات ہے، یہی اسمؐ میرا کمال ہے

یہاں فاصلوں میں ہیں قربتیں، یہاں قربتوں میں ہیں شدتیں
کوئی دُور رہ کے اویسؓ ہے، کوئی پاس رہ کے بلالؓ ہے

وہ ابھی بلائیں کہ بعد میں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں
میں صدائے عشقِ رسولؐ ہوں، مرا رابطہ تو بحال ہے

—— سلیم کوثر

دینار کا سائل ہوں نہ درہم کا طلبگار
میں لطفِ شہنشاہِ دو عالم کا طلبگار

اِک بندۂ عاجز درِ رحمت پہ کھڑا ہے
اِک قُلزمِ زخّار سے شبنم کا طلبگار

مجھ خاکی وخاطی کی طلب چیز ہی کیا ہے
خود نُور ہے اس نُورِ مجسم کا طلبگار

وہ کیفِ حضوری، وہ مرے اشکِ فراواں
پھر دیدۂ ویراں ہے اسی نَم کا طلبگار

ہر دَرد کا درماں تری رحمت مرے آقا!
ہر زخم مرا تجھ سے ہی مرہم کا طلبگار

—— سید سلیم گیلانی

اس ایک ذات میں سب دلنوازیاں بھر دیں
خدائے آپؐ میں اپنی نشانیاں بھر دیں

وہؐ مسکرائے تو رنگوں سے وادیاں بھر دیں
نظر اُٹھائی تو پھولوں سے ڈالیاں بھر دیں

ہم ایسے مفلس ونادار پر نہیں موقوف
کرم ہوا تو زمانے کی جھولیاں بھر دیں

وہ ابر جس سے ہوئیں ساری کھیتیاں آباد
جدھر برس گیا دانوں سے بالیاں بھر دیں

یہ اُن کی سیرتِ کامل کا فیض ہے جس نے
ضمیرِ آدمِ خاکی میں بجلیاں بھر دیں

درِ رسولؐ پہ جب لفظ ساتھ چھوڑ گئے
ہم اتنا روئے کہ اشکوں سے جالیاں بھر دیں

—— سلیم گیلانی

صلوۃ بر تو' خدا و فرشتگاں خوانند
کجا ثنائے تو' آید' ز انسی و جانی

گزار شے است' الٰہی! مرا بہ درگاہت
امید ہست' کہ از لطف' رُو نگردانی

دمے کہ روح مجرد شود' ز پیکرِ خاک
دمے کہ مرگ نمائید بدرد' درمانی

درآن مغاک کہ تنگ است وتار' چوں دلِ من
جمالِ اُو بنمائی' چُو صبحِ نورانی

بہارِ تازہ بہ چشمِ فرشتگاں بخشی
مرا ز تنگی گور وسوال' برہانی

—— سلیمان سلمانی منصورپوری

پاکیزہ تر از عرش وسما' جنّت و فردوس
آرام گہہ پاکِ رسولؐ عربی ہے

آہستہ قدم' نیچی نگہ' پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں رُوحِ رسولِؐ عربی ہے

اے زائرِ بیتِ نبویؐ! یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جُنبشِ لب بے ادبی ہے

بُجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابرِ کرم! آج
جو آگ مرے سینے میں مدّت سے دبی ہے

—— سید سلیمان ندوی

اے صبا! سیّدی سے جا کہنا غم کے مارے سلام کہتے ہیں
سبز گنبد کی ان بہاروں کو دل ہمارے سلام کہتے ہیں

آپؐ کی فکر سے چراغاں ہے آپؐ کا پیار غم کا درماں ہے
خارزاروں پہ آپکا ہے کرم پھول سارے سلام کہتے ہیں

سبز گنبد کا آنکھ میں منظر اور تصور میں آپؐ کا منبر
سامنے جالیاں ہیں روضے کی دل ہمارے سلام کہتے ہیں

ذکر تھا آخری مہینے کا تذکرہ چھڑ گیا مدینے کا
حاجیو! سیّدی سے کہہ دینا بے سہارے سلام کہتے ہیں

—— سہیل احمد

نامِ سرکارؐ جو ہے وردِ زباں برسوں سے
دل کے صحرا میں ہے گلشن کا سماں برسوں سے

دیکھ کر مجھ کو مدینے کی فضائیں بولیں
جانے گم گشتۂ منزل تھا کہاں برسوں سے

کاش! اب شہرِ مدینہ میں بکھر کر رہ جائے
ایک ہی دُھن ہے مرے دل کو یہاں برسوں سے

ان کی چوکھٹ ہے سہیلؔ! اور مری پیشانی
بس یہی خواب ہے آنکھوں میں نہاں برسوں سے

—— سہیل غازی پوری

مل گیا اُن کا دَر اور کیا چاہئے
اَب دُعا میں اثر اور کیا چاہئے

اے دلِ مضطرب! وہ مدینہ رہا
طے ہُوا ہے سفر اور کیا چاہئے

ان کی یادوں سے روشن ہوئے جسم و جاں
ہو گئی ہے سحر اور کیا چاہئے

سبز گنُبد کے سائے میں بیٹھا رہوں
مجھ کو پھر عُمر بھر اور کیا چاہئے

نعتیں دینے والے سے مانگوں اُنہیں
مجھُ سے پوچھے اگر اور کیا چاہئے

سامنے آستانے کی ہیں جالیاں
اے مری چشمِ تر! اور کیا چاہئے

پھر یقیناً سہیلؔ اُن کا ہو گا کرم
ہے انہیں بھی خبر اور کیا چاہئے

—— سہیل غازی پوری

پیام لائی ہے بادِ صبا مدینے سے
کہ رحمتوں کی اُٹھی ہے گھٹا مدینے سے

الٰہی کوئی تو مل جائے چارہ گر ایسا
ہمارے دَرد کی لا دے دوا مدینے سے

حساب کیسا؟ نکیرین ہو گئے بے خود
جب آئی قبر میں ٹھنڈی ہَوا مدینے سے

فرشتے سینکڑوں آتے ہیں اور جاتے ہیں
بہت قریب ہے عرشِ خُدا مدینے سے

خُدا کے گھر کا گدا ہوں، فقیرِ کُوئے نبیؐ
مجھے تو عشق ہے مکّے سے یا مدینے سے

—— سیماب اکبر آبادی

وہی ہم اہلِ خطا کو نبیؐ سے ملتا ہے
شبِ سیاہ کو جو روشنی سے ملتا ہے

گدازِ قلب ہر اک شخص کو نصیب کہاں
یہ فیض نسبتِ حُبِّ نبی سے ملتا ہے

وہ ذاتِ پاک کہ جن کا نہیں کوئی سایہ
سروں کو سایۂ رحمت انہی سے ملتا ہے

نبیؐ کی یاد سے کرتے ہیں ہم رفو شاؔعر!
جو کوئی زخم ہمیں زندگی سے ملتا ہے

—— شاعر لکھنوی

عجب ہے کیف، عجب ہے خمار آنکھوں میں
بسا ہوا ہے نبیؐ کا دیار آنکھوں میں

جو آئی یاد مدینہ، تو آنسوؤں کی طرح
چھپا لیا ہے اسے، بیقرار آنکھوں میں

کھڑے ہوئے ہیں ترےؐ در پہ تیرے دیوانے
وفا کی نذر لئے اشکبار آنکھوں میں

قسم خدا کی! مدینہ جنھوں نے دیکھا ہے
میں ڈھونڈ لوں گا وہ آنکھیں، ہزار آنکھوں میں

تصورات میں طیبہ ہے رُوبرُو شاؔعر
رچی ہوئی ہے مجسم بہار آنکھوں میں

—— شاعر لکھنوی

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گدازِ عشقِ رسولؐ ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے، جو نظر میں آئے تو پھول ہے

جو نفس کا ہے مرے مدعا نہ کہوں حضورؐ میں کیوں بھلا
کہ مرے نبیؐ کو پسند ہے مری داستاں میں جو طُول ہے

زہے کیفِ سجدۂ معتبرکہ میں کھو گیا ہوں جھکا کے سر
مجھے ہوش کیا کہ یہ عرش ہے کہ زمینِ کوُئے رسولؐ ہے

تری جستجو میں جو آئے تو ' مجھے موت بھی ہے عزیز تر
تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی بھی قبول ہے

درِ مصطفیٰؐ کی تلاش تھی میں پہنچ گیا ہوں خیال میں
نہ تھکن کا چہرے پہ ہے اثر' نہ سفر کی پاؤں پہ دھول ہے

ذرا سوچ واعظِ خوش بیاں میں کہاں ہوں عشق میں تُو کہاں
تری راہ عالمِ خلد ہے مری راہ کوُئے رسولؐ ہے

وہ ادا ہے کتنی لطیف تر' جو بنائے لطفِ رسولؐ ہے
وہ نگاہ کتنی حسین ہے جو نگاہ انؐ کو قبول ہے

کبھی خوش بیاں کبھی بے نوا' ہے عجیب طرح کا دل مرا
غمِ مصطفیٰؐ سے ہے شادماں ' غمِ زندگی سے ملول ہے

یہی شاعر اپنی ہے آرزو' وہ دیار ہو مرے رُوبرُو
کہ جہاں عطا کی ہیں بارشیں کہ جہاں کرم کا نزول ہے

—— شاعر لکھنوی

جھے تو صرف اتنا ہی یقیں ہے مرا تو بس یہی ایمان ودیں ہے
ر تم مقصدِ عالم نہیں ہو تو پھر کچھ مقصدِ عالم نہیں ہے
ہیں میں واقف سرِّ الٰہی مگر دل میں یہ نکتہ جاگزیں ہے

جو دل انوار سے انکے ہے روشن
وہ شہرِ بے حصار ان کا مدینہ
نہ کہیئے اُن کا سایہ ہی نہیں تھا
مگر جس پر بھی سایہ پڑ گیا ہے
جھکی جاتی ہے خود سجدے میں گردن
کہ دل میں ماسوائے اسمِ احمدؐ

وہی کعبہ وہی عرشِ بریں ہے
کہ جس کی خاک ارمانِ جبیں ہے
کہ ثانی تو کوئی بے شک نہیں ہے
وہ انساں نازشِ رُوئے زمیں ہے
نہ جانے کفر ہے یا کارِ دیں ہے
نہیں ہے، کچھ نہیں ہے، کچھ نہیں ہے

—— شان الحق حقی

سلام اے خاتمِ دورِ رسولاں یا رسولؐ اللہ
سلامی کے لئے لاکھوں فدائی در پہ حاضر ہیں
سلام اول درِ پُر نُور پر حجاج کا ہیتے
درِ اقدس پہ ہے جن کو سلامی کا شرف حاصل
کرم کے مستحق ہیں دُورِ افتادہ فدائی بھی
مدینہ میں طلب فرمایئے ان خستہ جانوں کو

سلام اے قاسمِ جنّت بداماں یا رسولؐ اللہ
کروڑوں کو سلامی کا ہے ارماں یا رسولؐ اللہ
کہ ہیں سرکارِ والا کے وہ مہماں یا رسولؐ اللہ
ہیں اپنی خوش نصیبی پر وہ نازاں یا رسولؐ اللہ
کہ ہیں مدت سے وقفِ دردِ ہجراں یا رسولؐ اللہ
جنہیں ہے آستاں بوسی کا ارماں یارسولؐ اللہ

شاہ عبدالسلام

حضورِ قلب کا آیا مقام آہستہ آہستہ
معاصی کے دھندلکے چھٹ گئے روشن ہوئی آنکھیں
ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
یہاں کا ذرہ ذرّہ محیطِ انوارِ رحمت سے
جبیں خم چشم پُر نم ہر قدم لرزیدہ لرزیدہ

بہے اشکِ سحر وقت سلام آہستہ آہستہ
جب اُترا دِل میں وہ ماہِ تمام آہستہ آہستہ
درود آہستہ آہستہ، سلام آہستہ آہستہ
چل اے راہرو ذرا وقتِ خرام آہستہ آہستہ
ترئ چوکھٹ پہ پہنچا ہے غلام آہستہ آہستہ

یہ اِک عصیاں شعار آشفتۂ لیل و نہار آیا
کرم سے اپنے اس گرتے کو تھام آہستہ آہستہ

تمنّا ہے کہ جس دَم مجھ کو پیغامِ اجل آئے
مرے وردِ زباں ہو تیرا نام آہستہ آہستہ

جہاں شبیر کھونا زندگی کا راز پانا ہے
میسر آئے تجھ کو وہ مقام آہستہ آہستہ

—— شبیر بخاری

محمدؐ کی اُلفت قرارِ دو عالم
محبت کا غم بیقراروں سے پوچھیں

وہؐ کرتے ہیں کس طور سے دستگیری
یہ نکتہ ذرا بے سہاروں سے پوچھیں

غلامانِ احمدؐ کا کیا مرتبہ ہے
فلک پر چمکتے ستاروں سے پوچھیں

وہ فخرِ رُسل ، نازشِ بزمِ ہستی
مقامِ نبیؐ چار یاروں سے پوچھیں

ہے کیا حاصلِ عشقِ احمدؐ جہاں میں
شہہ دیں کے یہ جاں نثاروں سے پوچھیں

کمالؔ! ان کے حلقہ بگوشوں کی رفعت
ذرا دہر کے تاجداروں سے پوچھیں

—— صاحبزادہ شبیر کمالؔ عباسی

بڑی اُمید ہے سرکار قدموں میں بلائیں گے
کرم کی جب نظر ہو گی، مدینے ہم بھی جائیں گے

اگر جانا مدینے میں ہوا ہم غم کے ماروں کا
مکینِ گنبدِ خضرا کو حالِ دل سنائیں گے

قسم اللہ کی ہو گا وہ منظر دید کے قابل
قیامت میں رسولؐ اللہ جب تشریف لائیں گے

گنہ گاروں میں خود آ آ کے شامل پارسا ہوں گے
شفیعؐ حشر جب دامانِ رحمت میں چھپائیں گے

—— شریف الدین منیر

فضائے کُن کی آقاؐ ابتدا تمؐ انتہا تمؐ ہو
تمہارا مدعا ہم ہیں ہمارا مدعا تمؐ ہو

گنہ گاروں کا یوں بھی حق ہے ثابت خلد وکوثر پر
خدا کا عزم تمؐ ہو حکم تمؐ ہو فیصلہ تمؐ ہو

تمہارا قول صادق ہے تمہارا ہر عمل برحق
یہ الفاظِ دگر ، اعلانِ دستورِ خُدا تمؐ ہو

تمہاری ہی شعاعوں سے دو عالم جگمگاتے ہیں
نہ موجوں کا ہمیں خطرہ نہ طوفانوں کا اندیشہ
مجھے یہ دردِ دُنیا باعثِ تسکیں نہیں ہوتا

براہِ راست انوارِ خُدا کا آئینہ تمؐ ہو
کہ جس کشتی میں ہم بیٹھے ہیں اس کے ناخدا تمؐ ہو
خُدا شعؔری کو دے ایسا مرض، جس کی دوا تمؐ ہو
——— شعؔری بھوپالی

بڑے طویل اندھیرے ہیں غم کی راہوں میں
مجھے ترےؐ ہی کرم سے یہ پوچھنا ہو گا
گدائے کُوئے محمدؐ کی شان کیا کہیے
چراغِ طُور بھی روشن تیری کرن سے ہوا
بس اک نگاہِ تبسم نواز مل جائے
زباں ہلی تھی ثنائے رسولؐ میں شرؔقی

چراغِ عشق محمدؐ، جلا نگاہوں میں
کہاں سے آئی ہے کچھ روشنی نگاہوں میں
کہاں یہ شان ہے دنیا کے بادشاہوں میں
ہے تیرا حسن زمانے کی جلوہ گاہوں میں
تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں
سمٹ کر آگئے انوار میری باہوں میں
——— شرقی بن شائق

اُنؐ کی ذاتِ مقدّس کے قرباں میں جن سے دِل کے اندھیروں میں نُور آگیا
ذہنِ انساں کو فکرِ رسا مل گئی، عقلِ آدم میں اتنا شعور آگیا
اُنؐ کی نگری، وہ نگری ہے صلِّ علیٰ جس کو دیکھا تو دل کو سُرور آ گیا
اِس طرف سے گیا تھا میں تشنہ دہن پی کے صہبائے دل چُور چور آگیا
کاش پہنچوں وہاں نعت پڑھتا ہوا سبز گنبد کو اس طرح تکتا ہوا
لوگ کہنے لگیں اک ستایا ہوا پیشِ محبوبِ ربِّ غفور آگیا
قدسیوں کے بھی سر جن کے قدموں پہ خم جو ہیں سرچشمۂ لطف وجود وکرم
اُنؐ کی سرکار میں آنؐ کے دربار میں لے کے میں اک دلِ ناصبور آگیا

جو بھی دیکھا وہاں دل نشیں ہو گیا' جذبۂ شوق نقشِ جبیں ہو گیا
میں جہاں تھا وہیں کا وہیں کھو گیا' یوں بظاہر مدینہ سے دُور آ گیا

میں جفا کار' وہ رحمتِ عالمیں ' میں گناہ گار' وہ شافعِ المومنینؐ
واسطہ اُنؐ سے ہے رابطہ اُنؐ سے ہے اس تعلق پہ اکثر غرور آ گیا

کوئی افتاد ہو یا کوئی مرحلہ کوئی بیداد ہو یا کوئی مسئلہ
میرے ہونٹوں پہ' شعلہ ' خدا کی قسم نامِ نامیِ احمدؐ ضُرور آ گیا

—— شعلہ آسیونی

ارم مدینے میں باغِ جناں مدینے میں
ہر ایک چیز ہے جنت نشاں مدینے میں

زمیں پہ کیوں نہ جھکے آسماں مدینے میں
ہیں محو خوابِ شہہؐ دو جہاں مدینے میں

ہر اک قدم پہ مسلسل ہے رحمتوں کا نزول
علائقِ غمِ ہستی کہاں مدینے میں

جہانِ کفر وضلالت میں مچ گیا کہرام
ہوئی بلند جونہی یہ اذاں مدینے میں

سرِ نیاز کے سجدوں کو کیا کروں یارب
جبینِ شوق یہاں آستاں مدینے میں

فضائے سدرہ وطوبیٰ مری نظر میں نہیں
مجھے تو چاہیے اک آشیاں مدینے میں

غمِ حیات ،غمِ آخرت غمِ کونین
میں بھول جاؤں گا سب بے گماں مدینے میں

—— شفیق اللہ خاں

اجالی رات ہو گی اور میدانِ قبا ہو گا
زبانِ شوق پر یا مصطفیٰؐ یا مصطفیٰؐ ہو گا

اترتے ہوں گے رحمت کے فرشتے آسمانوں سے
خُدا کا نُور ہو گا روضۂ خیرالوری ہو گا

وہ نخلستانِ مکہ وہ مدینے کی گذر گاہیں
کہیں نُورِ نبیؐ ہو گا' کہیں نُورِ خُدا ہو گا

کچھ اونٹوں کی قطاروں میں انوکھی سادگی ہو گی
حدی خوانوں سے طیبہ کا بیاباں گونجتا ہو گا

کبھی کوہِ مفرح سے نظارے ہوں گے گنبد کے
کبھی بیتِ علیؓ پر عاشقوں کا جمگھٹا ہو گا

شفیعؔ اس دن نہ پوچھو' دردِ الفت کی فراوانی
کہ ہم ہوں گے' حجازِ پاک کا دارالشفا ہو گا

—— شفیق جونپوری

مدینہ مرکزِ ایمان ودین است
تجلّی گاہِ ختم المرسلینؐ است

دریں عالم' مثالِ عرش وکرسی
جوارِ رحمتہ اللعالمینؐ است

زہے شانِ مسیحائی کہ گوئی
مقامِ ابن مریمؑ بر زمین است

زہے لطف وکرم فیضِ حضوری
نصیبِ عاشقانِ نکتہ بین است

مقامِ وادی وکہسارِ طیبہ
بروئے خاک ' فردوسِ برین است

بیا! درکوچہ و بازار محبوبؐ
بہارِ جانفزا ودلنشین است

ستون و روضہ ومحراب ومنبر
سُرورِ دیدۂ اہلِ یقین است

نشاطِ روح جانم ' ذکرِ طیبہ
شفیقؔ برکلامت آفرین است

—— شفیق صدیقی جونپوری

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے
عاشقِ نبیؐ ہو کر دُور ہوں مدینے سے

فرقتِ محمدؐ میں خونفشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مے چھلکتی ہو سرخ آبگینے سے

زندگی کے طوفاں میں جب کہ ناخدا ہو تمؐ
کیوں نہ ہوں خدا والے مطمئن سفینے سے

کون سی دعا ہے وہ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگیے قرینے سے

اے حسینِ بطحا سُن ' ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے

—— شکیل بدایونی

الوداع! ہم نفسا نم کہ من از کار شدم
از مدینہ نہ روم رحمتِ عام است اینجا

آں نگارِ عربی ' خفتہ بہ ناز است' ا-ینجا
شورشِ دانشِ افرنگ حرام است ا-ینجا

لله الله ! چہ نوازش گہِ عام است اینجا
ر گے ہست کہ نو امیدی نہ گنجد در وے
ر مرا در قفسِ ہند بکوند اسیر
نچِ من گرچہ دمیدہ بہ خیابانِ عجم

منزلِ عشق بہر جادہ وگام است اینجا
پرسش وبخشش والطاف دوام است اینجا
طائرِ روح را منزل ومقام است اینجا
ہست امید کہ آخر شب وشام است اینجا
—— شمس تبریز خاں آروی

یا رسولؐ اللہ! حبیبِؐ خالقِ یکتا توئی
نازنینِ حضرتِ حق! صدرِ بزمِ کائنات
درشبِ معراج بودت جبرئیل اندر رکاب
شمس تبریزی چہ دانی ، نعت گوئی ہائے تو

بر گزیدہ ذوالجلالِ پاک و بے ہمتا توئی
نورِ چشمِ انبیاؑ چشم وچراغ ماتوئی
پانہادہ برسرِ گنبدِ خضرا توئی
مصطفیؐ ومجتبیؐ و سیدِ اعلیٰ توئی
—— شمس تبریزی

سر پہ عصیاں کا لئے بار چلے آتے ہیں
خاکِ طیبہ کو بھی رتبہ ہے مسیحائی کا
آپؐ کے روضۂ اطہر سے خدا شاہد ہے
موت بھی لائے ، تو آؤں نہ ترے کوچے سے
جذبۂ شوقِ شہادت بھی عجب شے ہے شمیم

تیریؐ رحمت کے طلبگار چلے آتے ہیں
اچھے ہو ہو کے جو بیمار چلے آتے ہیں
سرخرو ہو کے گنہگار چلے آتے ہیں
لوگ تو لوٹ کے بیکار چلے آتے ہیں
خود بہ خود لوگ سرِ دار چلے آتے ہیں
—— شمیم اکبر آبادی

اے محمدؐ! اے دلوں کی سلطنت کے شہر یار
اے رہِ ختمِ رسالت کے گرامی شہسوار
آدمیت کے شجر کو تجھ سے ملتی ہے نمو
پوری مخلوقات تیرے فیض کی گرویدہ ہے

تیری رحمت ہے ہر اک دل کے لئے وجہِ قرار
نور سے بھرپور ہے تیرے کرم کی رہگذار
تیری رحمت سے معطر باغِ ہستی کی بہار
ذرہ ذرہ کائناتِ ارض کا تجھ پر نثار

تُو نے اپنے نُور سے آفاق کو روشن کیا
نوعِ انساں کو کیا انسانیت سے ہمکنار

——— شمیم یزدانی

سلام اُن پہ جو ہم بے کسوں کی منزل ہیں
سلام اُن پہ کہ جو میرِ کارواں ٹھہرے

جنونِ عشق اسی آستاں پہ لے آیا
جبینِ شوق جہاں سنگِ آستاں ٹھہرے

جنہیں شعور نہ تھا عقدۂ حیات ہے کیا
بس اک نگاہ کے صدقہ میں رازداں ٹھہرے

ازل کے دِن سے مشیت کی مصلحت تھی یہی
کہ خاکِ طیبہ محمدؐ کا آستاں ٹھہرے

——— شورش کاشمیری

خود ربّ دو جہاں ہے خریدارِ مصطفیٰؐ
دیکھیے تو کوئی گرمی بازارِ مصطفیٰؐ

لاؤں کہاں سے شہپر جبرئیلؑ کی اڑان
دل کھنچ رہا ہے جانبِ دربارِ مصطفیٰؐ

قرآں کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا
تمثیلِ بے مثال ہے، کردارِ مصطفیٰؐ

سجدوں کی چاندنی سے جبیں نکھر گئیں
آنکھوں میں بس گئے در ودیوارِ مصطفیٰؐ

شورش! بہ فیضِ خواجہؒ کونین دیکھ لوں
جی چاہتا ہے کوچہ وبازارِ مصطفیٰؐ

شورش کاشمیری

مقدر ہی سے ہوتے ہیں میسر یوں نہیں ہوتے
ترے روضے کے نظارے، سنہری جالیوں والےؐ

کرم اتنا تو فرماؤ کہ منزل پر پہنچ جائیں
مسافر ہیں تھکے ہارے، سنہری جالیوں والےؐ

قرار آئے گا اس در پر ملے گا سکھ اسی در سے
کہاں جائیں یہ دکھیارے، سنہری جالیوں والےؐ

سلاموں پر سلام اللہ کی جانب سے لاتے ہیں
فرشتے بن کے ہر کارے، سنہری جالیوں والےؐ

بلا لیجئے مدینے میں خُدا را اب تو جوہر کو
کہ مٹ جائیں یہ غم سارے سنہری جالیوں والےؐ

——— شوکت اللہ خان جوہر

میں دیارِ نبیؐ میں آیا ہوں — شکر ہے روشنی میں آیا ہوں
نعت پڑھتا ہوا سوئے بطحیٰ — عالمِ بیخودی میں آیا ہوں
نور ہی نور ہے جدھر دیکھو — منزلِ دیدنی میں آیا ہوں
مجھ کو شہرِ نبیؐ میں لگتا ہے — اک نئی زندگی میں آیا ہوں
مجھ پہ روشن ہوئے رموزِ حیات — کوچۂ آگہی میں آیا ہوں

——— شوکت الہ آبادی

آپؐ ہیں میرے دل وجان رسولِ عربیؐ — آپؐ کا در میری پہچان رسولِ عربیؐ
سارے عنوانوں کا عنوان رسولِ عربیؐ — سارے امکانوں کا امکان رسولِ عربیؐ
سرخرو مجھ کو کیا اذنِ حضوری دے کر — مجھ پر اتنا بڑا احسان رسولِ عربیؐ
آپ کا در تو ٹھکانہ ہے خطا کاروں کا — مجھ خطا کار کا ایمان رسولِ عربیؐ
آپؐ آقاؐ ہیں میرے آپؐ مسیحا ہیں مرے — آپؐ کے در کا میں دربان رسولِ عربیؐ
آپؐ کی چشمِ عنایت کا ہے طالب آقا — میری آنکھوں کا یہ طغیان رسولِ عربیؐ
بس مجھے خاکِ مدینہ کا لبادہ مل جائے — میرے دل کا یہی ارمان رسولِ عربیؐ
یوں تو اللہ کے مہمان ہیں حاجی سارے — میں تو ہوں آپؐ کا مہمان رسولِ عربیؐ
ہر طرف آپ ہی کی زمزمہ خوانی آقا — چار سُو آپؐ کا فیضان رسولِ عربیؐ
چشمِ رحمت بکشا رحمتِ کل ختمِ رُسل — سخت مشکل میں ہے انسان رسولِ عربیؐ

——— شوکت ہاشمی

جمالِ مصطفیٰؐ سے بزمِ عالم یوں چمک اُٹھی — کہ جیسے نُور برساتا ہوا ماہِ مبیں آئے

خوشا ساعت! کہ دورِ نامرادی ہو گیا رخصت
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسؐ کی شان و عظمت کا
نویدِ حاضری بھی لوگ دیتے ہیں تسلی بھی

مُبارک اہلِ دنیا! رحمتہ اللعالمینؐ آئے
وہ ہستیؐ جس کے استقبال کو روح الامیں آئے
شہابِ دل گرفتہ کو مگر کیسے قرار آئے

—— شہاب دہلوی

جی چاہتا ہے حالِ دلِ مبتلا کہوں
اے رحمتِ اممؐ! مِرے دل میں وہ آگ ہے
سب سے گنہ گار ہوں، سب سے حقیر ہوں
میں بھی ہوں دیر سے تیریؐ رحمت کا منتظر
مجھ کو بھی اس زمین پہ معراج بخش دے

پھر سوچتا ہوں کیسے کہوں، اور کیا کہوں
جلنے لگے زبان! اگر ماجرا کہوں
پھر بھی تجھے حبیبؐ کہوں، آشنا کہوں
مل جائے وہ نظر جسے تیریؐ عطا کہوں
توفیق دے! کہ خود کو ترا نقشِ پا کہوں

—— شہزادہ احمد

آنکھوں میں نُور، دِل میں بصیرت ہے آپؐ سے
ہے آپؐ ہی کے دم سے یہ ایمان کی زمین
یہ آپؐ ہی کا فیض دلوں کا گداز ہے
جو بے خبر ہیں ان کی ہیں آنکھیں بجھی ہوئی
جب آپؐ نے دکھائیں تو راہیں دکھائی دیں
اس خاک کو کیا ہے ستاروں سے بھی بلند
اس مہروماہ سے تیرہ شبی کم نہیں ہوئی
تسخیرِ کائنات مرا منتہا نہیں

میں خود تو کچھ نہیں مِری قیمت ہے آپؐ سے
اور دین کی یہ چھت بھی سلامت ہے آپؐ سے
ان برف کی تہوں میں حرارت ہے آپؐ سے
جو جاگتے ہیں ان کو محبت ہے آپؐ سے
یعنی دل ونگاہ کی وسعت ہے آپؐ سے
انسانیت کو شوکت و عظمت ہے آپؐ سے
دنیا کو روشنی کی ضرورت ہے آپؐ سے
مجھ کو تو صرف آپؐ کی حاجت ہے آپؐ سے

—— شہزاد احمد

گھر ہے مرے دل میں اُس بشرؐ کا مختار ہے جو خدا کے گھر کا

کیا حُسن تھا جس کے دیکھنے سے دو ٹکڑے ہوا جگر قمر کا

پڑھنے لگے جن یسبح الرعد ڈنکا جو بجا تریؐ ظفر کا

ہے فخر غلامی اسؐ کی انجمؔ جو فخر ہوا زمانے بھر کا

—— شہزادہ انجمؔ

یہ نعت پڑھیئے ایک ہی جست میں عشق کی سینکڑوں منزلیں طے کرلی گئی ہیں خوش نصیب نعت گو نے اپنا نام شہباز دیا ہے۔

میرے وردِ لب ہے نبیؐ نبیؐ میرا دل مقامِ حبیبؐ ہے

میں مریضِ عشقِ رسولؐ ہوں، وہ حبیبؐ میرا طبیب ہے

میں غم والم میں ہوں مبتلا، کوئی کیا کرے گا مِری دوا

مِرا دو جہاں میں تِرے سِوا، شہاؐ اور کون طبیب ہے

میں بڑا امیر وکبیر ہوں ، شہہؐ دوسرا کا اسیر ہوں

درِ مصطفیٰؐ کا فقیر ہوں، مِرا رفعتوں میں نصیب ہے

مِرا اس گلی سے ہے رابطہ ، جہاں سر جھکاتے ہیں انبیاؑ

جہاں رحمتوں کا نزول ہے، وہ جو عرشِ حق کے قریب ہے

—— شہباز

فقر را فخرِ دائمی بخشید افتخارِ تو یارسولؐ اللہ

از ازل تا ابد زتوٌ نازو — روزگارِ توٌ یا رسولؐ اللہ
رفتی وگلشن است وقفِ خزاں — بے بہارِ توٌ یارسولؐ اللہ
میدہد جاں بہ دردِ ہجرِ شہید — جاں نثارِ توٌ یا رسولؐ اللہ
حسرتِ جاں سپردنی دارد — بہ جوارِ توٌ ، یا رسولؐ اللہ
رحم فرما کہ رخت بکشائید — بہ دیارِ تو ، یارسولؐ اللہ

—— شہید

کنی نخلِ عمل را آبیاری، یا رسولؐ اللہ — بباغِ زندگی، بادِ بہاری ، یارسولؐ اللہ
محبت از تو برخیزد محبت باتوٌ آمیزد — جہانِ شوق را پروردگاری، یا رسولؐ اللہ
دو گیتی، تا ابد از تو، امیدی لطف میدارد — سراپا رحمتِ پروردگاری ، یا رسولؐ اللہ
غمِ دنیا، غمِ عقبیٰ غمِ الفت، غمِ ہستی — دریں غمہائے پیہم ، غمگساری یا رسولؐ اللہ
عیارِ کم عیاراں شد، گرامی مرتبت از تو — مقامِ آدمی را اعتباری ، یا رسولؐ اللہ
بہ فیضِ تو شود حاصل طرب ایوبؔ را ہر دم — سکون و راحتِ لیل ونہاری ، یارسولؐ اللہ

—— شیخ محمد ایوب

نہ ہو ذکرِ مُبارک آپؐ کا وردِ زباں کیونکر — میں ہوں روزِ ازل سے عاشقِ شیدا محمدؐ کا
فرشتے قبر میں پوچھیں گے گر مجھ سے تو کہہ دوں گا — کہ ہوں بندہ خُدا کا اور ہوں شیدا محمدؐ کا
خُدایا! جب مِرے اس قالبِ خاکی سے جاں نکلے — زباں پر اس گھڑی جاری رہے کلمہ محمدؐ کا
خدا بھی حشر میں پوچھے گا گر، عاشق تُو کس کا ہے — تو کہہ دوں گا، محمدؐ کا، محمدؐ کا، محمدؐ کا
تمنا ہے کہ فوراً جاں بحق تسلیم ہو جاؤں — نظر آئے جو مجھ کو شیفتہ روضۂ محمدؐ کا

—— شیفتہ دہلوی

یا نبیؐ! حسنِ عمل سے آسرا کچھ بھی نہیں
اعترافِ جرمِ عصیاں کے سوا کچھ بھی نہیں

چارۂ غم آپؐ کے الطاف پر موقوف ہے
میرے بس کا یا محمدؐ مصطفیٰ! کچھ بھی نہیں

صدقِ دل ہے شرط پھر لطف وکرم ہے اور ہم
کون کہتا ہے کہ یہ آہ وبکا کچھ بھی نہیں

چاہتا ہوں دفن کو دو گز زمیں جنت کی میں
اب مرا ارماں مدینہ کے سوا کچھ بھی نہیں

آپؐ کے دیدار کا شیوا کو مل جائے شرف
اس سے بڑھ کر اور اس کی التجا کچھ بھی نہیں

—— شیوا بریلوی

دل میں ہے یاد تیری لب پر ہے نام تیرا
آسودۂ جہاں ہے اب یہ غلام تیرا

وحدانیت کا تیری منکر بھی معترف ہے
یکتائی کا ہے مظہر سارا نظام تیرا

تیری تجلیوں تک کرتا ہے رہنمائی
مہرِ منیر تیرا ماہِ تمام تیرا

گلشن کے رنگ و بُو نے تیرا پتہ بتایا
غنچہ کی مسکراہٹ لائی پیام تیرا

بہتر نہیں ہے اس سے کوئی رفیقِ ہستی
یوں حرزِ جاں کیا ہے شیوا نے نام تیرا

—— شیوا بریلوی

نہ بڑھے ادب کی حد سے کہ دیارِ مصطفیٰؐ ہے
مری بیخودی سے کہہ دو یہ مقام ہوش کا ہے

تیرے نام کے تصدق ترا ذکر جب ہوا ہے
مرا درد تھم گیا ہے مجھے چین آ گیا ہے

تیرے آستاں کا ارماں میرے درد دل کا درماں
تیرے در سے دُور رہ کر میری زندگی ہی کیا ہے

نہ غمِ شکستہ پائی نہ ہراسِ نارسائی
مرا شوق لے چلا ہے ترا لطف رہنما ہے

—— شیوا بریلوی

خُدا نے شرط یہ رکھ دی دُعا مقبول ہونے کی
درودِ پاک کا تحفہ مرے محبوبؐ پر پہلے
یہی اِک راہِ روشن ہے خُدا کو ڈھونڈنے والے
منوّر کر نبیؐ کے نُور سے قلب و نظر پہلے!
یقیناً موت کا اِک دِن معیّن ہے مگر یارب!
میسر ہو مجھے مکّے مدینے کا سفر پہلے
مچے گا شور محشر میں ہو رحمت کی نظر مولیٰ
اِدھر پہلے اِدھر پہلے اِدھر پہلے اِدھر پہلے

—— صابر براری

روضہ پہ وہؐ بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
بخت مرا جگائیں گے آج نہیں تو کل سہی
انؐ کی سنہری جالیاں فرطِ ادب سے چُوم کر
آنکھوں سے ہم لگائیں گے آج نہیں تو کل سہی
انؐ کے فراق و ہجر میں دِل پہ جو داغ لگے ہیں
جا کر انہیں دکھائیں گے آج نہیں تو کل سہی
زادِ سفر نہیں ہے پاس دل میں ذرا نہیں ہراس
ہے آس وہؐ بلائیں گے آج نہیں تو کل سہی

روضہ پہ ان کے با ادب صابرِ خستہ پا ہیں
نعتیں کئی سُنائیں گے آج نہیں تو کل سہی

——— صابرؔ براری

دیارِ حبیبؐ خُدا محترم ہے
مدینے کی ساری فضا محترم ہے

جو آئی ہو خاکِ مدینہ کو چھُو کے
خُدا کی قسم! وہ ہوا محترم ہے

ہو جس دِل میں اِک آرزوئے مدینہ
تو اس دل کا ہر مُدعا محترم ہے

گنہگار ہوں! لیکن ایماں ہے میرا
رسولِؐ خُدا کی دُعا محترم ہے

زمانہ مجھے بے سہارا نہ سمجھے
بلا شک! مِرا آسرا محترم ہے

تمنّا ہے صابرؔ کی دیکھے مدینہ
مگر اس میں تیری رضا محترم ہے

——— صابرؔ جالندھری

فضا کے دامن میں مسکراتے کئی طرح کے گلاب دیکھے
زمینِ طیبہ پہ رحمتوں کے برستے میں نے سحاب دیکھے

لبوں کی جنبش پہ کیوں نہ قربان جائے ذوقِ سماعِ انساں
مِرے نبیؐ کے جو منہ سے نکلے وہ لفظ بنتے کتاب دیکھے

مِری نظر کو محیط ہر سُو تجلیاں ہی تجلیاں تھیں
ہزاروں جلوے درِ نبیؐ پر نگاہ نے بے نقاب دیکھے

بڑے بڑے سرکشوں کے سر خم ہوئے محمدؐ کے آستاں پر
سلام کرنے کو دست بستہ ہزاروں عزّتِ مآب دیکھے

اُڑی جو قدموں کی دُھول صابر تو کہکشاں کا گماں گزرا
درِ رسالتؐ سے جن کی نسبت تھی ذرّے وہ آفتاب دیکھے

——— صابر جالندھری

سارے نبیوں میں رحمت لقب آپؐ ہیں
شان ارفع ہے عالی نسب آپؐ ہیں

ساری دنیا منوّر ہوئی آپؐ سے
کیسے کہہ دوں کہ ماہِ عرب آپؐ ہیں

دِل کی گہرائی سے جس نے آواز دی
اس کی آواز سے دُور کب آپؐ ہیں

اور کس کی طرف جائے میری نظر
میرے ہادی و مولا ہی جب آپؐ ہیں

آج صابر بڑی بھیڑ میں گھر گیا
بے کس و بے نوا کی طلب آپؐ ہیں

——— صابر گیلانی

بارگاہِ خُدا سے کیا چاہوں
دیدِ محبوبِ کبریا چاہوں

لاکھ دَر بند ہوں زمانے کے
رحمتِ حق کا دَر کھُلا چاہوں

اُن کی چاہت مِرا مقدّر ہے
حدِ ادراک سے سِوا چاہوں

پھیلے دُنیا میں آپؐ کی تعلیم
باغِ عالم ہَرا بھَرا چاہوں

جینا مَرنا ہو آپؐ کی خاطر
اپنے لب پر یہی دُعا چاہوں

ہر نفس میں ہو آپؐ کی خوشبو
اپنے گھر کی یہی فضا چاہوں

لاج رکھ لیں وہ حشر میں صابر
اُن کی رحمت کا آسرا چاہوں

——— صابر گیلانی

تاجدارِ زماں مالکِ دو جہاں آپؐ کے در پہ کب یہ غلام آئے گا
کب میں دیکھوں گا گنبد کی ہریالیاں کب مدینے سے مجھ کو پیام آئے گا

مجھ کو معلوم ہے ہو گی اتنی خُوشی ختم ہو جائے گی یہ مری زندگی
میری مضطر نگاہوں کے جب سامنے روضۂ پاکِ خیر الانامؐ آئے گا

مومنو! ذکر اُن کا سُناتے رہو یادِ آقاؐ میں روتے رلاتے رہو
بس یہی کام ہے وہ خُدا کی قسم روزِ محشر تمہارے جو کام آئے گا

کس قدر ہو گی فرحت فزا وہ گھڑی کس قدر ہو گی راحت نما وہ گھڑی
زائرینِ مدینہ کی فہرست میں جب خطا کار صائمؔ کا نام آئے گا

—— صائم چشتی

شبِ سیاہ میں نُورِ سحر کی بات کرو
علیؓ کے گھر کی محمدؐ کے دَر کی بات کرو

مِری ترستی نگاہوں کو چین مِل جائے
مدینہ پاک کے دیوار و دَر کی بات کرو

نبیؐ کے نُور کو دیکھے گا بولہب کیسے
کسی بلالؓ کے حُسنِ نظر کی بات کرو

مِری نظر کو ستارے یہ نُور کیا دیں گے
مِرے حبیبؐ کی گردِ سفر کی بات کرو

نصیب دَرد کی دولت نہیں اگر صائمؔ
جنابِ زہراؓ کے لختِ جگر کی بات کرو

—— صائم چشتی

نُوری محفل پہ چادر تنی نُور کی تو پھیلا ہوا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دو جہاں کون جلوہ نما آج کی رات ہے

فرش پر دھوم ہے عرش پر دھوم ہے، ہے وہ بدبخت جو آج محروم ہے
پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے عام لُطفِ خُدا آج کی رات ہے

ابرِ رحمت ہیں محفل پہ چھائے ہوئے آسماں سے ملائک ہیں آئے ہوئے
خود محمدؐ ہیں تشریف لائے ہوئے کس قدر جانفزا آج کی رات ہے

مانگ لو ، مانگ لو، چشمِ تر مانگ لو، دردِ دل اور حُسنِ نظر مانگ لو
کملیؐ والے کی نگری میں گھر مانگ لو مانگنے کا مزا آج کی رات ہے
وقت لائے خُدا، سب مدینے چلیں، لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں
سب کے منزل کی جانب سفینے چلیں، میری صائمؔ دُعا آج کی رات ہے
—— صائمؔ چشتی

بہت بے چین ہوتا ہوں جو مکہ یاد آتا ہے
شہہِ ہر دوسرا کا مجھ کو روضہ یاد آتا ہے
مدینے جانے والو! مجھ کو بھی ہمراہ لے لینا
بتاؤں کیا تمہیں مجھ کو کہ کیا کیا یاد آتا ہے
مری آنکھوں میں پھرتے ہیں مدینے کے گلی کوچے
مجھے ہر وقت اُن میں چلنا پھرنا یاد آتا ہے
وہ محراب اور وہ جنّت کی کیاری اور وہ منبر
جو دل میں نقش ہیں میرے وہ نقشہ یاد آتا ہے
سکونِ قلب پیاری جالیاں پھرتی ہیں نظروں میں
وہیں موجود ہوں میں مجھ کو ایسا یاد آتا ہے
مؤدب دست بستہ حاضری میں نیچی نظروں سے
سلامِ شوق رو رو عرض کرنا یاد آتا ہے
شہنشاہؐ کرم! اک بار پھر مجھ پر کرم کر دیں
کہ میں مضطر ہوں مجھ کو سبز گنبد یاد آتا ہے
—— صبا اکبر آبادی

روشنی ہیں روشنی کا سلسلہ ہیں مصطفیٰؐ
عبد سے معبود کا اِک رابطہ ہیں مصطفیٰؐ
عقلِ انسانی نہ سمجھے گی کہ کیا ہیں مصطفیٰؐ
بس یہ کہہ دیجئے کہ اک رمزِ خُدا ہیں مصطفیٰؐ
ہیں بشر لیکن انھیں خیرالبشرؐ کا ہے شرف
سب میں شامل ہیں مگر سب سے جُدا ہیں مصطفیٰؐ
دین و دُنیا میں نجاتِ آدمیت کے لئے
مصطفیٰؐ ہیں مصطفیٰؐ ہیں مصطفیٰؐ ہیں مصطفیٰؐ
مشکلاتِ زندگی کا مُجھ کو کوئی غم نہیں
کوئی مشکل ہو مِرے مشکل کشا ہیں مصطفیٰؐ
اُن سے دعویٰ محبت آپ کرتے ہیں صباؔ
یہ سمجھ لیجئے کہ محبوبِ خُدا ہیں مصطفیٰؐ
—— صبا اکبر آبادی

وحدتِ ذات کی تبلیغ سراپا تم ہو
جس کی ہر لہر ہے توحید وہ دریا تم ہو

آرزو آدمؑ و عیسیٰؑ نے تمہاری کی ہے
کتنے معصوم رسولوں کی تمنا تم ہو

ایک اِک بات زمانے پہ اثر کرتی ہے
حق کی آواز ہو اللہ کا لہجہ تم ہو

کوئی ثانی ہے تمہاراؐ نہ خُدا کا ہے شریک
جیسے یکتا ہے خُدا ویسے ہی یکتا تم ہو

—— صبا اکبر آبادی

جو نہ مانے تو اس کی قسمت ہے
نعتِ احمدؐ بڑی عبادت ہے

دل میں ہر وقت یاد ہے اُنؐ کی
اپنی دوری بھی عین قربت ہے

حشر میں اِس سے باز پرس نہ ہو
یہ رسولِؐ خُدا کی اُمّت ہے

لب پہ ہر وقت ہے دُرود و سلام
یہ وظیفہ ہماری عادت ہے

اے مِرے کملی پوش سرورؐ دیں
تیرا دامن ہی ابرِ رحمت ہے

یہ اُجالا جو ہے زمانے میں
رُخِ سرکارؐ کی بدولت ہے

کُوئے احمدؐ بُلا رہا ہے مجھے
اَب دو عالم کی کیا حقیقت ہے

یادِ احمدؐ کو کیسے ترک کروں
یہ مِرے خون کی حرارت ہے

زخمِ سجدہ کو یوں ہی رہنے دو
یہ گدائے نبیؐ کی دولت ہے

—— صبا اکبر آبادی

خُدا کا وہ نہیں ہوتا خُدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آنا نہیں ہوتا تمہارا یا رسولؐ اللہ

تمہارا ہی کرم تھا یہ کہ دن بھی اور قیامت بھی
بڑی ہی خیروخوبی سے گزارا یا رسولؐ اللہ

ہر اک کی ہے یہی خواہش کہ بیٹھے اُن کے سائے میں
سروں پر جن کے سایہ ہے تمہارا یا رسولؐ اللہ

شفیعِ حشر ہو تو پھر سبھی کے واسطے ہو تم
ہمیں کو کیوں نہ دو گے تم سہارا یا رسولؐ اللہ

بھروسہ اس کو کہتے ہیں گنہ گاروں نے محشر میں
خُدا کے سامنے تم کو پکارا یا رسولؐ اللہ

خُدا اپنا سمجھتا ہے صبؔا کو کیا معما ہے
بتاتا ہے وہ اپنے کو تمہارا یا رسولؐ اللہ

—— صبؔا جے پوری

صبؔا متھراوی کے والد رضی الدین شاہی عید گاہ متھرا میں خطیب تھے، رضی الدین کی رگ رگ میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم موجزن تھا۔ صبؔا کو عشقِ نبیؐ ورثے میں ملا اس کا اظہار ان کی نعتوں میں ہوتا ہے جو درود سوز اور سادگی کا نمونہ ہیں۔

احمدِ مختار کی باتیں کریں — آ مہِ ضو بار کی باتیں کریں
سیدِ ابرار کی باتیں کریں — ابرِ گوہر کی باتیں کریں
زندگی میں پھول بھی تلوار بھی — آ اُسی کردار کی باتیں کریں
شہد سے شیریں، گلوں سے نرم تر — آ اُسی گفتار کی باتیں کریں
ہر بشر ہے خود غرض اِس دور میں — پیکرِ ایثار کی باتیں کریں

—— صبؔا متھراوی

بجھی سی نظر ہے بُجھا سا ہے دل — ضیاء مانگ لائیں مدینے چلو!
چلو! چشم دل میں ستارے بھریں — مقدّر جگائیں! مدینے چلو

ہواؤں سے کہہ دو! کہ ہر گام پر
یہی گیت گائیں مدینے چلو

ستاروں سے کہہ دو کہ ہر گام پر
یہی گیت گائیں مدینے چلو

دیارِ تمنّا میں سجدے کریں
جبیں جگمگائیں مدینے چلو

فسردہ پڑے ہیں صبؔا! داغِ دل
گلستاں سجائیں مدینے چلو

—— صبؔا متھراوی

ہم کدھر جاتے اگر آپؐ نہ آئے ہوتے
کون کہلاتے اگر آپؐ نہ آئے ہوتے

رب کا مسکن تھا جہاں بُت کا ٹھکانہ بھی وہیں
کِس کو اپناتے اگر آپؐ نہ آئے ہوتے

بحرِ ظلمات میں بے یارو مددگار تھے ہم
غرق ہو جاتے اگر آپؐ نہ آئے ہوتے

ایک اُمّیؐ سے مِلا خلق کو دستورِ حیات
سب بکھر جاتے اگر آپؐ نہ آئے ہوتے

ظُلمتِ جہل کی تاریخ سے آگے ناسکؔ
کچھ نہ لکھ پاتے اگر آپؐ نہ آئے ہوتے

—— صلاح الدین ناسکؔ

اِک ہوائے سرخوشی میں جُھومتے ہیں جب نہال
جب اذاں بن کر چمک اُٹھتی ہے آوازِ بلالؓ
دِل پہ جب اسمِ محمدؐ سے برستا ہے سُرور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ
دِل کی ہر دھڑکن سے آتی ہے صدائے یا رسولؐ
جب مرے سینے میں کھلتے ہیں ولائے حق کے پھول
جب مری سانسوں کی خوشبو پھیلتی ہے دور دور
تب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ

اُن کے قدموں کی تجلّی میرے صبح و شام پر
دائما" رحمت ہیں صہباؔ! اور ان کے نام پر
بخش دیتا ہے خُدا جب مجُھ سے عاصی کے قصور
تب مجُھے محسوس ہوتا ہے کہ کیا ہونگے حضورؐ!

——— صہباؔ اختر بریلوی

سید ضمیر جعفرؔی ادب و مزاح کی قدر آور شخصیت ہیں، دورِ حاضر میں آپ کی ناموری کا سکہ چلتا ہے نہایت اچھی نعت کہتے ہیں جو رسالتِ مآبؐ کے لئے آپ کی عقیدت و محبت کی دلیل ہے۔

دل و جاں کی آسودگی نام تیرا
سخی نام تیرا غنی نام تیرا
تمدن کو شائستگی تو نے بخشی
محبت، کرم، دوستی نام تیرا
شبِ زندگی کو سحر کرنے والے
ہر اک دور کی روشنی نام تیرا
عدالت امانت دیانت میں یکتا
حیات آشتی راستی نام تیرا
اسی سے فروزاں خیالوں کے رستے
خبر آگہی زندگی نام تیرا
ہمیشہ رہے لب پہ یہ نامِ شیریں
نبیؐ یا نبیؐ یا نبیؐ نام تیرا

——— سید ضمیر جعفرؔی

محتاج نہیں رکھا محمدؐ کی عطا نے
دریائے کرم بخشا درِ جود و سخا نے
اللہ رے! کس درجہ ہے تاثیر کرم کی
منہ پھیر دیا غم کا مدینے کی ہوا نے
سُنتے ہیں کہ بخشش کی سَند در سے ملے گی
ہم آئے ہیں سرکارؐ میں نام اپنا لکھانے
اللہ کی رحمت ہوئی، سرکارؐ کی صورت
دَر کھول دیئے ہم پہ عنایاتِ خُدا نے
اک سلسلۂ جُود و سخا سے ہے تعلق
پابندِ کرم کر دیا رحمت کو خطا نے

کیا نذر کریں ہم تو ہیں خود دَر کے بھکاری — ہاں لائے ہیں اشکوں کے گہر در پہ لٹانے
دھڑکن ہی کہیں دل کی نہ رُک جائے خوشی میں — آتی ہے مدینے سے صبا آج بلانے

_____ ضیاء الحق قاسمی

ضیاء القادری کے نعتیہ اشعار نے میری روح کے تار ہلا دیئے ہیں اُن کا سوزِ اُلفت اور عشقِ رسولؐ قاری کے قلب و روح کو جھنجوڑ کر رکھ دیتا ہے۔

محبوبِؐ ذوالکرم تک میرا سلام لے جا! — سلطانِؐ ذی حشم تک میرا سلام لے جا!
شاہنشہِ عجم تک میرا سلام لے جا! — دربارِ محترم تک میرا سلام لے جا!
بادِ صبا! حرم تک میرا سلام لے جا! — بزمِ شہہ اُمم تک میرا سلام لے جا!
پھر اے صبا! اَدب سے میرا سلام کہنا! — سرکارِؐ دو جہاں سے میرا سلام کہنا!

_____ ضیاء القادری

طرب احمد صدیقی نے حضورؐ کی زندگی میں مدینہ اور مسجدِ نبویؐ کی زندگی کا نقشہ نہایت خوبصورت تصوّر کے حوالے سے کھینچا ہے اس خیالِ آفرینی سے جہاں راحت قلب نصیب ہوتی ہے وہاں حسرت و یاس بھی دل عاشق کو مضطرب کر دیتی ہے۔

مسجدِ نبوی! تُو ہی بتا! کچھ سماں وہ کیسا پیارا تھا
صحن میں آقاؐ بیٹھے ہونگے، گرد اصحابؓ کا حلقہ ہو گا
دو جگ کے مختار کی باتیں، دین و دانش کی سوغاتیں
اس محفل میں ان پھولوں سے، ہر کوئی دامن بھرتا ہو گا
بزمِ نبوّت میں صدیقؓ بھی، فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ بھی
چاروں یار ستارے ہونگے بیچ میں چاند چمکتا ہو گا

ان جلوؤں کے دن بھی تیری یاد کا حصّہ ہونگے جن میں

حسنؓ حسینؓ کا بچپن ، نانا کی گودی میں کھیلا ہو گا

تُو نے اپنے دروازے پر وہ بھی بچّے دیکھے ہونگے

جن بچّوں نے پیار سے اکثر نبیؐ کا دامن تھاما ہو گا

قُربِ حضورؐ میں اہلِ مدینہ کیسی راحت پاتے ہونگے

دلِ اویسؓ غمِ فرقت سے صبح و شام تڑپتا ہو گا

ارضِ مدینہ! بانگِ بلالؓ سے تیری فضا جب گونجتی ہو گی

اس کے سُرور و سوز کی رو میں ہر کوئی بہہ جاتا ہو گا

بہرِ شفاعت جب بھی دُعا کو حضرتؐ ہاتھ اُٹھاتے ہونگے

عرشِ مشیت بہرِ اجابت طیبہ پر جُھک جاتا ہو گا

اُمّتِ مرسلؐ میں ہوں طرب! اور اس رشتے پر نازاں ہوں

اس کی قسمت کا کیا کہنا جو محفل میں بیٹھا ہو گا

——— طرب احمد صدیقی

طفیلؔ ہوشیار پوری کہنہ مشق شاعر تھے۔ شعر و ادب کا پاکیزہ ذوق تھا عمدہ نعت کہتے تھے۔ آخری عمر میں زیارتِ حرمینؐ سے فیض یاب ہونے کے بعد نعت ہی کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔

سیدؐ ابرار ختم المرسلیں ‏ تیریؐ ہستی باعثِ تکمیلِ دیں

ہے امینِ لا الٰہ سجدہ ترا ‏ مظہرِ آئینِ حق تیری جبیں

فیضِ بحرِ بیکراں تیرا وجود ‏ ذات تیری رحمت العالمیںؐ

اس حقیقت میں نہیں کوئی کلام ‏ دینِ فطرت ہے ترا دینِ مبیں

بادۂ تسنیم و کوثر کی قسم
ہے تو ہی مختارِ فردوسِ بریں

مستی حق اس کی قسمت میں کہاں
جس نے تیرے میکدے سے پی نہیں

نذر کرتا ہے مجھے تیرے حضور
اِک دلِ بیتاب اک جانِ حزیں

ہو طوافِ گنبدِ خضرا نصیب!
جب بجھے شمعِ نگاہِ واپسیں

باریابی کا شرف پھر ایک بار
اِک نظرا! اے سبز گنبد کے مکیں!

_____ طفیل ہوشیارپوری

عشقِ نبیؐ کا جب سے حاصل ہوا قرینہ
اِک آنکھ میں ہے مکہ اِک آنکھ میں مدینہ

منظور ہو گئی ہیں اشکوں کی التجائیں
آہوں نے پا لیا ہے بابِ اثر کا زینہ

چشمِ کرم ہے جس پر محبوبؐ کبریا کی
مرنا ہے اس کا مرنا جینا ہے اس کا جینا

دل میں ضیاء فگن ہے یوں نام مصطفیٰؐ کا
انگشتری میں جیسے تابندہ اِک نگینہ

اِک عمر سے حدودِ گرداب میں گھرا ہے
ساحل سے کب لگے گا مولا! مرا سفینہ

تم بھی طفیلؔ! چل کر دامن کو اپنے بھر لو
دربارِ مصطفیٰؐ ہے انوار کا خزینہ

_____ طفیل ہوشیارپوری

ذرّے ذرّے میں نظر آئے جمالِ مصطفیٰؐ
تیری چشمِ شوق گر شائستۂ دیدار ہو

ڈال دل میں اس طرح شہرِ مدینہ کی تڑپ
آنکھ کی پتلی میں عکسِ روضۂ سرکارؐ ہو

لطف ہے جب آنسوؤں کی نقرئی تسبیح پر
ذکرِ حق کے ساتھ ذکرِ احمدؐ مختار ہو

آپؐ کا اُسوہ رہے پیشِ نظر ہر دم حضورؐ!
عالمِ گفتار ہو یا عالمِ کردار ہو

_____ طفیل ہوشیارپوری

بے رنگ تھے حالات اگر آپؐ نہ آتے
بنتی نہ کبھی بات اگر آپؐ نہ آتے

الفاظ و معانی میں نہ ہوتیں کبھی تبدیل
قرآن کی آیات اگر آپؐ نہ آتے

ہر ایک بشر تک نہ پہنچتیں مرے آقا! | فطرت کی ہدایات اگر آپؐ نہ آتے
اے ابرِ کرم! بحرِ عطا! کون سمجھتا | مفہومِ عنایات اگر آپؐ نہ آتے

______ طفیلؔ ہوشیاپوری

جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا | کیا پوچھو ہو کیا کیا پایا
پاسِ ادب سے آنکھ جھکی تھی | سانس جہاں تھی وہیں رُکی تھی
آنکھوں سے آنسو تھے جاری | رُوح پہ اِک لرزہ تھا طاری
باب کرم کا کھلتا دیکھا | جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

کیا کیا منظر سامنے آئے | کوئی زباں تک کیسے لائے
اور ہی عالم دِل کا دیکھا | جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

اور ہوا محسوس کچھ ایسے | پاک نبیؐ موجود ہوں جیسے
جس جانب بھی آنکھ اُٹھائی | جلووں کی تابانی پائی
دل میں نُور اُترتا دیکھا | جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

سجدہ بار جبینیں دیکھیں | پُر انوار جبینیں دیکھیں
فیض کا دریا جاری دیکھا | جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

سائل جھولیاں بھرتے دیکھے | موتی حاصل کرتے دیکھے
جو چاہا جی بھر کر پایا | ظرف نظر سے بڑھ کر پایا
رنگ نیا بخشش کا دیکھا | جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

سجدوں نے وہ رنگ جمایا | دل نے جو مانگا وہ پایا
سُنی گئیں فریادیں دِل کی | پُوری ہوئیں مرادیں دِل کی
جو دیکھا سچ واللہ دیکھا | جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

شہرِ مدینہ کی کیا باتیں — خواب میں گزرے دن اور راتیں
کب نکلا کب سُورج ڈوبا — اس کا کچھ احساس نہیں تھا
کم سجدوں کا جوش نہیں تھا — قلب و نظر کو ہوش نہیں تھا
لمحہ لمحہ اُڑتا دیکھا — جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا
گنبدِ خضرا کے نظارے — کہنے لگے مسافر سارے
تُجھ کو یہ اعزاز مُبارک — دولت سوز و ساز مُبارک
شہرِ نبیؐ میں آنے والے — اِذنِ حضوری پانے والے
پورا یہ ارمان ہُوا ہے — اللہ کا احسان ہُوا ہے
ہر دیوار پہ لکھا دیکھا — جب سرکارؐ کا روضہ دیکھا

—— طفیل ہوشیارپوری

جو بھی سرکارؐ کا ہو جاتا ہے — چھوڑ دیتا ہے سہارے سارے
آپؐ کے نام کی برکت سے حضورؐ! — کام بنتے ہیں ہمارے سارے
چشمِ نمناک سے کہنے والو — جانتے ہیں وہ اشارے سارے
آپؐ کے دَر پہ سُکوں پاتے ہیں — رنج و غم دَرد کے مارے سارے

—— طور نورانی

تصوّر! اور محراب النبیؐ کا — عجب عالم ہے دِل کی بے خودی کا
مدینے کا وہاں کی دلکشی کا — مرقع ہے نظر میں بس اسی کا
زمیں سے آسماں تک نُور و نکہت — یہ منظر ہے مدینے کی گلی کا
مدینہ جا کے پھر واپس نہ آؤں — تقاضہ ہے یہی اب زندگی کا

کھنچا جاتا ہے دل سُوئے مدینہ — بڑھا جاتا ہے عالم بے خودی کا
سلام اُسؐ ذات پر جس کے کرم سے — سبق پایا ہے ہم نے زندگی کا
تمہیںؐ ہو بے سہاروں کا سہارا — زمانے میں نہیں کوئی کسی کا
وہی منزل پہ پہنچا طُورا! جس کو — سہارا مل گیا عشقِ نبیؐ کا

—— طور نورانی

ظفر اکبر آبادی کی نعت میں جو آرزو کی گئی ہے وہ راقم الحروف کی بھی دلی آرزو ہے۔

ملے در اُن کا مدینہ مقام ہو جائے — زہے نصیب! جو یہ اہتمام ہو جائے
بساؤں نظروں میں انوار صبحِ طیبہ کے — بلا سے! پھر میری دنیا میں شام ہو جائے
مجھے بھی اپنے غلاموں میں کیجئے شامل — مرا بھی حلقہ بگوشوں میں نام ہوجائے
دیارِ دل بنے آئینۂ دیارِ حبیبؐ — دیار دل میں جو اُنؐ کا قیام ہو جائے
شرابِ حُبِّ نبیؐ کا تو لطف جب ہے ظفر — سبو بنے مرا دل آنکھ جام ہو جائے

—— ظفر اکبر آبادی

وہؐ ابتدا کے لئے ہیں وہؐ انتہا کے لئے — یہ افتخار ہے مخصوص مصطفیٰؐ کے لئے
خُدا کے بعد خُدائی میں ہیں وہی داتا — انہی کی ذات ہے ہر بخشش و عطا کے لئے
نہیں ہے اسود و احمر میں امتیاز کوئی — سب ایک جیسے ہیں رحمت کی اس گھٹا کے لئے
انہی کی ذات ہے سالارِؐ انبیائے کرام — وہ مقتدا ہیں تو باقی ہیں اقتدا کے لئے
مسافروں پہ کرم گستری انہی کی ہے — ہیں سایہ دھوپ میں وہؐ ہر شکستہ پا کے لئے
معاملے یہ محب و حبیبؐ کے ہیں ظفر — خُدا ہے ان کے لئے اور وہ خُدا کے لئے

—— ظفر اکبر آبادی

ڈھل گیا قلب کا غبار ذکرِ رسولؐ پاک سے — مل گیا روح کو قرار ذکرِ رسولؐ پاک سے

پائی زباں نے شستگی، شگفتگی و شگفتگی — ذہن پہ آ گیا نکھار ذکرِ رسولؐ پاک سے

فرش سے لے کے عرش تک صلّی علیٰ کی ہے چمک — پڑتی ہے نُور کی پھوار ذکرِ رسولؐ پاک سے

کِھل گئے پھول کُو بہ کُو ہو گیا نطق مشک بُو — جاگ اُٹھی صبحِ نو بہار ذکرِ رسولؐ پاک سے

کیف میں ڈھل گئی نظر دل ہوا مطمئن ظفرؔ — ہو گئی زیست خوشگوار ذکرِ رسولؐ پاک سے

——— ظفرؔ اکبر آبادی

ہم مدینے اگر گئے ہوتے — کام بگڑے سنور گئے ہوتے

انؐ کی چشمِ کرم جو ہو جاتی — پار ہم بھی اُتر گئے ہوتے

وہؐ اگر التفات فرماتے — ڈوب کر ہم اُبھر گئے ہوتے

کاش! روضے کی جالیوں کے قریب — ہم بھی باچشمِ تر ہو گئے ہوتے

کاش! ہم رہگزارِ طیبہ میں — خاک بن کر بکھر گئے ہوتے

کبھی اس بارگاہِ عالی میں — کاش! ہم بھی ظفرؔ گئے ہوتے

——— ظفرؔ اکبر آبادی

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو — ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو

پیتے ہی جس کے زندگیِ جاوداں ملی — اس جانفزا زلال کے مینا تم ہی تو ہے

اُٹھ اُٹھ کے لے رہا ہے جو پہلو میں چٹکیاں — وہ دَرد دِل میں کر گئے پیدا تم ہی تو ہو

دُنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے — جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تم ہی تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدارِ یثرب و بطحا تم ہی تو ہو

—— ظفر علی خان

اے خاورِ حجاز کے رخشندہ آفتاب
صُبحِ ازل ہے تیری تجلّی سے فیض یاب

چُوما ہے قدسیوں نے تیرےؐ آستانے کو
تھامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب

شایاں ہے تجھؐ کو سرورِؐ کونین کا لقب
نازاں ہے تجھؐ پہ رحمتِؐ دارین کا خطاب

برسا ہے شرق و غرب پہ ابرِ کرم ترا
آدم کی نسل پر ترےؐ احساں ہیں بے حساب

پیدا ہوئی نہ تیری مواخات کی نظیر
لایا نہ کوئی تیری مساوات کا جواب

خیرالبشر ہے تُوؐ تو ہے خیرالامم وہ قوم
جس کو ہے تیری ذاتِ گرامی سے انتساب

لیکن یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل
حالانکہ تھی تمام زمانے کا انتخاب

مغرب کی دستبرد سے مشرق ہوا تباہ
ایماں کا خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب

دُنیا کے گوشے گوشے میں ہے گرچہ آجکل
اُمت تیری رہینِ ستم ہائے بے حساب

پھر بھی ہے لاج اس کو تیرےؐ نامِ پاک کی
پروانہ وار جس پہ تصدق ہیں شیخ و شاب

ہے ان کے ایک ہاتھ میں سیف یداللّٰہی
اور دوسرے میں ہے تریؐ لائی ہوئی کتاب

اے قبلۂ دو عالم و اے کعبۂ دو کون
تیریؐ دُعا ہے حضرتِ باری میں مستجاب

یثرب کے سبز پردے سے باہر نکال کر
دونوں دُعا کے ہاتھ بہ صد کرب و اضطراب

حق سے یہ عرض کر کہ ترے ناسزا غلام
عقبیٰ میں سرخرو ہوں تو دنیا میں کامیاب

—— مولانا ظفر علی خان

اوّل خُدا نے نُورِ تمہارا عیاں کیا
اس نُور سے بنا یہ زمین و زماں کیا

صاحب دلوں کو حشر تلک ہے وہ سجدہ گاہ
جس سرزمیں میں تم نے قدم سے نشاں کیا

غفلت کے خار ہوش کے تیشے سے کاٹ کر
گلشن بنا کے دِل کو تمہارا مکاں کیا

حاتم کا دِل ہُوا تھا سراپا اگر ضعیف
تجھ عشق نے یہ پھر بر نَو سے جواں کیا

—— ظہور الدین حاتم

ہر لمحہ یہ کہتا ہے مِرا دل میرے آقاؐ
ہے شہرِ مدینہ میری منزل میرے آقاؐ

کب خاکِ مدینہ میری آنکھوں میں سجے گی
کب ہو گی حضوری مجھے حاصل میرے آقاؐ

ہوتی ہے مِری سمت نظر آپؐ کی جس دم
رہتی نہیں مشکل کوئی مشکل میرے آقاؐ

مرہم جو مِلا مُجھ کو مِلا آپ کے دَر سے
دنیا نے کیا تھا مجھے گھائل میرے آقاؐ

کشتی مِری طوفانِ حوادث میں گِھری ہے
پہنچایئے اس کو لبِ ساحل میرے آقاؐ

کب اِذنِ سفر مجھ کو مدینے کا ملے گا
میں بھی تو غلاموں میں ہوں شامل میرے آقاؐ

بس ایک جھلک اپنی دکھا دیجئے مجھ کو
ہوں آپ کے دیدار کا سائل میرے آقاؐ

—— ظہیر احمد ظہیر

حضور رسالتِ مآبؐ کے سامنے ظہور نظر کی التجائیں بے حد اثر آفریں و درد انگریز ہیں۔

رسولِؐ اکرم ___ حضور صلعم ___ خُدا سے کہئے
بزرگ و برتر خُدا سے کہئے
کہ ہم جو اس کی فضیلتوں کو بشارتوں کو بھلا چکے ہیں
محبتوں کو عنائتوں کو نوازشوں کو لٹا چکے ہیں
ہمیں پھر اپنی فضیلتیں دے بشارتیں دے
محبتیں دے عنائتیں دے نوازشیں دے
نہیں تو ہم غفلتوں کے جس تیرہ غار میں محو خواب ہیں

بے ضمیری و بے حسی کی جس بے پناہ گہرائی میں پڑے ہیں

اَبد کے دن بھی وہیں سے ہم کو اُٹھائے گا وہ

رسول اکرم ـــــ حضور صلعم ـــــ ہمیں یقیں ہے

ہمارا ایماں ہے کہ اللہ آپ کی بات مانتا ہے

تمام دنیاؤں ' سب جہانوں میں آپؐ سے بڑھ کے کوئی پیارا نہیں خدا کا

کوئی دلارا نہیں خدا کا ' خدا سے کہئے ـــ خدا را اپنے بزرگ و برتر خدا سے کہیئے۔

کہ ہم کو اپنی عنایتِ خاص سے نوازے۔

کرم کرے ہم پہ

اور ہمیں پھر سے آپ کے دیں پہ

آپ کے نقشِ پا پہ چلنے کی استطاعت دے

استقامت دے حوصلہ دے

ـــــ ظہور نظر

میرے آقا میری سرکارؐ مدینے والے
ہو غلاموں کو بھی دیدار مدینے والے

کون کھاتا ہے جہاں بھر میں کسی غیر کا غم
سب گنہگاروں کے غمخوار مدینے والے

دل شکستہ نہ رہا جو بھی بنا دَر کا گدا
دِل شکستوں کے ہیں دلدار مدینے والے

ہیں ترستے ترِی محتاجی کو سلطاں سارے
کیا نرالا ترِا دربار مدینے والے

تیرےؐ دَر پر ترِیؐ رحمت سے چلا آؤں گا
ہوں میں رحمت کا طلبگار مدینے والے

دین و دُنیا کا رہے خوف نہ اس کو اے ظہیرؔ
جس کے بَن جائیں مددگار مدینے والے

ـــــ ظہیرؔ صدیقی

لہراؤ بہرآن مدینے کی ہواؤ
ہو زیست کا سامان مدینے کی ہواؤ

دل ہو کہ مری جان مدینے کی ہواؤ — سب تم پہ ہیں قربان مدینے کی ہواؤ

آ جاؤ بہت جلد کہ تاخیر نہیں ٹھیک — اب جان ہے مہمان مدینے کی ہواؤ

آ جاؤ اگر تم تو مری نزع کی منزل — ہو جائے گی آسان مدینے کی ہواؤ

گو میں سگِ دنیا ہوں پر اُس دَر سے ہوں منسوب — رکھنا مری پہچان مدینے کی ہواؤ

کب دیکھوں گا میں شہرِ مدینہ کے در و بام — کب نکلیں گے ارمان مدینے کی ہواؤ

پہنچا دو جو پیغامِ ظہیر اُنؐ کے حرم تک — بھولوں گا نہ احسان مدینے کی ہواؤ

—— ظہیر صدیقی

عاصی بھی تمنائی ہوا خُلدِ بریں کا — یہ فیض یہ اعجاز ہے بطحا کے امیںؐ کا

اے دشتِ عرب! اپنی بلندی پہ ہو نازاں — تو مامن و مسکن ہے مرے عرش نشیں کا

اِک سجدہ ترےؐ نقشِ کفِ پا پہ ادا ہو — اَب ایک ہی مصرف ہے گنہگار جبیں کا

توؐ سطوتِ شاہاں کے لئے تیغِ مکافات — توؐ مونس و ہمدرد ہر اک جانِ حزیں کا

توؐ مظہرِ انصاف ہے توؐ روحِ مساوات — توؐ بدرقہ ہر قافلۂ اہلِ زمیں کا

فاراں کی تجلّی ہے مجھے رہبرِ منزل — میں بندۂ بے دام ہوں طیبہ کے امیںؐ کا

اک بوریا اک خرقۂ پیوند زدہ میں — کیا حُسن نکھر جاتا تھا غاروں کے مکیں کا

—— ظہیر کاشمیری

آج اِک بھاگا ہوا مجرم ترا آیا ہوں میں — عمر کے اوقاتِ زریں کو گنوا آیا ہوں میں

قابلِ بخشش نہیں ہوں، اس پہ بھی لیکن حضورؐ! — دل میں اُمیدوں کی اک دُنیا بسا لایا ہوں میں

گرچہ غفلت میں متاعِ دین و دُنیا لُٹ گئی — دل میں تھا اِک دَرد تیرا وہ بچا لایا ہوں میں

حاضری دیتا ترے دَر پر یہ کب توفیق تھی — تیریؐ رحمت کے سہارے پھر چلا آیا ہوں

دو جہاں میں مل نہیں سکتی اماں تیرے سوا — ہر طرف سے ٹھوکریں کھاتا ہوا آیا ہوں میں

کچھ بھی ہوں کیسا بھی ہوں یا رحمتہ اللعالمیں!
لاج رکھ لو! بے دیار و بے نوا آیا ہوں میں

حال جب احباب پوچھیں، تو ظہیر اُن سے کہوں
دِل پہ داغِ معصیت تھے، جو دُھلا لایا ہوں میں

——— ظہیر نیاز بیگی

زہے قسمت جو محبوبِ خُدا اِذنِ حضوری دیں
خوشا وقتے کہ جب ہو جانبِ طیبہ سفر میرا

وہ رستے جن پہ ہیں نقشِ قدم محبوبِ باری کے
میں آنکھوں سے انہیں چُوموں گزر ہو گر ادھر میرا

بحمد اللہ! نعتِ مصطفیٰؐ ہے میرا سرمایہ
عدم کی منزلوں میں ہے یہی رختِ سفر میرا

مواجہہ پر ہوا ایسا کرم سرکارؐ والا کا
نشانِ عفو و بخشش بن گیا دامانِ تر میرا

مری بے تابیِ جاں کو قرار آئے گا طیبہ میں
مسیحا ہے وہیں میرا، وہیں ہے چارہ گرؐ میرا

میں عابد جذب ہو جاؤں مدینے کی فضاؤں میں
بنے تا حشر، شہرِ رُوحِ عالم، مستقر میرا

——— ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

محبوبِ کائنات خُدا کے حبیبؐ ہیں
آقا نظر سے دُور ہیں دل کے قریب ہیں

جن کو رسولِؐ پاک نے دَر پر بلا لیا
کس درجہ بامراد ہیں، کیا خوش نصیب ہیں

ہر گام اُن کی یاد کے روشن رہیں چراغ
اس منزلِ حیات کے رستے مہیب ہیں

صدیقؓ اور عمرؓ کی رفاقت تو دیکھیے
وہ آج بھی حبیبِؐ خُدا کے قریب ہیں

اُن کی نگاہِ لطف ہی دے گی سکونِ دل
عابد کے دردِ دل کے وہی تو طبیب ہیں

——— عابد نظامی

محفوظ بے سبب نہیں خوف و خطر سے ہم
رکھتے ہیں ربطِ خاص شہہ دیں کے دَر سے ہم

جچتا نہیں نگاہ میں کوئی حسیں مقام
جس دن سے ہو کے آئے ہیں تیرے نگر سے ہم

اے رحمتِ تمام یہ فیضان ہے ترا
نا آشنا تھے ورنہ دُعا کے اثر سے ہم

عابدؔ! جہاں میں کوئی ہمیں جانتا نہ تھا
ممتاز ہیں تعلقِ خیر البشرؐ سے ہم

——— خواجہ عابدؔ نظامی

اُنہی کی ذات ہے انسان کے ہر درد کا درماں
مصیبت میں جو کام آئے وہ نامِ مصطفیٰؐ دیکھا

وہ ہیں مخلوق میں سب سے حسیں تخلیق خالق کی
خُدا کی کل خدائی میں نہ اُنؐ سا دوسرا دیکھا

رسولؐ اللہ کے در سے ملے دنیا و دیں دونوں
خُدا کا شکر ہے میں نے نہیں دَر اور کا دیکھا

دوائے دردِ عصیاں ہم نے پائی ہے مدینے سے
گنہگاروں کا دنیا میں یہی دارالشفاء دیکھا

رسائی عبد کی معبود تک ممکن نہ تھی ہرگز
نبیؐ کی راہ پر چل کر خُدا کا راستہ دیکھا

——— عابد نظامی

کعبۂ عارفاں مدینہ ہے
قبلۂ عاشقان مدینہ ہے

آؤ! دُنیا کے مضطرب لوگو
جائے امن و اماں مدینہ ہے

کور چشموں کو کیسے سمجھاؤں
نُور کا اِک جہاں مدینہ ہے

کیوں نہ میں اس کی یاد میں تڑپوں
میرا دِل میری جاں مدینہ ہے

کعبہ آنکھوں کی روشنی ہے اگر
راحتِ قلب و جاں مدینہ ہے

——— عابد نظامی

یارب! مِری یہ شام و سحر التماس ہے
طیبہ مجھے دکھا! کہ بہت جی اداس ہے

دُنیا میں بھی انہی کے کرم سے ہوں سربلند
روزِ جزا بھی اُنؐ کی شفاعت کی آس ہے

اللہ نے حبیبؐ کو وہ مرتبہ دیا
ہر اختیارِ کون و مکاں اُن کے پاس ہے

دل اُن کے ذکرِ خیر سے بھرتا نہیں کبھی
میرے نبیؐ کے نام میں ایسی مٹھاس ہے

سرکارؐ کے مقام سے ہیں آشنا وہی
پہلو میں جن کے قلب حقیقت شناس ہے

عابدؔ! مِرا عقیدہ و مسلک ہے بس یہی
عشقِ رسولِؐ ہاشمی دیں کی اساس ہے

——— عابدؔ نظامی

جو رسولِ ہاشمیؐ کے آستاں تک آ گئے
وہ حقیقت میں درِ باغِ جناں تک آ گئے

اللہ اللہ! زائرینِ ارضِ طیبہ کا مقام
اِس زمیں تک آنے والے آسماں تک آ گئے

وہ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ بن گئے
جو مِرے اُمّی لقب کے آستاں تک آ گئے

یا رسولؐ اللہ! مسلمانوں پہ ہو چشمِ کرم
فرقہ بندی میں اُلجھ کر یہ کہاں تک آ گئے

اب تو شانِ قیصر و کسریٰ نظر میں ہیچ ہے
اَب تو ہم عابدؔ! درِ شاہِ شہاں تک آ گئے

——— عابدؔ نظامی

میرے دِل میں ہے یہ ارمان رسولِؐ عربی
جان ہو آپ پہ قربان رسولِؐ عربی

اللہ اللہ! یہ رتبہ یہ بلندی یہ عروج
ہوئے اللہ کے مہمان رسولِؐ عربی

اِک تیری ذاتِ مقدّس کی بدولت ہی تو ہے
دہر میں عظمتِ انسان رسولِؐ عربی

اس کو دُنیا بھی ملی دیں بھی اُسی نے پایا
جس نے تھاما تِرا دامان رسولِؐ عربی

یہ تِری چشمِ تلطف کا ہے ادنیٰ اعجاز
بے نوا ہو گئے سلطان رسولِؐ عربی

ذاتِ باری کا نہ عرفان ہو جب تک حاصل
نہیں ممکن تِری پہچان رسولِؐ عربی

سلکِ انفاسِ محبت سے رفو ہو جائے
اب مرا چاک گریبان رسولِؐ عربی

اب تو ہوں دور غم وحزن کے گہرے سائے
اب تو ہوں مشکلیں آسان رسولِؐ عربی

لُطف کی اُن پہ نظر ہو کہ پریشان ہیں آج
ساری دُنیا کے مسلمان رسولِؐ عربی

تیرا عابدؔ یہ تیریؐ آل کا ادنیٰ خادم
تیرے صدقے تیرےؐ قربان رسولِؐ عربی

——— عابدؔ نظامی

مُجھ پہ پھر لُطف وکرم ہو شہہِ والا تیرا!
خواب میں پھر نظر آئے رخِ زیبا تیرا!

اہلِ عرفاں کا یہ کہنا ہے کہ انسانوں میں
ایک صدیقؓ نے پہچانا ہے رُتبہ تیرا

صرف مخلوق ہی قرباں نہیں ہوتی تجھ پر
خود ہی خلّاقِ جہاں والی وشیدا تیرا

روزِ محشر! وہ گنہگاروں کے سَر پر ہو گا
پیکرِ نُورا! نہ تھا اس لئے سایہ تیرا

ـــــــ عابد نظامی

دولتِ دُنیا نہ اسباب جہاں درکار ہے
مجھ کو بس لُطفِ شہہِ کون ومکاں درکار ہے

غم کے صحرا میں ہوں تنہا' ہر طرف ہے تیز دھوپ
یا رسولؐ اللہ! کرم کا سائباں درکار ہے

تیرے دَر کو چھوڑ کر جاؤں تو اَب جاؤں کہاں
اے پناہِ عاصیاں! تیری اماں درکار ہے

میرے غم خانے کی بھی تاریکیاں کافور ہوں
چشمِ رحمت' اے سراجِ ضوفشاں' درکار ہے

طائرِ جاں ' جو ہے عرصہ سے گرفتارِ اَلَم
گلشنِ طیبہ میں اس کو آشیاں درکار ہے

جس کی توقیر وبلندی پر ہے رشکِ افلاک کو
سجدۂ دِل کے لئے وہ آستاں درکار ہے

ـــــــ عابدؔ نظامی

چلو مدینے چلیں ہونگی مشکلیں آساں
ہیں دو جہان کے مشکل کُشا مدینے میں

مِری نظر میں بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ
جو دیکھتے ہیں درِ مجتبیٰؐ مدینے میں

درِ حضورؐ پہ پہنچوں تو پھر نہ آؤں کبھی
گذاروں عُمر میں بَن کر گدا مدینے میں

درِ رسولؐ سے جو چاہو مانگ لو عارفؔ!
قبول ہوتی ہے سب کی دُعا مدینے میں

ـــــــ عارفؔ امرتسری

ترّے ذکر نے ترّے فکر نے مرے دل کو بابِ حرم کیا
مرے شاہؐ! تجھ پہ سلام ہو تیری ذات نے یہ کرم کیا

میں سدا کا عاصی و پُر خطا' تُو ہمہ شفا تُو ہمہ عطا
اِنہی رحمتوں کے نزول نے مرا لمحہ لمحہ ارم کیا

یہ دُرودِ پاک کے لفظ جو میرے قلب و ذہن پر نقش ہیں
ترا عکسِ پاک جھلک گیا تیری نعت کو جو رقم کیا
تیرے لُطفِ خاص سے دل مرا ہے حریمِ نُور میں آ گیا
تری نگہہ لطف و کرم نے ہی یہ سکونِ جان بہم کیا
مرے سیدا! تیری آرزو مرے جان و دل میں سما گئی
تری دید میں تیرے شوق میں، میں نے ترک نالہ و غم کیا
گو فگار و صیدِ الم ہوں میں یہ اُمیدِ لطف و کرم بھی ہے
مجھے آس ہے تجھے پاس ہے میں نے چشمِ غم کو جو نم کیا

____ عارف رضا

عظمتِ اخلاق کا مینار ہے اس شہر میں
عدل واستقلال کی دیوار ہے اس شہر میں
بے سہاروں کا سہارا، بے اُمیدوں کی اُمید
بے کسوں کا بہتریں غمخوار ہے اس شہر میں
جس کے آگے ہیں شہانِ دہر کے دربار ہیچ
ایسا عالی شان اِک دربار ہے اس شہر میں
یہ حقیقت ہے یہیں ہے زندگی کا بانکپن
رنگ، خُوشبو، کیف، مستی، پیار ہے اس شہر میں
آگہی ہے روشنی ہے، فہم ہے عرفان ہے
صدق ہے، اخلاص ہے، ایثار ہے اس شہر میں

____ عارف سیمابی

عارف عبدالمتین کسی زمانے میں پُر جوش اشتراکی تھے اور ترقی پسند تحریک کے ساتھ ان کی نمایاں وابستگی تھی۔ قرآن، حدیث اور علومِ اسلامیہ کے مطالعے نے ان کی ماہیت قلبی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ آج فضل ایزدی سے وہ علومِ اسلامیہ کے استاد ہیں اور حضورؐ علیہ السلام کے ساتھ اُن کی عقیدت و محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی نعتوں کے ذریعے اپنی دل بستگی کے پُھول دربارِ رسالتؐ مآب میں بار بار پیش کرتے دیکھے جاتے ہیں۔

تھے ایک وہ بھی، کہ جو دیکھتے رہے برسوں
نماز تیری، دعائیں تری، وضو تیرا

ہیں ایک ہم بھی کہ ایک عمر ہونے آئی ہے ۔۔۔ سراغ ڈھونڈتے پھرتے ہیں کُو بہ کُو تیرا
ہر ایک عہد نے تُجھ کو خراج پیش کیا ۔۔۔ ہر ایک عہد میں شہرہ تھا چار سُو تیرا
ثبوت ہے تیریؐ عظمت کا تیریؐ رفعت کا ۔۔۔ تیریؐ ثنا پہ ہے مجبور خود عُدو تیرا
میں کس طرح سے تہی دست مان لوں تُجھ کو ۔۔۔ کہ میرے ہاتھ میں ہے برگِ آرزو تیرا
ادا کروں تو کروں کیسے تیری نعت کا حق ۔۔۔ مُجھے نصیب نہیں طرزِ گفتگو تیرا

—— عارف عبدالمتین

میں اکیلا چل رہا تھا زندگی کی راہ پر ۔۔۔ تیری یادوں سے ہُوا ہوں کارواں در کارواں
تیرے نقشِ پا سے پایا میں نے منزل کا سراغ ۔۔۔ میں کہ اپنے راستے کا آپ تھا سنگِ گراں
تیرے لُطفِ خاص سے حاصل ہوا عرفانِ سُود ۔۔۔ ورنہ جینے ہی نہ دیتا تھا مجھے کربِ زیاں
تجھ کو دو گُونہ سفارت کا شرف تفویض ہے ۔۔۔ تُو خُدا کا ہی نہیں انساں کا بھی ہے ترجماں
تیریؐ رحمت میری ہستی کو سَدا گھیرے رہے ۔۔۔ میں زمیں تیری بنوں میرا بنے "تو" آسماں

—— عارف عبدالمتین

شام ڈھل کر بھی رہی ہم کو میسر روشنی ۔۔۔ آپؐ کے صدقے میں ہے اپنا مقدّر روشنی
کر دیا ہو گا اشارہ آپؐ نے کوئی ضرور ۔۔۔ روز آتی ہے مرے گھر آپ چل کر روشنی
سرورِ کونینؐ سے میں نے کیا ہے اکتساب ۔۔۔ شہر میں ظلمت سہی ، ہے میرے اندر روشنی
محسنِ انسانیت کا یہ بھی ہے فیضانِ خاص ۔۔۔ ظلمتِ شب میں کرم فرما ہے مُجھ پر روشنی
ہر طرف نُورِ جمالِ مصطفیٰؐ کا عکس ہے ۔۔۔ پیڑ ، بادل چاندنی، سورج، سمندر، روشنی
دن جمالِ مصطفیٰؐ ہے رات ہے کملی کا نام ۔۔۔ یوں اندھیروں میں چھُپی رہتی ہے شب بھر روشنی
ہے رسالت آپ کی ہر اک زمانے کے لئے ۔۔۔ ہے یقیناً آج بھی دنیا کی رہبر روشنی

—— عارف معین بلے

وہ نظر آتا ہے دیکھ اے دل سوادِ کُوئے دوست — گوشہ گوشہ سے جہاں کے آ رہی ہے بوئے دوست
آج آساں ہو گئی دشواریِ منزل مجھے — کھینچ لایا مجھ کو میرا جذبۂ دل سُوئے دوست
اے وفورِ شوق اتنی فرصتِ نظارہ دے — جذب کر لوں دیدہ و دل میں بہارِ رُوئے دوست
ہائے کتنی جاںفزا ہے لذّتِ زخمِ جگر — وائے وہ دِل جو نہیں ہے کشتۂ ابرُوئے دوست
ذوق و شوقِ دل کا مدّت سے تقاضا ہے یہی — جان و دل میں جذب کر لو ہر ادائے خُوئے دوست
اس طرح دل میں بساؤں نکہتِ گلہائے حُسن — پھُوٹ نکلے ہر بُنِ مُو سے میرے خوشبوئے دوست

——— عارفی

السلام اے مُونسِ بے چارگاں — السلام اے دستگیرِ بے کساں
آں کہ در عقلم نہ گنجد شانِ تُست — در گمانم آنچہ ناید آنِ تُست
ایں قدر دانم کہ ربِّ ذوالجلال — آفریدت منتہائے ہر کمال
یا رسولؐ اللہ بر تو صبح و شام — بے شمار از من دُرود است و سلام

——— عارفی

سید عاصم گیلانی میدانِ محبت کے غازی ہیں حضور رسالت مآبؐ کے عشق سے سیراب و سرشار ہیں۔

وہ شب و روز وہ پُر نُور زمانے ڈھونڈے — دل پھر اس دَر پہ پہنچنے کے بہانے ڈھونڈے
ان کے قدموں میں جو اک خواب کی صورت گذرے — چشم پُر نم وہی لمحات سہانے ڈھونڈے
کون سے دل سے کوئی بابِ حرم سے اٹھتا — عذر کیا کیا نہ مری لغزشِ پا نے ڈھونڈے
پھر کسی سمت نہیں آنکھ اٹھا کر دیکھا — آپ کے نقشِ قدم جب سے صبا نے ڈھونڈے
دائی آپؐ کے اصحاب کی قربت ٹھہری — جاں تجلّی ہو کے بھی پہلو میں ٹھکانے ڈھونڈے

کیوں نہ اڑتا ہوا جائے سوئے طیبہ عاصم
کیوں نئے دور میں اسباب پرانے ڈھونڈے

—— سیّد عاصم گیلانی

اُنہی کے لطف سے ہے جوش پر قلزم ندامت کا
اُنہی کے فیض سے چھلکی ہے میری چشمِ تر یارب!

جہاں پر سائلوں کی ہر دُعا مقبول ہوتی ہے
زہے قسمت! نگاہوں میں ہے وہ بابِ اثر، یارب!

میسر ہو جسے اک بار اُنکی آستاں بوسی
کسی بھی آستاں پر پھر نہیں جھکتا وہ سر یارب!

مدینے سے میں آیا ہوں یہی اِک آرزو لے کر
کہ پہنچوں بارگاہِ ناز میں بارِ دگر یارب!

رہے عاصم! ترے محبوبؐ کے دامن سے وابستہ
نہ غم دنیا کا ہو اس کو نہ محشر کا خطر یارب!

—— سیّد عاصم گیلانی

صدقِ دل سے جب پکارا ہم درِ اقدس پہ تھے
جس قدر بھی فاصلہ تھا سب سمٹ کر رہ گیا

خود میں لوٹ آیا مگر میرا تصور بالیقیں
سرورِ کونین کے در سے لپٹ کر رہ گیا

آپؐ ہی کی دستگیری سے اسے تسکیں ملی
جب بھری دنیا میں عاصم سب سے کٹ کر رہ گیا

—— سید عاصم گیلانی

اِس طرح پہنچی ہے مجھ تک اُن کے گھر کی روشنی
دیکھتے ہیں لوگ آ کر میرے گھر کی روشنی

زائیروں پر سرورِ کونین کا ہے فیضِ عام
کہہ رہی ہے دمبدم گردِ سفر کی روشنی

آپؐ گزرے تھے جہاں سے نور برساتے ہوئے
کہکشاں سی بن گئی ہے رہ گزر کی روشنی

سوئے خیر الوریٰ ہے رنگ و بو کا اک جہاں
آپؐ کا احسان ہے قلب و نظر کی روشنی

—— عاصم گیلانی

اشک آنکھوں سے رواں آواز بھرائی ہوئی
اللہ اللہ! اُن کے در پر کیا پذیرائی ہوئی

التجا آمیز نظروں سے اُنہیں دیکھا کیا
بِن کہے اس آستاں پر میری شنوائی ہوئی

آپؐ کے غم کے علاوہ کوئی بھی اپنا نہ تھا
آپؐ کی چشمِ کرم کی منتظر ہے یا نبیؐ!
نُور کے پیکر میں ڈھل کر آ گئی یادِ حضورؐ

چھوڑ کر چلتا بنا جس سے شناسائی ہوئی
تک رہی ہے سُوئے طیبہ خلق گھبرائی ہوئی
آخرِ شب شہرِ دل میں محفل آرائی ہوئی
—— سیّد عاصم گیلانی

بھیگ جاتی ہیں خود بخود پلکیں
دل سے جب ہم دُرود پڑھتے ہیں
اُن کو چاہو تو ذاتِ باری بھی
نُور سا ذہن میں برستا ہے

دل سے جب اُن کی بات ہوتی ہے
وجد میں کائنات ہوتی ہے
مائلِ التفات ہوتی ہے
ذہن میں جب وہؐ ذات ہوتی ہے
—— سید عاصم گیلانی

اُن کی رضا پہ ہم بھی رضامند ہو گئے
اُمڈا جو سیلِ اشک تو پلکوں کو سی لیا
آزاد ہو گئے غمِ روزِ حساب سے
سارے جہاں کے درد سمٹ کر بصد نیاز
اس آستانِ پاک کا اللہ رے فیضِ عام
آقا کے دَر سے ان کو ملی منزلِ مراد

مقبولِ بارگاہِ خُداوند ہو گئے
گویا گہُر صدف میں نظر بند ہو گئے
جو لوگ اُن کے لطف کے پابند ہو گئے
ان کی قبائے پاک کے پیوند ہو گئے
جو دل زدہ بھی آ گئے خورسند ہو گئے
جن پر نشاطِ زیست کے دَر بند ہو گئے
—— عاصم گیلانی

اُنؐ سے نسبت ہو تو پھر کیوں نہ کرے ناز کوئی
وہ یہیں ہیں نہ اُنھیں ڈھونڈ زمانے بھر میں
اُس کے قدموں سے لپٹ جاتی ہے منزل آ کر

اس سے بڑھ کر نہیں کونین میں اعزاز کوئی
شہرِ دل سے مجھے دیتا ہے یہ آواز کوئی
آپؐ کے نام سے کرتا ہے جو آغاز کوئی

پھر ہے خیبر کی طرح یورشِ اغیار آقا!
عزمِ حیدرؓ لئے کب آئے گا جانباز کوئی؟

—— سید عاصم گیلانی

اُن کے دَر پر جو دل فگار آئے
بگڑی تقدیر وہ سنوار آئے

کہکشاں بن کے تا اَبد چمکے
زیرِ پا جو بھی رہگزار آئے

چُوم لینا وہاں کی خاکِ صبا!
میرے آقاؐ کا جب دیار آئے

جن کا مرکز ہو گنبدِ خضرا
اُن نگاہوں پہ کیوں نہ پیار آئے

صاف ہو آئینہ اگر دل کا
روبرو کیوں نہ عکسِ یار آئے

دَر پہ بلوائیں وہ اگر عاصم
پھر غلامی کا اعتبار آئے

—— سید عاصم گیلانی

بھیجنا ان پر دُرود اور دِل کے اندر دیکھنا
کیسے قطرے میں سماتا ہے سمندر دیکھنا

کیسے کیسے پُھول برساتی ہے اُنؐ کی آرزو
دیکھنا چاہو تو میرا دامنِ تر دیکھنا

راہِ طیبہ میں صعوبت؟ ہوش کی باتیں کرو
پُھول بنتے جائیں گے راہوں کے پتھر دیکھنا

اللہ اللہ! وقتِ رخصت زائروں کی کیفیت
دو قدم چلنا ٹھہرنا اور مُڑ کر دیکھنا

شافعِ روزِ جزا کا ہوں غلامِ کمتریں
بخشوا لیں گے وہ مجھ کو روزِ محشر دیکھنا

کیوں نہ خوش بختی پہ اپنی ناز ہو عاصم انہیں
جن کی قسمت میں ہو دربارِ پیمبرؐ دیکھنا

—— سید عاصم گیلانی

اشک آنکھوں سے رواں آواز بھرائی ہوئی
اللہ اللہ! اُنؐ کے دَر پر کیا پذیرائی ہوئی

التجا آمیز نظروں سے انہیں دیکھا کیا
بن کہے اُس آستاں پر میری شنوائی ہوئی

کیوں نہ ہر جھونکا ہو اس کا باعثِ تسکینِ جاں
چُوم کر روضے کی جالی ہے صبا آئی ہوئی

آپ کے غم کے علاوہ کوئی بھی اپنا نہ تھا
آپ کی چشمِ کرم کی منتظر ہے یا نبیؐ

چھوڑ کر چلتا بنا جس سے شناسائی ہوئی
تک رہی ہے سُوئے طیبہ خلق گھبرائی ہوئی
—— سید عاصم گیلانی

دربارِ رسالتؐ میں کس منہ سے قدم رکھوں
توصیفِ نبیؐ لب پر رُخ سُوئے حرم رکھوں
پلکوں پہ چراغاں کا منظر نہ کوئی دیکھے
جاؤں تو نہ آؤں پھر بس اتنی سی حسرت ہے

میں اُن کا گدا گر ہوں اُمیدِ کرم رکھوں
یہ رختِ سفر ہر دم میں بہرِ عدم رکھوں
توفیق جو حق بخشے چاہت کا بھرم رکھوں
ہر لحظہ مدینے سے اِک ربط بہم رکھوں
—— عاصم گیلانی

عاصی کرنالی کی دُعا پر قربان ہونے کو دل چاہتا ہے۔

میں اُنؐ کے دَر پہ جاؤں وہ دن خدا دکھائے
اس خطّہ حسیں میں جلوؤں کی سرزمیں میں
ہر روشنی سمیٹوں ہر نُور جذب کر لوں
جن راستوں نے اُنؐ کے قدموں کے نقش چومے
اُس شہرِ زندگی میں جو چشمِ شوق دیکھے
دُھل جائیں سارے دھبے فردِ عمل کے عاصی

دِل کی مراد پاؤں وہ دِن خُدا دکھائے
آنکھوں کو آزماؤں وہ دِن خُدا دکھائے
جلوؤں میں ڈوب جاؤں وہ دِن خُدا دکھائے
پلکیں وہاں بچھاؤں وہ دِن خُدا دکھائے
احباب کو دکھاؤں وہ دِن خُدا دکھائے
اشک اس قدر بہاؤں وہ دِن خُدا دکھائے
—— عاصی کرنالی

مرے عظیم نبیؐ! میرے مقدّر آقاؐ!
یہ سوزِ جاں یہ غمِ دل یہ چشمِ تر آقاؐ!
نہ جانے کیوں چھلک اُٹھتی ہیں خود بخود آنکھیں

خُدا کے بعد تری ذات معتبر آقاؐ!
مری طلب میرا مقصود! تیرا دَر آقاؐ!
کوئی جو آتا ہے طیبہ سے لوٹ کر آقاؐ!

وہ بستیاں جو مرے جان و دل میں ہیں آباد
وہ بستیاں مجھے آئیں گی کب نظر آقا!

مرا خُدا مجھے اس مرگِ بے شرف سے بچائے
مروں نہ تیری زیارت سے پیشتر آقا!

مری تڑپ میں بناوٹ نہیں خُدا کی قسم!
تُجھے تو ہے مرے جذبات کی خبر آقا!

——— عاصی کرنالی

پہنچوں درِ سرکارؐ پہ چاہا تو یہی ہے
آگے مری تقدیر تمنّا تو یہی ہے

اِک خاص مہک آنے لگی موجِ ہوا میں
آثار بتاتے ہیں مدینہ تو یہی ہے

یہ اُن کی رضا ہے مجھے بھیجیں مجھے روکیں
واپس میں نہیں آؤں گا سوچا تو یہی ہے

طیبہ میں ہوں سب کچھ مرے دامن میں ہے عاصی
دُنیا کا کروں کیا، میری دُنیا تو یہی ہے

——— عاصی کرنالی

فصیلِ زیست پہ بجھتا ہوا دیا ہوں میں
منارِ نُورؐ! ترا عکس چاہتا ہوں میں

میں خاکِ محض میں انبارِ گل میں مُشتِ غبار
تری نگاہ جو پڑ جائے کیمیا ہوں میں

مرے حبیبؐ! مری حسرتِ نگاہ تو دیکھ!
مدینہ دیکھنے والوں کو دیکھتا ہوں میں

مرے کریمؐ! تری بارشِ کرم کو سلام
کہ نارسائی کے شعلوں میں جل رہا ہوں میں

دُرود ہو تری رحمت مآب کملی پر
ردائے یاس میں لپٹی ہوئی خطا ہوں میں

میں کون؟ ذرۂ خاکِ درِ نبیؐ عاصی
ستارے عرشِ معلّیٰ سے توڑتا ہوں میں

——— عاصی کرنالی

ازل سے تا ابد، میلہ سا لگ جائے گا، صُبحوں کا
اگر وہ از رہِ لطف و نوازش مسکرا دیں گے

سبھی کچھ مانگ لو اُنؐ سے، نہ دیکھو اپنے دامن کو
کہ وہ دیتے ہوئے دامن کی وسعت بھی بڑھا دیں گے

یہاں محتاجِ رحمت ہم، وہاں رہنِ شفاعت ہم
یہاں انؐ کو پکاریں گے، وہاں انؐ کو صدا دیں گے

ہمیں اے حاجیو! باتیں سناؤ شہرِ دلبر کی
تمہارا، عمر بھر احسان مانیں گے، دُعا دیں گے

ہمیں وہ ہاتھ چھونے دو' جو اس جالی کو چھوتے تھے ۔۔۔ رسول اللہ تمہیں اس خاص نیکی کی جزا دیں گے
ہمیں انؐ کی ثنا میں لب کُشا ہونے تو دو عاصی ۔۔۔ بہ فیضِ ذکرِ حضرت ' جابہ جا شمعیں جلا دیں گے

—— عاصی کرنالی

دِل میں ہے دَرد کا طوفان مدینے والے! ۔۔۔ کوئی تسکین کا سامان! مدینے والے!
اِک تمنّا ہے یہی صبحِ مدینہ دیکھوں ۔۔۔ ذوقِ آوارہ پہ احسان! مدینے والے!
تیریؐ صورت تیریؐ سیرت تیریؐ عظمت کا کمال ۔۔۔ ہے مِرے سامنے قرآن مدینے والے!
سہمے سہمے ہوئے جذبات لئے پھرتا ہُوں ۔۔۔ میرے حق میں کوئی فرمان! مدینے والے!
توڑ ڈالے گا یقیناً" بُتِ پندار عاطؔر ۔۔۔ دے پلا دے مئے عرفان! مدینے والے!

—— عاطؔر ہاشمی

شب و روز مشغولِ صلّی علیٰ ہوں ۔۔۔ میں وہ چاکرِ خاتمِ انبیاء ہُوں
نگاہِ کرم سے نہ محروم رکھیو ۔۔۔ تمہارا ہوں میں گر بُھلا یا بُرا ہُوں
مِرے لحن پر رشک داؤد کو ہے ۔۔۔ مدینے کی گلیوں کا نغمہ سرا ہُوں
میں ہوں ہر دو عالم سے آزاد نشتؔر ۔۔۔ گرفتارِ زلفِ رسولِؐ خُدا ہُوں

—— سردار عبدالرب نشتؔر

محبوبِؐ کبریا سے میرا سلام کہنا! ۔۔۔ تُجھ پر خُدا کی رحمت!اے عازمِ مدینہ!
نُورِ محمدیؐ سے روشن ہے تیرا سینہ! ۔۔۔ جب ساحلِ عرب پر پہنچے ترا سفینہ!
اس وقت سر جھکا کر للہ! با قرینہ ۔۔۔ سلطانِؐ انبیاء سے میرا سلام کہنا!
ساحل پر آتے آتے موجوں کو چُوم لینا! ۔۔۔ موجوں کے بعد دلکش ذرّوں کو چُوم لینا!
پھر نور والضحیٰ سے میرا سلام کہنا! ۔۔۔ سلطانِؐ انبیاء سے میرا سلام کہنا!

دربارِ مصطفیؐ کی حاصل ہو جب حضوری
پیشِ نظر ہو جس دم وہ بارگاہِ نُوری

ہو دُور رنج و کلفت مِٹ جائے فکرِ دوری
دیدارِ مصطفیؐ کی جب آرزو ہو پوری

والشمس والضحیٰ سے میرا سلام کہنا!
سلطانِ انبیاءؐ سے میرا سلام کہنا!

روضے کی جالیوں کے جس دم قریب جانا!
رو رو کے حالِ مسلم سرکارؐ کو سنانا!

بے ساختہ لپٹنا جوشِ جنوں دکھانا!
سینے سے بھی لگانا آنکھوں سے بھی لگانا!

پھر نُورِ حق نُما سے میرا سلام کہنا!
سلطانِ انبیاءؐ سے میرا سلام کہنا!

——— عبدالحمید

اس ساقی کی صہبا لاوے
ایماں کو پروان چڑھا دے

وہ مے جس کے پینے والے
یعنی اَبد تک جینے والے

موت سے ہنس کر لڑ جاتے ہیں
میدانوں میں اُڑ جاتے ہیں

جن کے چہرے نُور بھرے ہیں
جن کے کاروبار کھرے ہیں

ساقیؐ! تیرے نام کے صدقے!
تیرے فیضِ عام کے صدقے!

——— عبدالحمید عدمؔ

نسیما جانبِ بطحا گزر کُن
ز احوالم محمدؐ را خبر کُن

ببر ایں جانِ مشتاقم دراں جا
فدائے روضۂ خیر البشر کُن

تُوئی سلطانِ عالم یا محمدؐ!
ز روئے لطف سُوئے من نظر کُن

مشرف گرچہ شد جامیؔ ز لطفت
خدا یا ایں کرم بارِ دگر کُن

——— مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ

یا محمدؐ! بہ منِ بے سروساماں مددے!
قبلۂ دیں مددے! کعبۂ ایماں مددے!

لیس فی غیرکؔ، یا سیدِ مکّی مدنی!
سویم افگن نظرے، برمنِ حیراں مددے!

عاصیم، پُر گنہ ام، سخت غریبی دارم
رحم فرما بہ غریبی بہ غریباں مددے!

بارِ عصیاں بسر آوردہ جامی بدرت
یا رسولِؐ عربی شافعِ عصیاں مددے!

——— مولانا عبدالرحمٰن جامی

کے بود یارب! کہ رُو در طیبہ و بطحا کُنم
گہ بہ مکہ منزل و گہ در مدینہ جا کُنم

برکنارِ زمزم اے دل! برکشم یک زمزمہ
وز دو چشمِ خوں فشاں آں چشمہ را دریا کُنم

بر درِ بابِ السلام آیم و گریم زار زار
گہ بہ بابِ جبرئیل از شوق واویلا کُنم

گردِ صحرائے مدینہ بوئت آید یا رسولؐ!
جانِ خود را من فدائے خاکِ آں صحرا کُنم

خواہم از سودائے پا بوست نہم سر در جہاں
یا بپائت سر نہم یا سر دریں سودا کُنم

آرزوئے جنت الماوٰی بروں کردم ز دل
جنتم ایں بس کہ بر خاکِ درت ماوا کُنم

یا رسولؐ اللہ! مارا سُوئے خود راہے نُما
تازِ فرقِ سَر قدم سازم ز دیدہ پا کُنم

——— مولانا عبدالرحمٰن جامی

رائج ہزار ڈھنگ ہُوں ذکرِ حبیبؐ کے
شاہیں سے مانگئے نہ چلن عندلیب کے

مانا حبیبؐ خالقِ اکبر رسولؐ کو
خیر الورٰی و شافعِ محشر رسولؐ کو

لیکن جو ذات مدحِ بشر سے بلند ہے
ہم سے یہ پوچھئے کہ ہمیں کیوں پسند ہے

جب بھی سپاہیوں سے پیمبرؐ کو پوچھئے
خندق کا ذکر کیجئے خیبرکو پوچھئے

بدر و اُحد کے قائدِ لشکر کو پوچھئے
یا غزوۂ تبوک کے سرورؐ کو پوچھئے

ہم کو حنین و مکّہ و موتہ بھی یاد ہیں
ہم اُمتّی بانیِ رسمِ جہاد ہیں

لڑتے ہیں جس کے شوق میں ہم جُھوم جُھوم کر
پیتے ہیں جامِ مرگ کو بھی چُوم چُوم کر

ہاں مفتی و فقیہ نہیں مان لیتے ہیں
ناموسِ مصطفٰیؐ پہ مگر جان دیتے ہیں

——— عبدالرحمٰن کیانی

زمانے کی گلیوں کی سردار گلیاں
ہیں طیبہ کی گلپاشں و گل بار گلیاں

محمدؐ کے پاؤں کو چھوتی رہی ہیں
یہ دلدار راہیں یہ دلدار گلیاں

جدھر سے بھی آؤں کراتی ہیں مجھ کو
ترے سبز گنبد کا دیدار گلیاں

ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی
پناہِ مساکین و ابرار گلیاں

محبّت کے ماروں کی ہمراز ہیں یہ
بتاتی ہیں اُلفت کے اسرار گلیاں

—— عبدالرشید نسیم طالوت

مدینے کی بہاریں میں بھی دیکھوں
جنہیں مدّت سے میری آنکھ ترسے

قریں خود منزلِ مقصود آئے
بلائیں مجھ کو آقا جو اُدھر سے

زیارت کی تڑپ کتنی ہے دِل میں
عیاں سب کچھ ہے میری چشمِ تر سے

تمنّا بس یہی راسخ ہے دِل میں
سدا لپٹا رہوں آقاؐ کے دَر سے

—— عبدالرؤف راسخ

السلام اے شاہِ دنیا شاہِ دیں
السلام اے رحمتہ اللعالمینؐ

سامنے بیٹھا ہُوں میں روضہ کے آج
مجھ کو اپنے پر نہیں آتا یقیں

ہیں نشاں قدموں کے جس جا آپؐ کے
رکھ دیا سر میں نے بھی اپنا وہیں

جو ملا مجھ کو سکونِ قلب یاں
میں نے پایا ہی نہیں ایسا کہیں

زارقبری آپ کا ارشاد ہے
اَب شفاعت میری ہو گی بالیقیں

مانگ لے راسخ ہے جو کچھ مانگنا
وقت ایسا بار بار آتا نہیں

—— عبدالرؤف راسخ

انسان کو بنایا ہے انساں بھی آپ نے
صدق و صفا کے آپ ہیں جوہر مرے رسولؐ

جب کہہ دیا خُدا نے رؤف الرحیم ہیں / بھولیں گے مجھ کو کیا سرِ محشر مِرے رسولؐ
بوبکرؓ ہوں عمرؓ ہوں کہ عثمانؓ یا علیؓ / ہوں نوکروں کا آپ کے نوکر مِرے رسولؐ
اب ڈر نہیں جبیں کے بھٹکنے کا مطلقاً / قبلہ نُما ہیں جب مِرے رہبر مِرے رسولؐ
راسخ میں جا ہی پہنچوں مدینے میں سَر کے بل / روشن کریں جو مِرے مقدر مِرے رسولؐ

—— مولانا عبدالرؤف راسخ

کتنا احسان ہے ہم پر یہ خُدایا تیرا / مصطفیٰؐ جیسا نبی ہم میں ہے آیا تیرا
تیرے دربار سے ملتی ہے فقیروں کو شہی / فکر ہے مجھ کو گدا میں بھی ہوں آقاؐ تیراؐ
آ لیا مجھ کو اسی وقت تریؐ رحمت نے / نام ہونٹوں پہ مرے جب بھی ہے آیا تیراؐ
کیسے مانوں کہ نہیں جسم کا تیرے سایہ / جن و انسان سبھی پر تو ہے سایہ تیراؐ
میری دُنیا بھی یہی اور مِری عقبیٰ بھی یہی / مجھ کو مل جائے اگر نقشِ کفِ پا تیراؐ
نا خُدا تیرے سفینے کے ہیں جب وہ راسخ / غرق ہو کیسے حوادث میں سفینہ تیراؐ

—— مولانا عبدالرؤف راسخ

محبوب اس کو کیوں نہ اطاعت ہو آپؐ کی / موجود جس کے قلب میں اُلفت ہے آپؐ کی
فرما گئی ہیں عائشہؓ کیسی پتے کی بات / قرآنِ پاک اصل میں سیرت ہے آپؐ کی
کتنی بھی پارسائی ہو ممکن کہاں نجات / پیمانۂ نجات شفاعت ہے آپؐ کی
اُمّت پہ پھر سے چاہئے اک نظرِ التفات / جو کچھ بھی ہے حضورؐ! یہ اُمّت ہے آپؐ کی
کرتے ہیں احترام دل و جاں سے آپؐ کا / مخلوق کے دلوں پہ حکومت ہے آپؐ کی

—— عبدالرؤف راسخ

اِک نگاہِ لُطف مجھ عاصی کو آقاؐ چاہئے / ہو گیا جب لُطف تیراؐ اور پھر کیا چاہئے
پیکرِ عصیاں تو ہوں لیکن نہیں ہوں نا اُمید / رحمتہ اللعالمینؐ! بس رحم تیرا چاہئے

کب خُدا راضی ہوا ہے جُز رضائے مصطفیٰؐ — مصطفیٰؐ کے دَر پہ آ، گر فضل رب کا چاہئے

عاجزانہ جس جگہ آتے تھے جبرئیلِ امیں — سُوئے طیبہ با ادب با ہوش جانا چاہئے

آرزو راسخ تری محدود رحمت بے حساب — اپنا دامن خوب پھیلا تُجھ کو کتنا چاہئے

—— عبدالروف راسخ

گدا ہوں آپ کے در پر ہوں آیا یا رسولؐ اللہ — کہ ہے در آپ کا سب کا سہارا یا رسولؐ اللہ

رکھو اب دستِ شفقت سر پہ میرے، یا رسولؐ اللہ — عنائت آپ کی ہے جو بلایا، یارسولؐ اللہ

شفاعت حشر میں کرنا مری بھی شافعِ اُمت — مرا کوئی نہیں تجھ بن سہارا، یا رسولؐ اللہ

ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی سلامِ عاجزی پہنچے — جو ہیں ساتھ آپ کے آرام فرما، یارسولؐ اللہ

رہے قلب و نظر میں گنبدِ خضرا سدا راسخ — یہی ہے دل میں گر ہے کچھ تمنا، یا رسولؐ اللہ

—— عبدالروف راسخ

منبعِ توحید کعبہ، مرکزِ سنّت ہے توؐ — خواہ گاہ فخرِ عالم آیۂ رحمت ہے توؐ

سطوت بغداد و کوفہ تیرے آگے سر نگوں — بعد کعبے کے زمانے بھر سے با عظمت ہے توؐ

مرقدِ صدیقؓ اکبر، مدفنِ فاروقؓ ہے — مسکنِ اہلِ وفا سرمایۂ رحمت ہے توؐ

وادی بطحا! سعیدِ زار ہو زائر تیرا — صفحۂ دنیا پہ جو ظاہر ہے وہ جنت ہے توؐ

—— عبدالرزاق سعید

کوئی گُل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا — پر رسولؐ اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا — بُلبلیں اُڑ جائیں گی سُونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو — اِس تنِ بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر دُرود — آگ سے محفوظ اُس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک — نعتِ حضرتؐ کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

—— عبدالکافی مراد آبادی

عبدالعزیز خالدؔ نے کثیر اور طویل نعت گوئی کی ہے بالعموم مشکل الفاظ کے استعمال کا سہارا لیا ہے تاہم ان کے درد و سوز اور محبت و عقیدت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

جہاں ابرِ کرم دن رات برسے — وہاں کیوں کوئی تشنہ کام ترسے
ہے تیری سب کشش اے شہرِ طیبہ — وجودِ طیّبِ خیرالبشرؐ سے
فضا تیری اسی کے دم سے معمور — دُعاؤں سے دُعاؤں کے اثر سے
اسی سے کعبۂ عُشّاق ہے تو — نہ لوٹا کوئی خالی جن کے در سے
ہیں عثمانؓ و علیؓ سے اُسؐ کے ہمدم — ندیم اُسؐ کے ابوبکرؓ و عمرؓ سے
مواجہہ سے بہ چشمِ تر جو گزرا — تو دیکھا کِس تلطف کی نظر سے
یہاں سے کس کا جی جانے کو چاہے — خوشی سے ہو جُدا کون اپنے گھر سے

——— عبدالعزیز خالدؔ

عزیزِ خاطرِ آشفتہ حالاں، کون دنیا میں؟ — تیرے دیوانے پکڑیں کس کا داماں یا رسولؐ اللہ!
بھرے گا زخمِ ذلّت کب تری درماندہ اُمت کا؟ — ڈھلے گی کب سحر میں، شامِ حماں، یا رسولؐ اللہ!
ہُوا ہے تنگ اس پر ہر طرف سے عرصۂ ہستی — سیہ بختی نے پکڑا ہے گریباں یا رسولؐ اللہ!

——— عبدالعزیز خالد

خواب میں جلوۂ طیبہ نظر آیا ہے مجھے — مطلعِ قلب مرا نُور علیٰ نُور ہے آج
دیکھ کر گنبدِ خضرا کی جمال آرائی — نکہۂ شوق مِری کیف سے معمور ہے آج
یاد فرمایا ہے پھر ساقیِ کوثر نے مجھے — شاد ہے قلبِ حزیں رُوح بھی مسرور ہے آج
زندگی کی کوئی کلفت بھی مجھے یاد نہیں — رنج و غم دُور بہت دُور بہت دُور ہے آج
مجھ گنہگار پہ آقاؐ کی نوازش کے طفیل — لذّتِ درد دوا بننے پہ مجبُور ہے آج

چشمِ گریاں دلِ پُر سوز زباں عاجز ہے
ضبط گر ہو نہ سکے مجھ سے تو معذور ہے آج

جن کو ہر سال بلا لیتی ہے رحمت اُن کی
ان گنہگاروں میں ناچیز بھی مشہور ہے آج

—— عبدالعزیز شرقی

پڑھتا ہوا محشر میں جب صلّیِ علیٰ آیا
رحمت کی گھٹا اُٹھی اور ابرِ کرم چھایا

چرچے ہیں فرشتوں میں اور رشک ہے زاہد کو
اس شان سے جنّت میں شیدائے نبیؐ آیا

کیوں نزع کی دشواری آسان نہ ہو جاتی
تھا نام ترا لب پر اور سر پہ ترا سایہ

حکمت کا سبق چھوڑا عزّت کی طلب چھوڑی
دُنیا سے نظر پھیری سب کھو کے تجھے پایا

سمجھے تھے سیہ کاری اپنی ہے فزوں حد سے
دیکھا تو کرم تیرا اس سے بھی سوا پایا

فاسق کی ہے یہ میت پر ہے تو تریؐ اُمت
ہاں ڈال تو دے اپنے دامن کا ذرا سایہ

—— مولانا عبدالماجد دریابادی

تھم ذرا! اے چشمِ تر! دو چار دن کی بات ہے
ہو گا طیبہ کا سفر! دو چار دن کی بات ہے

ہو مجھے بھی باریابی کا شرف حاصل، حضورؐ!
زندگی ہے مختصر، دو چار دن کی بات ہے

آپؐ کا گر حکم ہو، طیبہ نہیں ہے دُور کچھ
لاکھ ہوں بے بال و پر، دو چار دن کی بات ہے

دل میں جذبہ ہے اگر، تو بندۂ ناچیز پر
ہو گی آقاؐ کی نظر، دو چار دن کی بات ہے

باغِ طیبہ میں پہنچ جاؤں، تو پھل لے آئے گا
آرزوؤں کا شجر، دو چار دن کی بات ہے

ہو عطا دیدار! ورنہ ہجر کے بیمار کی
آئے گی آقاؐ خبر! دو چار دن کی بات ہے

میں ہوں عادلؔ! عندلیبِ بوستانِ مصطفیٰؐ
اُڑ کے پہنچوں گا اُدھر! دو چار دن کی بات ہے

—— عبدالوہاب عادل

چلو دامن میں بھر لائیں کرم کوئے پیمبرؐ سے
کرم کی بھیک ملتی ہے اسی در سے اسی گھر سے

نگاہوں میں خدا شاہد، نہیں جچتا کوئی منظر
نگاہیں آشنا جب سے ہوئیں خضرا کے منظر سے

سکونِ دل قرارِ جاں ہے ذکرِ سرورِؐ عالم
نرالا کیف ملتا ہے نبیؐ کے ذکرِ انور سے

ملیں گے بعد مرنے کے نبیؐ کی نعت کے گجرے
نیازی بس یہی نکلے گا سرمایہ مرے گھر سے

—— عبدالستار نیازی

ہو نگاہِ کرم کملی والے ، تیرے بِن کوئی میرا نہیں ہے
اب تو مجھ کو مدینے بلالو، زندگی کا بھروسہ نہیں ہے

میری قسمت میں وہ دن بھی آئے، سبز گنبد کے حاصل ہوں سائے
میری، اس کے سوا ، میرے آقا، اور کوئی تمنا نہیں ہے

بِیت جائیں گے دن زندگی کے، ہم بھی منگتے ہیں تیری گلی کے
تیرےؐ صدقے سے کیا کیا نہ پایا تیرے در سے ملا کیا نہیں ہے

ذکر کر سرورِؐ انبیا کا، نام لے اس حبیبِؐ خُدا کا
جلوتوں ، خلوتوں میں نیازی ، جو کبھی ہم کو بھُولا نہیں ہے

—— عبدالستار نیازی

خُسروی اچھی لگی نہ سروری اچھی لگی
ہم فقیروں کو مدینے کی گلی اچھی لگی

دُور تھے تو زندگی بے کیف تھی بے رنگ تھی
اُنؐ کے کوچے میں گئے تو زندگی اچھی لگی

تھا مِری دیوانگی میں بھی شعورِ احترام
میرے آقا کو مِری دیوانگی اچھی لگی

یوں تو کہنے کو گزاری زندگی میں نے مگر
جو درِ آقاؐ پہ گزری وہ گھڑی اچھی لگی

آج محفل میں نیازی نعت جو میں نے پڑھی
عاشقان مصطفیٰؐ کو وہ بڑی اچھی لگی

—— عبدالستار نیازی

رحمت کا ہے دروازہ کھُلا مانگ ارے مانگ
دیتا ہے کرم ان کا صدا مانگ ارے مانگ

آ جائے گا اِک روز بھی طیبہ سے بلاوا
دن رات مدینے کی دُعا مانگ ارے مانگ

بھر جائے گا کشکول مرادوں سے ترا بھی ۔۔۔ بَن کر مرے آقاؐ کا گدا مانگ ارے مانگ
مایوس نہ ہو یہ مرے لج پالؐ کا دَر ہے ۔۔۔ ہے کس لئے مایوس کھڑا مانگ ارے مانگ
سرکارؐ سے سرکارؐ کو مانگوں گا نیازی ۔۔۔ سرکارؐ نے جس وقت کہا مانگ ارے مانگ

——— عبدالستار نیازی

آگے کا خُدا حافظ تم قبر پہ لکھ دینا ۔۔۔ سرکار کا دیوانہ سرکار کا سودائی
سر کیوں نہ جُھکے اپنا محبوبؐ کی چوکھٹ پر ۔۔۔ ہوتی ہے دو عالم کی اس دَر پہ پذیرائی
رہنے دو پڑے دَر پر دُکھ درد کے ماروں کو ۔۔۔ جائیں تو کہاں جائیں سرکارؐ کے سودائی
ہو نعتِ نبیؐ لب پر نظروں میں مدینہ ہو ۔۔۔ دِن رات یونہی گزریں محفل ہو کہ تنہائی

——— عبدالستار خان نیازی

آنکھوں میں بَس گیا ہے مدینہ حضورؐ کا ۔۔۔ بے کس کا آسرا ہے مدینہ حضورؐ کا
پھر جا رہے ہیں اہلِ محبّت کے قافلے ۔۔۔ پھر یاد آ رہا ہے مدینہ حضورؐ کا
قُدسی بھی چُومتے ہیں ادَب سے یہاں کی خاک ۔۔۔ قسمت پہ جُھومتا ہے مدینہ حضورؐ کا
ہو ناز کیوں نہ اس کو نیازی! نصیب پر ۔۔۔ جس کو بھی مِل گیاہے مدینہ حضورؐ کا

——— عبدالستار خان نیازی

اغیار کریں گے نہ کبھی یار کریں گے ۔۔۔ جو لطف و کرم سیّدِ ابرارؐ کریں گے
طُوفانِ غمِ حشر سے گھبرائے نہ کوئی ۔۔۔ اُمت کے سفینے کو نبیؐ پار کریں گے
غم آئیں تو یہ سوچ کے میں غم نہیں کرتا ۔۔۔ ہر غم کا مداوا مِرے غمخوارؐ کریں گے
جیتے ہیں اِسی آس پہ اے سرورِؐ عالم ۔۔۔ جی بھر کے ترا حشر میں دیدار کریں گے
جھک جاتا ہے سَر سرورِ کونینؐ کے دَر پر ۔۔۔ یہ جرم نیازی ہے تو سَو بار کریں گے

——— عبدالستار نیازی

پھر پیشِ نظر مسجدِ نبوی ہے حرم ہے
اللہ غنی! مجھ پہ بڑا اُن کا کرم ہے

بلوایا ہے بے مایہ و نا چیز کو در پر
یہ اُنؐ کا کرم اُنؐ کا کرم اُنؐ کا کرم ہے

وہ قلب ملا مجھ کو جو ہے دَرد سے معمور
وہ چشم ملی کیفِ حضوری سے جو نَم ہے

معراج کو پہنچا ہوں ! میں اللہ رے قسمت!
ہے میری جبیں ان کا جہاں نقشِ قدم ہے

انوار نظر آتے ہیں نقشِ کفِ پا کے
محبُوب کا ہر کوچہ مجھے رشکِ ارم ہے

میں کیا ہوں مِرے جیسے یہاں لاکھوں پڑے ہیں
قُربان یہاں سارا عرب سارا عجم ہے

——— عبدالعزیز شرقی جالندھری

محبوب ہے کیا صلّیِ علیٰ نام محمدؐ
آنکھوں کی ضیا دل کی جِلا نامِ محمدؐ

تکبیر میں کلمے میں نمازوں میں اذاں میں
ہے نامِ الٰہی سے مِلا نامِ محمدؐ

اس نام کی لذت دلِ عُشاق سے پوچھو
جان آ گئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

ورد اپنا شب و روز یہ دو نام ہیں بیدلؔ
یا نامِ خُدا لب پہ ہے یا نامِ محمدؐ

——— مولانا عبدالسمیع بیدلؔ

انوارِ خُدا حُسنِ نبیؐ دیکھ رہا ہوں
جو دِل کی تمنّا ہے وہی دیکھ رہا ہُوں

اب اور کہیں جائیں شبِ غم کے اندھیرے
میں صبحِ گلستانِ نبیؐ دیکھ رہا ہُوں

ہے پیشِ نظر روضۂ سرکار کی جالی
اِک مرکزِ صد جلوہ گری دیکھ رہا ہُوں

سرچشمۂ انوار ہے طیبہ کا تخیّل
بہتی ہوئی جلووَں کی ندی دیکھ رہا ہُوں

پہنچی ہے درِ ساقیِ کوثر پہ مری بات
یہ رنگ بھی اے تِشنہ لبی! دیکھ رہا ہُوں

انوار کا عالم ہے ہر اِک نقش یہاں کا
دنیا ہی مدینہ میں نئی دیکھ رہا ہُوں

روضے کو مری چشمِ طلب چوم رہی ہے
جلووں میں نظر ڈوبی ہوئی دیکھ رہا ہوں

ہے پیشِ نظر کعبۂ ایمان و عقیدت
نقشِ قدمِ پاک نبیؐ دیکھ رہا ہوں

دل عرشِ تجلّی ہے نظر مرکزِ جلوہ
تاثیرِ غمِ عشقِ نبیؐ دیکھ رہا ہوں

عبرتؔ! ہے مرے پیشِ نظر دفترِ عصیاں
کردار مرا کیا ہے یہی دیکھ رہا ہوں

——— عبرت صدیقی

فضا زمانے کی تھی مکدر ظہورِ خیرالبشرؐ سے پہلے
جہاں میں تھا مستقل اندھیرا' نمودِ نُورِ سحر سے پہلے

ہوئی ہے تخلیقِ نُورِ سرورؐ ازل میں شمس و قمر سے پہلے
کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے' انہیںؐ کی روشن نظر سے پہلے

کمالِ علم و عمل کا پیکر' کرم مجسم' تمام رحمت
جہاں میں ان خوبیوں کاانساں نہ آیا خیرالبشرؐ سے پہلے

حرا سے اک چاند لے کے ابھرا' بقائے دیں کے نئے تقاضے
بایں عزائم نہ کوئی گزرا' عمل کی اس رہگذر سے پہلے

جہاں کو درسِ حیات دے کر' وقارِ انسانیت بڑھایا
بشر کو اپنے مقام کی کچھ خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے

خدا نے خود عرش پر بلا کر عطا کیا ہے یہ خاص منصب
کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت' جہاں میں خیرالبشرؐ سے پہلے

خود اپنے دامن میں بڑھ کے لے گی' گناہگاروں کو شانِ رحمت
ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو' بہ پیشِ حق چشمِ تر سے پہلے

نہ مانے کیا شے لئے ہوئے ہے' زمینِ طیبہ کا ذرہ ذرہ
کہ دل نے عبرتؔ کئے ہیں سجدے ' قدم قدم پر نظر سے پہلے

——— عبرت صدیقی بریلوی

از ضاعتِ الٰہی دیدم جمالِ احمدؐ
از حُبّ ِ مصطفائی دریافتم خُدارا

ہرکس کہ غوطہ زن شد در قُلزمِ محبّت
دارم یقیں کہ یابد آں دُرِّ بے بہارا

از مجمعِ کرامت از فیضِ تو چہ دور است
شاہا اگر نوازی درویشِ بے نوا را

جاں را فدا نمائیم ما بر مزارِ حضرتؐ
گر آستانہ بوسی گردد نصیبِ مارا

اے خسروِ حسیناں اے شاہِ نازنیناں
روشن کن از تجلّی کاشانۂ گدارا

من سوزشِ محبّت پنہاں کنم چگونہ
آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا

اے تاجِ کج کلاہاں سلطانِ دیں پناہاں
بر حالِ زارِ عثماں چشمِ کرم خُدارا

——— نواب میر عثمان علی خان

نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم بہ ایں ذوقے کہ پیشِ یاری رقصم

تُو آں قاتل کہ از بہرِ تماشا خون می ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخوار می رقصم

بیا! جاناں تماشا کن کہ در انبوہِ جانبازاں
بصد سامانِ رسوائی سرِ بازار می رقصم

خوشا رندی کہ پامالش کنم صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من باجبہ ودستار می رقصم

منم عثمانؔ ہارونی کہ یارِ شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بر دار می رقصم

——— خواجہ عثمان ہارونی

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ
بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ

کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی میری بزمِ شوق پر
اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسولؐ

کیا کہوں اب میں کسی سے مدعائے زندگی
جب مری ہستی کا حاصل بن گئی یادِ رسولؐ

اس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی، اک ظلمت کدہ — دے گئی ہے شمع دل کو روشنی یادِ رسولؐ
پوچھتے پھرتے ہیں اب دنیا سے ہم اپنا پتہ — زندگی پر اس طرح کچھ چھا گئی یادِ رسولؐ
بارِ غم سے جب ہوا میں مائلِ فریاد عرشؔ — دے گئی دل کو مرے تسکین سی یادِ رسولؐ

—— عرش صہبائی

کہہ دل کا حال شاہِ رسالت مآبؐ سے — ہو بے نیاز ذکرِ عذاب و ثواب سے
دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو — کر اکتسابِ نُور اسی آفتاب سے
ذکرِ نبیؐ کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں — لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب سے
سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفیٰؐ پہ تُو — ہو ملتجی کرم کا خُدا کی جناب سے

—— بالمکند عرش ملسیانی

دلے دارم پُر از جذباتِ عشقِ احمدِؐ مُرسَل — بہ چشمِ کم چہ بینی، سازوسامانے کہ من دارم
چہ برخوانی حدیثِ حُسنِ یوسف را بہ گوشِ من — بود یوسفؑ زلیخائی، بہ کنعانے کہ من دارم
بگوئد عنکبوتِ غار و می نازد، چہ خوش نازد — ندارد ہیچ کس مہماں، چو مہمانے کہ من دارم
معمائے جہانِ حُسن، برتو نیک بکشائد — اگر یک آیتے خوانی، ز قرآنے کہ من دارم
عظامیؔ! وعدۂ مانیست محتاجِ قسم خوردن — وفا خود میخورد سوگند، پیمانے کہ من دارم

—— عزیزالدین عظامی

سُوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا — سامانِ راحتِ دلِ رنجور ہو گیا
ہر قول و فعلِ حضرتِ محبوبِؐ کبریا — تا حشر خلق کے لئے دستور ہو گیا
غم ہجر کا بڑھا تو زیارت ہوئی نصیب — مغموم رہتے رہتے میں مسرور ہو گیا
موتی بکھیرے میں نے مزارِ حضورؐ پر — ہر قطرہ اشک کا دُرِ منثور ہو گیا
کیفِ نگاہِ ساقیِ کوثر نہ پوچھئے — آیا جو سامنے وہی مخمُور ہو گیا

کیا حد ہے فیضِ شافعِ محشر تو دیکھیے
مجھ سا گنہگار بھی مغفور ہو گیا

شغلِ درود بھی ہے عجب شغلِ خوشگوار
جتنا تھا رنج و غم میرا سب دُور ہو گیا

اِک دم نظر جو گنبدِ خضرا پہ جا پڑی
سارے سفر کا رنج و تعب دُور ہو گیا

——— خواجہ عزیز الحسن مجذوب

ہر مرض کا علاج آپؐ کے پاس ہے
میرے ہر زخم کا اندمال آپؐ ہیں

حشر میں بھی کرم مجھ پر فرمایئے!
مشکل اوقات میں میری ڈھال آپؐ ہیں

ہر کڑی دھوپ میں جس کا سایہ ملا
وہ شجر آپؐ ہیں وہ نہال آپؐ ہیں

ہو عزیزؔ حزیں پر بھی چشمِ کرم
رحمتِ دو جہاں بے مثال آپؐ ہیں

——— عزیزؔ لدھیانوی

رائیگاں جاتی ہے ہر گز بارور ہوتی نہیں
زیست جو یادِ محمدؐ میں بسر ہوتی نہیں

ہے مدینہ دُور نظروں سے نہیں ہے دل سے دُور
کیوں عنایت کی نظر، خیر البشرؐ! ہوتی نہیں

اپنے قدموں میں بلا لیجئے! شہہؐ کون و مکاں
زیست فرقت میں کسی صورت بسر ہوتی نہیں

ہے مرا ایماں، یہ فیضِ رحمتہؐ اللعالمیں
دل سے جو نکلے دعا، وہ بے اثر ہوتی نہیں

آپ کی چشمِ کرم! ہے چارہ سازِ دو جہاں
پھر نگاہِ لطف کیوں دلگیر پر ہوتی نہیں

کیا مرے دردِ محبت میں نہیں شامل خلوص
کیوں مری چارہ گری، اے چارہ گر! ہوتی نہیں

——— عزیز لدھیانوی

میں تو خاطی ہوں، یہ تیرا ہی کرم ہے آقاؐ
ترےؐ دربار میں میری جو پذیرائی ہے

میرے آقاؐ! میں رہوں تیریؐ ثنا میں مصروف
جب تلک جسم میں جاں، نطق میں گویائی ہے

روضۂ پاک کی مجھ کو بھی زیارت ہو نصیب
دل اسی بات کا ہر وقت تمنائی ہے

دیکھ لوں شہرِ مدینہ کے مناظر اِک بار — شاید اس واسطے قائم مری بینائی ہے
حشر میں تُو ہی مرے حال کا پُرساں ہو گا — بِن ترے اور مری کس سے شناسائی ہے
قبر میں تُو ہی کر، آکر ذرا امدادِ عزیزؔ — گھُپ اندھیرا ہے، جگہ تنگ ہے، تنہائی ہے

— عزیز لدھیانوی

ہے مِرا چارہ گر مدینے میں — منزل و راہبر مدینے میں
سارے رستے حضورؐ کے گھر کے — ہو گئے ہمسفر مدینے میں
کتنی صدیوں پہ ہو گئے ہیں محیط — میرے شام و سحر مدینے میں
کتنی صبحیں ظہور کرتا ہے — جاگنا رات بھر مدینے میں
تُو نے کچھ بھی تو دیکھنے نہ دیا — اے مِری چشمِ تر مدینے میں
کیسے کعبہ سے ہو کے لوٹ آؤں — میرا رختِ سفر مدینے میں
یاد فرمایئے مِرے مولا — مجھ کو بارِ دگر مدینے میں
کتنے ہوتے ہیں خوش نصیب عطاؔ — جن کے ہوتے ہیں گھر مدینے میں

— عطا الحق قاسمی

آنکھ کی ٹھنڈک دل کا سہارا آپؐ کا نام — دُنیا ہو یا حاصلِ عقبیٰ آپؐ کا نام
کیا لینا ہے دُنیا کے دھن دولت سے — میرا خزانہ اور سرمایہ آپؐ کا نام
میری جھولی لطف وکرم سے بھر دیجئے — دُکھ کا مداوا دَرد کا چارا آپؐ کا نام
علم و ہنر اور عقل و خرد لا حاصل تھے — جب تک ہمیں نہ لینا آیا آپؐ کا نام
کیا سمجھے کیا دیکھے کوئی کیا جانے — آپؐ کا رُتبہ آپؐ کا سایہ آپؐ کا نام
کیا کوئی تعریف کرے اللہ نے خود — اپنے نام کے ساتھ سجایا آپؐ کا نام
جب اُکتایا دُنیا کے ہنگاموں سے — شاکرؔ کے ہونٹوں پر آیا آپؐ کا نام

— ساجد علی احمد شاکر

ثانیؐ مصطفیٰ نہیں وسعتِ کائنات میں
نہ کہیں ہفت چرخ میں نہ کہیں شش جہات میں

آپ کے حرف حرف میں صدق و یقین و معرفت
لُطفِ نبات و انگبیں آپ کی بات بات میں

ارضِ رسولِؐ پاک میں موت کی آرزو جو کی
ایک سُکوں سا مل گیا مجھ کو غمِ حیات میں

عشقِ رسولِؐ پاک نے مُجھ کو بچا بچا لیا
روح کی واردات میں دل کے معاملات میں

اُن کے غلام کو نہیں خوف و خطر غم و ملال
حشر کے واقعات میں دہر کے حادثات میں

آپ کا فیض ہے علیمؔ! شام و سحر رواں دواں
میرے تصوّرات میں میری نگارشات میں

—— علیمؔ ناصری

وہ اَدب گہہ مدینہ وہ حریمِ دلنوازی
مِرے دَرد کا مداوا، مِرے غم کی چارہ سازی

مِری جستجو کی منزل مِری آرزو کا حاصل
وہ بلادِ حق پرستی وہ مقامِ پاکبازی

وہ خرام گاہِ آقاؐ وہ قیام گاہِ مولیٰؐ
وہ حصارِ جاں نوازی، وہ دیارِ دلگدازی

وہ نگہ بھی کیا نگہ تھی کہ بدل گئی مقدّر
بنے کج نظر نمازی بنے مردہ دل بھی غازی

مجھے بس ہے مصطفیٰؐ کے درِ پاک کی غلامی
مجھے کیا ڈرا سکے گی یہ جہاں کی فتنہ بازی

—— علیم ناصری

اللہ اللہ! یہ اعزازِ ربیع الاوّل
جس میں انعامِ خداوند کا برسا بادل

جس میں میلادِ محمدؐ کا عَلَم لہرایا
آمنہؓ کو دیا اللہ نے احمدؐ مرسل

سیدِ کون ومکاں کا یہ وُرودِ مسعود
اہلِ عالم کے لئے تھا کرمِ عزّ وجل

بار ور کر گئی ان سب کو ہوائے طیبہ
وہ شجر جن کو میسر تھے کبھی پُھول نہ پھل

فخر کرتے ہیں تری حلقہ بگوشی پہ تمام
اہلِ دل 'اہلِ نظر' اہلِ سخن' اہلِ دوَل

مجھ گنہگار کو بھی تیریؐ شفاعت ہو نصیب
حشر میں پیش ہو جس وقت میری فردِ عمل

ارضِ بطحا سے ابرِ سعادت اٹھا' سارے عالم پر سایہ فگن ہو گیا

ذرہ ذرہ خیابانِ حق بن گیا' گوشہ گوشہ ہدیٰ کا چمن ہو گیا

قریہ قریہ اخوت کا مرکز بنا' کوچہ کوچہ محبت کا محور ہوا

وادی وادی چمن زارِ دیں بن گئی' ہر طرف رحمتوں کا چلن ہو گیا

ایک ہی نام ہے جس کے صدقے سے ہم' شرق سے غرب تک ایک ملت بنے

سلکِ وحدت میں ہم یوں پروئے گئے' سارا عالم ہمارا وطن ہو گیا

فخرو پندار کے بُت گرے ٹوٹ کر' ظُلمتِ جہل و ادبار چھٹنے لگی

جب وہ شمس الضحیٰ ' جب وہ بدرالدجیٰ" کوہِ فاراں پہ جلوہ فگن ہو گیا

اس کی تقدیر رشکِ ملائک بنی' جس پہ اس جانِ عالم نے ڈالی نظر

اُس کو اپنے مقدر پہ حیرت ہوئی جس سے وہ جانِ جاں ہم سخن ہو گیا

بخششِ حق کا وہ مستحق ہو گیا' اس کے حصے میں فوز الکبیر آگئی

جس کا آقاؐ وہ محبوبِ باری ہوا' جس کا مولا وہ شاہِؐ زمن ہو گیا

شاہِ کون ومکاں کا یہ اعجاز ہے میرے اشعار میں سوز ہے ساز ہے

میرا ہر حرف دُرِ عدن بن گیا' میرا ہر لفظ لعلِ یمن ہو گیا

—— علیم ناصری

شمشیر سے ناوک سے نہ خنجر سے ملا ہے
اسلام ہمیں خُلقِ پیغمبرؐ سے ملا ہے

ل ساقیِ کوثر کی محبت میں ہے سرشار
اِک قطرۂ ناچیز سمندر سے ملا ہے

یدارِ خُدا عفوِ خطا مژدۂ جنّت
کیا کیا نہ ہمیں شافعِ محشر سے ملا ہے

دیوانگیِ عشق محمدؐ پہ ہوں نازاں — سودا یہ مرے سر کو مقدّر سے ملا ہے

کیوں سجدہ گہہ شوق مدینے کو نہ سمجھوں — جو جس کو ملا ہے وہ اِسی دَر سے ملا ہے

——— عیش ٹونکی

آپؐ کا در نوعِ انساں کے لیے دار الشفا — آپؐ ہی تو ہیں خلیلؑ اللہ کے دل کی دُعا

آپؐ پر لاکھوں درود اور آپؐ پر لاکھوں سلام — بھیجتا ہے رات دن یہ آپؐ کا ادنیٰ غلام

مقصدِ تخلیقِ آدم ہیں محمدؐ مصطفیٰ — حاملِ وحیِ الٰہی، شافعِ روزِ جزا

آپؐ پر لاکھوں درود اور آپؐ پر لاکھوں سلام — بھیجتا ہے رات دن یہ آپؐ کا ادنیٰ غلام

آپؐ محبوبِ خلائق آپؐ محبوبِ خدا — آپؐ کی ذاتِ گرامی منبع صدق و صفا

آپؐ پر لاکھوں درود اور آپؐ پر لاکھوں سلام — بھیجتا ہے رات دن یہ آپؐ کا ادنیٰ غلام

——— غازی مونگیری

سخت بے تاب کیا مضطربی نے مجھ کو — میری بے تابیاں دیتی نہیں جینے مجھ کو

سارے آرام کے بھولے ہیں قرینے مجھ کو — اَب کہاں چین خبر دی میرے جی نے مجھ کو

کہ مدینے میں بلایا ہے نبیؐ نے مجھ کو

آپ کے عشق میں گذری ہے سدا بے کھٹکے — مر کے تا حشر لحد میں بھی رہا بے کھٹکے

ہر جگہ میں ہی پھرا روزِ جزا بے کھٹکے — عاشقِ چہرۂ حضرتؐ تھا، گیا بے کھٹکے

دَر پہ فردوس کے روکا نہ کسی نے مجھ کو

اضطرابی ہے طبیعت میں مثالِ سیماب — ہو تپاں جیسے تپاں ہو کوئی ماہی بے آب

چین کا نام و نشاں گم ہے تسلی نایاب — شوقِ محبوبِ خُدا میں نہیں اب صبر کی تاب

لے چل اے جذبۂ دل! جلد مدینے مجھ کو

——— غریب سہارنپوری

میں ہوں قربان اس اعجازِ لب پر
میں قرباں اس شہِؐ اُمّی لقب پر

میں قرباں مظہرِ نورِ ہدیٰ پر
میں قرباں شاہدِ قربِ خُدا پر

اِدھر بھی اک نگاہِ مہر کر دے
مِرا دامن دُرِ مقصد سے بھر دے

جفائے دہر وجورِ آسماں ہے
مصیبت میں یہ جانِ ناتواں ہے

ہَوس ہے روضۂ اطہر پہ آؤں
میں حالِ دردِ دل تم کو سناؤں

—— غلام جیلانی عاصی

یک نگہ! خاصۂ خاصانِ رُسل! بہرِ کرم!
آج پھر ہم پہ کڑا وقت ہے، اے شاہِ اُمم!

خشک ہے کِشت، نہ مٹی میں ہے اگلا سا وہ نم
ہم کڑی دھوپ میں ہیں، ہم پہ برس ابرِ کرم!

ہم ہیں رنجور، پریشان، شکستہ، بے دم
ہم پہ ہو لُطف وکرم، لُطف وکرم، لُطف وکرم!

ہم پہ احسان ہو، احسان، رسولِؐ اکرم!
ایک مدّت سے ہیں ہم، منتظرِ چشمِ کرم

—— غلام رسول ازہر

غلام رسول مہر کو مدیرِ انقلاب ہونے کی وجہ سے شہرت دوام ملی، وسیع المطالعہ شخص تھے علوم تاریخ اور بالخصوص اسلامی تاریخ و ادب سے گہرا لگاؤ تھا۔

رخصت اے ہندوستاں! سُوئے عرب جاتا ہوں میں
گو وطن ہے تو! تِری نسبت سے شرماتا ہوں میں

اب بسوں گا جا کے میں اس سرزمینِ پاک میں
سو رہے ہیں سرورِ افلاک جس کی خاک میں

جس کے ذرّے عرش کی آنکھوں کے تارے بن گئے
میرے دل میں زندگانی کے شرارے بن گئے

دیدۂ کوثر ہے پُرنم جس کی زمزم کے لئے
سرمہ جس کی خاک ہے چشمِ دو عالم کے لئے

حُسنِ فطرت کی امیں ہے جس کی صحرائی بہار
کر دیا عہدِ ازل جس نے ابد سے ہم کنار

ہے ہوائے گرم جس کی روح عشق و جانِ عشق — اے خوشا پیانِ الفت! اے خوشا ارمانِ عشق!
راہِ یثرب میں سُراغِ زندگی پاتا ہوں میں — رُخصت اے ہندوستان! سوئے عرب جاتا ہوں میں

—— غلام رسول مہر

ایقانِ مصطفیٰ مرا ایمان مصطفیٰ — محشر کی سختیوں میں مری آن مصطفیٰ
میرے نبیؐ! عطیۂ فطرت زمین پر — قدرت کا کائنات پہ احسان مصطفیٰ
دعویٰ خُدا کا ہے کہ میں رَبِّ قدیر ہوں — اس کے ثبوت کے لئے برہان مصطفیٰ
عرفانِ ذات انؐ کی کی تجلّی کا فیض ہے — ہیں معرفت کے نُور کی پہچان مصطفیٰ
شانیں ہیں اَن گنت میرے پروردگار کی — لیکن ہیں اُن میں سب سے بڑی شان مصطفیٰ

____ غلام رسول عدیم

میری سو لغزشیں التفات اک ترا — لاکھ عصیاں مرے ایک تیرا کرم
میری بے چارگی مانگتی ہے فقط — اک دلِ درد مند اور اک چشمِ نم
ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل ہو — میرے لب چُوم لیں بڑھ کے تیرےؐ قدم
تیرے دربار سے میری وابستگی — رنگ لائے گی اِک دن خُدا کی قسم
آ گئی میرے حصّے میں نعتِ نبیؐ — روزِ اوّل نصیبہ ہوا جب رقم

—— غلام رسول عدیم

یہ آرہی ہے دما دم صدا مدینے سے — مِلا ہے جو بھی کسی کو مِلا مدینے سے
پہنچ کے روضۂ اطہر کی چُوم لوں جالی — نہ آؤں لوٹ کے ، میرے خُدا! مدینے سے
دل ونگاہ میں ہے جذب وکیف کا عالم — ہوا ہے جب سے تعلق مرا مدینے سے
کبھی جو ڈھونڈنے والوں نے شوق سے ڈھونڈا — کہیں سے جو نہ مِلا مل گیا مدینے سے
ہر ایک روگ کا دارو مِلا اسی در سے — ہر اک مریض نے پائی شفا مدینے سے

بس ایک آن میں دُنیا بدل گئی دل کی
کسی کا جب بھی تعلق ہوا مدینے سے

جھلس رہا ہے گناہوں کی دوپہر میں ندیمؔ
ضرور آئے گی ٹھنڈی ہوا مدینے سے

——— غلام رسول ندیمؔ

دل میں یادِ خُدا، لب پہ ذکرِ نبیؐ، زندگی ہو رہی ہے مری یوں بسر
مرکزِ آرزو، مقصدِ زندگی، نُورِ قلب ونظر، کوئے خیرالبشرؐ

سَر کے بل کیوں نہ جاؤں میں سُوئے حرم روز افزوں ہے عشقِ شفیعِ اُمم
کیا جچے اب نگاہوں میں باغِ ارم، ہے دیارِ نبیؐ مُجھ کو محبوب تر

کیا بتاؤں مجھے آج کیا مِل گیا، مرحبا عشقِ خیرالوریٰ مل گیا
غرقِ حُبِّ شہِ دیں، دل وجاں ہوئے، محوِ دیدارِ صلّی علیٰ ہے نظر

اللہ اللہ! وہ ارضِ پاکِ حرم، ثبت ہیں میرے آقاؐ کے جس پر قدم
اس کی عظمت پہ جاں کیوں نہ قربان ہو، جس کا ایک ایک ذرّہ ہے رشکِ قمر

مجھ کو عشقِ نبی والہانہ ملے، چُومنے کو وہ پاک آستانہ ملے
اب نہ مشتاقِ سیم وزرِ دہر ہوں، اور نہ نازشؔ، طلب گارِ لعل وگہر

——— غلام زبیر نازشؔ

یاد تری ہر زخم کا مرہم، تیریؐ رحمت چارہ گرِ غم
تیرے ذکر سے آنکھیں پُرنَم، صلی اللہ علیک وسلم

تیریؐ محبت مہکائے ہے، میری ذات کا گوشہ گوشہ
نغمۂ روح بنائے ہر دم، صلی اللہ علیک وسلم

آپؐ کا دیرینہ ہمسایہ سائل بَن کر پھر سے آیا
بھیک عطا ہو، شاہِ معظم، صلی اللہ علیک وسلم

چشمِ کرم سے اے شہہِ والا، کر دے من میرے میں اُجالا
پردیسی ہوں، رحمتِ عالم، صلی اللہ علیک وسلم

—— ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ

سب سے افضل ہے وہ دنیا میں مقدس نیک ذات — جھک رہی ہے جس کے قدموں پر جبینِ کائنات
جس نے پھیلائے جہاں میں آکے انوارِ حیات — اس کے پَرتَو سے منوّر ہے یہ ساری کائنات
آدمی کے دامنِ کوتاہ میں کچھ بھی نہ تھا — آپؐ کے دم سے کھلے دنیا پہ اسرارِ حیات
گامزن جس راہ پر ہے کاروانِ مصطفیٰؐ — درحقیقت ہے یہی دنیا میں اک راہِ نجات
ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں جس میں انوارِ نبیؐ — کس قدر پُر نور ہے، دیکھو غنیؔ، بطحا کی رات

—— غنیؔ دہلوی

چلا جب اُٹھ کے میں راہِ سفر میں — مقاماتِ حسیں آئے نظر میں
رہا روشن مدینے کے سفر میں — چراغِ مصطفیٰؐ میری نظر میں
نبیؐ کے روضۂ اقدس سے اک دن — اجالا لے کے آؤں گا نظر میں
ہوئے روشن درودیوار دِل کے — جب آئے میرے آقاؐ دل کے گھر میں
نکل کر ظلمتِ دنیا سے اک دن — میں کھو جاؤں گا نُورِ معتبر میں
عرب کا چاند روشن ہو رہا ہے — غنیؔ! احساس کے کوہ وکمر میں

—— غنیؔ دہلوی

راہِ بطحا ہے اور ہم سفر روشنی — ہو گئی ہے مری راہبر روشنی
شمعِ عشقِ نبیؐ دِل میں جلتی رہی — ساتھ دیتی رہی عمر بھر روشنی
جب میں لوٹا مدینے سے سُوئے وطن — راستے بھر رہی ہم سفر روشنی

جب سے دیکھا ہے روضے کو سرکارؐ کے — تب سے آنکھوں میں ہے پُر اثر روشنی
جلوہ گاہِ نبی میں پہنچ کر غنیؔ — میں نے پائی نظر در نظر روشنی

—— غنیؔ دہلوی

راہِ طیبہ کے سفر کی بات کر — تُو مرے آقاؐ کے گھر کی بات کر
مجھ سے تو واعظ، خُدا کے واسطے — سرورِ عالم کے دَر کی بات کر
جس نے دی ایمان کی دولت تجھے — اسؐ کے فیضانِ نظر کی بات کر
جس کو کہتے ہیں حبیبِؐ کبریا — صرف مجھ سے اس بشرؐ کی بات کر
بخشتا ہے جو دلوں کو روشنی — مجھ سے زاہد اس قمر کی بات کر
جس نظر نے بدلی تقدیرِ اُمم — اے غنیؔ! تو اس نظر کی بات کر

—— غنیؔ دہلوی

ہے داغِ عشق دل پہ رسالتؐ مآب کا — کچھ غم نہیں رہا مجھے یوم الحساب کا
ہے صدمۂ فراق میں دن رات مضطرب — اللہ رے شوق اس دلِ خانہ خراب کا
دیکھوں جو آستانۂ دولت تو ہو قرار — سارا سبب یہی ہے مرے اضطراب کا
در پر کھڑے ہیں طالبِ دیدار آپؐ کے — رُخ سے ذرا اٹھائیے پردہ نقاب کا
حامی مرا رسولؐ ہے اے منکرونکیر — کیوں لاؤں دل میں خوف سوال وجواب کا
کیا خوف مجھ کو روزِ قیامت سے اے غنیؔ — خادم ہوں میں جنابِ رسالت مآبؐ کا

—— غنی غازی پوری

یا الٰہی کیا کریں بے چین آنکھیں ہیں بہت — دیکھنے کے واسطے روضہ رسولؐ اللہ کا
ہم گنہ گاروں کی یارب! حشر کے میدان میں — آبرو رکھ لیجیو، صدقہ رسولؐ اللہ کا
آفتابِ حشر کی گرمی سے گھبراتے ہو کیوں — ہو گا سر پر، مومنو! سایہ رسولؐ اللہ کا

هم ضعیف العقل کیا سمجھیں ، سمجھ سکتے نہیں
جانتا ہے بس خُدا ، رتبہ رسولؐ اللہ کا

یا الٰہی! جب قریب المرگ ہو تیرا غنیؔ
ہو نظر کے سامنے چہرہ رسولؐ اللہ کا

——— غنیؔ وارثی

پناہا ! امتا ! عاجز نوازا!
جہاں را جان وجاں را چارہ سازا

نیارم گفت حالِ دل ، کہ چون است
دہن ہنگامِ گفتن، زخم خون است

اسیرم کرد، کافر ماجرائی
رہائی، یا نبیؐ اللہ ! رہائی

مرا اے جانِ جاں! از رُوئے ایماں
مسلماں کن، مسلماں کن، مسلماں

عجب نبود، ز لُطفِ دیں پناہم
کہ گردد فخرِ آمرزش ، گنا ہم

——— غنیمت کنجاہی

محمدؐ ہی مِرے دل کی دوا ہیں
محمدؐ ہی مرے درد آشنا ہیں

محمدؐ ، شفقت ورحمت مجسّم
محمدؐ ، بے نواؤں کی نوا ہیں

خُدا را اک نگاہِ لُطف ان پر
مسلماں ہند کے بے دست و پا ہیں

ہماری زندگی ہے کشمکش میں
یہاں سب رنج وغم میں مبتلا ہیں

ترےؐ قدموں کی جانب ہیں نگاہیں
ترےؐ رخ کی طرف دستِ دُعا ہیں

——— غوثی شاہ حیدر آبادی

آپؐ کی خُو ہے عطا ، ہم گھرے حالات کے بیچ
آپؐ کے در پہ نظر جاتی ہے ، خطرات کے بیچ

رحمتِ کُل کا اشارہ ہو تو ساحل سے لگے
ٹوٹی کشتی ہے ، بھنور پڑتے ہیں ظلمات کے بیچ

حُسنِ ایجاب پہ کامل سا یقیں ہوتا ہے
آپؐ کا واسطہ آئے جو مناجات کے بیچ

آپؐ کا ذکر ہو ، اور آنکھ سے ساغر چھلکیں
یہی رندوں کی دُعا ہوتی ہے ہر رات کی بیچ

مجھ کو منظور ہے، سو بار مروں، جی جی کر
جلوہ دکھلائیں اگر عالمِ سکرات کے بیچ

میں نے کعبے پہ بھی دیکھا ہے برستا بادل
ہم غیورؔ آج یہ سمجھے ہیں بقولِ بہزاد

آپ ہیں نُورِ مجسّم آپ فخرِ دو جہاں
کتنے احساں کر چکے اور کس قدر کرنے کو ہیں
رونقِ عالم! نگاہِ لُطف مجھ پر کیجیے
گُلشنِ عالم میں کیوں مجھ کو سکوں ملتا نہیں

کوئی اک چھینٹا مِری سمت بھی آجائے کبھی
نُور ہی نُور مدینے کا ہر اک ذرّہ ہے
مُجھ کو مِل جائے تو آنکھوں میں مدینہ رکھ لوں
زائرِ ارضِ حرم ! کہنا ہمارا بھی سلام
سَر کے بل پہنچوں گا فانیؔ میں درِ احمدؐ پر

قافلے جب کہ مدینہ کی طرف جاتے ہیں
گرچہ ساماں نہیں ظاہر میں مہیا، لیکن
رات دن رکھتے ہیں دل میں یہ تمنّا اپنے
وا! مُبارک ہو ، شہنشاہؐ کا روضہ آیا

گنبدِ خضرا بھی دیکھوں بھری برسات کے بیچ
ہم نے تو عمر گزاری ہے خرافات کے بیچ
—— غیورؔ احمد

یوں بشر کہنے کو ہیں لیکن خُدا کے راز داں
آپؐ ہی تو ہوں گے روزِ حشر ہم پر مہرباں
زندگی سے دُور ہو جائے مِری دورِ خزاں
آپؐ ہی بتلایئے اے رازدارِ بیکساں
—— فاطمہ فاروقی تبسم

جو ترے دَر پہ ہے، اس بارشِ رحمت کی قسم
دیدۂ دل کی قسم چشمِ بصیرت کی قسم
چشمِ گریاں کی قسم، دیدۂ حسرت کی قسم
ہم تجھے دیتے ہیں پُرکیف زیارت کی قسم
کھا کے اُٹھوں گا جو میں جُراَت وہمت کی قسم
—— فانی مراد آبادی

اپنی محرومی پہ ہم روتے ہیں، شرماتے ہیں
عاجزوں کی وہ مدد غیب سے فرماتے ہیں
ہم سے محتاجوں کو ' کب دیکھئے' بلواتے ہیں
عرش سے جس کی زیارت کو مَلک آتے ہیں
—— فائق دہلوی

شاعر نے صرف ایک "کاش" لکھا ہے مگر اس ایک کاش میں لاکھوں کروڑوں نہیں اربوں کاش جمع ہو گئے ہیں۔

ساری صدیوں پر جو بھاری ہے وہ لمحہ ملتا ۔۔۔ "کاش" سرکارؐ دو عالم کا زمانہ ملتا
آپؐ کو دیکھتا مکّے سے میں ہجرت کرتے ۔۔۔ آپؐ کا نقشِ قدم، آپؐ کا رستہ ملتا
آپؐ کو دیکھتا طائف میں دُعائیں دیتے ۔۔۔ یوں مِرے صبر و تحمل کو سلیقہ ملتا
آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتا ۔۔۔ آپؐ کے قدموں کے پیچھے مجھے سجدہ ملتا
حشر تک میری غلامی یونہی قائم رہتی ۔۔۔ میری ہر نسل کو فخریؔ! یہی ورثہ ملتا

—— (فخری)

شہہ دیںؐ کی طلب میں زندگی محسوس ہوتی ہے ۔۔۔ جہاں تک دیکھتا ہوں روشنی محسوس ہوتی ہے
ابھی ٹُوٹا نہیں ہے سلسلہ ان کی توجہ کا ۔۔۔ ابھی تو میری آنکھوں میں نمی محسوس ہوتی ہے
کلیجے سے لگا رکھا ہے غم میں نے شہہ دیںؐ کا ۔۔۔ کہ اس غم میں حیاتِ دائمی محسوس ہوتی ہے
کرم شیوہ ہے اُن کا وہ کرم فرمائیں گے لیکن ۔۔۔ مجھے اپنی محبت میں کمی محسوس ہوتی ہے
یہ کس محفل میں لے آیا مرا ذوقِ طلب مجھ کو ۔۔۔ یہاں تو زندگی ہی زندگی محسوس ہوتی ہے
مدینے کی فضائیں کیف آگیں، روح پرور ہیں ۔۔۔ سُرور آنکھوں میں، دل میں سرخوشی محسوس ہوتی ہے
یہاں تک راس آئی ہے محبت سرورِ دیں کی ۔۔۔ فداؔ! آنسو بہا کر بھی خوشی محسوس ہوتی ہے

—— فدا خالدی دہلوی

منزلِ دید آسان تر ہو گئی کوئی دِقّت نہیں اب نظر کے لیے
شہہؐ کی چشمِ کرم کیا ادھر ہو گئی، راستے کھُل گئے عمر بھر کے لئے
جب مرا قافلہ سُوئے طیبہ چلے، اشک بہتے رہیں، دل تڑپتا رہے
ہیں مناسب یہی صرف دو مشغلے، میرے دل کے لئے، چشمِ تر کے لئے

اشک آنکھوں میں ہوں، درد دل میں رہے ، اور روضہ ہو ان کا میرے سامنے

یہ سکوں کا سبب میرے دل کے لئے، وہ ہے راحت کا باعث نظر کے لئے

کب مدینے کی جانب سے آئے صبا، اور آکر کہے مجھ سے اُٹھ اے فدؔا!

چل بلاتے ہیں تجھ کو حبیبِ خُدا، جی رہا ہوں بس اک اس خبر کے لئے

—— فدؔا خالدی دہلوی

قلب ونظر کا ربط ہے نُورِ نبیؐ کے ساتھ
وابستہ زندگی ہے مِری ، روشنی کے ساتھ

جی چاہتا ہے دل کا تعلق رہے سدا
اُن کی نگاہِ فیض کی تابندگی کے ساتھ

آجائے آج کاش بلاوا حضورؐ کا
کب سے ہے انتظار مجھے بے کلی کے ساتھ

پابوسیِ رسولؐ کا جن کو شَرف ملا
وہ سرفراز ہو کے رہے عاجزی کے ساتھ

مِل جائے گا نجات کا پروانہ اے فدؔا
تُو جائے گا جو حشر میں، حُبِّ نبیؐ کے ساتھ

—— فدؔا مجسم دہلوی

خواجۂ دنیا و دیں گنجِ وفا
صدر و بدرِ ہر دو عالم مصطفٰیؐ

آفتابِ شرع و دریائے یقیں
نُورِ عالم ، رحمتہ اللعالمینؐ

مہترین و بہترینِ انبیا
رہنمائے اصفیا و اولیا

آفرینش را جزُ اُو مقصود نیست
پاک دامن تراز وَے موجود نیست

یا رسولؐ اللہ ! بس درماندہ ام
باد برکف خاک برسر ماندہ ام

—— فرید الدین عطار

ہیں جنّت سے بڑھ کر مدینے کی گلیاں
معطر معطر ، مدینے کی گلیاں

جہاں ہر طرف نقشِ پا ہیں نبیؐ کے
وہ بخشش کا مظہرا مدینے کی گلیاں

مقدّس مقدّس ، مدینے کی مٹی
منوّر منوّر، مدینے کی گلیاں

جہاں ڈوب جانے کو جی چاہتا ہے
وہ رحمت کا ساگر، مدینے کی گلیاں

تصوّر کی آنکھوں سے دیکھا جو ہمدم
ہوئیں نقش دل پر مدینے کی گلیاں

—— فصیح الدین سہروردی

قوم جو علم سے تھی بے بہرہ
کھول دی زندگی کی اُس پہ کتاب

بے ادب بادیہ نشینوں کو
آئے موت وحیات کے آداب

موت کو یوں بنا دیا محبوب
لوگ مرنے کو ہو گئے بے تاب

انؐ کا پیغام جس نے اپنایا
آگیا اس کی زندگی پہ شباب

روح کو انؐ کے عشق سے آرام
دل ہے گو انؐ کے عشق میں بیتاب

اُن کی خُوشبو نفَس نفَس میں ہے
سانس لینا بھی اَب ہے کارِ ثواب

ذکرِ پاک ان کا اور تُو فضلی
بے ادب سیکھ عشق کے آداب

—— سید فضل احمد کریم فضلی

جس کی خُوشبو سے مہک اُٹھے مشامِ زندگی
مجھ کو بطحا کے چمن کی وہ ہوا درکار ہے

جس نے بوصیریؒ کو بخشی تھی، کریمانہ شفا
رحمتِ عالم! مجھے بھی وہ رِدا، درکار ہے

جس سے ٹل جاتا ہے، انسانوں کے دل کا درد و غم
میرے ہونٹوں کو نبیؐ کی وہ دُعا درکار ہے

کھول دیجئے مجھ پہ، بابِ رحمتِ ہر دوسرا
باریابی کا شرف، یا مصطفیؐ! درکار ہے

یا شفیع المذنبینؐ یا رحمتہ اللعالمینؐ
آپؐ کے لطف وکرم کا آسرا، درکار ہے

نعت گوئی کے لئے، فکرِ رسا کے ساتھ ساتھ
اے فدا! فیضِ شہِؐ ہر دوسرا درکار ہے

—— فضل الدین فدا

تاباں ہو کیوں نہ میرے خیالوں کی انجمن
عشق نبیؐ کا دل میں درخشاں ہے آفتاب

اے عشرتِ زمانہ! مرا انتظار کر
میں اب ہوں بارگاہِ رسالتؐ میں باریاب

میری نگاہِ شوق میں روشن ہیں منزلیں
جب سے ہوں کاروانِ پیمبر کا ہمرکاب

آراستہ ہے مدحِ پیمبر سے ہر وَرق
کیوں کر نہ پُرکشش ہو تری زیست کی کتاب

گلدستۂ خیال کی زینت کرو فدا
مدحِ نبیؐ کا پُھول ہے پُھولوں میں انتخاب

—— فضل الدین مرزا

نشان از مصطفیؐ گیرم، گماں از مصطفیؐ گیرم
کہ من در شورشِ ہستی، رہِ آں رہنما گیرم

بدست آئینِ دینِ اُو، بدلِ عشقِ زمینِ اُو
بغیر از دامنِ احمدؐ دگر دامن کُجا گیرم

کہ شائید از درشؐ آمد، کہ شاید در حضورشؐ شد
گہے پائے ہوا بوسم، گہے دست صبا گیرم

مرا رنجے نمی آید، ازیں دنیائے بیش وکم
کہ من از درگہہ اُو، دیدہ ودل را بہا گیرم

دریں عالم، کسے از زہرِ تنہائی نشُد جانبر
مگر آں دل کہ در خلوت بہ سُوئے مصطفیؐ آمد

—— فضل حق

بے ساز و بے نوا تھا مگر بے جگر نہ تھا
میں کاروانِ درد میں ننگِ سفر نہ تھا

ہر موجِ غم کے ساتھ لرزتا تھا تار تار
جب تک غمِ رسولؐ سے دل بہرہ ور نہ تھا

گذری جو کل صبا تو مژہ خون رو اٹھی
پیغام کوئی لائقِ خیرالبشرؐ نہ تھا

اب مانگتا ہوں خواجۂ طیبہ کے نام پر
وہ دِن گئے کہ میری دُعا میں اثر نہ تھا

دربارِ مصطفیؐ میں نظر آئے پیش پیش
وہ جن کو ناز اپنے پرو بال پر نہ تھا

ہنگامِ بیخودی تھا زباں پر درود بھی
میں بے خبر تھا انؐ سے، مگر بے خبر نہ تھا

روئے جو خواب میں تو کُھلی اُن کی دَر پہ آنکھ
اس سے مقامِ شوق کوئی بیشتر نہ تھا

—— فضل حق

مزاج میں میرے دَر آئے ایسے خُوئے رسولؐ
میں سرخرو رہوں محشر میں، روبروئے رسولؐ

کسی کو کِبر، کہ وہ ہے مصاحبِ سلطاں
مجھے یہ فخر، کہ میں ہوں، گدائے کُوئے رسولؐ

مشامِ جاں ہے معطّر گلابِ طیبہ سے
صبا کے دوش پہ آتی ہے ' موجِ بوئے رسولؐ

انہی کے نقشِ قدم کی تلاش ہے مجھ کو
کبھی نہ چھوڑوں گا باری میں جستجوئے رسولؐ

—— فقیر محمدؐ ندیم باری

جن کے قلوب میں ہے محبت حضورؐ کی
پائیں گے روزِ حشرؐ شفاعت حضورؐ کی

اس سے بھی بڑھ کے ان کی بڑائی ہو اور کیا
دی سارے انبیا نے بشارت حضورؐ کی

ان کی شرافتوں کے ہیں چرچے گلی گلی
دشمن پہ بھی عیاں ہے' صداقت حضورؐ کی

قائل ہے احترام کے ' وہ دل بھی صاحبو!
جس دل میں ہو ذرا سی بھی الفت حضورؐ کی

اپنے عدو کا ظلم وستم' کر دیئے معاف
اور اس سے بڑھ کے کیا ہو شجاعت حضورؐ کی

ہر لحظہ دل میں' خواہشِ دیدار ہے' فہیم
ہو جائے ختم' کاش! یہ فرقت' حضورؐ کی

—— فہیم

بندوں کو حق شناس کیا ہے حضورؐ نے
مومن کا دین ومذہب وایماں ہیں مصطفےٰؐ

سرچشمۂ ہدایتِ عالم' حیاتِ پاک
حق یہ ہے خود حقیقتِ قرآں ہیں مصطفےٰؐ

الفاظ آیتیں ہیں' تو فقرے ہیں سورتیں
گویا کہ بولتا ہوا قرآں ہیں مصطفےٰؐ

کاوش کو ناز شافعِ محشر پہ کیوں نہ ہو
مرضیِ حق ہیں' رحمتِ یزداں ہیں مصطفےٰؐ

—— پروفیسر فیاض احمد کاوش

ایک ایسی تمنا بھی سینے میں ہے
جس تمنا کا حاصل مدینے میں ہے

یہ بھی جینا' بھلا کوئی جینے میں ہے!
میں یہاں ہوں ' مرا دل مدینے میں ہے

اس سے طوفان خود مانگتا ہے پناہ
جو رسولِ خدا کے سفینے میں ہے

بے کسوں کو سکوں کس طرح سے ملے
جان کعبے میں ہے' دل مدینے میں ہے

دیکھ کر اُن کے دَر کی کرم باریاں
میں تو سمجھا کہ کعبہ مدینے میں ہے

مجھ کو فیروز! مرقد کا کیوں خوف ہو ۔۔۔ اُن کی تنویر دل کے نگینے میں ہے

—— فیروز قادری

فیض رسول فیضان کو مدینہ جانے اور مدینہ کے انوار سے اپنی آنکھوں کو سیراب کرنے کی حسرت نے خوبصورت الفاظ کا لبادہ اوڑھ کر ایک نعت کو وجود دیا ہے جو اتنی دلکش ہے کہ اس کا انتخاب ایک مشکل سوال بن گیا ہے بہر حال میں نے اختصار کی خاطر اپنے دل پر جبر کر کے چند اشعار چھوڑ دیئے ہیں جن کا مجھے افسوس ہے۔

اے مدینہ! اے دیارِ حضرتِ خیر الانامؐ ۔۔۔ جاگزیں ہے ہر دلِ عاشق میں تیرا احترام

تیرے ہر گوشے میں جلوہ ریز ہے کیفِ دوام ۔۔۔ تجھ میں جلوہ ریز ہے نبیوں رسولوں کا امامؐ

تُو دلِ عشاق کی تسکین ہے آرام ہے ۔۔۔ تیری عظمت بے نیازِ گردش ایام ہے

تیرا ہر منظر سہانا تیرا ہر پہلو حسیں ۔۔۔ تیری صبحیں جانفزا ہیں تیری شامیں دلنشیں

کیوں نہ ہو تُو منزلِ مقصودِ اربابِ یقیں ۔۔۔ تجھ میں ہیں آرام فرما رحمۃ اللعالمیںؐ

آنکھ والوں کو تصور بھی ترا مرغوب ہے ۔۔۔ کیوں نہ ہو اک عمر سے تو مسکنِ محبوب ہے

جب بھی تیرا ذکر چھڑ جائے مچل اٹھتا ہے من ۔۔۔ جب بھی تیری یاد آئے جھومتا ہے تن بدن

حاجیوں کو دیکھتے ہی مست ہو جاتا ہوں میں ۔۔۔ تیرے کوچوں تیرے بازاروں میں کھو جاتا ہوں میں

روضۂ اقدس بھی تجھ میں گنبد خضرا بھی ہے ۔۔۔ درد کے ماروں کا تو ملجا بھی ہے ماویٰ بھی ہے

گو تجھے دیکھا نہیں لیکن تجھے دیکھا بھی ہے ۔۔۔ آنکھ سے پنہاں سہی، پر قلب میں پیدا بھی ہے

تیری خوشبو ہے مِرے افکار میں جذبات میں ۔۔۔ تیری تابش ہے مرے احوال میں حالات میں

تیرے ارماں ہیں مرے ہر دن مری ہر رات میں ۔۔۔ تیرے عنواں ہیں مرے ہر شعر میں ہر بات میں

میرے شوقِ دید کا یہ بھی تو اک انداز ہے ۔۔۔ جو تیری باتیں کرے بس وہ مرا ہمراز ہے

جانے کب تیری طرف باندھوں گا میں رختِ سفر ۔۔۔ جانے کب نخلِ تمنّا لائے گا برگ و ثمر

جانے کب آنسو بنیں گے رُوکشِ لعل و گہر ۔۔۔ جانے کب دیکھوں گا میں بھی وہ حجازی بام و در

جو مرے دل پر گزرتی ہے بتا سکتا نہیں
کیا کہوں دوری تری کتنا ستاتی ہے مجھے
جب شبِ ہجراں میں تیری یاد آتی ہے مجھے
کاش! جیتے جی ترے دلکش مناظر دیکھ لوں

غم تو یہ ہے اڑ کے بھی طیبہ میں جا سکتا نہیں
تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے
آرزوئے وصل سو جلوے دکھاتی ہے مجھے
جنّت الفردوس کے ارضی مظاہر دیکھ لوں

—— فیض رسول فیضان

سرکارِ دو جہاں کا نگر ہے دیارِ نُور
اے دید خواہ! ظلمتِ آلام سے نہ ڈر
باتوں سے خود ہی نکہتِ محبوب آئے گی
وجہِ قرارِ قلبِ حزیں، یادِ آنحضورؐ
کوئی ترس رہا ہے بلاوے کو آج بھی
فیضاںؔ! میری نعت منوّر ہے اس لیے

تسکینِ دل، فروغِ نظر ہے دیارِ نُور
خوشیوں بھرا طلوعِ سحر ہے دیارِ نُور
تَن مَن میں جلوہ ریز اگر ہے دیارِ نُور
وجہِ سکونِ دیدۂ تر ہے دیارِ نُور
منزل کسی کی بارِ دگر ہے دیارِ نُور
ہر آن میرے پیشِ نظر ہے دیارِ نُور

—— فیض رسول فیضاںؔ

مجھے عطا ہو دلِ پاک، خواجۂ افلاک
کہاں نہیں ہے تریؐ دُھومؐ، سیّدِ معصومؐ
مجھے نہ فخر ہو کیونکر تریؐ غلامی پر
نظر ہو رہبرؐ کونین! سرورؐ دارین
نگاہِ رحمتِ سرکارؐ کو ترستا ہے
میں دار پر بھی حقیقت کو فاش کر ڈالوں

کہ بے شرر رہے مری خاک، خواجۂ افلاک
کہاں نہیں ہے تری دھاک، خواجۂ افلاک
کہ تو ہے سیدؐ لولاک، خواجۂ افلاک
کرم ہو خواجۂ افلاک! خواجۂ افلاک!
قبائے دَرد کا ہر چاک، خواجۂ افلاک!
کر اسقدر مجھے بے باک، خواجۂ افلاک!

—— فیض الرسول فیضان

شہر جنابِ سرورِؐ دیں ہے دیارِ نُور
دونوں جہاں سے بڑھ کے حسیں ہے دیارِ نُور

دُوری میں بھی ہے کیفِ حضوری، زہے نصیب!
صلّ علیٰ! کہ دل میں مکیں ہے دیارِ نُور

جب چاہتے ہیں کرتے ہیں دیدارِ مصطفےٰؐ
عشاق کو تو دُور نہیں ہے دیارِ نُور

جنّت جو دیکھنی ہے مدینے کو دیکھ لو!
آئینہ دارِ خلدِ بریں ہے دیارِ نُور

دیوار و در پہ بارشِ رحمت ہے دم بہ دم
آثار کہہ رہے ہیں، یہیں ہے دیارِ نُور

فیضانؔ! یہ حیات بھی کوئی حیات ہے
افسوس! میں کہیں ہوں، کہیں ہے دیارِ نُور

—— فیض رسول فیضان(گوجرانوالہ)

وہ ہیں محبوبِ حق، کونین میں ہے احترام اُنؐ کا
اِدھر بھی فیضِ عام اُنؐ کا اُدھر بھی فیضِ عام اُنؐ کا

نہیں غافل ہے انؐ کی یاد سے کوئی غلام اُنؐ کا
کسی کے لب پہ نام اُنؐ کا کسی کے دل میں نام اُنؐ کا

نماز اُنؐ کی، درود اُنؐ کا، دُعا اُنؐ کی، سلام اُنؐ کا
وہ دیوانے کہ جو ہر سانس میں لیتے ہیں نام اُنؐ کا

محمدؐ کاشفِ رازِ الٰہی بن کے آئے ہیں
کلام اللہ کی تفسیر ہے حُسنِ کلام اُنؐ کا

وہ آئے تو یقیں کی شاہراہیں جگمگا اُٹھیں
اَدب کرتا ہے اب تک کاروانِ صبح وشام اُنؐ کا

وہ اپنے دشمنوں کو بھی لگا لیتے ہیں سینے سے
نرالا ہے زمانے بھر سے حُسنِ انتقام اُنؐ کا

نبیؐ یاد آگئے، جس دم لیا نامِ خُدا میں نے
خُدا یاد آگیا، جس وقت آیا لب پہ نام اُنؐ کا

—— فیروز نظامی

اے خدائے لم یزل! اے خالقِ کون ومکاں!
نقش ہیں ہر ایک دل پر، تیری عظمت کے نشاں

زندگی میں جب کبھی مشکل مقام آیا کوئی
ایک تیری یاد نے، بخشا سکونِ قلب وجاں

تو ہی پہنچاتا ہے اس کو منزلِ مقصود پر
جب اندھیروں میں بھٹک جاتا ہے کوئی کارواں

آخری جائے اماں ہے صرف تیری بارگاہ
ہم ترا در چھوڑ کر جائیں تو پھر جائیں کہاں

—— قاسم جلالی

نظر نظر میں وہ نُورِ یقین تھے تب بھی
وہ جب رسولِ خفی تھے امین تھے تب بھی

جب ان کا شہر بھرا تھا کئی خداؤں سے
نبیؐ کے قول و عمل دلنشین تھے تب بھی

کسی کو حسن کے معنی بھی جب نہ آتے تھے
وہؐ اپنی ذات کے اندر حسین تھے تب بھی

قتیلؔ دل نے دھڑکنا بھی جب نہ سیکھا تھا
وہ میرے خانۂ دل میں مکین تھے تب بھی

—— قتیل شفائی

تعلق ہے مرا اہلِ نظر کے اس قبیلے سے
خدا کو جس نے پہچانا محمدؐ کے وسیلے سے

گدازِ دل وہ بخشا ہے نبیؐ کی یاد نے مجھ کو
پپوٹے میری آنکھوں کے سدا رہتے ہیں گیلے سے

پہنچتے ہیں مسافر جن پہ چل کر کوئے یثرب تک
گلابوں سے کہیں بہتر ہیں وہ کنکر نکیلے سے

مرے صحرائے عصیاں میں کوئی مسجد نہیں لیکن
ابھرتی ہے اذانوں کی صدا اک ایک ٹیلے سے

قتیلؔ اسمِ محمدؐ ہے مرے ہونٹوں کا سرمایہ
یہ دولت چھین کر دکھلائے کوئی مجھ ہٹیلے سے

قتیل شفائی

شہرِ نبیؐ ہے کتنا معطر قدم قدم
ملتی ہے بوئے زلفِ معنبر، قدم قدم

تڑپا گئے رلا گئے بے خود بنا گئے
ایماں نواز پیار کے منظر قدم قدم

— قمر انجم

جبیں میری ہو، سنگِ در تمہارا، یارسولؐ اللہ
یہی ہے ایک جینے کا سہارا، یارسولؐ اللہ

نہیں فرقت میں اب جینے کا یارا، یارسولؐ اللہ
بلالو اپنے قدموں میں خدارا، یارسولؐ اللہ

بروزِ حشر میرے اس کہے کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہوں، تمہارا ہوں، تمہارا یارسولؐ اللہ

نہ دنیا کی مجھے خواہش، نہ عقبیٰ کی تمنا ہے
مجھے اپنا بنا لیجئے خدارا، یارسولؐ اللہ

ترا در ہو، مرا سر ہو، سکونِ دل میسر ہو
پھرے کب تک یہ انجم مارا مارا، یارسولؐ اللہ

قمر انجم

جن کو آپؐ کا ورد ملا ہے نام انہی کا لیتے ہیں
رحمتِ عالم خواب میں آکر ان کو تسلی دیتے ہیں
نام محمدؐ صلی علیٰ

جب ڈھلتی ہے یاد اشکوں میں، رحمت کے در کھلتے ہیں
ایسا کرم ہوتا ہے ان کا سارے عصیاں دھلتے ہیں
نام محمدؐ صلی علیٰ

جب کوئی مشکل پیش آئی ہے دل نے انہیں پکارا ہے
انجم! اپنا تو یہ یقیں ہے اُن کا کرم ہو جاتا ہے
نام محمدؐ صلی علیٰ

—— قمر انجم

آپؐ کے در پہ محبوبؐ رب العلیٰ!
لے کے آیا ہوں اک دکھ بھری التجا!

ہادیؐ دیں بھی، دنیا کے بھی رہنما
دونوں عالم کا ہیں آپؐ اک آسرا

آپؐ ہی ہیں مداوائے درد و الم — دہر میں آپؐ کا در ہے باب الشفا
درد سا درد ہے کرب سا کرب ہے — زندگی ہر سکوں سے ہے نا آشنا
اب بجز آپؐ کے کون ہے رہنما — المدد! المدد! یا شہؐ دوسرا
کیجئے اپنی اُمت کے حق میں دُعا — یا حبیبؐ خُدا! یا حبیبؐ خُدا!

— قمر میرٹھی

وابستہ رکھ حضورؐ سے دامن حیات کا — اے دل یہی ہے ایک ذریعہ نجات کا
مہماں ہوا جو دل میں غمِ عشقِ شاہِ دیں — نقشہ بدل کے رکھ دیا اس کائنات کا
روشن ہوا بلالؓ سیاہ فام کا نصیب — اعجاز ہے یہ اس نگہ التفات کا
نامِ نبیؐ نے درد کا بخشا ہی تھا شرف — یکسر طلسم ٹوٹ گیا مشکلات کا
میں ہوں سفیرِ شہرِ نبیؐ احترام کر — اے سنگِ راہِ شوق، مری خواہشات کا
قائم ہے جو تسلسلِ یادِ نبیؐ قمر — میں منتظر تھا دل میں اسی واردات کا

— قمر وارثی

جہاں بھر سے طیبہ نگر محترم ہے — مدینے کی ہر رہگذر محترم ہے
بسا جن میں ہو عشقِ محبوبِؐ داور — وہ دل محترم ہے، وہ سر محترم ہے
جو طیبہ کی دلکش فضاؤں میں گذرے — وہ شب محترم، وہ سحر محترم ہے
فرشتے جہاں آ کے سر کو جھکائیں — وہ در محترم ہے وہ گھر محترم ہے

— قمر یزدانی

اشعارِ نعت ہیں مرے باغِ وفا کا پھول — للہ! میری نذرِ عقیدت بھی ہو قبول
تیرےؐ بغیر، خالقِ کونین کے حبیبؐ — ممکن نہیں ہے گوہرِ مقصود کا حصول
انساں کو تو نے کر دیا انسانیت شناس — تو نے سکھائے الفت واخلاص کے اصول

قاسم ہے نعمتوں کا خُدا کی طرف سے تو
پھر کیوں ترا غلام ہو مغموم اور ملول

اک چشمِ التفات قمؔر کی طرف بھی ہو
کہتی ہے اس کو خلقِ خُدا عاشقِ رسولؐ

— قمؔر یزدانی

غمِ ہجرِ نبیؐ ہے اور میں ہوں
جنونِ عاشقی ہے اور میں ہوں

فنا فی العشق ہیں ہوش و خرد بھی
وفورِ بیخودی ہے اور میں ہوں

نگاہیں منتظر ہیں روح بے تاب
مری وارفتگی ہے اور میں ہوں

قمؔر کچھ بھی نہیں ہے پاس میرے
مری دیوانگی ہے اور میں ہوں

— قمؔر یزدانی

نشاطِ سرمدی عشقِ نبیؐ میں
ہے کیفِ بیخودی عشقِ نبیؐ میں

رضائے ایزدی عشقِ نبیؐ میں
سرورِ بندگی عشقِ نبیؐ میں

وقارِ عاشقی عشقِ نبیؐ میں
دلوں کی زندگی عشقِ نبیؐ میں

قمؔر کی بس یہی اِک آرزو ہے
کہ گزرے زندگی عشقِ نبیؐ میں

— قمؔر یزدانی

اب کسی حشر کے سورج کا کوئی خوف نہیں
اپنی اُمت کے لئے آپؐ وہ چادر لائے

پوری سچائی سے جینے کی تڑپ ہو جس میں
آپؐ کا نام وہی شخص زباں پر لائے

میں نے بھرپور متانت سے لیا آپ کا نام
لوگ جب سامنے اعمال کا دفتر لائے

— قیصر بارھوی

دلنوازی کا سلیقہ آپؐ کے اخلاق میں
کر گئی تسخیر سب کو دلربائی آپؐ کی

اللہ اللہ! کیا مقامِ سرورِؐ کونین ہے
آپؐ ہیں اللہ کے اور سب خدائی آپؐ کی

مخزنِ جودو کرم، اے معدنِ صدق وصفا
کام میرے آگئی حاجت روائی آپؐ کی

بندۂ مجبور پر للہ کرم کیجئے کہیں
مار ڈالے نہ اسے بے اعتنائی آپؐ کی

قیصر بے چارہ ہے امیدوار التفات
رنج و غم میں مبتلا دیتا دہائی آپؐ کی

—— میجر قیصر فاروقی

پیامِ عجز پئے تاجدارؐ لیتا جا
یہ چند اشک بھی ابرِ بہار لیتا جا

ہزار طور کے جلوے ہیں راہِ طیبہ میں
نثار کرنے کو ہوش و قرار لیتا جا

درِ کریمؐ پہ اب تجھ کو سر جھکانا ہے
جبینِ شوق میں سجدے ہزار لیتا جا

نثار کرنے کو ہر خارِ دشتِ طیبہ پر
تو کر کے دامنِ دل تار تار لیتا جا

قسم خدا کی اے عازمِ دیارِ نبیؐ
مرا سلامِ عقیدت شعار لیتا جا

لگا کے شمعِ جمالِ نبیؐ سے لو قیصر
تو اپنی زیست کو پروانہ وار لیتا جا

—— عبدالغنی شاہ قیصر وارثی

کوئی گُل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسولؐ اللہ کا دینِ حَسن رہ جائے گا

ہم صفیرو! باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بُلبلیں اُڑ جائیں گی سُونا چمن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں ہو تُم
اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر دُرود
آگ سے محفوظ اُس کا تَن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافیؔ و لیکن حشر تک
نعتِ حضرتؐ کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

—— کافیؔ شہید مراد آبادی

مدینے کی طرف میں تشنہ دل جاتا ہوں اس خاطر
کہ جامِ بیخودی مجھ کو پلاؤ، یا رسولؐ اللہ !

تُو ہی غمخوار ہے میرا تُو ہی دلدار ہے میرا
مجھے اغیار سے ہر دَم بچاؤ یا رسولؐ اللہ !

بصدق و عجز و مسکینی ، پڑا ہوں راہ میں تیری
محبت اور شفقت سے اٹھاؤ، یا رسولؐ اللہ !

تریؐ دوری و مہجوری سے ہوں میں بیقرار، آقاؐ!
مرا یہ داغِ مہجوری مٹاؤ ! یا رسولؐ اللہ !

خدارا! موت سے پہلے مری آنکھیں یہ روشن ہوں
تجلّی نُورِ عرفانی دکھاؤ! یا رسولؐ اللہ!

درِ سلطاں پہ طوقِ بندگی ڈالے کریمؔ آیا
اسے خوانِ کرم سے کچھ کھلاؤ! یارسولؐ اللہ!

—— میاں کریم اللہ کریمی

اے خواجۂ کون و مکاں! اے حافظِ بے چارگاں
اے مدعائے بیکساں! یہ انکساری دُور کر!

اے مصطفیٰؐ! اے مجتبیٰؐ! یہ بندۂ سہو وخطا
ہے رنج وغم میں مبتلا' یہ درد وخواری دُور کر

مدت کا ہوں میں منتظر' دل میں لیے داغِ جگر
ہوں بے قرار وچشم تر' یہ بیقراری دُور کر!

اے رحمتہ العالمینؐ! برحق شفیع المذنبینؐ!
تو ہے انیس العارفین! یہ گریہ زاری دُور کر!

دنیا میں تُو حاجت روا! عقبیٰ کا تُو ضامن ہوا
ہر رنج میں ہوں مبتلا! تکلیف ساری دُور کر!

اے شاہسوارِ لامکاں! تیرا کریمی نعت خواں
دَر پر کھڑا ہے نیم جاں! یہ انتظاری دُور کر!

—— میاں کریم اللہ کریمی

تِرے دیدار کی خاطر' مِری آنکھیں ترستی ہیں
وفورِ غم سے دل ہے پارا پارا' یارسولؐ اللہ!

تُو محبوبِ خدا بھی' اور ختم الانبیاؐ بھی ہے
خُدائی بھی 'خُدا بھی ہے تمہارا' یا رسولؐ اللہ!

ترے دریائے رحمت میں' رُکی کشتی' یہ کیوں میری!
اگر ہو فضل! تو دیکھیں کنارا' یا رسول اللہ!

میں سائل! عاجز ومفلس! گداگر تیرے در کا ہوں
ترا ذیشان وعالی ہے دوارا' یارسولؐ اللہ!

کریمی! نعت خواں' در پر کھڑا ہے' اے شہ والا!
کرم فرما! کہ ہے یہ بے سہارا' یا رسولؐ اللہ!

—— میاں کریم اللہ کریمی

اُنؐ کے دَر سے دولتِ ایقان لے کر آئے ہیں
اپنے قالب میں نیا انسان لے کر آئے ہیں

چُوم آئے اپنی آنکھوں سے ہم ان کا نقشِ پا
اُن کی گلیوں کے بڑے احسان لے کر آئے ہیں

ہم سجا لائے ہیں اپنے سر پہ اس کوچے کی خاک
عاقبت کی راہ کا سامان لے کر آئے ہیں
اب نہ بہکیں گی نگاہیں اب نہ بھٹکیں گے قدم
ہر عمل کے واسطے میزان لے کر آئے ہیں
پھر وہیں کے ہیں وہیں گزرے گی ساری زندگی
پھر بلائیں گے یہ اطمینان لے کر آئے ہیں
—— کلیم عثمانی

ہو جو توفیق تو بس نعتِ پیمبر لکھوں
کوئی حرف اور نہ اس صنف سے باہر لکھوں
مجھ سیاہ کار کو بھی جس نے دیا اذنِ سلام
کیوں نہ اُس ذات کو رحمت کا سمندر لکھوں
روز ہوتی ہے جہاں ایک نئی بارشِ نور
کیسے الفاظ میں اُس صبح کا منظر لکھوں
دولتِ صبر و قناعت جسے مل جائے یہاں
آج کے دور کا اُس شخص کو بوذرؓ لکھوں
سب جہانوں میں اُسی نام کا جلتا ہے چراغ
سب جہانوں کا انہیں ہادی و رہبر لکھوں
خاک اس در کی مری آنکھوں کا سرمہ ہے کلیم
کیوں نہ میں خود کو غنی اور تونگر لکھوں
—— کلیم عثمانی

قدم قدم رہِ طیبہ میں رحمتیں دیکھیں
مُسافرت میں بھی ہم نے تو راحتیں دیکھیں
سُنی اذانِ حرم تو بلالؓ یاد آئے
ریاضِ جنّہ میں پہنچے تو جنّتیں دیکھیں
طلوع ہوتے سحر اُن کے نام سے دیکھی
دُرود پڑھتی ہوئی شب کی ساعتیں دیکھیں
جمالِ گنبدِ خضرا نظر میں ڈھلتا رہا
اُترتی قلب پہ قرآن کی آیتیں دیکھیں
کرن کا عکس ہو جس طرح آئینے کے قریں
ہر ایک قلب میں یوں ان کی چاہتیں دیکھیں
—— کلیم عثمانی

نیلِ معرفت ہے محبت رسولؐ کی
ہے بندگی خُدا کی اطاعت رسولؐ کی

ہے مرتبہ حضورؐ کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خُدا ہی کو عزّت رسولؐ کی

تکینِ دل ہے سرورِ کون ومکاں کی یاد
سرمایۂ حیات ہے اُلفت رسولؐ کی

انسانیت، محبّتِ باہم، تمیز، عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسولؐ کی

فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مصطفیٰؐ
احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِّ دو جہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسولؐ کی

——— کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ

جتنا دیا سرکارؐ نے مجھ کو اتنی مری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

تو وہیں پر جا جس در پر سب کی بگڑی بنتی ہے
ایک تری بگڑی کو بنانا انؐ کے لئے کچھ بات نہیں

عشقِ شہہِ بطحا سے پہلے مفلس و خستہ حال تھا میں
نامِ محمدؐ کے میں قرباں اب وہ مرے حالات نہیں

یادِ نبیؐ میں جو دِن گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے
یادِ نبیؐ میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں

جو منکرؔ ہے اُنؐ کی عطا کا وہ یہ بات بتائے تو
کون ہے وہ جس کے دامن میں اُس در کی خیرات نہیں

غور تو کر سرکارؐ کی تجھ پر کتنی خاص عنایت ہے
کوثرؔ! تُو ہے اُن کا ثناخواں یہ معمولی بات نہیں

اُنؐ کے کوچے سے مِرا روز گزر ہو جائے
عُمر تھوڑی ہو سلیقے سے بسر ہو جائے

میری فریاد میں اتنا تو اثر ہو جائے
آنکھ سے اشک جو ٹپکے تو گہر ہو جائے

ملک الموت! میں حاضر ہوں مگر اتنا کرم
اور اِک بار مدینے کا سفر ہو جائے

درِ عالی پہ کئی دن سے پڑا ہے کوثرؔ
اب تو آقاؐ! کوئی رحمت نظر ہو جائے

—— کوثرؔ نیازی

نقاب چہرۂ پُر نُور سے اُٹھا لیں آپؐ
گنہگار پہ بھی اِک نگاہ ڈالیں آپؐ

بھنور میں ہے مِرے قلب ونگاہ کی کشتی
کہیں میں ڈوب نہ جاؤں مجھے سنبھالیں آپؐ

مِری خرد نے مِری زندگی کو پھونک دیا
مُجھے جہنمِ احساس سے بچا لیں آپؐ

وہ اک ردائے کرم ہے جو رحمتِ عالمؐ
اسی ردائے کرم میں مُجھے چھپا لیں آپؐ

اس آرزو پہ مِری ساری زندگی قرباں
کہ ایک بار مدینہ مُجھے بلا لیں آپؐ

وہ آپؐ کا ہے کہیں اور جا نہیں سکتا
ہزار طرح سے گوہرؔ کو آزما لیں آپؐ

—— گوہرؔ حسین خان گوہر

سیرت و کردار دیتے ہیں شہادت آپؐ کی
چار سو تاباں جہاں میں ہے صداقت آپؐ کی

زندگانی کا سلیقہ آپؐ نے بتلا دیا
نوعِ انساں پہ ہے بے پایاں عنایت آپؐ کی

جھولیاں بھرتے رہے محتاج بھی مسکین بھی
باخدا! اتنی فراواں تھی سخاوت آپؐ کی

کعبۂ دل میں چھپا لو گوہرِؔ توحید کو
زندگانی کا اثاثہ یہ امانت آپؐ کی

—— گوہرؔ ملیانی

روضۂ مصطفیٰ ہے مِرے سامنے
فضلِ ربِّ علیٰ ہے مِرے سامنے

ے زباں میری گنگ اور خیرہ نگاہ — معجزاتی فضا ہے مِرے سامنے
ب نکل کر مرے کُلبۂ خاک سے — روح نغمہ سرا ہے مِرے سامنے
شک ہائے ندامت کا یہ رُوپ ہے — رحمتوں کی گھٹا ہے مِرے سامنے
یں مدینے کے دیوار و در گلفشاں — اک گلستاں کھلا ہے مِرے سامنے
للہ اللہ! مواجہ کے نزدیک ہُوں — میرا بختِ رسا ہے مِرے سامنے
ہ خزینہ کہ سرمایۂ عشق ہے — جالیوں سے ورا ہے مِرے سامنے
س مِرا دم نکل جائے مولیٰ یہیں — اب درِ مصطفیٰؐ ہے مِرے سامنے

—— لالہ صحرائی

سلام اے چارۂ بے چارگاں! اے رحمتِ یزداں
تِریؐ پیاری مسیحائی مِرے ہر دکھ کا ہے درماں
جُھکی آنکھوں کی پلکوں پر ستارے ہو گئے رقصاں
تِرے دربارِ رحمت میں یہی ہے نذر کا ساماں
خُدا کا ہے کرم مجھ پر کہ تیرا اُمّتی میں ہوں
شفاعت تیری آخر ڈھانپ لے گی میرے سب عصیاں
نہیں ہے تابِ گویائی تِری درگاہ میں آقاؐ
بہاتا ہے فقط اشکِ ندامت دیدۂ گریاں
یہ تیرا دَر ہی واللہ منبعِ نُورِ حقیقت ہے
کہ دنیا ہے حقیقت میں فقط اک ظُلمتِ دوراں
شفاعت کے فروغِ نُور افشاں سے مِرے آقاؐ
مِرا چہرہ قیامت میں ہو مانندِ مہ تاباں

—— لالہ صحرائی

فخرِ کون و مکاں ہیں آقا — دونوں عالم کی جان ہیں آقا
ذات خُلقِ عظیم ہے اُن کی — پیکرِ عزو شان ہیں آقا
دونوں عالم کا ہے خُدا مالک — رحمتِ دو جہان ہیں آقا
دِل کے اندھوں کو روشنی بخشی — روشنی کا جہان ہیں آقا
اس پہ رحمت خُدا کی ہوتی ہے — جس کے وردِ زبان ہیں آقا
وقت کی دھوپ کیا بگاڑے گی — جب کہ خود سائبان ہیں آقا

—— لعل دین بسمل

یہ کیفیتِ قلب و نظر کس کو بتاؤں — انوار کی بارش ہے کہ دیدارِ مدینہ
ہر گام سنبھل کر ارے ہر گام سنبھل کر — دربارِ مدینہ ہے یہ دربارِ مدینہ
کب قیدِ محبت سے رہائی کا ہے طالب — یہ طائرِ دل جو ہے گرفتارِ مدینہ
دل گم ہے مرا جلوۂ صد رنگ میں اے لیث — میں دیکھ رہا ہوں در و دیوارِ مدینہ

—— لیث قریشی

السلام اے شافعِ اُمت، دعایت را قبول — از درِحق بہرِ استقبال آید، زُود زُود
اسلام اے آنکہ، از فضل وکرم خواندی مرا — ورنہ ایں خاکِ سیہ رو، لائقِ ایں در نبوُد
نیم جاں بہرِ نثار مرقدت آوردہ ام — نادم، بامن، بجز ایں چیز کے، چیزے نبوُد
السلام از مالکِ بے چارہ مسکین وغریب — بر درت آمد، کہ یابد، بہرہ از فیضِ وجُود
از ادب ترساں ولرزاں، گوئمت صدہا سلام — با اُمیدِ یک جواب، اے سیدِ عالی مقام

—— مالک گجراتی

دین ودنیا یک جا کر کے، راز ترقی کے سمجھائے — یہ بھی رحمت، وہ بھی رحمت، صلی اللہ علیہ وسلم

ان ؐ کا گر اقرار نہ ہو گا، تکمیلِ توحید نہ ہو گی
عینِ ایماں اُنؐ کی الفت، صلی اللہ علیہ وسلم

سائل کو ناکام نہ پھیرا، بخش دیا جو کچھ گھر میں تھا
بھوکا سو رہنے کی عادت، صلی اللہ علیہ وسلم

ماہرؔ تم مایوس نہ ہونا، دل اپنا تھوڑا نہ کرنا
کافی ہے بس انؐ سے نسبت، صلی اللہ علیہ وسلم

—— ماہرالقادری

رسولِؐ مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰؐ کہیے
خُدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خُدا کہیے

جب اُن کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا! صلی علیٰ کہیے

مری سرکارؐ کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہیے

محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نُورِ وحدت کا
اِسی کو ابتداء کہیے اِسی کو انتہا کہیے

غبارِ راہِ طیبہ سرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ! چشمۂ آبِ بقا کہیے

—— ماہرالقادری

لب پہ صلِّ علیٰ اور آنسو رواں
یادِ طیبہ نے پھر دل میں لیں چٹکیاں

سرورِؐ دو جہاں کا مقدّس حرم
قبلۂ اہلِ دل ہے یہی آستاں

جیسے روح القدس خود ہے نغمہ سرا
یہ مدینہ کی مسجد سحر کی اذاں

اس طرح دم جو نکلے تو کیا پوچھنا
سامنے ان کے روضہ کی ہوں جالیاں

ان کی محفل تجلّی کی روشن سحر
ان کی محفل سے باہر دھواں ہی دھواں

یہ بھی ماہرؔ انہی کا ہے لطف و کرم
وصفِ ختم الرسلؐ اور میری زباں

—— ماہرالقادری

بہار! اور حرم کی بہار! کیا کہنا!
نزولِ رحمتِ پروردگار کیا کہنا!

قدم قدم پہ ہدایت روش روش پہ نجات
نفس نفس کرم بے شمار کیا کہنا

کشافتیں ہیں کہ سب دُور ہوتی جاتی ہیں
رہِ حجاز کی گرد و غبار کیا کہنا

جگہ جگہ یہ کھجوروں کی دلنواز قطار
شعاعِ مہر سرِ شاخسار کیا کہنا

بس اس خیال سے پائے طلب نہ سو جائیں
کبھی کبھی خلشِ نوکِ خار کیا کہنا

ہزار بار بھی دیکھیں تو جی نہیں بھرتا
مزار پاک کے نقش و نگار کیا کہنا

اُدھر سے بھی ہے نوازش کا سلسلہ ماہرؔ
مآلِ جذبۂ بے اختیار کیا کہنا

—— ماہرؔ القادری

الوداع! اے عرب کی پاک زمیں
تیرے ذرّے ہیں رفعتوں کے امیں

الوداع! اے جہانِ ذکر و صلوٰۃ
الوداع! اے مقامِ عفو و نجات

الوداع! ارضِ بے زراعت و کشت
الوداع! اے نگاہ و دل کی بہشت

الفراق اے مقامِ ابراہیم
الوداع! اے مطاف و رکن و حطیم

الوداع! اے جوارِ بیت اللہ
بیکسوں غمزدوں کی جائے پناہ

چاہِ زمزم ہے یا خُدا کی سبیل
رخصت اے یادگارِ اسماعیلؑ

مجھ کو ہر دم حضورِ حق ہے نصیب
بارک اللہ! اے دیارِ حبیبؐ

تیری مٹی میں ہے وفا کا خمیر
رخصت اے سرزمینِ پاک ضمیر

رخصت اے روضۂ نبیؐ کریم
رخصت اے جلوہ رؤف و رحیم

رخصت اے جالیوں کے نظارے
رخصت اے رحمتوں کے گہوارے

رخصت اے قبرِ حضرتِ صدیقؓ
تجھ پہ رحمت ہو اے نبیؐ کے رفیق

رخصت اے مرقدِ جناب عمرؓ
تیرے ذرّے نشانِ فتح و ظفر

رخصت اے منبرِ رسولِ خُدا
رخصت اے مرکزِ پیامِ ہُدیٰ

اللہ اللہ! مسجدِ نبویؐ — رخصت اے سجدہ گاہِ مصطفویؐ

رخصت اے ارضِ قبلتین و قبا — رخصت اے خندق و اُحد کی فضا

کپکپانے لگی مِری آواز — رخصت اے قبرِ حمزہؓ جانباز

الوداع! الفراق! خلد بقیع — ذرّہ ذرّہ ترا وجیہہ و وقیع

کتنے شمس و قمر ہیں تجھ میں نہاں — سنگریزے ترے ہیں کاہکشاں

کچھ شہیدانِ سینہ چاک بھی ہیں — اہلِ بیتِ رسولؐ پاک بھی ہیں

شہہِ لولاک کی بنات بھی ہیں — اور ازواجِ طاہرات بھی ہیں

رخصت آرام گاہِ ذوالنورینؓ — رخصت اے فاتحانِ بدر و حنین

اے شکستہ مزارِ پاک بتولؓ — تجھ پہ قربان رحمتوں کے پھول

اب بھی ہیں بیقرار تیرے لئے — کتنے آنسو مِری عقیدت کے

الوداع! اے حدودِ ملکِ حجاز — رخصت اے سجدہ گاہِ اہلِ نیاز

تیری مٹی نہیں دفینہ ہے — صدق و اخلاص کا خزینہ ہے

تو زمیں پر خدا کی آیت ہے — شام بھی تیری صبحِ جنّت ہے

شانِ حق کا ظہور کیا کہنا — تیری راتوں کا نور کیا کہنا

سوئے خود ہیں بسوئے من منگر — میری کوتاہیوں سے صرفِ نظر

اب بھی باقی ہے میرے دل میں خلش — اے کہ تو ہے جہانِ جذب و کشش

پھر مِرے سامنے یہ منظر ہو — پھر مجھے حاضری میسر ہو

ــــــ ماہرالقادری

زباں پر مصطفیؐ کا نام جب بھی ایک بار آیا — ہُوا ہر غم سے چھٹکارا ، دل وجاں کو قرار آیا

جہانِ ہست میں محبوبِ ربِّ کردگار آیا — جہاں میں رحمتوں کا جھوم کر ابرِ بہار آیا

وہ جسؐ نے بھر دیا دامانِ ہستی کو حقائق سے
وہ ختم المرسلینؐ، وہ دو جہاں کا تاجدار آیا

وہ جسؐ کے نور سے بزمِ دو عالم جگمگا اُٹھی
محاسن کا نہ جس کے ذہنِ آدم کو شمار آیا

کہیں پر بھی مدینے کے سوا راحت نہ ہاتھ آئی
سکونِ دل کی خاطر میں جہاں بھر کو پکار آیا

——— سید مبارک شاہین

تیرے دَم سے دل کی کلیاں کھل اُٹھیں
بدنصیبوں کو مرادیں مل گئیں

میں بھی ہوں اک بندۂ عصیاں شعار
کشتۂ جور و جفائے روزگار

میں بھی تیرا بستہ فتراک ہوں
کس قدر غمگین ہوں غمناک ہوں

اَب ترے دربار میں آیا ہوں میں
دِل میں لاکھوں حسرتیں لایا ہوں میں

اب زمانے میں مِرا کوئی نہیں
آسرا تیرے سوا کوئی نہیں

اِک فقط درد آشنا تُو ہی تو ہے
میرے دل کا مدعا تُو ہی تو ہے

جب ترےؐ دربار میں آتا ہوں میں
جب تریؐ سرکار میں آتا ہوں میں

تیرے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں
جھولیاں بھر بھر کے لے جاتا ہوں میں

——— مجید امجد

درِ حبیبؐ سے ملتا ہے وہ خزانہ ہمیں
کہ کائنات تو لگتی ہے اک فسانہ ہمیں

یہیں سکون کی دولت یہیں دلوں کا قرار
یہی ٹھکانہ دکھائی دیا یگانہ ہمیں

ہزار شکر کہ ہم سایۂ رسولؐ میں ہیں
تلاش کرتی رہے گردشِ زمانہ ہمیں

برنگِ نعت جو مدحِ رسولؐ کی محسنؔ
تو کائنات لگی حرفِ محرمانہ ہمیں

——— محسنؔ احسان

جس کو سورج نے بھی دیکھا تو بہت شرمایا
اُفقِ مشرقِ آدم پہ وہ خورشید آیا

اُس نے اس وقت زمانے پہ کرم فرمایا
جب جہاں دھوپ میں چیخ اُٹھا تھا، سایا سایا

فرش پر بیٹھ کے بھی عرش کو جو چھُو آیا
اُس نے کونین کی رگ رگ میں لہو دوڑایا

اُسؐ نے دنیا کو وہ میزانِ عدالت بخشی
جس سے انصاف کا مفہوم سمجھ میں آیا

ہر دُکھی دل پہ رکھا اُس نے محبت بھرا ہاتھ
اُس نے ہر فرد کی قسمت کی پلٹ دی کایا

صفحۂ دہر پہ وہ حرفِ محبت لکھا
جو مری عُمرِ دو روزہ کا بنا سرمایا

میری جھولی میں ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں
فخر سے پھر بھی حضورِؐ شہہ یثرب آیا

اِس گناہ گار پہ بھی ایک نظر سرورِؐ دیں
محسنؔ آج اپنی خطاؤں پہ بہت شرمایا

—— محسنؔ احسان

محشرؔ بدایونی کی نعت میں بے ساختگی ہے ذاتِ رسالتِ مآبؐ سے تعلق قلبی نے اسے دلنشیں بنا دیا ہے۔

وہ جس پہ نازاں ہیں خود عطائیں
جو بخشے اغیار کی خطائیں

سنے جو بیکس کی التجائیں
جو خوں کے پیاسوں کو دے دُعائیں

جو خُلق سے دِل کے زخم سی دے
جو گھُپ اندھیروں کو روشنی دے

ستارے گرد اُسؐ کی رہگزر میں
فرشتے ساتھ اُسؐ کے ہر سفر میں

محبت اُسؐ کی نظر نظر میں
دیانت اتری آسیؐ کے گھر میں

امانت اُسؐ کی ادا پہ جھومے
صداقت اُسؐ کی زبان چُومے

—— محشرؔ بدایونی

شہرِ بطحا سے دُور ایسی ہے زندگی
جیسے تنہا مسافر بیابان میں

ہم نبیؐ کی محبّت سے باہر کہاں
یہ محبّت تو شامل ہے ایمان میں

بارشیں اور رحمت کی یہ بارشیں
اَب شمارِ گناہ بھی نہیں دھیان میں

دیکھ محشرؔ وہ چشمِ خطا پوش اُٹھی
دفعتاً کیسی جنبش ہے میزان میں

—— محشرؔ بدایونی

جو درِ شاہِ دیں سے ملتا ہے — وہ سکوں کب کہیں سے ملتا ہے

کوئی بھی جستجو ہو کوئی لگن — ذوقِ منزل وہیں سے ملتا ہے

دل کو عرفانِ ذاتِ ختم رسلؐ — انتہائے یقیں سے ملتا ہے

ہم گدائے درِ محمدؐ ہیں — ہم کو سب کچھ یہیں سے ملتا ہے

اللہ! اللہ! وہ روضۂ پُر نور — ہر اُجالا وہیں سے ملتا ہے

کیا کہیں کس قدر سکوں محشرؔ! — ذکرِ سلطانِؐ دیں سے ملتا ہے

—— محشر بدایونی

اب کس قدر آسودۂ بینائی ہیں آنکھیں — ان گنبد و مینار کو دیکھ آئی ہیں آنکھیں

در پردہ تجلّی کا وہ عالم ہے کہ جیسے — طیبہ کے در وبام اٹھا لائی ہیں آنکھیں

اظہارِ طلب یوں بھی ہے، خاموش میں کب ہوں — ساکت ہیں مرے لب، مری گویائی ہیں آنکھیں

دَر کھل گئے بخشش کے دُھلا دفترِ عصیاں — بھیگی ہیں تو کیا کیا مرے کام آئی ہیں آنکھیں

حاصل ہے یہ دولت بھی کرم ہی کی بدولت — جب یادِ کرم آئی ہے، بھر آئی ہیں آنکھیں

—— محشر بدایونی

کبھی خواب اتنا اچھا دیکھتا ہوں — میں بند آنکھوں سے روضہ دیکھتا ہوں

مدینے کو کبھی دل ڈھونڈتا ہے — کبھی دل کو مدینہ دیکھتا ہوں

ارادے باندھتے اِک عُمر گزری — سو دیکھو کب وہ روضہ دیکھتا ہوں

جو دیکھ آتی ہیں جلوہ جالیوں کا — میں اُن آنکھوں کا جلوہ دیکھتا ہوں

میں رہ جاتا ہوں اس کو دیکھتا ہی — مدینے جس کو جاتا دیکھتا ہوں

—— محشر بدایونی

خوش ہیں کہ ہمیں احمدؐ مختار ملا ہے — ہر بیکس و نادار کا غمخوار ملا ہے

چمکا ہے غلاموں کے مقدّر کا ستارا — دُنیا کو چراغِ رہِ احرار ملا ہے

چھوڑوں گا اسے میں نہ اگر جان بھی جائے — قسمت سے درِ سیدِ ابرارؐ ملا ہے

آنکھوں سے بہا دو! فقط اِک اشک ندامت — ہر بندۂ عاصی کا خریدار ملا ہے

اس قوم کو آساں نہیں دُنیا سے مٹانا — جس قوم کو کونین کا سردارؐ ملا ہے

ہر رُوح میں پنہاں ہے محمدؐ کی حقیقت — ہر قلب کو سر چشمۂ انوار ملا ہے

محشرؔ! ہے رہِ زیست جو پُر پیچ تو کیا غم — احمدؐ سا ہمیں قافلہ سالار ملا ہے

—— محشرؔ رسول نگری

ہے چراغِ راہ نبیؐ کا اسوۂ کامل مجھے — دور سے دیتی ہے اب آواز خود منزل مجھے

کی عطا دل کو خدا نے دولتِ عشقِ نبیؐ — جیتے جی ہی مل گیا، اس زیست کا حاصل مجھے

پردہ دارِ شوق ہو سکتی ہیں کب بے تابیاں — پھر دکھا دے خواب گاہِ مصطفیٰؐ اے دل مجھے

توڑ دے عشقِ نبیؐ سے، یہ بتانِ رنگ و بو — دل میں اے محشرؔ سجانی ہے نئی محفل مجھے

—— محشرؔ رسول نگری

نسیمِ باغِ مدینہ! اُن کو درود پڑھ کر سلام کہنا! — قسم ہے صبحِ ازل کی تجھ کو، مرا سندیسہ تمام کہنا!

مری محبت کے پھول چُن لے! ذرا سا آدابِ عرض سن لے — نگاہِ حق سے سلام کرنا، زبانِ دل سے پیام کہنا!

اگر چلے ذکرِ جاں نثاراں، حریمِ محبوبِ کبریا میں — تو دُور افتادہ درد مندوں کا، سر جھکا کر سلام کہنا!

ادب کا دامن نہ چھٹنے پائے، بیاں ادھورا بھی رہ نہ جائے — گزر رہی ہے جو ہم پہ کہنا، مگر بہ صد احترام کہنا!

نظر انہیؐ کو بدل سکے گی، ہماری تقدیر اے پیامی! — ہر ایک مشکل بہ بارگاہِ حبیبؐ عالی مقام کہنا!

—— محشرؔ رسول نگری

در مصطفیٰؐ ہو نصیب اگر، تو حریمِ قُرب و رضا ملے — ہے عجیب سحرِ عبودیت، کہ نبیؐ ملے تو خُدا ملے

ہے مدینہ مرکزِ جسم وجاں، ہوئے ایک عشق و خبر یہاں — کہ مقامِ حق کی تلاش میں، یہیں دونوں راستے آملے

ہو کرشمہ حشر میں اک عجب، کُھلے نامہ میرے عمل کا جب — اسے جس طرف سے پڑھے کوئی، تیرا نامؐ پاک لکھا ملے

یہ وہ در ہے محشرِ خوش نوا، ہے یہاں کہ رسمِ کرم جدا — نہ ملے تو حسبِ طلب ملے، جو ملے طلب سے سوا ملے

محشر رسول نگری

جن سے خود اپنے درد کا درماں نہ ہو سکا — ان کو حضورؐ ذوقِ مسیحائی دے گئے

شمعِ ہدیٰ سے ظلمتِ دوراں اجال کر — انسانیت کی آنکھ کو بینائی دے گئے

اُٹھے تو آفتاب کی طلعت تھی ہم رکاب — بیٹھے تو کائنات کو رعنائی دے گئے

ریشم کا لوچ ریت کے ذرّوں کو بخش کر — ویرانۂ حیات کو زیبائی دے گئے

بھٹکے ہوؤں کو جادۂ منزل بتا دیا — بکھرے ہوؤں کو مرکزِ یک جائی دے گئے

اپنے کرم کے فیضِ مسلسل سے وہ ادیبؔ — ہر اشکِ غم کو فخرِ پذیرائی دے گئے

—— محمد احمد ادیب

نہ آئے کام زبان و بیاں مدینے میں — رہے ہیں اشک مرے ترجماں مدینے میں

ہر ایک شے پہ جمالِ نبیؐ کا ہے پَرتَو — ہر ایک چیز ہے شایانِ شاں مدینے میں

کوئی بھی پیاسا نہ لوٹا حضورؐ کے دَر سے — رواں ہے بحرِ کرم بے کراں مدینے میں

بس ایک نقطے پہ دیکھی ہر ایک شے مرکوز — سمٹ گئے ہیں زمان ومکاں مدینے میں

—— محمد افضل تحسین

محمد اقبال ارشد کی فریاد بحضورِ سرورِ کونینؐ اثر انگیز بھی ہے اور پُر تاثیر بھی

کسی سے کب مری آہ و فغاں سُنی جائے — حضورؐ! آپ کا در ہے جہاں سُنی جائے

سُنی نہ جائے جو شہرِ علوم کے دَر پر
غریبِ شہر کی آخر کہاں سُنی جائے

ادائے حرفِ دُعا ہے ضرورتِ اظہار
وگرنہ جُنبشِ لب بھی وہاں سُنی جائے

گدازِ شوق نہیں ہے صبا کے لہجے میں
مِری زباں سے مِری داستاں سُنی جائے

مجھے بھی ارضِ مدینہ کی روشنی ہو نصیب
مِری بھی مالکِ ہفت آسماں! سُنی جائے

یہی کمالِ عبادت ہے اہلِ دل کے لئے
ادب سے نعتِ شہہِ مرسلاں سُنی جائے

یہ اُن کا فیض ہے یارو! کہ خاک دانوں کی
صدائے قلب سرِ کہکشاں سُنی جائے

_____ محمد اقبال راشد

محمد اکرم رضا نے نعت میں جس حسرت و اندوہ کا اظہار کیا ہے اس نے راقم الحروف کو تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ اشکوں کی لڑیوں نے ہر ہر شعر کی رفاقت کی ہے۔ نعت میں جو جذبات ادا ہوئے ہیں وہ من و عن میرے جذبات ہیں۔ اسی احساس نے ریاض الجنت میں بارہا مجھے رلایا ہے۔

میں جو قسمت سے زمانہ ترا پاتا آقا!
تیرے قدموں پہ میں جان اپنی لُٹاتا آقا!

میں سمجھتا کہ مِلی دونوں جہاں کی میراث
تیرے نعلین جو میں سَر پہ اُٹھاتا آقا!

مثلِ حسانؓ ثنا خوانوں میں تیرے میں بھی
اِے خوشا بخت! مقام اپنا بناتا آقا!

میں تِرے حُسنِ جہانگیر کی مظہر نعتیں
بزمِ انوار میں خود تُجھ کو سُناتا آقا!

تیرے اعدا سے جو لڑنے کی ضرورت پڑتی
تیرے ناموس پہ سَر اپنا کٹاتا آقا!

میں بھی پھیلاتا دل و جان و نظر کا کاسہ
جب تُو انوار کی خیرات لُٹاتا آقا!

دِل مہک اُٹھتا مِرا مرکزِ خوشبو بَن کر
اس میں گل ہائے عقیدت جو کِھلاتا آقا!

دیکھتا تجھ کو تو پھر دیکھتا ہی رہ جاتا
اَور پلٹ کر نہ کبھی ہوش میں آتا آقا!

ماہ و انجم مِرے قدموں کی بلائیں لیتے ۔۔۔ تُو جو اِک بار مجھے پاس بٹھاتا آقا!

میں سمجھ لیتا کہ ہے سجدہ گہِ شوق وہی ۔۔۔ جس جگہ نقشِ کفِ پا تِرا پاتا آقا!

وائے قسمت! کہ سعادت نہ یہ میں نے پائی ۔۔۔ مِرے حصے میں فقط ہجر کی لذت آئی

—— محمد اکرم رضاؔ

تمنا ہے یہی دل میں سمائی، یا رسولؐ اللہ! ۔۔۔ ملے بس آپؐ کے دَر کی گدائی یا رسولؐ اللہ

خُدا نے آپؐ کا نُورِ نبوت عام کرنے کو ۔۔۔ یہ محفل چاند تاروں کی سجائی یا رسولؐ اللہ

یہ اُمّت آپؐ کی خوار و زبوں ہے آج دُنیا میں ۔۔۔ دہائی ہے، دہائی ہے، دہائی، یا رسولؐ اللہ

میں سُنتا ہوں کہ بے چاروں کے چارہ آپؐ ہوتے ہیں ۔۔۔ مری بھی کیجئے حاجت روائی، یا رسولؐ اللہ

بلا لیجئے دَرِ طیبہ پہ اپنے اس گدا کو بھی ۔۔۔ کہ مارے ڈالتی ہے اَب جُدائی، یا رسولؐ اللہ

اِدھر تڑپوں میں جونہی آپؐ تک میری خبر پہنچے ۔۔۔ یوں لائے رنگ میری بے نوائی یا رسولؐ اللہ

—— محمد اکرم رضاؔ

اکرم رضاؔ نے سرور کائنات کا سراپا نظم کیا ہے عنوان سراپائے انور ہے اکرم رضا زبان و بیان پر کامل قدرت رکھتے ہیں عشقِ رسالتِ مآبؐ میں آپ نے دل کی گہرائیوں میں ڈوب ڈوب کر وہ موتی نکالے ہیں جو مثال ماہتاب آب و تاب رکھتے ہیں۔

خلق ساری جانبِ بطحا رواں ہو میں نہ ہوں ۔۔۔ وائے طیبہ میں ہجومِ عاشقاں ہو میں نہ ہوں

گُنبد و مینارِ شہرِ مصطفیٰؐ ہوں سامنے ۔۔۔ کیف و جذب و شوق برساتا سماں ہو میں نہ ہوں

کر رہے ہوں سجدہ ہائے شوق سب زائر ادا ۔۔۔ نُور برساتا نبیؐ کا آستاں ہو میں نہ ہوں

بھر رہی ہو زائروں کی جھولیاں انوار سے ۔۔۔ رُوحِ ارضی بامراد و کامراں ہو میں نہ ہوں

دے رہے ہوں شاہِ دو عالم شفاعت کی نوید ۔۔۔ جوش پر رحمت کا سَیلِ بیکراں ہو میں نہ ہوں

وائے محرومی! شہؐ ہر دوسرا کے شہر میں ۔۔۔ اے رضاؔ! سارا زمانہ مہماں ہو میں نہ ہوں

—— محمد اکرم رضا

زباں ہونے لگی محوِ ثنا' آہستہ آہستہ
درِ لطف و کرم کھلنے لگا' آہستہ آہستہ

مرا افسانۂ درد و الم آقا سے کہنے کو
خُدا را! اب نہ چل بادِ صبا آہستہ آہستہ

نہ کر تُو اختصارِ داستانِ شوق' اے زائرا!
ذرا کچھ دیر لگ جائے سُنا آہستہ آہستہ

ز راہِ لُطف! وہ اِس قبلۂ ویراں میں آئیں گے
تو شمعِ آرزو دل میں جلا' آہستہ آہستہ

وہ محبوبِ خُدا ہیں' جو کوئی بھی اُن کا بن جائے
وہ اِک دن پا ہی لیتا ہے خُدا' آہستہ آہستہ

غریب و ناتواں ' کمزور ہے پر جا ہی پہنچے گا
درِ سرکار تک اک دن رضاؔ' آہستہ آہستہ

—— محمد اکرم رضا

میں نے بھی پھیلا دیا ہے کاسۂ قلب و نظر
دیکھ کر ابرِ کرم ہر سُو برستا آپؐ کا

آپؐ کے دامان رحمت میں چھپے چور آپکا
شاہِ دو عالم! میں مجرم ہوں انوکھا آپؐ کا

اپنا کشکولِ تمنّا اب لئے آیا ہوں میں
دیکھ کر اک بحر جُودولطف بہتا آپؐ کا

جب پڑی مشکل تو پھر مشکل کشائی کے لئے
اے مری سرکار! مجھ کو نام سُوجھا آپؐ کا

مثل بوصیری! مری بھی دستگیری کیجئے
میں بھی ہوں اے مالکِ کونین! منگتا آپؐ کا

مجھ کو بھی دو بوند اب اس سے عطا کر دیجئے
بہہ رہا ہے چار سُو رحمت کا دریا آپؐ کا

میرے دامن میں بجز عصیاں شعاری کچھ نہیں
مجھ کو ہے درکار محشر میں سہارا آپؐ کا

اے رضاؔ! اعزاز ہے یہ بھی شہہِ کونین کا
کہہ رہا ہے مجھ سا عاجز بھی قصیدہ آپؐ کا

—— محمد اکرم رضاؔ

دین کی ابتداء رسولؐ اللہ
دین کی انتہا رسولؐ اللہ

جلوۂ حق نما رسولؐ اللہ
رحمتِ کبریا رسولؐ اللہ

وا ہے دامانِ رحمتِ عالم
دافعِ ہر بلا رسول اللہ

اس جہاں میں سبھی ہیں بیگانے
سب کے ہیں آشنا رسول اللہ

ذرّے ذرّے میں ہے خُدا کا نُور
اور نُورِ خُدا رسول اللہ

موت کے وقت اُمتّی کے لئے
جلوۂ دل رُبا رسول اللہ

عاصیوں کو مقامِ محشر میں
مژدۂ جانفزا رسول اللہ

سب صلواۃ و سلام کہتے ہیں
کیا فلک کیا خُدا رسول اللہ

ہیں حبیب اپنے مصطفیٰؐ کے حبیب
اور حبیبؐ خُدا رسول اللہ

—— محمد انیس احمد

جو سوچوں کون مصیبت میں کام آتا ہے
خیالِ رحمتِ خیرالانامؐ آتا ہے

مِرے حضورؐ مجھے تھام تھام لیتے ہیں
جو زیست میں کوئی نازک مقام آتا ہے

ادب ادب کہ یہاں تو ملائکہ کا امام
سلام کرنے بصد احترام آتا ہے

انگھوٹے چُوم کے آنکھوں سے میں لگاتا ہوں
زباں پہ جب بھی کبھی اُنؐ کا نام آتا ہے

خُوشی سے جھُوم اُٹھوں میں اگر سرِ محشر
کہیں حضورؐ ہمارا غلام آتا ہے

کرے تو کون کرے اُن کی ہمسری الیاسؔ
وہ جن کے نام خُدا کا سلام آتا ہے

—— جسٹس محمد الیاس

شہہ دیں کی جو بستی ہے مدینہ اُس کو کہتے ہیں
جہاں رحمت برستی ہے، مدینہ اُس کو کہتے ہیں

جہاں وہ گنُبدِ خضرا ہے، جس کی دید کی خاطر
بھری دنیا ترستی ہے، مدینہ اُس کو کہتے ہیں

جہاں حبِ نبیؐ کی مے سے ہیں سرشار دیوانے
جہاں پہ جذب و مستی ہے، مدینہ اُس کو کہتے ہیں

دکھوں میں مبتلا، دنیا کی ٹھکرائی ہوئی خلقت
جہاں خوش ہو کے بستی ہے، مدینہ اُس کو کہتے ہیں

سلاموں کی درُودوں کی، خُدا کے ذکر کی بارش
جہاں ہر پل برستی ہے، مدینہ اُس کو کہتے ہیں

جہاں سے واپسی پر، چہرۂ الیاس پر ہر دم
اداسی سی برستی ہے، مدینہ اُس کو کہتے ہیں

—— جسٹس محمد الیاس

محمدؐ کا نہ در ملتا تو دیوانے کہاں جاتے
لگی دل کی بجھانے کو یہ مستانے کہاں جاتے

غریبوں بے سہاروں کو، اگر نہ آسرا ملتا
تو یہ تقدیر کے مارے خُدا جانے کہاں جاتے

اگر اپنوں کو ہی لیتے محمدؐ ظلِّ رحمت میں
تو پھر مایوسیاں لے کر، یہ بیگانے کہاں جاتے

اگر رودادِ غم سنتے نہ حضرتؐ بینواؤں کی
تو ہم لے کر غمِ عصیاں کے افسانے کہاں جاتے

اگر نہ رحمتِ عالمؐ کے قدموں میں جگہ ملتی
تو پھر ہم اپنے دل کے داغ دکھلانے کر کہاں جاتے

اگر ہوتے جبینوں پر نہ سجدوں کے نشاں مُسلم
تو روزِ حشر یہ حضرت کے پہچانے کہاں جاتے

—— محمد بخش مُسلم

حُبِّ حبیبِ عرب و عجم ہے تو خیر ہے
شوقِ وصالِ شاہِ حرم ہے تو خیر ہے

سر میں ہے ان کی یاد کا سودا تو غم نہیں
آنکھوں میں اُن کی یاد سے نَم ہے تو خیر ہے

آئیں ہزار آفتیں، لاکھ آندھیاں اُٹھیں
پیشِ نظر وہ نقشِ قدم ہے تو خیر ہے

میں ہوں سگانِ کوچۂ محبوبؐ کا گدا
منظور ان کو میرا بھرم ہے تو خیر ہے

شکرِ خُدا! قبول ہوئی بندگی مری
دل اپنا اُن کے در پہ جو خم ہے تو خیر ہے

مانا کہ حشر سخت سہی اور عمل خراب
حامی وہ تاجدارِ اُمم ہے تو خیر ہے

میری خطا بگاڑ نہیں سکتی کچھ مرا
آسی! جو اُن کا لطف و کرم ہے تو خیر ہے

—— پروفیسر محمد حسین آسی

محمد حنیف نازش قادری قادر الکلام شاعر ہیں ذاتِ اقدسؐ سے ان کی گہری وابستگی ہے اس وارفتگی میں اعلیٰ پائے کے شعر کہتے ہیں۔

نعت کہتا ہوں تو طیبہ کی ہوا آتی ہے
گلشنِ جاں میں دبے پاؤں صبا آتی ہے

غیر مجھ سے نہ ثنا خوانی کی اُمید کرے
بس مجھے سرورِؐ عالم کی ثنا آتی ہے

پھر مدینے کی زیارت کے ہوں لمحات نصیب!
جب بھی آتی ہے یہی لب پہ دُعا آتی ہے

دِل مچلتا ہے پھر اس بستی کو دیکھوں کہ جہاں
سنگریزوں سے بھی خُوشبوئے وفا آتی ہے

اُنؐ کی رحمت ہی سے اُمید ہے مجھ کو ورنہ
ایسا مجرم ہُوں کہ کہتے بھی حیا آتی ہے

کیوں مِری بگڑی ہوئی بات نہ بنتی نازشؔ
اُنؐ کا بندہ ہوں جنہیں بات بنا آتی ہے

—— محمد حنیف نازشؔ قادری

قریب تر ہے اِدھر زندگی کی شام حضورؐ
تڑپ رہا ہے اِدھر دید کو غلام حضورؐ
ہے فیض آپؐ کا دونوں جہاں میں عام حضورؐ
قبول کیجئے میرا بھی اب سلام حضورؐ

میں خشک آبجو، رحمت کا آپؐ دریا ہیں
میں بے بساط بھکاری ہوں آپؐ داتا ہیں
ہے شش جہات میں فیض آپؐ کا مدام حضورؐ
قبول کیجئے میرا بھی اب سلام حضورؐ

مِرے حضورؐ پریشانیاں مٹا دیجئے
سکونِ قلب و نظر مجھ کو بھی عطا کیجئے
عطائیں کرنا تو ہے آپ ہی کا کام حضورؐ
قبول کیجئے میرا بھی اب سلام حضورؐ

بہارِ گنبدِ خضرا کا ہو فزوں جوبن
نوازشات سے بھر دیجئے مرا دامن
کھڑا ہوں دیر سے جاؤں نہ تشنہ کام حضورؐ
قبول کیجئے میرا بھی اَب سلام حضورؐ!

—— محمد حنیف نازشؔ قادری

حرفِ اقراء سے جلی جب شمعِ دیوارِ حرا
جگمگا اُٹھا نبیؐ کے نُور سے غارِ حرا

آج بھی جاری ہے میرے شاہؐ کا فیضِ کرم
بٹ رہے ہیں آج بھی ہر سمت انوارِ حرا

آتے رہتے تھے یہاں سرکارؐ جن ایام میں
چُومتی رہتی تھی بادِ قدس رخسارِ حرا

خدمتِ سرکارؐ میں سب پیش کرتے تھے سلام
چاہے وہ اشجارِ مکہ ہوں کہ احجارِ حرا

پتھروں میں بھی نظر آتی ہے سونے کی چمک
دیکھ لو تم آنکھ والو، جا کے کہسارِ حرا

کر گئی دل میں مرے گھر، ایک زائر کی یہ بات
سر پہ مکّہ کی سجی ہے خوب دستارِ حرا

رکھ دوں اُنؐ کے نقشِ پا پہ، جا کے میں نازشؔ جبیں
ہو مقدّر میں اگر، اک بار دیدارِ حرا

—— محمد حنیف نازشؔ

پھر سُوئے حرم یہ دلِ شوریدہ رواں ہے
پھر ہر غمِ ہستی سے حفاظت ہے اماں ہے

پھر سائے میں ہم روضۂ اطہر کے رہیں گے
دیکھیں گے تجھے تو غمِ ایّام کہاں ہے

اِک عالمِ ہیبت میں نظر کھوئی ہوئی ہے
جلوے ہیں مگر طاقتِ دیدار کہاں ہے

جس نام کے صدقے میں مِلی دولتِ کونین
وہ اِسم تو ہر وقت مِرے وردِ زباں ہے

کیفؔی میں درِ شافعِ محشر کا گدا ہوں
کیا غم ہے گناہوں کا اگر بارِ گراں ہے

—— محمد ذکی کیفیؔ

اس لئے آرزو ہے جینے کی
دُھن لگی ہو جِسے مدینے کی
راہِ طیبہ میں جوگزر جائے
جو درِ مصطفیٰؐ سے مِلتا ہے
چل مدینے اگر ضرورت ہے
جامِ کوثر کا ساقیِ کوثر
اُنؐ کے دَر پر گِرا ہے اِک آنسو

دیکھ لُوں پھر زمیں مدینے کی
اس کو حاجت نہیں سفینے کی
زندگی ہے وہی قرینے کی
عشق کُنجی ہے اس خزینے کی
قلبِ صد چاک سینے کی
مُجھ کو بھی آرزو ہے پینے کی
خُوش نصیبی ہے آبگینے کی

—— محمد ذکی کیفی

بے خود کھڑا ہوں روضۂ اطہر کے سامنے
تھا میری تشنگی کو قیامت کا سامنا
حیراں ہے آنکھ عالمِ انوار دیکھ کر
ہوں شرمسار نامۂ اعمال دیکھ کر
پیشِ نظر ہے جلوۂ فردوس کی بہار

ذرّہ ہے آفتابِ منوّر کے سامنے
اَب خواب ہے یہ ساقیِ کوثر کے سامنے
اِک تشنہ لب کھڑا ہے سمندر کے سامنے
کِس طرح جاؤں شافعِ محشر کے سامنے
گھر سے قریب آپؐ کے منبر کے سامنے

—— محمد ذکی کیفی

جمالِ عالمِ امکاں ، کمالِ فکر و نظر
عطا و لُطف و کرم کا محیط آپؐ کی ذات
مقام آپؐ کا ہر اِک مقام سے بالا
وہؐ معرفت کے شناور علوم کا منبع
وہؐ ہادیوں کے بھی ہادی پیمبروں کے امام

ترے کمال پہ حیراں ، جمال پر ششدر
فلاح و رشد و ہدایت کا آپؐ ہی محور
قیام آپ کا ہر ایک رُوح کے اندر
وہؐ نُورِ علم کا مخزن ، فیوض کے مصدر
وہؐ بیکسوں کا سہارا وہ شافعِ محشر

مجھے ہو حشر میں تشنہ لبی کا کیوں شکوہ؟
رسولِؐ رحمت و اُمّیؐ لقب امیرِ اُمم
مرے حضورؐ وہاں ہوں گے ساقیِ کوثر
وہؐ لطف و رحمتِ ربِّ جلیل کے مظہر
—— محمد ذکی کیفؔی

یقیں دل کو خیالِ روضۂ اطہر سے ملتا ہے
بظاہر فاصلے ہوں دُوریاں ہوں لاکھ پردے ہوں
اصولِ زندگی اسؐ نے سکھائے اہلِ عالم کو
مدینے کی فضا اِک عالمِ انوار ہے کیفؔی

ہمیں اپنا شعورِ ذات اُنؐ کے دَر سے مِلتا ہے
مگر اُنؐ سے تعلق رُوح کو اندر سے مِلتا ہے
سرور آگہی کونین کے سرور سے مِلتا ہے
سکونِ دیدہ و دل اس کے ہر منظر سے ملتا ہے
—— محمد ذکی کیفؔی

اے شہِ ہاشمی لقب قدرتِ رب کے شاہکار
آپؐ کے ذکر و فکر سے رُوح کو مِل گیا قرار
آپؐ نہ تھے تو دہر میں چھائی تھی ہر طرف خزاں
آپؐ شفیعِ عاصیاں، آپؐ پناہِ بیکساں
کیفؔی خستہ حال پر اِے شہہ بحروبر کرم

آپؐ کے دَر کے ہیں گدا میر و وزیر و تاجدار
مظہرِ شان کبریا! آپؐ پہ جان و دل نثار
آپؐ جو آئے آ گئی پھر سے جہان میں بہار
مرہمِ قلبِ ناتواں، خستہ دلوں کے غمگسار
آپؐ کا اُمتّی تو ہے گرچہ ہے وہ گنہگار
—— محمد ذکی کیفؔی

اے دوست مِرے واسطے بس اب یہ دُعا کر
کچھ اشکِ ندامت کے سوا پاس نہیں ہے
یہ اشکِ ندامت بھی بڑی چیز ہے اے دل
اِک بار ہے دل کھول کے رونے کی تمنّا
عُشّاقِ مدینہ کی دُعا ہے یہ خُدا سے

کیفؔی کو الٰہی! غمِ محبوب عطا کر
لایا ہوں میں دامن میں یہی اپنے سجا کر
آنکھوں میں چُھپائے دَرِ مقصود بناکر
سر روضۂ اقدس پہ ندامت سے جُھکا کر
جنّت میں عطا ہم کو مدینہ کی فضا کر

توصیف کا حق کیا ہو ادا تیری زباں سے　　　بس وردِ زباں صلّیِ علیٰ صلّیِ علیٰ کر

—— محمد ذکی کیفیؔ

دُعائیں پیغمبروں کی لوٹیں درِ خُدا سے قبول ہو کر
جہاں کو تھا انتظار جن کا وہ آئے آخر رسولؐ ہو کر

وہ نُور بن کر فضا پہ چھائے جہاں میں اِک انقلاب لائے
بسے دلوں میں وہ بن کے خوشبو رہے وہ کانٹوں میں پُھول ہو کر

یہی ہے حسرت یہی تمنّا کہ جان نکلے رہِ حرم میں
پسِ فنا بھی پھرا کروں میں دیارِ طیبہ کی دُھول ہو کر

اگر نہ ان کی پناہ ملتی نہ جانے کیا کچھ تباہ ہوتے
جہاں میں ہم لوگ آ گئے تھے ظلوم بن کر جہول ہو کر

خُدا کے لطف و کرم سے کیفیؔ اسے مِلی دو جہاں کی دولت
جو کوئی پہنچا ہے اُن کے دَر پہ غمِ جہاں سے ملول ہو کر

—— محمد ذکی کیفیؔ

جب رواں سُوئے حرم اپنا سفینہ ہو گا　　　شوقِ دل رہنما بن کے چلے گا آگے
جس طرف آنکھ اُٹھاؤں گا مدینہ ہو گا　　　میری آنکھوں میں سِمٹ آئے گا حُسنِ کونین
دِل حضوری میں سعادت کا خزینہ ہو گا　　　حاضری ہو گی بہ صد شوق مواجہہ کی طرف
کیسا پُر لطف یہ جینے کا قرینہ ہو گا　　　چُومتا نقشِ قدم اُنؐ کے پھروں گا ہر سُو
دِل نہیں پھر تو یہ انمول نگینہ ہو گا　　　اُنؐ کی جب چشمِ کرم ہو گی دلِ کیفیؔ پر

—— محمد ذکی کیفیؔ

شب و روز اب تو یہی ہیں دُعائیں — خُدا دِن وہ لائے مدینے کو جائیں
نظر آئیں جس دم حرم کی فضائیں — بہ ہر گام اپنی نگاہیں بچھائیں
عرب کے بیاباں کا ہر ذرّہ چومیں — غبارِ حرم کو گلے سے لگائیں
وہ دُنیا کی جنّت وہ جنّت کی دُنیا — معنبر ہوائیں معطّر فضائیں
کبھی دُور سے سبز گنبد کو دیکھیں — کبھی پاس آ کر نگاہیں جھکائیں
کریں جالیوں پر اِن آنکھوں کو صدقے — مواجہہ میں اشکوں کے موتی لٹائیں
اِدھر سے اُمڈتے ہوں اشکِ ندامت — اُدھر رحمتوں کی برستی گھٹائیں
دُعا ہے یہ کیفیؔ! کہ اِس سال ہم بھی — مدینے کے دیوار و دَر دیکھ آئیں

—— محمد ذکی کیفیؔ

طیبہ کی زمیں وہ مِرے سرکارؐ کی دُنیا — دُنیا سے نرالی ہے وہ انوار کی دُنیا
وہ روضۂ اطہر پہ برستی ہوئی رحمت — آتی ہے نظر فطرتِ سرشار کی دُنیا
اس طرح کیا شِیر و شکر علم و عمل کو — گفتار کی دُنیا ہوئی کردار کی دُنیا
سب پر ہے کرم اُنؐ کا بُرے ہوں کہ بھلے ہوں — جو پھُول کی دُنیا ہے وہی خار کی دُنیا
ہے رشکِ ارم آپ کے فیضانِ نظر سے — مجھ سے بھی خطا کار و گنہگار کی دُنیا
فردوس کو بھی رشک ہے جس فرشِ زمیں پر — وہ ہے مِرے آقاؐ مِرے سرکارؐ کی دُنیا
توصیف کا حق کیا ہو ادا میری زباں سے — میں ذرۂ ناچیز وہ انوار کی دُنیا

—— محمد ذکی کیفیؔ

آ گیا آپؐ کے دَر پر کیفیؔ — ہے نصیبے کا سکندر کیفیؔ

دیکھ کر روضۂ اطہر کیفی — کیوں نہ رہ جاؤں میں ششدر کیفی

جب سے دیکھی ہے مدینہ کی بہار — کوئی جچتا نہیں منظر کیفی

اُنؐ کی توصیف بیاں ہو کیسے — وہ ہیں کونین کے سُرور کیفی

اُن سے نسبت کا شرف حاصل ہے — میں ہوں قطرہ وہ سمندر کیفی

اِک نظر شافعِ محشر مجھ پر — میں پکارا سرِ محشر کیفی

کیوں مجھے تشنہ لبی کا غم ہو — میں ہوں مستِ مئے کوثر کیفی

آپ کا نام زباں سے نکلا — بن گیا نُور سراسر کیفی

کاش ہو جائے تمنّا پوری — کاش دیکھے رُخِ انور کیفی

ہے جو تسکینِ دل و جاں منظور — پڑھ دُرود آپ پہ اکثر کیفی

—— محمد ذکی کیفی

اپنے ربِّ غفور کے صدقے — مجھ کو بخشا حضورؐ کے صدقے

یاد میں اُن کی جو تڑپتا ہو — اُس دِل ناصبور کے صدقے

یا خدا! نُورِ مصطفیٰؐ کی جھلک — جلوۂ برقِ طُور کے صدقے

آپؐ کے ذکر سے جو مِلتا ہے — ایسے کیف و سرور کے صدقے

خاتمِ ہر کمال ذات اُنؐ کی — اُنؐ کے فکر و شعور کے صدقے

جان ہے نذرِ ساقیِ کوثر — دل شرابِ طہور کے صدقے

آسرا مِل گیا شفاعت کا — اپنے جُرم و قصور کے صدقے

زندگی، زندگی بنی کیفی — اِک نگاہِ حضورؐ کے صدقے

—— محمد ذکی کیفی

قسمت سے مِل گئی ہے قیادت حضورؐ کی — اللہ کا کرم ہے عنایت حضورؐ کی

و لفظ ہیں خلاصۂ عرفان و آگہی
بھر لی ہیں ہر گدا نے سعادت سے جھولیاں
ربِّ کریم! شانِ کریمی کا واسطہ
کیفیؔ خُدا نصیب کرے اپنے فضل سے

پوچھا ہے دشمنوں نے جب اپنے شعور سے
اسؐ جانِ جاں کا نامِ مُبارک لبوں پہ ہے
سائے میں ہیں اِک ایسے رؤف و رحیم کے
دولت خُدا نے دی جنھیں عشقِ رسولؐ کی
آسودہ آ کے منزلِ بطحا میں ہو گیا
کیفیؔ پڑھا دُرود تو محسوس یہ ہوا

مدینے کے راہرو بیاباں بیاباں
ہے بزمِ تصوّر میں رُوضے کا منظر
قریب آ گیا ہے دیارِ مدینہ
یہاں مست ہیں سب بُرے بھی بَھلے بھی
یہیں سے ملا تھا یہیں مِل سکے گا
کرشمے ہیں اُن کی نگاہِ کرم کے
خُدا دن وہ لائے مدینے میں پہنچے

وحدانیت خُدا کی رسالت حضورؐ کی
نگری رہے ہمیشہ سلامت حضورؐ کی
جنّت میں ہو نصیب رفاقت حضورؐ کی
اُلفت کے ساتھ ساتھ اطاعت حضورؐ کی
—— محمد ذکی کیفیؔ

پنہاں مِلی دلوں میں عقیدت حضورؐ سے
دِل آشنا ہے عالمِ کیف و سرور سے
جس نے مِلا دیا ہمیں ربِّ غفور سے
دُنیا سے اُن کو کام نہ حور و قصور سے
جلووں کا کارواں جو چلا کوہِ طُور سے
جیسے گزر رہا ہُوں میں اِک سیلِ نُور سے
—— محمد ذکی کیفیؔ

چلے جا رہے ہیں غزلخواں غزلخواں
نگاہوں کا عالم گلستاں گلستاں
غمِ زندگی ہے گریزاں گریزاں
ہے سب پر عنایت فراواں فراواں
سکونِ دل و جاں' سکونِ دل و جاں
خیاباں خیاباں' بہاراں بہاراں
گنہگار کیفیؔ پشیماں پشیماں
—— محمد ذکی کیفیؔ

اے جذبۂ دل روضۂ اطہر کی طرف چل — جس دَر کا بھکاری ہے تو اُس دَر کی طرف چل

مایوس نہ ہو تیرگیِ رنج و الم سے — اے رہروِ شب صبحِ منوّر کی طرف چل

دیکھے سے جسے سیر نظر ہو نہیں سکتی — طیبہ میں اُسی حُسن کے محور کی طرف چل

پھر تشنہ لبی کی نہ کبھی ہو گی شکایت — اِک بار ذرا ساقیِ کوثر کی طرف چل

سامانِ بقا کر لے فنا ہونے سے پہلے — اے قطرۂ ناچیز سمندر کی طرف چل

ہے تجھ کو اگر تیرہ نصیبی کا گلہ کچھ — پڑھ صلّی علیٰ بختِ سکندر کی طرف چل

ہر سمت جہاں پر ہے تجلّی ہی تجلّی — اس بارشِ انوار کے منظر کی طرف چل

ہو لاکھ گرانبار گناہوں سے تو کیفی — نَم دیدہ ذرا شافعِ محشر کی طرف چل

—— محمد ذکی کیفی

یہ حقیقت ہے کہ جینا وہی جینا ہو گا — جب مِرے پیشِ نظر حُسنِ مدینہ ہو گا

شوقِ دل راہنما بن کے چلے گا آگے — جب رواں سُوئے حرم اپنا سفینہ ہو گا

آنکھ جب روضۂ اقدس کی جھلک دیکھے گی — یا خُدا کیسا مُبارک وہ مہینہ ہو گا

جب نگاہیں درِ احمدؐ کی بلائیں لیں گی — صرف آنکھیں ہی نہیں قلب بھی بینا ہو گا

حاضری ہو گی بصدِ شوق مواجہ کی طرف — دِل حضوری میں سعادت کا خزینہ ہو گا

نغمۂ صلّی علیٰ ہو گا لبوں پر جاری — اور ماتھے پہ ندامت کا پسینہ ہو گا

چُومتا نقشِ قدم اُنؐ کے پھروں گا ہر سُو — کیسا پُر کیف یہ جینے کا قرینہ ہو گا

اُنؐ کی جب چشمِ کرم ہو گی دلِ کیفی پر — دِل نہیں پھر تو یہ انمول خزینہ ہو گا

—— محمد ذکی کیفی

آپ ہی کے جلووں سے ہر طرف اُجالا ہے
ظلمتوں سے انساں کو آپؐ نے نکالا ہے

اس کو دین و دُنیا کی ہر خوشی میسر ہے
جس نے عشقِ احمدؐ کو اپنے دِل میں پالا ہے

اُنؐ کی اِک نظر سے قبل اُنؐ کی اِک نظر کے بعد
ہر طرف اندھیرا تھا ہر طرف اُجالا ہے

نغمۂ اذاں بن کر گونجتا ہے نام اُن کا
جس طرف نظر ڈالو اُن کا بول بالا ہے

معرفت کے دریا کے آپ ہی شناور ہیں
بحرِ علم و حکمت کو آپؐ نے کھنگالا ہے

اِک نظر کرم کی ہو حالِ زارِ کیفیؔ پر
آپؐ نے تو ذرّوں کو کہکشاں میں ڈھالا ہے

—— محمد ذکی کیفی

یہ حج و زیارت مُبارک ہو تُم کو
متاعِ سعادت مُبارک ہو تُم کو

وہ احرام میں مست و سرشار رہنا
غموں سے فراغت مُبارک ہو تُم کو

اذانِ سحر کا حرم میں وہ منظر
وہ کیفِ سماعت مُبارک ہو تُم کو

مُبارک ہو وہ ملتزم پر دُعائیں
وہ ذوقِ عبادت مُبارک ہو تُم کو

وہ میزابِ رحمت کے نیچے نمازیں
بشوقِ اطاعت مُبارک ہو تُم کو

مُبارک ہوں وہ سنگِ اسود کے بوسے
لبوں کی حلاوت مُبارک ہو تُم کو

وہ پی پی کے زمزم کو سیراب ہونا
وہ کوثر کی لذت مُبارک ہو تُم کو

وہ عرفات میں خیمہ زن ہو کے رہنا
یہ زہد و قناعت مُبارک ہو تُم کو

وہ روضہ کا باچشمِ نم دیکھ لینا
وہ دِل کی طہارت مُبارک ہو تُم کو

قبا و بقیع و اُحد کی زیارت
یہ حُسنِ ارادت مُبارک ہو تُم کو

مواجہ میں آ کر جلا دِل کو دینا
وہ جلوت میں خلوت مُبارک ہو تُم کو

نکل پڑنا آنسو کا ذکرِ نبیؐ پر — یہ دل کی نزاکت مُبارک ہو تم کو
وہ روضہ کی جالی پہ سَر رکھ کے رونا — دُعائے شفاعت مُبارک ہو تم کو
دُعا ہے یہ کیفی کے قلبِ حزیں کی — یہ حج و زیارت مُبارک ہو تم کو

—— محمد ذکی کیفی

جلوہ جمالِ حق کا دِکھایا حضورؐ نے — ہر نقشِ ماسوا کو مٹایا حضورؐ نے
جنّت کا راستہ بھی دکھایا حضورؐ نے — دوزخ کی آگ سے بھی بچایا حضورؐ نے
جس پر نگاہ پڑ گئی تابندہ ہو گیا — ذرّوں کو آفتاب بنایا حضورؐ نے
جو راستے کے سنگِ گراں تھے بنے ہوئے — اُن کو نشانِ راہ بنایا حضورؐ نے
جس میں سَدا بہار ہے ہر پھُول ہر کلی — توحید کا چمن وہ کھلایا حضورؐ نے
بھر لی ہیں ہر گدا نے سعادت سے جھولیاں — رحمت کا وہ خزانہ لٹایا حضورؐ نے
کیفی بُرا سہی مگر اُن کا غلام ہے — اچھا بُروں کو کس نے بنایا حضورؐ نے

—— محمد ذکی کیفی

شب و روز اَب تو یہی ہیں دُعائیں — خُدا دِن وہ لائے مدینہ کو جائیں
نظر آئیں جس دَم حرم کی فضائیں — بہرِ گام اپنی نگاہیں بچھائیں
وہ دُنیا کی جنّت وہ جنّت کی دُنیا — معنبر ہوائیں، معطر فضائیں
کبھی دُور سے سبز گنبد کو دیکھیں — کبھی پاس آ کر نگاہیں جھکائیں
کریں جالیوں پر ان آنکھوں کو صدقے — مواجہ میں اشکوں کے موتی لٹائیں
اِدھر سے اُمڈتے ہوں اشکِ ندامت — اُدھر رحمتوں کی برستی گھٹائیں

فضاؤں میں نغمہ ہو صلِّ علیٰ کا
دُعا ہے یہ کیفؔی کہ اِس سال ہم بھی

سلام علیکم کی لب پر صدائیں
مدینہ کے دیوار و دَر دیکھ آئیں

—— محمد ذکی کیفؔی

غم کا مداوا دُکھ کی دوا
ہادیِ اعظمؐ فخرِ رُسلؐ
آپؐ پہ صدقے ہوتے ہیں
اُنؐ کا شیوہ لُطف و کرم
آپؐ ہی رحمت دُنیا میں
اہلِ وفا کی منزل ہے
جس کو مدینہ کہتے ہیں
شافعِ محشر ختمِ رُسلؐ
آپؐ ہی میرے سب کچھ ہیں

نامِ محمدؐ صلِّ علیٰ
راہبروں کے راہنما
لُطف و کرم اور جُود و عطا
میری عادت جُرم و خطا
آپؐ شفیعؐ روزِ جزا
آپؐ کا ہر اِک نقشِ پا
ایک جہاں ہے جلووں کا
کوئی نہیں ہے اُنؐ کے سوا
آپؐ پہ میری جان فِدا

—— محمد ذکی کیفؔی

جہاں سے کُفر کی ظلمت مٹانے کے لئے آئے
نبی آئے ہزاروں اور گئے درسِ وفا دے کر
فضائیں نغمۂ توحید سے معمُور کر ڈالیں
رہ و رسمِ وفا کی اہلِ دُنیا چھوڑ بیٹھے تھے
گھری تھی کشتی انسانیت موج و تلاطم میں
یہ خستہ حال کیفؔی بھی اُنہیؐ کا نام لیوا ہے

دلوں میں شمعِ ایمانی جلانے کے لئے آئے
سلام اُنؐ پر جو آئے اور آنے کے لئے آئے
بہاریں گُلشنِ ہستی میں لانے کے لئے آئے
انہیں راہِ محبت پھر دکھانے کے لئے آئے
وہؐ بن کر ناخدا کشتی بچانے کے لئے آئے
گنہگاروں کو جو اپنا بنانے کے لئے آئے

—— محمد ذکی کیفؔی

سعید بدر کی نعت گویا میرے دل کی آواز ہے جس کی خوبصورت ترجمانی سعید بدر کے قلم کے حصے میں آئی ہے۔

رواں ہوں جانبِ طیبہ بہ دل ترسیدہ ترسیدہ
خمیدہ سر بہ چشمِ تر قدم لرزیدہ لرزیدہ

بہ لطفِ خالقِ ہستی مدینہ نُور کی بستی
مکاں اس کے مکیں اس کے ہیں سب تابندہ تابندہ

سعادت کی وہ رات آئی، نویدِ جاں فزا لائی
ہوا داخل مدینہ پاک میں گل چیدہ، گل چیدہ

کھڑا ہے بے نوا کوئی درِ رحم و شفاعت پر
کہاں تابِ نظر اس کو مگر وزدیدہ وزدیدہ

مدینے کے درودیوار جب سے دیکھ آیا ہوں
عجب صورت ہے میری روح ہے رقصیدہ رقصیدہ

شفاعت آپ کی ہو گر مری بھی مغفرت ہو گی
میں نادم ہوں کہ گزری زندگی لغزیدہ لغزیدہ

ہوں غرقِ بحرِ آلام و مصائب، یا رسولؐ اللہ
کرم فرمائیں مجھ پر ہے جگر کاویدہ کاویدہ

نسیم جانفزا! جاکر یہ کرنا عرض حضرت سے
ہے خادم آپ کا نالہ بہ لب رنجیدہ رنجیدہ

فراقِ ہجر کی شدت میں از بس بیقراری ہے
رہے کب تک طپیدہ! یہ دل کاہیدہ کاہیدہ

تمنا ہے مری آقا! کہ بڑھ کر چُوم لوں جالی
میں جا پہنچوں مدینہ میں مگر طلبیدہ طلبیدہ

سرِ فاراں جو چمکا تھا کبھی مہرِ ہدیٰ بن کر
اسی کی روشنی سے ہے جہاں رخشندہ رخشندہ

عطا ہو مجھ کو بوصیریؒ کی صورت چادرِ رحمت
ریاض الجنہ میں پھر روح ہو رقصیدہ رقصیدہ

طلوعِ بدر پر گائے تھے نغمے خوش نواؤں نے
انہی کی لے سے روحِ بدر ہے رقصیدہ رقصیدہ

—— محمد سعید بدر

سر جُھکا کر آگیا ہے آپؐ کے دَر پر حضورؐ
اِک گدائے بے نوا، اِک مور بے برگ وشعور

دل میں درد وسوز کی لذّت، لبوں پر ہے دُرود
آپؐ کی شفقت کا طالب، شافعِ یومِ نشور

آپؐ کے فیض وکرم پر ہے مدار زندگی
آپ ہیں بے شک فروغِ صبحِ اعصارودہور

ایک آہِ نارسا ہے، طالبِ چشمِ کرم
ایک مدّت سے اسیرِ جور ہے بدرِ حزیں
آپؐ کے دَر کا ہے خواہاں ایک قلبِ ناصبور
آپؐ کی بس اک نظر ہے دین ودنیا کا سرور

—— محمد سعید بدر

دلِ مہجور وہی خواب سہانے مانگے
جب سرِ کوہِ صفا ، مہرِ رسالت چمکا
جس سے آفاق نے خیراتِ تجلّی مانگی
تشنۂ مہر و وفا آپ کے دَر سے آقاؐ!
ہند کے دَہر میں جس شخص نے آنکھیں کھولیں
پھر درِ نُور پہ سجدوں کے بہانے مانگے
دل اسی دور کے سننے کو فسانے مانگے
دل اسی شہر میں پھر خواب سہانے مانگے
ہر گھڑی آپؐ کی رحمت کے خزانے مانگے
وہ درِ پاک پہ مرنے کے بہانے مانگے

—— محمد سعید بدر

میرے کملی والےؐ کی شان ہی نرالی ہے
خلد جس کو کہتے ہیں، میری دیکھی بھالی ہے
چھاؤں مکی مکی ہے، دھوپ ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
وہ بلالِؓ حبشی ہوں، یا اویسِؓ قرنی ہوں
ہر طرف مدینے میں بھیڑ ہے فقیروں کی
ہم گنہگاروں کو رب سے بخشوا لیں گے
قبر کے اندھیرے کا اے سعید! کیا خطرہ
دو جہاں کے داتا ہیں، سارا جگ سوالی ہے
سبز سبز گنبد ہے اور سنہری جالی ہے
شہرِ مصطفیؐ ! تیری بات ہی نرالی ہے
اُنؐ پہ مرنے والوں کی ہر ادا نرالی ہے
ایک دینے والا ہے، کُل جہاں سوالی ہے
اُنؐ کے رب نے کب اُنؐ کی بات کوئی ٹالی ہے
شمعِ مصطفائیؐ سے، میں نے لو لگا لی ہے

—— محمد سعید بدر

ہے یہ مسافر دُور سے آیا، عجز کا ہے نذرانہ لایا
کوئی نہیں ہے آپؐ کا ثانی، درد بھری ہے میری کہانی
حاضر ہے بادیدۂ پُر نم، صلی اللہ علیہ وسلم
زخم ہیں دل کے طالبِ مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم

پھر اِک بار مدینے جاؤں' پیشِ نظر ہو جس کو چاہوں
دشتِ طلب کا ایک پیاسا' آیا لے کر خالی کاسہ
درد والم کے بادل آئے' میرے چاروں جانب چھائے
دَر پہ کھڑا ہے بدَر سوالی' بھردیں اس کی جھولی خالی

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضرا ہے حرم ہے
پھر شکرِ خُدا سامنے محراب نبیؐ ہے
محرابِ نبیؐ ہے کہ کوئی طُورِ تجلّی
پھر بارِ گہہ سیّدؐ کونین میں پہنچا
یہ ذرّہ ناچیز ہے خورشید بداماں
ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر
وہ رحمتؐ عالم ہے شہہ اسود واحمر
وہ عالم توحید کا مظہر ہے کہ جس میں

اے کاش ! پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو
پھر ذکرِ لا الہٰ' مرا حرزِ جاں رہے
محرابِ مصطفیٰؐ میں ہو' معراجِ سر نصیب
پھر کاش! میں مکینِ حرمِ مصطفیٰؐ بنوں
جس کو وہؐ خود یہ کہہ دیں کہ میرا غلام ہے

اس قربت کو عمر بھی ہے کم' صلی اللہ علیہ وسلم
لطفِ وکرم اے بحرِ معظم' صلی اللہ علیہ وسلم
یا نبیؐ اللہ! آرحم' اَرحم' صلی اللہ علیہ وسلم
حُسنِ توجہ چاہیے پیہم' صلی اللہ علیہ وسلم

—— محمد سعید بدر

پھر نامِ خدا روضۂ جنّت میں قدم ہے
پھر سر ہے مِرا اور ترا نقشِ قدم ہے
دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نَم ہے
یہ اُن کا کرم اُن کا کرم اُن کا کرم ہے
دیکھ اُن کے غلاموں کا بھی کیا جاہ وحشم ہے
کم ہے بخدا انؐ کی عنایات سے کم ہے
وہ سیدؐ کونین ہے آقائےؐ امم ہے
مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے

—— مولانا مفتی محمد شفیعؒ

دن رات پھر لبوں پہ درود وسلام ہو
اور وقتِ واپسی یہی میرا کلام ہو
پھر سامنے وہ روضۂ خیرالانامؐ ہو
فضلِ خدا سے روضۂ جنت مقام ہو
دوزخ کی آنچ اُس پہ یقیناً حرام ہو

—— مفتی محمد شفیعؒ

ظلمت کدۂ دہر میں اِک نقطہ روشن — کونین کے خاتم میں نگینہ ہے مدینہ

یہ چشمۂ احساں ہی نہیں روئے زمیں پر — عرفانِ الٰہی کا بھی زینہ ہے مدینہ

اے آنکھ! تو جُھک جا کہ ہے یہ منزل محبوبؐ — اے دل! تو سنبھل جا! یہ مدینہ ہے، مدینہ

دریائے معاصی کا مجھے ڈر نہیں صابر! — میرے لئے بخشش کا سفینہ ہے مدینہ

_____ محمد شفیع صابر

محمد عبدالعزیز شرقی دربارِ رسالتؐ میں حاضری کا شرف نصیب ہونے پر بے حد مسرور ہیں۔ ممنونیت کے اظہار میں یہ نعت حضورِ رسالتؐ پناہ سے ان کی شیفتگی کا بین ثبوت ہے۔

حضورِ خواجۂ کونینؐ باریاب ہوا — نگاہِ مہر سے یہ ذرہ آفتاب ہُوا

دُرود نے مری ہر گاہ دستگیری کی — یہی کلید ہے وہ جس سے فتح باب ہُوا

نہ پوچھ ذرۂ ناچیز کی بلندی کو — کہ اُن کا لطف و کرم مجھ پہ بے حساب ہُوا

انھی کے دَر کی گدائی ہے دو جہاں سے عزیزؔ — یہ اس سے پوچھئے جو جا کے فیضاب ہُوا

_____ محمد عبدالعزیز شرقی

کُلفتِ قطعِ منازل ہوئی کافُور ہے آج — ہے مدینہ سے جو نزدیک تو سب دُور ہے آج

اپنے پلّے کوئی سوغات نہیں اس کے سوا — نقدِ جاں نذر کر اے دِل یہی دستور ہے آج

اب بھی دیدار سے محروم ہی رکھیے گا ہمیں — تھی جو ایک حسرتِ پابوس، بدستور ہے آج

جس سے چہرے دمک اُٹھے تھے کبھی یثرب کے — دیکھو، جوہؔر کی بھی آنکھوں میں وہی نُور ہے آج

_____ مولانا محمد علی جوہؔر

معروف نعت گو اور نعت خواں محمد علی ظہوریؔ کا نام ملک کے گوشے گوشے میں گونجتا ہے۔ بیرونِ ملک نعت شناس حلقوں میں بھی اُن کی عزّت ہے، رسالت مآبؐ کے لئے ان کا دردو سوز نہایت دلپذیر ہے۔

جب مسجدِ نبویؐ کے مینار نظر آئے — اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے — جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی — پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
دُکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے — جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے
مکّے کی ہواؤں میں طیبہ کی فضاؤں میں — ہم نے تو جدھر دیکھا سرکارؐ نظر آئے
چھوڑ آیا ظہوریؔ میں دل جان مدینے میں — اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

—— محمد علی ظہوریؔ

جس کی دربارِ محمدؐ میں رسائی ہو گی — اُس کی قسمت پہ فِدا ساری خُدائی ہو گی
سانس لیتا ہوں تو آتی ہے مہک طیبہ کی — یہ ہوا کوچۂ سرکارؐ سے آئی ہو گی
روزِ محشر نہ کوئی اور سہارا ہو گا — سب کے ہونٹوں پہ محمدؐ کی دہائی ہو گی
دل تڑپ جائے گا اے زائرِ بطحا! تیرا — ترِی جس وقت مدینے سے جُدائی ہو گی
تجھ سے پوچھا نہ نکیروں نے ظہوریؔ! کچھ بھی — قبر میں نعتِ نبیؐ تونے سنائی ہو گی

—— محمد علی ظہوری

یا رسولؐ اللہ! ترے در کی فضاؤں کو سلام — گُنبدِ خضرا کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
والہانہ جو طوافِ روضۂ اقدس کریں — مست بیخود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام
جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا — تاقیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام
مانگتے ہیں جو وہاں شاہ وگدا بے امتیاز — دِل کی ہر دھڑکن میں شامل ان دُعاؤں کو سلام

اے ظہوری، خوش نصیبی لے گئی جن کو حجاز
ان کے اشکوں اور اُن کی التجاؤں کو سلام

——— محمد علی ظہوری

بجز رحمت نہیں کوئی سہارا یا رسولؐ اللہ
کرم کی بھیک پر میرا گزارا یا رسولؐ اللہ

اسے باغ ارم کی آرزو باقی نہیں رہتی
جو کر لے تیرے روضے کا نظارا یا رسولؐ اللہ

اِدھر ہو پیکر عصیاں اُدھر ہو رحمتِ عالم
بھلا پھر ضبط کا کیسے ہو یارا یا رسولؐ اللہ

عجب تاثیر نامِ پاک میں رکھی ہے قدرت نے
زمانہ جھوم اٹھا جب پکارا یا رسولؐ اللہ

ظہوری کو بھی تیرے نام لیواؤں سے نسبت ہے
رہے نہ منتظر قسمت کا مارا یا رسولؐ اللہ

——— محمد علی ظہوری

جُرمِ عصیاں سے رہا ہونے کا چارہ مانگو
مانگنے والو محمدؐ کا سہارا مانگو

ہاتھ پھیلا کے زر و سیم طلب کرتے ہو
ان کے فیضان کی دولت بھی خدا را مانگو

بحرِ ظلمات میں کام آئے گا دامانِ کرم
ناخدا انکو سمجھ لو تو کنارا مانگو

روزِ محشر سے نہ گھبراؤ تڑپنے والو
مرے سرکارؐ کی رحمت کا اشارہ مانگو

اور مانگو نہ ظہوری کوئی بس اس کے سوا
اپنے اللہ سے اللہ کا پیاراؐ مانگو

——— محمد علی ظہوری

کرتا ہے کوئی آپؐ سے فریاد، نبیؐ جی!
ہوتا نہیں دل رنج سے آزاد، نبیؐ جی!

جو مرحلہ درپیش ہے، وہ طے نہیں ہوتا
ہر ایک قدم ہے نئی افتاد، نبیؐ جی!

اک خوف ہے، جو جاں کو رہائی نہیں دیتا
اب ختم ہو! اس قید کی معیاد، نبیؐ جی!

میں اور مرے ماں باپ، مئیں آپؐ کی خاطر
ہو آپؐ کی پیرو مری اولاد، نبیؐ جی!

اک روز تو میں، حاضرِ خدمت بھی ہوا تھا
رو رو کے سنائی تھی یہ رُوداد، نبیؐ جی!

میں اپنے ہی پیروں پہ کھڑا ہو نہیں سکتا
امداد ہو، امداد ہو، امداد، نبیؐ جی!

وہ پہلی نظرؐ، آپؐ کے در پر جو پڑی تھی
پر دل کا نگر، اس سے ہے آباد، نبیؐ جی!

اعزاز مرا ہے، تو فقط آپؐ سے نسبت
بیکار ہیں باقی سبھی اسناد، نبیؐ جی!

—— محمد سلیم طاہر

پوچھتے ہیں مجھے تُجھ کو کیا چاہیے
کچھ نہیں! دامنِ مصطفیٰؐ چاہیے

میں مدینے سے گرچہ بہت دُور ہوں
کیا ہوا! ان کی نظرِ عطا چاہیے

مِل گئی جن کو دہلیزِ بابِ کرم
کون سا ان کو اور آسرا چاہیے

تُجھ کو ہونے نہ دیں گے وہ رسوا کبھی
اِک تری آنکھ میں نم ذرا چاہیے

نام نامی جو آئے زباں پر کبھی
چُومنا چاہیے جھُومنا چاہیے

جس کو ہو خواہشِ خُلد دِل سے کہے
دو جہاں میں مجھے مصطفیٰؐ چاہیے

اُنؐ کا بیمار ہوں اُنؐ کے ہاں لے چلو
اور کوئی نہیں اب دوا چاہیے

سرزمینِ نبیؐ بھی بڑی چیز ہے
اس زمیں ہی کی خاکِ شفا چاہیے

صؔابرِ صابری! تو کیوں مایوس ہے
تُجھ کو دَر! ان کو دَر کا گدا چاہیے

—— سید محمد صؔابر حسین صابری

آپؐ کے کوچے میں ہو میرا گزر یا مصطفیٰؐ
میری پیشانی ہو اور وہ سنگِ در یا مصطفیٰؐ

اس جوارِ قُدس میں للہ کیجئے باریاب
یا رسولؐ اللہ، یا خیرالبشرؐ یا مصطفیٰؐ

ارمغاں شایانِ دربارِ رسالتؐ کچھ نہیں
ہاں بس اک شرمِ گناہ، اِک چشمِ تر، یا مصطفیٰؐ

آپؐ کا دیدار ہو ایسے کہاں میرے نصیب
ہاں اگر ہو جائے رحمت کی نظر یا مصطفیٰؐ

بادۂ اُلفت کا اِک ساغر عطا کر دیجئے
ہوں بہت اب تشنہ لب تشنہ جگر یا مصطفیٰؐ

آپؐ کے جُود و کرم سے ہیں دو عالم فیض یاب
اس طرف بھی ایک رحمت کی نظر یا مصطفیٰؐ

آپؐ کو شیخین کا ہے واسطہ کیجئے کرم
ہوں خطاکار و خطا جُو سربسر یا مصطفیٰؐ

از رہِ لطف و کرم آپ اپنا دیوانہ کہیں
بس یہ ہو طاہر کی نیت کا ثمر یا مصطفیٰؐ

—— پروفیسر محمد طاہر فاروقی

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا — بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار
اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگانِ مدینہ میں کاش میرا شمار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ — کرے حضورؐ کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا — کہ جائے کوچہ اطہر میں تیرے بن کے غبار
دل شکستہ ضروری ہے جوش رحمت کو — گرے ہے باز کہیں! جب تلک نہ دیکھے شکار
الٰہی! اس پہ اور اس کی تمام آل پہ بھیج — وہ رحمتیں کہ عد کر سکے نہ ان کو شمار

—— مولانا محمد قاسم نانوتوی

مِری برباد بستی کو بسا دیں یا رسولؐ اللہ ! — کنارے پر مِری کشتی لگا دیں یا رسولؐ اللہ!

مِرے تاریک دِل پر نُور کی برسات ہو جائے — مرے قلبِ سیاہ کو جگمگا دیں، یا رسولؐ اللہ !

یہ آنکھیں آپؐ کے دیدار کی طالب ہیں مدّت سے — رُخِ پُر نُور سے پردہ اُٹھا دیں، یا رسولؐ اللہ!

گھِرا ہوں مرضِ عصیاں میں گرفتارِ مصائب ہوں — مجھے اس قید سے اب تو چھڑا دیں، یا رسولؐ اللہ!

مِرا مسکن مدینہ ہو مِرا مدفن مدینہ ہو — مِرا سینہ ، مدینہ ہی بنا دیں، یا رسولؐ اللہ!

یہی ہے آرزوئے زندگی بے کس غلاموں کی — دمِ آخر رُخِ زیبا دکھا دیں، یا رسولؐ اللہ!

—— محمد منشا تابش قصوری

صبحِ ازل کے نیرِ تاباں تمہیؐ تو ہو — شامِ اَبد کے ماہِ درخشاں تمہیؐ تو ہو

اس جادۂ حیات کے ہر اِک مقام پر — جس سے ہوئی ہیں مشکلیں آساں تمہیؐ تو ہو

لیتا تھا نام کون خُدائے جلیل کا — اللہ کی نمود کا ساماں تمہیؐ تو ہو

حق نے دیا ہے رحمتِ کونین کا لقب — ایسے خطابِ خاص کے شایاں تمہیؐ تو ہو

—— محمد یعقوب حاکم

بر سرم کوہِ گناہے یا رسولؐ — پیشِ لُطفت برگِ کاہے یا رسولؐ

بر منِ خستہ جگر ہم کُن کرم — از سرِ لطف نگاہے یا رسولؐ

گر سلامِ ماچو یابد یک جواب — پس بود ایں عزّو جاہے یا رسولؐ

نیست در کونین ہیچو من گدا — ہر دو عالم چوں تو شاہے یا رسولؐ

بر درت با پشت دو تا آمدم — بستہ ام بارِ گناہے یا رسولؐ

بر درِ فیضت رسیدم کن نگاہ — بر چنیں حالِ تباہے یا رسولؐ

—— محمد یعقوب نانوتوی

تصوّر میں رسولؐ اللہ جب تشریف لاتے ہیں — جلن دل کی تپش دل کی لگی دل کی بجھاتے ہیں

سفر ہو یا حضر ہو قبر ہو یا عرصۂ محشر — مرے سرکارؐ ہر موقعے پہ میرے کام آتے ہیں

نہیں اُٹھتا غمِ فرقت اٹھانے سے نہیں اُٹھتا
اُچھل جاتا ہے دل اپنا وہ جس دم یاد آتے ہیں

زمانے بھر کے آزار و الم کو بھول جاتا ہوں
مدینے کے نظارے مجھ کو جس دم یاد آتے ہیں

تصدق کیوں نہ کردوں جان و دل میں کملی والے پر
گناہوں کو وہ میرے اپنی کملی میں چھپاتے ہیں

—— سید محمود رضوی

نہ شوکت، نہ شہرت، نہ زر ڈھونڈتی ہے
نظر آپؐ کی اک نظر ڈھونڈتی ہے

جہاں ڈھونڈتی ہے جدھر ڈھونڈتی ہے
نظر میری خیر البشرؐ ڈھونڈتی ہے

مری رُوح کی بیقراری نہ پوچھو
مدینے کو آٹھوں پہر ڈھونڈتی ہے

بلانے کا جس سے اشارہ ہوا تھا
نظر ہاں وہی پھر نظر ڈھونڈتی ہے

جو تھا سینہ یارِؓ غارِ نبیؐ میں
نظر پھر وہ سوزِ جگر ڈھونڈتی ہے

نظر کعبۂ دل کی محمودؔ! ہر دم
مدینے کے دیوار و در ڈھونڈتی ہے

—— سید محمود رضوی

وہ آئیں گے مرا دُکھ درد سُن کر ہاتھ رکھیں گے
بہلتا جا رہا ہے اس میں کیسا ہے صابر دل

دکھائے میں نے اس کو خوبصورت شہر دُنیا کے
یہ ضد کرتا ہے دیکھوں گا مدینہ دل ہے آخر دل

یہ دل دیوانۂ خیرالبشرؐ مجھ سے زیادہ ہے
میں سمجھا تھا کہ ہوں میں ہی مسلماں، اور کافر دل

مدینہ نقشِ پا کا نقشِ پا، منزل کی منزل ہے
مدینے سے چلا تھا اور وہیں پر آگیا پھر دل

—— محیط اسماعیل

مجھ کو اعزاز یہ حاصل ہے طلب گاروں میں
سرِ فہرست ہوں آقاؐ کے پرستاروں میں

جس کو چاہیں وہ عطا کر دیں محبت اپنی
یہ ہے وہ جنس جو بکتی نہیں بازاروں میں

کیوں نہ ہو ناز مجھے دیدۂ تر پر اپنے
آ گیا نام مرا اُن کے گہر باروں میں

اُن کی جانب کوئی دو گام تو چل کر دیکھے
آپؐ کھُل جائیں گے دَر راہ کی دیواروں میں

اُن سے منسوب بہر طور ہے میری ہستی
للہ الحمد! کہ ہوں اُن کے پرستاروں میں

—— مختار بخاری

محمدؐ مصطفیٰ اللہ کے ہیں راز داروں میں
عیاں سب کردیئے راز آپ پر حق نے اشاروں میں

محمدؐ انبیا کی بزم میں تشریف یوں لائے
کہ جیسے چودھویں کا چاند آجائے ستاروں میں

ملیں صدیقؓ کو، فاروقؓ کو، عثمانؓ وحیدرؓ کو
محمدؐ کی ادائیں ہو گئیں تقسیم چاروں میں

میں اس آقائےؐ کملی پوش کی تعلیم کے صدقے
بدل ڈالا عرب کے جاہلوں کو تاجداروں میں

خود اپنی سادگی دیکھو کھجوروں پر گذارا ہے
شہنشاہی جہاں کی بٹ رہی ہے خاکساروں میں

رسولؐ اللہ کے چہرے سے جو انوار ظاہر تھے
اُنہی انوار کی کچھ بھیک ہے اِن چاند تاروں میں

ملی ایماں کو رونق گنبدِ خضرا کے سائے میں
پھلا پھولا بڑھا! اسلام طیبہ کی بہاروں میں

وہ دَر جو در رہا ہے مہبطِ رُوحِ الامیں برسوں
ہے یہ مختار اسی پاکیزہ در کے خاکساروں میں

—— مختار

سردارِ انبیا ہیں رسولؐ کریم ہیں
میرے حضورؐ دونوں جہاں میں عظیم ہیں

اُن کا جمال آئینۂ رازِ کائنات
بعد از خدا وہی تو بصیر و علیم ہیں

اِک اِک نفس نہ کیوں ہو تصوّر حضورؐ کا
روزِ ازل سے وہؐ مرے دل میں مقیم ہیں

ثانی نہیں ہے کوئی بھی میرے حضورؐ کا
خالق نے خود کہا ہے وہ خلقِ عظیمؐ ہیں

—— مختار بخاری

آپؐ کی چاہت، ہماری عظمت و جاہ و حشم
آپؐ کی تکریم، سامانِ عنایات و کرم
اے شفیعِ مذنباں! اے وارثِ خُلدِ ارم!

اے مرے آقاؐ و مولا! مالکِ دنیا و دیں
یا شفیع المذنبین! یا رحمتہ اللعالمین

آپؐ کی ذاتِ مقدّس، وجہِ تخلیقِ جہاں
آپؐ کا ذکرِ مبارک، باعثِ تسکینِ جاں

سیرتِ پاک آپؐ کی، مومن کی منزل کا نشاں
آپؐ کی تعظیم و مدحت، زادِ راہِ رہرواں

آپؐ پر قربان ہم سب اے نبیؐ آخریں
یا شفیع المذنبیں! یا رحمتہ اللعالمیںؐ

بحرِ عصیاں سے نکلنے کی نہ تھی کوئی سبیل
ہاں مگر اب ساقیٔ کوثرؐ! قسیمِ سلسبیل!

آ گیا ہے لب پہ میرے آپؐ کا ذکرِ جمیل
آپؐ کا ذکر گرامی! میری بخشش کی دلیل

آپؐ کے رب کی قسم! اب مجھ کو کوئی غم نہیں
یا شفیع المذنبیں! یا رحمتہ اللعالمیںؐ

____ مخدوم غفور ستاری

نہ غرور ہے کسی کام پر نہ سجود پر نہ قیام پر
مگر اے محمدِؐ مصطفیٰؐ! مجھے فخر آپؐ کے نام پر

جو ہجومِ یاس میں دفعتاً کبھی لَو لگائی حضورؐ سے
تو چراغ آس کے جل گئے مرے ہر طرف در و بام پر

مرے آقا! مجھ پہ نظر وہی جو قریشِ مکّہ پہ تھی کبھی
کہ جو پست تھے جو حقیر تھے وہی پہنچے اعلیٰ مقام پر

ہے جو آج جھولی بھری ہوئی یہ بھی بھیک ہے درِ پاک کی
سدا کاش لطف و کرم رہے یونہی مجھ سے ادنیٰ غلام پر

میں بُتانِ دہر سے کیوں ڈروں اُنھیں ریزہ ریزہ نہ کیوں کروں
مجھے لاج آپؐ کے حکم کی مجھے ناز آپ کے کام پر

——— مرتضیٰ برلاس

کنارہ بحر میں صدیوں کی پیاس لائی ہوں
گدا نواز! میں جینے کی آس لائی ہوں

ترے کرم کا تو ہر قطرہ اِک سمندر ہے
کہیں بھی تجھ سا نہ ساقی میں ڈھونڈ پائی ہوں

تمہارے نقشِ قدم کی تلاش میں شب بھر
میں پیچھے چاند ستارے بھی چھوڑ آئی ہوں

مقامِ عشق پہ اے کاش! تجھ کو دیکھ سکوں
ہر عکسِ غیر سے خالی نگاہ لائی ہوں

نہ مجھ میں تابِ نظارہ نہ تابِ گویائی
وہ ظلمتوں کی کہانی میں کہہ نہ پائی ہوں

ہے آفتوں میں گھری تیری اُمتِ مظلوم
نگاہ خیر کی ڈالو! یہ عرض لائی ہوں

عطا ہو سایۂ دیوارِ گنبدِ خضرا
کہ خالی کاسۂ امید لے کے آگئی ہوں

ہر اِک قدم مرا تیری رضا میں اُٹھے گا
یہ عہد لے کے درِ خیر پہ میں آئی ہوں

——مریم الٰہی

مریم النساء مریم خوش بخت خاتون جو زیارت کے دوران حرمینِ شریفین کے فیضان سے بھرپور سیراب ہوئیں
دعا ہے کہ سب کے نصیب ایسے ہوں۔

میں مکہ دیکھ آئی ہوں، مدینہ دیکھ آئی ہوں
بلندی دین کی زینہ بہ زینہ دیکھ آئی ہوں

میں دولت مند ہو آئی خزینہ دیکھ آئی ہوں
عرب کے ریگزاروں میں، دفینہ دیکھ آئی ہوں

سلیقہ سیکھ آئی ہوں عبودیت کا مکے سے
مدینے میں محبت کا قرینہ دیکھ آئی ہوں

مجھے خطرہ نہیں بحرِ فنا میں ڈوب جانے کا
جو ساحل پر لگا دے وہ سفینہ دیکھ آئی ہوں

جو اس گھر کی ہے زینت وہ کسی گھر کی نہیں زینت
خُدا کا گھر ہے دھرتی کا نگینہ دیکھ آئی ہوں

اسی مستی میں رہ کر عُمر ساری اب گزاروں گی
تیری بستی میں رہ کر اِک مہینہ دیکھ آئی ہوں

نہ کیوں میں محترم ٹھہروں کہ میرا نام ہے مریم
مجھے دیکھو ادب سے سب مدینہ دیکھ آئی ہوں

—— مریم النساء مریم

یہی فخر میری عزّت تِری ذات سے ہے نسبت
مِری زندگی کا حاصل تیرے عشق کا شرارا

وہ نبیؐ تمام رحمت جو ہے غمگسارِ اُمّت
کئے ہم پہ اتنے احساں نہ اُٹھے گا سر ہمارا

نہیں کوئی اِس جہاں میں جو شریکِ رنج و غم ہو
ہے خُدا کے بعد اے دِل اسی ذات کا سہارا

ہو قبول نعت میری مجھے اِذنِ حاضری ہو
درِ قُدس کے ہوں جلوے یہ نظر ہو اور نظارا

کروں جان و دل نچھاور جو نصیب ہو حضوری
کرے رُوح وجد میری جو طلب کا ہو اشارا

ہے دُعا کہ روزِ محشر کہیں مجھ سے میرے آقاؐ
یہ ہراس کیوں ہے نُوری تُو نہیں ہے بے سہارا

—— سیّدہ مسرت جہاں نوری

خوابوں میں مدینے کی فضا دیکھنے والا
خاطر میں کہاں لائے گا رنگِ گُلُ و لالہ

نظروں میں رہے جس کے جمالِ شہہؐ والا
اُس شخص کی دنیا میں اُجالا ہی اُجالا

ہر گام پہ آلام و مصائب رہے دَر پیش
ہر گام پہ سرکار دو عالمؐ نے سنبھالا

روشن ہے ازل سے جو مِرے گوشۂ دل میں
وہ چاند کسی طور نہیں ڈوبنے والا

دنیا کا طلبگار رہا ہے، نہ رہے گا
سرکارؐ کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا

قدموں سے میں مسرور! لپٹ جاؤں جو مِل جائے
سرکارؐ دو عالم کا کوئی چاہنے والا

—— مسرور کیفی

تسکینِ قلب و جان کا سامان ہو گیا
طیبہ مِری حیات کا عنوان ہو گیا

انسان تھا عظیم مگر اسقدر نہ تھا
جتنا عظیم آپ سے انسان ہو گیا

جو کچھ کہا ہے آپؐ نے اے فخرِ کائنات
وہ میری جان ہو گیا ایمان ہو گیا

سلطانِ کائنات کے روضے کے سائے میں
جو بھی فقیر آ گیا سلطان ہو گیا

جس کو شعاعِ عشقِ محمدؐ عطا ہوئی
مسرور اس کا راستہ آسان ہو گیا

—— مسرور کیفی

مت پوچھئے کہ کیا ہے سرکارؐ کی گلی میں
اِک جشن سا بپا ہے سرکارؐ کی گلی میں

لُطف و عطا کی اس پر برسات ہو گئی ہے
جو شخص آ گیا ہے سرکارؐ کی گلی میں

ہوتا ہے دل منوّر تابانیوں سے جس کی
جلوؤں کی وہ فضا ہے سرکارؐ کی گلی میں

آنے کو آ گئے ہیں گھر ہم ضرور لیکن
دِل اپنا رہ گیا ہے سرکارؐ کی گلی میں

ہر غم کا ہے مداوا آب و ہوا میں اس کی
ہر دَرد کی دوا ہے سرکارؐ کی گلی میں

سرکارؐ کی گلی کا رتبہ تو اُس سے پوچھو
دل جس کا جُھومتا ہے سرکارؐ کی گلی میں

کس کس کو میں بتاؤں خود جا کے کوئی دیکھے
جنّت کا دَر کھلا ہے سرکارؐ کی گلی میں

جس کی تجلّیوں سے ہے یہ جہاں منوّر
مسرور! وہ ضیا ہے سرکارؐ کی گلی میں

—— مسرور کیفی

سُنو میری زباں سے کچھ مری سرکارؐ کی باتیں
مدینے کی مدینے کے در و دیوار کی باتیں

شروع کرتا ہوں میں اب کوچہ و بازار کی باتیں
غذائے رُوح کی باتیں نشاطِ کار کی باتیں

میں دربارِ رسالتؐ بابِ جبرائیل سے پہنچا
نگاہوں سے لگی ہونے بڑے انوار کی باتیں

ترےؐ دربار میں جب مرقدِ صدیقؓ پر آیا
تو یاد آنے لگیں ترےؐ رفیقِ غار کی باتیں

یہ حجرہ سیدہ زہرہؓ کا جس میں نقش ہیں اب تک
علیؓ شیر خدا کی حیدرؓ کرار کی باتیں

ترےؐ اسمِ گرامی کا وظیفہ راحتِ جاں ہے
سکونِ قلب! ترےؐ ذکرِ عنبر بار کی باتیں

بچاتی ہیں تریؐ اُمّت کو گمراہی کے رستے سے
تریؐ سُنت کی اور ترےؐ طریق کار کی باتیں

خُدا کا شکر! میرے قلب کو بھی کر گئیں روشن
رسولؐ پاک کے دربارِ پُر انوار کی باتیں

—— مسعود جیلانی

کبھی تو بر آئے گی تمنا کبھی تو عزمِ حجاز ہو گا
نصیب اپنا چمک اُٹھے گا جو راذنِ بندہ نواز ہو گا

ہمیں بھی اک دن دیارِ طیبہ سے وہ نویدِ کرم ملے گی
کبھی تو آقاؐ کے در پہ جا کر یہ دستِ سائل دراز ہو گا

حرم کی جانب نظر اٹھے گی ہمارے آنسو چھلک پڑیں گے
ندامتوں کے ہجوم میں بھی انہی کی رحمت پہ ناز ہو گا

وہاں جو ہم سجدہ ریز ہونگے تو روح میں اک سُرور ہو گا
جبینِ سجدہ جھکی رہے گی کمالِ عجز و نیاز ہو گا

——— سید مسعود حسین

شگفتہ است دل در فضائے رسولؐ — کہ دم می زنم در ہوائے رسولؐ
ہر آنجا کہ حکمت بآخر رسد — بود آں مقام ابتدائے رسولؐ
بیا در مدینہ کہ بینی عیاں — ز ہر گوشہ پیدا ضیائے رسولؐ
در اینجا بہ بیمارِ غم می دہند — دواہا ز دارالشفائے رسولؐ
در اینجا ہمہ عقدہ حل می شود — ز فیضانِ مشکل کشائے رسولؐ
ندانم در ایں جا کجا پا نہم — کہ ہر جاست نقشے ز پائے رسولؐ

——— مسعود علی محوی

آمد صبا و مژدۂ فضلِ خُدا رسید — در باغِ دیں بہارِ رُخِ مصطفیؐ رسید
آمد طبیب و چارۂ ہر درد مند کرد — آمد کریم و قسمتِ ہر بے نوا رسید

یا رب چہ صبر بُود کہ جز مرحبا نہ گفت
دَر راہِ حق اگرچہ بلا بر بلا رسید

مقصودِ خاکیاں شد و مسجودِ قدسیاں
یک مشت خاک بیں ز کجا تا کجا رسید

آنجا کہ دیگراں بہ ریاضت نمی رسند
محوی ز مدحِ خواجۂ ہر دوسرا رسید

—— مسعود علی محوی

آؤ سکھو! پریم کہانی، کانوں کان سناؤں
پی گھر مَن کو کیسے بھایا، پوری بات بتاؤں

اس کی بات کروں، تو مسلم! سپنوں میں کھو جاؤں
بس میں ہو، تو اس نگری سے کبھی نہ واپس آؤں

ایک بھکارن بن کر اپنی جھولی کو پھیلاؤں
جو مانگوں سو پاؤں مسلم! بن مانگے بھی پاؤں

پاک پوتر اسؐ کا گھر، میں کیسے اندر جاؤں
گھٹنے ٹیکوں ہاتھ بھی جوڑوں پَل پَل سیس نواؤں

لاج سے آنکھیں نیچی رکھوں، پلک بھی نہ جھپکاؤں
اس اونچے دربار میں اپنی آہٹ سے ڈر جاؤں

دِل کا حال کہوں میں اس سے کچھ بھی کہہ نہ پاؤں
کم کم منہ سے بولوں، سارا آنکھوں سے برساؤں

انت نہ ہو یہ پریم کہانی ایک لگن ہے دِل میں
نسدن آؤں لوٹ نہ جاؤں جاؤں تو پھر آؤں

مَن کا داتا تَن کا داتا تُوؐ داتوں کا داتا
جس کے گھر سے کھاؤں مسلم اُس کے ہی گن گاؤں

—— مسلم

جلوہ حریمِ ناز کا پیشِ نظر رہے
اپنی خبر رہے نہ کسی کی خبر رہے

ارمانِ دل یہی ہے، یہی آرزوئے جان
بس کوئے یارؐ میں مرا ہر دم سفر رہے

بس ایک آرزو ہے یہی حاصلِ حیات
اس رہگزارِ شوق میں پیہم گذر رہے

محمودؔ! اُنؐ کے دَر پہ رہے خم سرِنیاز
دامن مرا ندامتِ عصیاں سے تر رہے

—— ڈاکٹر مصطفیٰ حسن علوی

یہ آنکھ کہاں قابلِ دیدارِ محمدؐ
یہ کان کہاں لائقِ گفتارِ محمدؐ

دیکھا انہیںؐ جس شخص نے اللہ کو دیکھا
اللہ کا دیدار ہے دیدارِ محمدؐ

اللہ نے کی بات محمدؐ کی زباں سے
اللہ کی گفتار ہے گفتارِ محمدؐ

یوسفؑ کی خریدار تھی صرف ایک زلیخا
واللہ! دو عالم ہے طلبگارِ محمدؐ

مٹی مِری لگ جائے ٹھکانے مِرے مولا
رل جائے اگر سایۂ دیوارِ محمدؐ

—— سید مضطر میرٹھی

پھر گدڑیوں کو لعل دے
جاں پتھروں میں ڈال دے

حاوی ہوں مستقبل پہ ہم
ماضی سا ہم کو حال دے

دعویٰ ہے تیری چاہ کا
اس امّتِ گمراہ کا

تیرے سوا کوئی نہیں
اے رحمتہ اللعالمیںؐ

—— مظفروارثی

نبیؐ کے راستے کی خاک لوں گا
میں سب سے قیمتی پوشاک لوں گا

محل مینار کیا کرنے ہیں مجھ کو
مدینے کے خس و خاشاک لوں گا

مِری نامہ بری آنسو کریں گے
میں اُنؐ سے دیدۂ نمناک لوں گا

مِری خواہش اگر پوچھی انھوں نے
میں استحکامِ ارضِ پاک لوں گا

ملی جاگیر اگر جنّت میں کوئی
تو دہلیزِ شہہؐ لولاک لوں گا

—— مظفروارثی

یوں ترا اسمِ گرامی میرے لب پر آ گیا
جیسے دریا تشنگی کے پاس چل کر آ گیا

روضۂ سرکارؐ سے آگے نہ لے جا زندگی
میری اُمیدوں کی بستی رُوح کا گھر آ گیا

تیریؐ صورت جس نے دیکھی اس نے دُنیا دیکھ لی
اس پہ سب دَر کُھل گئے جو تیرے دَر پر آ گیا

جب سے ہو آیا ہوں دربارِ رسولؐ پاک سے
زندگی کرنے کا ڈھب مجھ کو مظفرؔ آ گیا

—— مظفروارثی

ہر بات اک صحیفہ تھی اُمّیؐ رسولؐ کی
الفاظ تھے خُدا کے زباں تھی رسولؐ کی

وحدانیت کے پُھول کِھلے گرم ریت سے
دی سنگِ بے زباں نے گواہی رسولؐ کی

دیکھیں گے میرے سر کی طرف لوگ حشر میں
چمکے گی تاج بن کے غلامی رسولؐ کی

پہلا قدم ازل ہے ابد آخری سفر
پھیلی ہے کائنات پہ ہستی رسولؐ کی

کُھلتے ہیں دَر کچھ اور مظفرؔ شعور کے
کرتا ہوں جب میں بات خُدا کے رسولؐ کی

——— مظفروارثی

خُدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمدؐ چشم بر راہِ ثنا نیست

خُدا مدح آفرینِ مصطفیٰؐ بس
محمدؐ حامدِ حمدِ خُدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد

محمدؐ از تو میخواہم خُدا را
الٰہی از تو عشقِ مصطفیٰؐ را

——— مظہرجانجاناں

تراستؐ رتبۂ عالی، ز حضرتِ قیوم
کہ ہست ہر دو جہاں، زیرِ حکم تو محکوم

کجا روم بہ کہ گویم ، چہ چارہ سازم
زبس کہ لشکرِ غم، بر دلم نمود ہجوم

چہ شرحِ حالِ دِل زار خویشتن سازم
کہ مبتلائے بلا گشتہ ام ، ز طالعِ شوم

خبر بگیر بہ تعجیل ، یا شہہؐ کونین
کہ ہست نقشِ سرآب، ہستیِ موہوم

کشادہ دستِ دعا یا حبیبؐ خاصِ خدا
ز فیضِ عامِ تو، معروف را مکن محروم

——— معروف امیٹھوی

خاکساری در مدینہ فخرِ من
سرمۂ چشم است خاکِ کُوئے تو

آرزوئے دفنِ طیبہ دَر دل است
طبعِ ہر کس مائلِ اصلش بود
یا رسولؐ اللہ! معصومت مدام

تاشوم در حشر ہم پہلوئے تو
جذبِ قلبم نیست الا سُوئے تو
ہست محزوں' در فراقِ کُوئے تو

—— معصوم

در جاں چُو کرد منزل جانانِ ما محمدؐ
ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمدؐ
مُستغرقِ گناہیم ' ہر چند عذر خواہیم
از آب وگل دروے و از جان ودل درودے
در باغ وبوستانم ' دیگر مخواں معینیؒ

صد در کشادو در دل از جانِ ما محمدؐ
ما لولوئیم ومرجاں ' عمانِ ما محمدؐ
پژ مردہ چوں گیاہیم بارانِ ما محمدؐ
تا بشنود بہ یثرب ' افغانِ ما محمدؐ
باغم بس است قرآں' بُستانِ ما محمدؐ

—— خواجہ معین الدین چشتیؒ

ہاں! بتا جذبِ دلی! تجھ میں اثر کب ہو گا
جانبِ روضۂ محبوبؐ سفر کب ہو گا
دیکھئے میرا مدینے میں گذر کب ہو گا
اب تو للہ کرو نظرِ کرم یا مولاؐ!
تابِ فرقت کی نہیں تیری قسم یا مولاؐ
جلوۂ نُورِ خُدا نُورِ نظر کب ہو گا
یہی حسرت ہے کہ جب پہنچوں قریبِ طیبہ
ہو فقیرانہ صدا کاندھے پہ کمبل ہو رکھا
پر خُدا جانے مرا ایسا سفر کب ہو گا

دشتِ طیبہ میں یہ دل خاک بہ سر کب ہو گا
جلوۂ نُورِ خُدا پیشِ نظر کب ہو گا
یا نبیؐ! آپ کی چوکھٹ پہ مرا سر کب ہو گا
خون برساتے ہیں یہ دیدۂ نم یا مولاؐ
حسرتیں زیادہ ہیں اور زیست ہے کم یا مولاؐ
یا نبیؐ! آپ کی چوکھٹ پر مرا سر کب ہو گا
خاک ہو منہ پہ ملی اور پھٹا سا کرتہ
سب کہیں مجھ کو یہ ہے عاشقِ محبوبِ خُدا
یا نبیؐ! آپؐ کی چوکھٹ پہ مرا سر کب ہو گا

—— ممتاز گنگوہی

کوئی ایسی سکھی چاتر نہ ملی مورے پی کے دوارے بٹھا دیتی

میں تو راہِ مدینہ بھی دیکھی نہیں موری بیّاں پکڑ کے بتا دیتی

مورے من میں ہے اب تو جوگنیاں بنوں اور مَل کے بھبوت مدینے چلوں

سکھی ہند کی نگری میں کاہے رہوں نہیں پیت تو چین ذرا دیتی

پیا سات سمندر پار بسو مورے پگ میں نہ چلنے کا زور رہا

نہیں جاتی مدینہ بھی کوئی ہوا موہے مُلکِ عرب میں اڑا دیتی

میں تو سونی سجریا پہ تڑپت ہوں پیا دیس عرب میں براجت ہے

کبھی دیتے جو سپنے میں درش دکھا وہیں چرنوں میں سیس نوا دیتی

واہ کے دوارے پہ جاتی ہیں سکھیاں بھی موری ارج کسی نے نہ اتنی کہی

کبھی اپنی جوگنیا کو لیتے بلا وہ بھی روجے پہ جان گنوا دیتی

توری پیت کی دکھیا تو میں ہی نہیں پڑا روتا ہے ہجر میں وہ بھی نبیؐ

مجھے در پہ بلاتے جو شاہِ عرب ممتازؔ کا دکھڑا سنا دیتی

—— ممتاز جہاں گنگوہی

ہر ایک سے ٹکرا کر ہر شغل سے گھبرا کر ہر فعل سے شرما کر ہر کام سے پچھتا کر

آمد بدرت بنگر، اے خاتمِ پیغمبر

نے ساز نہ سامانے، نے علم نہ عرفانے، نے فضل نہ احسانے، نے دین نہ ایمانے

آمد بدرت بنگر، اے خاتمِ پیغمبر

با چاک گریبانے، باسینۂ بریانے، بادیدۂ گریا نے، بااشکِ فراوانے

آمد بدرت بنگر ، اے خاتمِ پیغمبر

بانالہ وافغانے باسوزشِ پنہانے، بادانشِ حیرانے باعقلِ پریشانے

آمد بدرت بنگر ، اے خاتمِ پیغمبر

شاہا! تو بہ من منگر، بررحمتِ خود بنگر، انصاف تو کن آخر، غیر از تو مرادیگر

آمد بدرت بنگر ، اے خاتمِ پیغمبر

—— سید مناظر احسن گیلانی

دلکش ہیں جو مدینے کی گلیاں قدم قدم
ہیں ان پہ آں حضورؐ کے احساں قدم قدم

ملتے ہیں گنج ہائے گراں مایہ جا بہ جا
عشقِ نبیؐ کے ہیں یہاں عنواں قدم قدم

ہر نقش دل نواز ہے ہر شے نظر فروز
ہوتا ہے تازہ تر گُلِ ایماں قدم قدم

مانا خُدا ہی مرتبہ دانِ حضورؐ ہے
خالدؔ! ہیں پھر بھی اُنؐ کے ثنا خواں قدم قدم

—— پروفیسر منصور احمد خالدؔ

مشعلِ عشقِ نبیؐ دِل میں جلائے رکھنا
ظلمتِ کفر سے اس گھر کو بچائے رکھنا

اُن کی تقلید ہے خود منزلِ معراجِ حیات
محورِ فکر و نظر اُنؐ کو بنائے رکھنا

راہ میں کتنے ہی جانکاہ مقامات آئیں
شافعِ بطحا سے مگر آس لگائے رکھنا

شوکتِ قیصر و کسریٰ بھی اگر ہو حاصل
اُن کی دہلیز پہ سر اپنا جھکائے رکھنا

کیا خبر کب تمہیں وہ اپنا بنا لیں منظرؔ
تم بھی نام اپنا غلاموں میں لکھائے رکھنا

—— منظر ایوبی

رحمتوں کی ردا!! مصطفیؐ مصطفیؐ
میرے دل کی صدا مصطفیؐ مصطفیؐ

میرے فکر و نظر تیرے زیرِ اثر — میں ترا مبتلا! مصطفیٰ مصطفیٰ
آبروئے حرم! تُو کرم ہی کرم — میں خطا ہی خطا! مصطفیٰ مصطفیٰ
اور جاؤں کہاں دل لگاؤں کہاں — میں ہوں تیرا گدا! مصطفیٰ مصطفیٰ
جو ہے تیری رضا وہ خُدا کی رضا — کون تیرے سوا! مصطفیٰ مصطفیٰ
آفتابِ ہُدیٰ ماہِ جود و سخا — جانِ کاشفؔ فدا! مصطفیٰ مصطفیٰ

—— منظور حسین کاشفؔ

دونوں جہاں پہ جن کے ہیں احساں حضورؐ ہیں — انساں ہیں جن کے فیض سے انساں، حضورؐ ہیں
میں اور کس کو چاہوں، مِرا اور کون ہے — میری متاع، میرے دل وجاں حضورؐ ہیں
یہ بات کہہ رہا ہوں میں کامل یقیں کے ساتھ — مذہب مِرا حضورؐ ہیں، ایماں حضورؐ ہیں
جس زندگی کی آرزو کرتے ہیں اہلِ دل — اُس زندگی کی صبحِ درخشاں حضورؐ ہیں
منظرؔ! ہم اپنے حال میں ہر وقت شاد ہیں — ہم بے نواؤں کے سرو ساماں حضورؐ ہیں

—— منظر کلیمی

گر محمدؐ کے غلاموں میں مِرا نام آئے — حشر کے روز، یہ اعزاز مِرے کام آئے
حوضِ کوثر کی تمنا تو بس اتنی ہے مجھے — دستِ آقاؐ سے مِرے واسطے اِک جام آئے
لب پہ رہتا ہے جو ہر وقت سلام اور درُود — میرے ہونٹوں پہ کسی اور کا کیوں نام آئے
آپؐ کا نام ہے وہ نام کہ جس سے ہر دم — دل کو تسکین ملے رُوح کو آرام آئے
آپؐ کے ادنیٰ غلاموں کی تمنّا ہے حضورؐ! — کاش اُن کو بھی حضورؐ! آپؐ کا پیغام آئے

—— منظر نقوی

خالق کے شاہکار ہیں خلقت کے تاجدار — ان فخرِ انبیاءؐ کے ہیں الطاف بے شمار

ہر سمت جلوہ بار ہے رحمت حضورؐ کی — ہو وادیِ عجم کہ عرب کا ہو ریگ زار

جس راہ سے ہوا تھا کبھی آپؐ کا گزر — وہ راہ چومنے کو یہ آنکھیں ہیں بے قرار

منظورِ بے نوا کا ہیں مقصود آپؐ ہی — اس کو بھی کیجئے نقشِ کفِ پا سے ہم کنار

—— پروفیسر منظور احمد

میں تو نہیں ہوں راہ میں تنہا قدم قدم — مجھ پر مرے نبیؐ کا ہے سایہ قدم قدم

دیکھے گا تو حضورؐ کے جلووں کے سلسلے — جب جانبِ مدینہ چلے گا قدم قدم

صحرا مرے نصیب کا سیراب ہو گیا — بادل ترےؐ کرم کا جو برسا قدم قدم

واپس نہ جا کے آؤں مدینے سے اے خدا! — کرتی ہے آرزو یہ تقاضا قدم قدم

دشوار راستہ تھا مگر تیرےؐ نام نے — اَب حوصلہ نیا مجھے بخشا قدم قدم

ہٹتے گئے پہاڑ سے پتھر بھی راہ سے — منظورؔ! جب بھی اُنؐ کو پکارا قدم قدم

—— منظور الٰہی منظور

دو جہاں کی اسے دولت مِل جائے — آپؐ کی جس کو محبت مِل جائے

ناز وہ کیوں نہ کرے قسمت پر — جس کو سرکارؐ کی شفقت مِل جائے

ایک مدت سے کھڑا ہوں دَر پر — آج آنے کی اجازت مِل جائے

یہی اعزاز مجھے کافی ہے — مُجھ کو دیدار کی دولت مِل جائے

کچھ نہیں اس کو مِلا دُکھ کے سوا — اب تو منظورؔ کو راحت مِل جائے

—— منظورؔ وزیر آبادی

نہ کہیں سے دُور ہیں منزلیں، نہ کوئی قریب کی بات ہے — جسے چاہے اس کو نواز دے، یہ درِ حبیبؐ کی بات ہے

جسے چاہا دَر پہ بلا لیا، جسے چاہا اپنا بنا لیا — یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ چل کے راہ میں رہ گئی، یہ تڑپ کے دَر سے لپٹ گئی
وہ کسی امیر کی شان تھی، یہ کسی غریب کی بات ہے

تجھے اے منوّرِ بے نوا، درِ شاہؐ سے اور چاہیے کیا
جو نصیب ہو کبھی سامنا، تو بڑے نصیب کی بات ہے

—— منور بدایونی

نبیؐ کا آستاں ہو اور مِرا سر ہو، تو کیا کہنا
دمِ آخر اگر ایسا مقدّر ہو تو کیا کہنا

نظر میں اس گھڑی وہ رُوئے انور ہو تو کیا کہنا
غبارِ راہِ طیبہ میرے سر پر ہو تو کیا کہنا

یہی مٹی مِری آنکھوں کے اندر ہو تو کیا کہنا
جو وہ خاکِ کفِ پائے پیمبرؐ ہو تو کیا کہنا

کسی پتھر کے نیچے میری تربت ہو مدینے میں
وہ پتّھر بھی اُنہی کے دَر کا پتھر ہو تو کیا کہنا

جو اس پتّھر پہ نقشِ پائے سرورؐ ہو تو کیا کہنا
طوافِ روضۂ شہہ کار ہے سودا مِرے دل میں

اِسی گردش میں روز وشب مِرا سر ہو تو کیا کہنا
یہی چکر مِری قسمت کا چکر ہو تو کیا کہنا

—— منور بدایونی

منوّر! رشکِ کوہِ طُور ہے مٹّی مدینے کی
چراغِ خانۂ منصورؒ ہے مٹّی مدینے کی

دوائے ہر دلِ رنجور ہے مٹّی مدینے کی
نہ جانے کسقدر پُرنُور ہے مٹّی مدینے کی

ضیا بخشِ نگاہِ حُور ہے مٹّی مدینے کی
پسِ مُردن یہی ہو بس مِری پوشاک کی چادر

ملے گر خاکِ راہِ سیدِ لولاک کی چادر
اُڑا لا جا کے طیبہ کے غبارِ پاک کی چادر

مِری مٹی پہ لاکر ڈال دے اس خاک کی چادر
صبا! تیرے لئے کیا دُور ہے مٹی مدینے کی

منوّرا! خاص ہوں اِک میں بھی سرکارِ رسالتؐ میں
سرِ محشر بلایا جاؤں گا، دربارِ رحمت میں

یقیناً" میرے حق میں فیصلہ ہو گا قیامت میں
اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائے گا کہ جنّت میں

تو کہہ دوں گا مجھے منظور ہے مٹی مدینے کی

—— منور بدایونی

نعتِ محبوبِؐ داور سند ہو گئی
فردِ عصیاں مِری مسترد ہو گئی

مجھ سا عاصی بھی آغوشِ رحمت میں ہے
یہ بھی بندہ نوازی کی حد ہو گئی

عُمر بھر میں نے دُنیا میں نعتیں لکھیں
میری بخشش یہیں مستند ہو گئی

عرش تک تو خیالوں نے سمجھا انہیں
ختم آگے تخیل کی حد ہو گئی

جو تجلّی منوّر مِرے دل میں تھی
وہ پسِ مرگ شمعِ لحد ہو گئی

—— منوّر بدایونی

ہاں دَرد عطا ہو مجھے وہ درد عطا ہو
جس درد کا دارو نہ کوئی تیرےؐ سوا ہو
اس طرح میں تڑپوں تو تڑپنے کا مزا ہو
"دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو"

جو کچھ ہو عطا وہ میری حاجت سے سوا ہو
منہ مانگی مرادوں سے تسلی مری کیا ہو
کیا چاہے وہ تم سے، جسے تم آپ ہی چاہو
"میں کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ میرے گھر بھر کا بھلا ہو"

جلوے ترےؐ نظروں میں ہوں بالیں پہ قضا ہو
تُو، چشمِ کریمی سے ادھر دیکھ رہا ہو
اے کاش! یہ حسرت مری پوری ہو، تو کیا ہو
"گر وقتِ اجل سر تیریؐ چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا، ایک ہی سجدے میں ادا ہو"

ہو لاکھ مرے نامہ عصیاں میں سیاہی
پیشی ہو نہ اس کی، نہ فرشتوں کی گواہی
حاضر ہی نہ ہو مجرمِ محبوبِؐ الٰہی
"ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو تیرےؐ دامن میں چھپا ہو"

—— نعت مولانا حسن رضا بریلوی تضمین منور بدایونی

منیر قصوری کی دلپذیر اور سکون پرور نعت کے حرف حرف سے عشقِ رسولؐ کی خوشبو آ رہی ہے انہوں نے دربارِ نبوتؐ کی زیارت کی اور ان کے تاثرات نعت کی شکل میں سامنے آئے۔ وہ لطف و عطائے حضورؐ پر بے حد شکرگزار ہیں۔

سرورِؐ دو عالم کا اس قدر سہارا ہے
اب نہ خوفِ دُنیا ہے اور نہ خوفِ عقبیٰ ہے

میرے عہد کی دُنیا آنکھ ہی نہیں رکھتی
اُنؐ کے رُوئے زیبا سے ہر طرف اُجالا ہے

اُنؐ کی دست افشانی بھولتی نہیں مجھ کو
بے حساب مانگا تھا بے حساب پایا ہے

میری اِن نگاہوں میں کوئی شے نہیں جچتی
جب سے اِن نگاہوں میں آپؐ کا سراپا ہے

بارگاہِ رحمت میں عرضِ مدّعا ہو گا
طیبہ جارہا ہوں میں آپؐ نے بلایا ہے

وادیِ مدینہ میں آشیاں بنائیں گے
ایک ہی تو دُنیا میں کام کا ٹھکانہ ہے

مکّہ و مدینہ ہی اصل میں دو عالم ہیں
اِک کا نام دُنیا ہے اک کا نام عقبیٰ ہے

آستانِ رحمت کو چھوڑ کر کہاں جائیں
زندگی کا ہر ساماں اس جگہ مہیا ہے

آپؐ کے تعلق پر دو جہان قرباں ہوں
آپؐ جب ہمارے ہیں کیا کسی کی پرواہ ہے

آپؐ کے حضور اِن کو نذر کرنے لایا ہوں
چند اشکِ بے قیمت میرا کُل اثاثہ ہے

آپؐ کی نگاہوں میں ایک روز دم ٹوٹے
آپؐ کی قسم مجھ کو اب یہی تمنّا ہے

اے منیر ! اب تیرا اور کیا مقدر ہو
تو حُضورِ خواجہؐ میں آج نعت پیرا ہے

طیبہ کس کو کہتے ہیں، مجھ غریب سے پوچھو
بے کسوں کا ملجا ہے، بے گھروں کا ماویٰ ہے

ہر طرف مدینہ میں، زائروں کے جھرمٹ ہیں
جس طرف بھی دیکھا ہے، رحمتوں کا میلہ ہے

منظرِ مدینہ میں ڈھل گیا تھا، میں خود بھی
میں نے جس طرح دیکھا کم کسی نے دیکھا ہے

سرورِؐ دو عالم کی گرمیِ مطب دیکھو
عالم مریضاں ہے اور اک مسیحاؐ ہے

—— منیر قصوری

خامشی ٹھیک نہیں اس در پر — کچھ نہ کچھ بہرِ شفاعت کہئے

عین ممکن ہے بہت کچھ مل جائے — برملا اپنی ضرورت کہئے

ہو ہی جائے گا غمِ دل کا علاج — آپؐ سے دل کی تو حالت کہئے

میں بھی ہوں حلقہ بگوشِ سرکارؐ — یہ مری خوبیٔ قسمت کہئے

——— منیر قصوری

مرے خیال کو وُسعت حضورؐ نے دی ہے — مجھے نظر کی اَصابت حضورؐ نے دی ہے

زمانے بھر کے خزانوں سے بے نیاز ہوں میں — مجھے کچھ اور ہی دولت حضورؐ نے دی ہے

میں ایک ذرّہ تھا خورشیدِ تابناک ہوا — مجھے یہ عظمت و رفعت حضورؐ نے دی ہے

میں حادثاتِ زمانہ کو دیکھ لیتا ہوں — مجھے کچھ ایسی بصیرت حضورؐ نے دی ہے

خُدا کرے کہ میں بے ساختہ پکار اُٹھوں — مجھے بھی چادرِ رحمت حضورؐ نے دی ہے

وہ اہلِ قافلہ سے پہلے طیبہ پہنچے گا — جسے سفر کی بشارت حضورؐ نے دی ہے

کچھ ایسے لوگ بھی دُنیا میں پائے جاتے ہیں — جنہیں نویدِ شفاعت حضورؐ نے دی ہے

منیرؔ! میرے اَب وجد حضور پر قربان — کہ ماں سے بڑھ کے محبت حضورؐ نے دی ہے

——— منیر قصوری

اوقاتِ زیارت میں کمی تھی نہ کمی ہے — سرکار کی قربت میں کمی تھی نہ کمی ہے

ہم ہی نہیں شائستۂ آدابِ نظارہ — فیضانِ رسالتؐ میں کمی تھی نہ کمی ہے

اِک بار نہیں آپؐ نے سَو بار نوازا — سرکارؐ کی رحمت میں کمی تھی نہ کمی ہے

اِک دستِ کرم سب میں کرم بانٹ رہا ہے — اس بحرِ سخاوت میں کمی تھی نہ کمی ہے

جس شے کی تمنّا ہو بڑے شوق سے مانگو
میں آج بھی دُنیا سے کرم لُوٹ رہا ہوں
اِک بابِ کرم ہی نے مرا ساتھ دیا ہے
ہم لوگ منیرؔ اُن سے طلب اور کریں کیا

دربارِ رسالتؐ میں کمی تھی، نہ کمی ہے
آقاؐ کی عنائت میں کمی تھی نہ کمی ہے
اس دَر کی رفاقت میں کمی تھی نہ کمی ہے
آقا کی عنائت میں کمی تھی، نہ کمی ہے

—— منیرؔ قصوری

مقصودِ دُعا مجھ کو اسی دَر سے ملا ہے
اس بابِ کرم نے مجھے کیا کیا نہیں بخشا
جو کچھ مرے دامن میں یہ تم دیکھ رہے ہو
وہ دِن بھی منیرؔ آئے گا جب میں یہ کہوں گا

یعنی کہ خُدا مجھ کو اِسی دَر سے ملا ہے
جو کچھ بھی ملا مجھ کو اسی دَر سے ملا ہے
سب کچھ بخدا مجھ کو اسی دَر سے ملا ہے
اعزازِ رِدا مجھ کو اسی دَر سے ملا ہے

—— منیرؔ قصوری

ایسا نظارہ سرِ گنبدِ خضرا دیکھا
منظرِ آیۂ شانِ و رفعنا دیکھا
جلوہ لذت دیدار میں سب غلطاں تھے
کیا تھی وہ بارشِ انوارِ نبوّتؐ دِل پر
میری تقدیرِ گراں خواب نے آنکھیں کھولیں

میں نے ہر شخص کو جذبات میں ڈوبا دیکھا
سر بہ خم آپؐ کے روضے پہ زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا اسے تصویرِ تمنّا دیکھا
میں نے قطرہ میں اُترتا ہوا دریا دیکھا
آپؐ نے میری طرف ایک نظر کیا دیکھا

—— منیرؔ قصوری

محفلِ جاں سجی ہوئی، آپؐ کے دم قدم سے ہے
آپؐ نہ ہوں تو زندگی اتنی حسین ہی نہ ہو
میری اذان دلنواز، میری نماز جاں گداز

میری تو کائنات ہی آپؐ کے دم قدم سے ہے
آپؐ کی تمام دلکشی آپؐ کے دم قدم سے ہے
میرا شعور بندگی، آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ کے فیض ولطف سے 'میں ہوں جہاں میں سرفراز — میری بلند قامتی ! آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ کے دم قدم سے ہے' تاب وتوان زندگی — آپؐ کا یہ منیر بھی ' آپؐ کے دم قدم سے ہے

—— منیر قصوری

حضورؐ ! مجھ سے گنہگار پر نگاہِ کرم — حضورؐ! چشمِ عنایت کے انتظار میں ہوں

حضورؐ! کرب کے دوزخ میں جل رہا ہوں میں — حضورؐ! سایۂ رحمت کے انتظار میں ہوں

مدینہ سے کوئی پیغام آنے والا ہے — نسیمِ شہرِ رسالتؐ کے انتظار میں ہوں

منیر ' رختِ سفر کب کا باندھ رکھا ہے — میں اَب تو صرف اجازت کے انتظار میں ہوں

—— منیر قصوری

چادر رحمت

چادرِ رحمتِ سرکارؐ دو عالم کے سوا — کچھ مجھے یاد نہ تھا روضۂ اطہر کے قریب

مال وزرِ دُنیا کی ضرورت نہیں مُجھ کو — میں چادرِ رحمت کی دُعا مانگ رہا ہوں

مرے حضورؐ کی رحمت سے کچھ بعید نہیں — مجھے بھی چادرِ رحمت نصیب ہو جائے

آپ نے کعبؓ وبصیریؒ کو جو چادر بخشی — آج اس بردۂ رحمت کا طلبگار ہوں میں

جب تک نہ بھیجیں چادرِ رحمت شفیعِ حشر — اے دوست ' میرا جسم سپردِ لحد نہ ہو

کہہ دوں گا مجھے چادرِ رحمت کی طلب ہے — جس دِن بھی جہاں بھی مرے آقاؐ نظر آئے

—— منیر قصوری

محفلِ جاں سجی ہوئی آپؐ کے دم قدم سے ہے — میری تو کائنات ہی آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ نہ ہوں تو زندگی اتنی حسین ہی نہ ہو — اس کی تمام دلکشی ' آپؐ کے دم قدم سے ہے

میری اذان دلنواز' میری نماز جا نگداز — مرا شعور بندگی' آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ کے فیض ولطف سے میں ہوں جہاں میں سرفراز — میری بلند قامتی' آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ کے دم قدم سے ہے تاب و توانِ زندگی
آپؐ کا یہ منیر بھی آپ کے دم قدم سے ہے

—— منیر قصوری

اے مدینہ! اے پناہ گاہِ غلامانِ رسولؐ
تیری زینت ہیں درودیوارِ ایوانِ رسولؐ

تیرے دامن میں مہکتا ہے گلستانِ رسولؐ
تجھ سے قائم ہے بہارِ جلوہ سامانِ رسولؐ

تیرے ہر ذرّے کا سینہ غیرتِ صد طُور ہے
تُو حقیقت میں ہمارے قلب و جاں کا نُور ہے

تیرا عالم ، عالمِ ارض و سما سے کم نہیں
تیرا جلوہ ، دو جہانوں کی ضیاء سے کم نہیں

تیرا یہ ماحول جنّت کی فضا سے کم نہیں
تو کسی صورت بھی عرشِ کبریا سے کم نہیں

تجُھ میں ذاتِ رحمتہ اللعالمینؐ موجود ہے
تُو ازل ہی سے ہمارا کعبۂ مقصود ہے

—— منیر قصوری

خیراتِ نظر مجھے عطا ہو
رحمت کی نگاہ چاہتا ہوں

ہر شخص یہ بات جانتا ہے
میں صرف حضورؐ آشنا ہوں

ہر شے مِرے پاس آپؐ کی ہے
میں خود بھی تو آپؐ کی عطا ہوں

کافی ہے مجھے یہی سہارا
دامانِ کرم کو دیکھتا ہوں

—— منیر قصوری

مدینہ کی بہاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
اسی کے لالہ زاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

وہ جن سے عازمینِ طیبہ روز و شب گذرتے ہیں
مجھے ان راہگذاروں سے سکون قلب ملتا ہے

جو مجھ کو سرورِؐ کونین کی باتیں سناتے ہیں
مجھے ان میرے پیاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

جہاں نام نبیؐ پر جان دینے والے سوتے ہیں
مجھے ایسے مزاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

وہ مکہ ہو مدینہ ہو کہ شہر قدس کی گلیاں
عقیدت کے دیاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

جو صحراؤں سے اُٹھ کر وادی رحمت کو جاتے ہیں
ان اونٹوں کی قطاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

منیرؔ! اکثر میں تنہائی میں نعتیں گنگناتا ہوں
کہ مجھ کو ان سہاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

منیرؔ قصوری

موسیٰ نظامی کلیمؔ کی آرزو میں کتنی خوبصورتی روانی اور دلکشی ہے قربِ درِ حضورؐ کے لئے ان کی تڑپ اور آرزو قابل دید ہے۔

دُعاؤں کو اثر کی آرزو ہے
درِ خیر البشر کی آرزو ہے

عطا ہو طاقتِ پرواز مجھ کو
یہ اک بے بال و پر کی آرزو ہے

کرے گوہر فشانی اُنؐ کے در پر
یہ میری چشمِ تر کی آرزو ہے

سجے طیبہ کی خاکِ محترم سے
یہی لے دے کے سر کی آرزو ہے

شفاعت ہو مقدّر روزِ محشر
یہ ہر جن و بشر کی آرزو ہے

نہیں درکار مجھ کو مال و دولت
بس اُنؐ سے اک نظر کی آرزو ہے

عطا اس کو بھی مدحت کا ہنر ہو
کلیمؔ بے ہنر کی آرزو ہے

____ موسیٰ نظامی کلیمؔ

مدینے کا سفر ہے اور میں ہوں
مقدّر راہبر ہے اور مَیں ہُوں

سکوں حاصل ہُوا آنکھوں کو میری
عنایت کی نظر ہے اور میں ہُوں

شمیمِ خُلد ہر سُو ہے خراماں
عجب وقتِ سحر ہے اور میں ہُوں

کرم ہے اس حبیبِؐ کبریا کا
فزوں دردِ جگر ہے اور مَیں ہُوں

بلایا ہے مِرے آقاؐ نے مجھ کو
پیامِ معتبر ہے اور میں ہُوں

کلیمؔ! عشقِ نبیؐ لے کر چلا ہُوں
یہی زادِ سفر ہے اور میں ہُوں

____ موسیٰ نظامی کلیمؔ

نہ دولت، نہ شہرت نہ زر چاہیے
مجھے آپؐ کی خاکِ در چاہیے

اُڑا کر جو لے جائے طیبہ نگر
صبا کی طرح مجھ کو پر چاہیے

ترے دَر پہ اِک بار جھکنے کے بعد
نہ اُٹھے کبھی ایسا سر چاہیے

سنور جائے گی میری بگڑی ہوئی
مجھے آپؐ کی اِک نظر چاہیے

فضائے اِرم مجھ کو بھاتی نہیں
مدینے کی شام و سحر چاہیے

دمِ نزع ہو لب پہ نام آپؐ کا
دعاؤں میں اتنا اثر چاہیے

میں عشقِ نبیؐ میں تڑپتا رہوں
یہی روگ بس عمر بھر چاہیے

مجھے کچھ نہیں چاہیے اے کلیم
مدینے کی جانب سفر چاہیے

—— موسیٰ نظامی کلیمؔ

نبی کون؟ یعنی رسولِؐ کریم
نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم

ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّی لقب
پہ علم لدنی کھُلا دِل پہ سب

بغیر از لکھے اور کئے بے رقم
چلے حکم پر اس کے لوح و قلم

کیا حق نے نبیوں کا سردار اسےؐ
بنایا نبوّت کا حقدار اسےؐ

نبوّت جو کی حق نے اُسؐ پر تمام
لکھا اشرف الناسؐ خیرالانامؐ

بنایا سمجھ بوجھ کر خوب اُسے
خُدا نے کیا اپنا محبوب اُسے

کروں اُسؐ کے رُتبے کا کیا میں بیاں
کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مرسلاں

محمدؐ کے مانند جگ میں نہیں
ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہیں

—— میر حسن دہلوی

بہارِ خُلدِ نظر بن گیا دیارِ حبیبؐ
زہے جوارِ مدینہ خوشا دیارِ حبیبؐ

ہوا ہے قبلۂ اہلِ وفا دیارِ حبیبؐ
تجھے ملا ہے بڑا مرتبہ دیارِ حبیبؐ

جُھکا رکھا ہے ازل ہی سے آسماں نے سر
کہ اس زمیں کے مقدّر میں تھا دیارِ حبیبؐ

یہ کس پہ ہو گئی قربان رحمتِ باری
یہ کون ہے جسے یاد آگیا دیارِ حبیبؐ

اس اک نظر پہ نچھاور مری متاعِ حیات
جسے نصیب ہوا دیکھنا دیارِ حبیبؐ

بہارِ جنّتِ رضواں بہت سہی لیکن
میں کیا کروں گا جو یاد آگیا دیارِ حبیبؐ

—— نازش پرتاپ گڑھی

مصطفیٰؐ کی ذات پر پیہم دُرود
لحظہ لحظہ، ہر گھڑی، ہردم دُرود

آپؐ کی وہ ذات ہے جس ذات پر
بھیجتا ہے خالقِ ارحم دُرود

آپؐ پر اے سیّدِ والا سلام
آپؐ پر اے ہادیِ اکرم دُرود

رُوح کے غم کا مداوا اُن کا نام
دل کے زخموں کے لئے مرہم دُرود

کوئی رُت ہو بھیجئے اُن پر سلام
بھیجئے کوئی بھی ہو موسم دُرود

کوئی ساعت بھی نہ ہو اس کے بغیر
نازشؔ! اُن پر بھیجنا ہر دم، دُرود

—— نازشؔ قادری

حرفِ اقرا سے جلی جب شمعِ دیوارِ حرا
جگمگا اُٹھا نبیؐ کے نُور سے غارِ حرا

آج بھی جاری ہے میرے شاہ کا فیضِ کرم
بٹ رہے ہیں آج بھی ہر سمت انوارِ حرا

آتے رہتے تھے یہاں سرکارؐ جن ایام میں
چُومتی رہتی تھی یادِ قدس رُخسارِ حرا

خدمتِ سرکارؐ میں سب پیش کرتے تھے سلام
چاہے وہ اشجارِ مکّہ ہوں کہ احجارِ حرا

پتھروں میں بھی نظر آتی ہے سونے کی چمک
دیکھ لو تم آنکھ والو! آکے کہسارِ حرا

کر گئی دل میں مرے گھر ایک زائر کی یہ بات
رکھ دوں اُنؐ کے نقش پا پہ جا کے اے نازش جبیں

سر پہ مکّہ کے بجی ہے خوب دستار حرا
ہو مقدّر میں اگر اک بار دیدارِ حرا

——— حنیف نازش قادری

میں صبح و شام مدینے کے گیت گاتا ہوں
اُسیؐ کے خواب نظر میں سدا جماتا ہوں
اُسیؐ کے نام سے بنتے ہیں بگڑے کام مِرے
بسے ہیں میری نگاہوں میں بام و در اس کے
نظر میں لے کے عقیدت کے پھول شام و سحر
بڑا سکون سا ملتا ہے مجھ کو میں جس دم

سوائے اُسؐ کے ہر اک شے کو بھول جاتا ہوں
خیال اُسؐ کا لئے دل میں جاگ جاتا ہوں
اُسیؐ کے ذکر کو دکھ کی دوا بناتا ہوں
میں ذکرِ شہرِ نبیؐ میں سکون پاتا ہوں
تصوّرات میں روضے پہ جا چڑھاتا ہوں
ثنائے آقاؐ میں نازش! قلم اٹھاتا ہوں

——— سید نازش نقوی

گرچہ نظروں سے نہاں ہیں آقاؐ
کوئی آتا نہیں دَر سے خالی
پیاس کیسے نہ بجھے پیاسوں کی
اپنے کردار کی عظمت کے سبب
کیوں نہ سیراب ہو یہ پاک زمیں
ہم سے کوتاہ نظر کیا جانیں
میرا دِل ہو کہ زمانہ ناصر

سب کی جانب نگراں ہیں آقاؐ
کس قدر فیض رساں ہیں آقاؐ
ساقیِ تشنہ کہاں ہیں آقاؐ
سارے عالم پہ عیاں ہیں آقاؐ
خیر کی جُوئے رواں ہیں آقاؐ
کس بلندی کا نشاں ہیں آقاؐ
ایک دنیا ہیں جہاں ہیں آقاؐ

——— ناصر زیدی

میں آرزوئے دِید کو سمجھا ہوں زندگی
ہے اُنؐ کے دم قدم سے یہ تزئینِ کائنات

مجھ کو ترا وصال میسر سدا رہا
جن کے قدم قدم پہ نیا معجزہ رہا

دل میں رہی ہے حُسنِ تمنّا سے روشنی
دائم اس آئینے میں رُخِ مصطفیٰؐ رہا

گزرے شبِ فراق کے لمحے کچھ اس طرح
نعتِ نبیؐ کے ساتھ ہی ذکرِ خُدا رہا

ناصر ہر اِک طلب کو نوازا حضورؐ نے
مجھ پر یہ کس قدر، کرمِ بے بہا رہا

—— ناصر زیدی

حق کا پیغام سُنانے آئے
آپؐ انسان بنانے آئے

آپؐ آئے تو بہاریں آئیں
ہر طرف پھول کھلانے آئے

بھیجا خالق نے ہدایت کے لئے
بگڑی تقدیر بنانے آئے

غیر ممکن تھی یہاں رسمِ وفا
آپؐ آداب سکھانے آئے

مِل گئی قلب و نظر کو تسکیں
آپؐ جب پیاس بجھانے آئے

کیا سمجھ پائے گا کوئی ناصر
کیسی رحمت کے خزانے آئے

—— ناصر زیدی

تکوینِ کائنات کا حاصل حضورؐ ہیں
محفل حضورؐ! بانیِ محفل حضورؐ ہیں

ٹوٹے دلوں کے واسطے اُمید کی کرن
طوفانِ غم میں دامنِ ساحل حضورؐ ہیں

خلاقِ دو جہاں کو نہ کیوں ان پہ ناز ہو
دونوں جہاں میں کامل و اکمل حضورؐ ہیں

ہے جس سے رُوحِ وقت میں اِک لہر زندگی
فطرت کا وہ دھڑکتا ہوا دل حضورؐ ہیں

جس تک پہنچ کے قربتِ حق سے ہوں ہمکنار
ایمان و آگہی کی وہ منزل حضورؐ ہیں

جس کی کرن کرن سے ضیا بار ہے حیات
انسانیت کے وہ مہِ کامل حضورؐ ہیں

ناصر! نہ صرف واقفِ اسرارِ حق ہیں آپؐ
حق کی مشیتوں میں بھی شامل حضورؐ ہیں

—— ناصر زیدی

آرزو ہے کہ درِ سیدِ والا دیکھوں
کاش ناصر! میں کبھی گنبدِ خضرا دیکھوں

انؐ کا تو بابِ کرم سب پہ کھُلا رہتا ہے
اِذن مل جائے تو وہ رنگ سخا کا دیکھوں

نہ رہے تا بہ ابد، حسرتِ دیدار مجھے
آنکھ بن جاؤں سراپا تجھےؐ اتنا دیکھوں

جس کے اک جلوے میں پنہاں ہیں ہزاروں جلوے
لطفِ سرکارؐ اگر ہو، تو وہ جلوہ دیکھوں

روح سرشار ہو، تسکینِ نظر ہو جس سے
خلوتِ جاں میں الٰہی! وہ سراپا دیکھوں

میں غلامِ شہہؐ کونین ہوں کیا غم ہو مجھے
اُنؐ کا بیمار ہوں، کیوں سُوئے مسیحا دیکھوں

جب لگے آنکھ، تو منظر ہی نیا ہو ناصؔر
حرمِ شوق میں وہ حُسنِ نظارا دیکھوں

ناصؔر زیدی

شجر، حجر تمہیںؐ جھک کر سلام کرتے ہیں
یہ بے زبان، تمؐ ہی سے کلام کرتے ہیں

مسافروں کو ترا دَر ہے منزلِ آخر
یہیں سب اپنی مسافت تمام کرتے ہیں

جنہیں جہاں میں کہیں بھی اماں نہیں ملتی
وہ قافلے یہاں آکر قیام کرتے ہیں

نظر میں پھرتے ہیں تیرے دیار کے منظر
اسی نواح میں ہم صبح وشام کرتے ہیں

سکونِ دل کی اُنہی سے اُمید ہے ناصؔر
جو اپنا فیض غریبوں پہ عام کرتے ہیں

ناصر کاظمی

نثار محمد نثؔار کا سجدہ قابلِ رشک ہے خُدا تعالیٰ ایسا سجدہ ہر اک کو نصیب کرے۔

کیا کہوں! کس منزلِ اُلفت پہ پہنچا جذبِ شوق
ہر نفس محوِ عبادت ہر نظر سجدے میں ہے

گردشِ دوراں سے یہ کہہ دو! کہ آہستہ گزر
نقشِ پائے مصطفیٰؐ پر میرا سر سجدے میں ہے

پڑھ رہا ہو میں نمازِ شوق جالی کے قریب
ساتھ میرے گردش شام و سحر سجدے میں ہے

ان کے در پر کیوں نہ ہوں دل کی دعائیں مستجاب
جن کے در پر خود دعاؤں کا اثر سجدے میں ہے

لُٹ رہی ہے دولتِ کونین جس دہلیز پر
ان کا دیوانہ اسی دہلیز پر سجدے میں ہے

جب اُٹھا سجدے سے سر میرا تو یہ دیکھا نثؔار
میں ہی کیا! اس دَر پر ہر جن و بشر سجدے میں ہے

نثار محمد نثؔار

فضیلت بڑی ہے دَرِ مصطفیٰؐ کی برستی ہے اس در پہ رحمت خُدا کی
یہاں کیف و مستی کا عالم ہے طاری دلوں میں تصوّر جما کر تو دیکھو

دو عالم کی دولت ہے عشقِ نبیؐ میں یہ ہے حاصلِ بندگی زندگی میں
سرورِ دوامی تمہیں بھی ملے گا محبّت کی دُنیا بسا کر تو دیکھو

محمدؐ محمدؐ ہی وردِ زباں ہو دلوں میں نہ کچھ فکرِ سود و زیاں ہو
اسی نامِ نامی کی برکت سے اپنا ذرا تم مقدّر بنا کر تو دیکھو

حیات النبیؐ ہیں وہ سب کی ہیں سنتے یقیں ہے ہمیں اپنا دیدار دیں گے
کبھی روتے روتے ہوئے سر بسجدہ بصد عجز تم گڑگڑا کر تو دیکھو

نگاہِ کرم کی یہ تاثیر دیکھی پلٹتی زمانے کی تقدیر دیکھی
یہ امرِ مسلّم ہے سب دُور ہونگے انہیں داغ دل کے دکھا کے تو دیکھو

—— نجم نعمانی

نعت سُنتا رہوں نعت کہتا رہوں آنکھ پُرنَم رہے دل مچلتا رہے
نجم نامِ محمدؐ زباں پر رہے ذکر ہوتا رہے سانس چلتا رہے

بے سہاروں کا کوئی سہارا نہیں مصطفیٰؐ کے سوا تو گزارا نہیں
اُن کی چشمِ کرم ہو تو کچھ غم نہیں چاہے سارا زمانہ بدلتا رہے

عشقِ احمدؐ سی دُنیا میں نعمت نہیں مال و زر کی بھی کوئی حقیقت نہیں
بادشاہوں سے بہتر بھکاری ہے وہ اُن کے دَر پر جو ٹکڑوں پر پلتا رہے

یہ دُعا ہے سلامت سدا غم رہے تا ابَد رابطہ اس سے قائم رہے
آتشِ عشق ہر دم بھڑکتی رہے خون روتا رہوں دل پگھلتا رہے

مصطفیٰؐ کی نظر جس گھڑی ہو گئی اس کی تقدیر کھوٹی کھری ہو گئی
اس کو ٹھکرائے سارا جہاں بھی اگر گرنے والا مگر پھر سنبھلتا رہے
نجم کی اے خُدا آرزو ہے یہی عاشقِ زار کی آبرو ہے یہی
آخری وقت سر اُن کے قدموں پہ ہو دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے

—— نجم نعمانی

جس وقت وہ جلوہ نما ہوں گے اس وقت کا عالم کیا ہو گا؟
ہر کوئی فدا ہے بِن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا؟
جس وقت حلیمہؓ کی گودی انوارِ خُدا سے روشن تھی
اُس وقت حلیمہؓ دائی کے گھر بار کا عالم کیا ہوگا؟
چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے اُنؐ کے غلاموں کی سردارؐ کا عالم کیا ہو گا؟
جس وقت تھے خدمت میں اُن کی بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
اُس وقت رسولِؐ اکرم کے دربار کا عالم کیا ہو گا؟
اِک سمت علیؓ اِک سمت عمرؓ صدیقؓ اِدھر عثمانؓ اُدھر
ان جگمگ جگمگ تاروں میں ماہتاب کا عالم کیا ہو گا؟

—— نجم نعمانی

مچلتا ہے دِل ڈبڈباتی ہیں آنکھیں خُدا جانے کیسا مقام آرہا ہے
ادب سے نگاہوں کو اپنی جھکالو وہ دیکھو وہ باب السلام آرہا ہے
حبیبِ خُدا پیشوائے زمانہ وہ نُورِ مُجسّم رسولِؐ یگانہ

ملائک بھلا کیوں نہ دیں پھر سلامی
خُدا کی طرف سے سلام آرہا ہے

بڑی شان اُنؐ کو عطا کی خُدا نے
فرشتے بھی آتے ہیں سر کو جھکانے

رسولِؐ گرامی کے روضے پہ دیکھو
زمانہ بصد احترام آرہا ہے

نہیں کوئی دشواریوں کا مجھے غم
مُربّی ہیں جب میرے شاہِؐ دو عالم

نہ کیونکر ہوں پھر مشکلیں میری آساں
زباں پر محمدؐ کا نام آ رہا ہے

یہی نام ہے درد مندوں کا چارا
یہی نام ہے بیکسوں کا سہارا

یہی نام مشکل کشا ہے ہمارا
یہی نام مشکل میں کام آرہا ہے

جب آئیں گے محشر میں آقاؐ ہمارے
وہ سب عاصیوں بیکسوں کے سہارے

تو سب انبیا بھی کریں گے اشارے
وہ کُل انبیا کا امام آرہا ہے

انھیں دیکھ کر اُمتی یہ کہیں گے
نہ اب مبتلائے مصیبت رہیں گے

نہیں کوئی نارِ جہنم کا کھٹکا
وہ دیکھو شفیعِ انامؐ آرہا ہے

——— نجم نعمانی

آپ کا عہد گر ملا ہوتا
میں بھی ہم عصر کعبؓ کا ہوتا

بیعتِ عشق روز کرتا میں
ہاتھ میں ہاتھ آپؐ کا ہوتا

مجھ کو جینے کے ڈھنگ آجاتے
میں بھی اک پیکرِ وفا ہوتا

زخم جو آپ کو اُحد میں لگا
میرے ماتھے پہ وہ کھلا ہوتا

آپؐ جن راستوں سے گزرے تھے
اُن پہ میرا بدن بچھا ہوتا

میں اُتر جاتا کفر کے دل میں
آپؐ کا تیر بن گیا ہوتا

کاش ! میں بھی لحد کی مٹی میں
آپ کے ہاتھ سے ملا ہوتا

آپؐ کا ہاتھ مجھ کو دفنا کر
بن کے ابرِ دُعا اُٹھا ہوتا

ایک انساںؐ دیکھتا میں نجیبؔ اور قرآن پڑھ لیا ہوتا

—— نجیب احمد

آنکھوں میں بس گیا ہے مدینہ حضورؐ کا
بے کس کا آسرا ہے مدینہ حضورؐ کا

پھر جا رہے ہیں اہلِ محبت کے قافلے
پھر یاد آرہا ہے مدینہ حضورؐ کا

نبیوں میں جیسے افضل واعلیٰ ہیں مصطفیٰؐ
شہروں میں بادشاہ ہے مدینہ حضورؐ کا

جب سے قدم پڑے ہیں رسالت مآبؐ کے
جنّت بنا ہوا ہے مدینہ حضورؐ کا

اِک ایک ذرّہ اپنی جگہ ماہتاب ہے
کیا جگمگا رہا ہے مدینہ حضورؐ کا

ہو ناز کیوں نہ اس کو نیازیؔ! نصیب پر
جس کو بھی مِل گیا ہے مدینہ حضورؐ کا

—— ندیمؔ نیازی

تیریؐ سیرت کی عظمت سے جو واقف ہو جاتا ہے
مومن ہو یا کافر کوئی تیرےؐ ہی گن گاتا ہے

جب بھی حمد سرا ہوتا ہوں یہ بھی ہے اعجاز ترا
بعد خُدا کے میرے لب پہ نام ترا ہی آتا ہے

روضے کے دیدار کی خواہش محور میری سوچوں کا
صبح و شام جدائی کا غم رہ رہ کر تڑپاتا ہے

شکر خُدا کا شامل میرا نام ہے تیریؐ اُمّت میں
اس اکرام پہ رشک مجھے خود اپنے آپ پہ آتا ہے

رہ کر دُور مدینے سے یہ جینا بھی کیا جینا ہے
تیریؐ یاد کے آتے ہی غم اشکوں میں ڈھل جاتا ہے

—— نذر جالندھری

مئے عشقِ نبیؐ ہے، اور میں ہوں
مقامِ آگہی ہے، اور میں ہوں

تصوّر میں جمالِ مصطفیٰؐ ہے
بہر سُو چاندنی ہے اور میں ہوں

درود و نعت کے نغمے ہیں لب پر
سُرورِ سرمدی ہے اور میں ہوں

خُدارا کیجئے کملی کا سایہ
قیامت کی گھڑی ہے اور میں ہوں

دکھا دو اب تو آقاؐ رُوئے زیبا
کہ وقتِ جانکنی ہے اور میں ہوں

اُنہی کے لُطف سے زندہ ہُوں اذفرؔ
جواں حسرت مِری ہے اور میں ہوں

—— نذیر اذفرؔ

رحم کیجئے کہ آپؐ رحمت ہیں
آپؐ پشت و پناہِ اُمّت ہیں

گو بُرا ہوں بُرے سے بدتر ہوں
آپؐ کا اُمّتی مقرر ہوں

جملہ سامان یاس و غم کا ہے
صرف اک آسرا کرم کا ہے

مَخلصی بخشیئے خرابی سے
کہیں کہہ دیجئے شتابی سے

ہم نے کی سب معاف بے ادبی
سبقت رحمتی علیٰ غضبی

—— مولوی نذیر احمد دہلوی

یہ تمنا ہے ربِّ اکرم سے
غسلِ میّت ہو میرا زمزم سے

تب ہی ٹھنڈک ہو میرے سینے میں
خاک ہو جاؤں میں مدینے میں

اور کچھ چارۂ گناہ نہیں
آپؐ کے دَر سوا پناہ نہیں

آپؐ سے گر نہ التجا لاؤں
پھر کدھر جاؤں اور کہاں جاؤں

یہی ماویٰ ہے اور یہی مامن
میرے دو ہاتھ آپؐ کا دامن

—— مولوی نذیر احمد دہلوی

یہ تمنا ہے ربِّ اکرم سے
غسلِ میت ہو میرا زم زم سے

کبھی ٹھنڈک ہو میرے سینے میں
خاک ہو جاؤں میں مدینے میں

جا کے ہمسایۂ رسولِؐ خُدا
زندگی ہو مری جو موت آئے

اور کچھ چارۂ گناہ نہیں
آپؐ کے دَر سوا پناہ نہیں

یہی ماویٰ ہے اور یہی مامن
میرے دو ہاتھ آپؐ کا دامن

کون پُرساں ہے مجھ سے ناکس کا
کس کو طوفاں میں پاس ہو خس کا

عارِ آبائے اولیں ہوں میں
داغِ پیشانیٔ زمیں ہوں میں

تُم بچا لو عذابِ آتش سے
سخت عاجز ہوں نفس سرکش سے

از برائے خُدا، رسولِؐ جلیل
مجھ پہ طاری ہو حالتِ تبتیل

میں ہوں مسموم آپؐ ہیں تریاق
قابلیت نہ کوئی استحقاق

رحم کیجیے کہ آپؐ رحمت ہیں
آپؐ پشت وپناہِ اُمت ہیں

گو بُرا ہُوں بُرے سے بدتر ہوں
آپؐ کا اُمتی مقرر ہوں

جملہ سامان یاس وغم کا ہے
صرف اک آسرا کرم کا ہے

مَخلصی بخشیے خرابی سے
کہیں کہہ دیجیے شتابی سے

ہم نے کی سب معاف بے ادبی
سبقت رحمتی علی غضبی

—— ڈپٹی نذیر احمد

اے شہِ انبیا! تاجدارِ حرم!
ہیں نگاہِ کرم کے طلبگار ہم

بھیگی پلکیں لئے کب سے ہیں منتظر
ہو کرم یا نبیؐ! یا نبیؐ ہو کرم!

سارے عالم سے منہ موڑ کر آئے ہیں
آپؐ کے دَر سے خالی نہ جائیں گے ہم

طعنِ اغیار ہے، راہ دشوار ہے
دیں سہارا کہ لغزیدہ بھی ہیں قدم

جھک گئی جو جبیں آپؐ کے سامنے
یہ اُمید آپؐ کے دَر پہ لے آئی ہے

اب کسی اور کے سامنے ہو نہ خم
آپؐ رکھ لیں گے ہم غمزدوں کا بھرم
—— نرگس شیخ

بے کسوں پر حق کی رحمت ہو گئی
آ گئے دُنیا میں محبوبِ خُدا
جل رہے تھے دھوپ میں جو ریگزار
اُن کے دامن میں ملی جس کو پناہ
مِل گئیں اس کو جہاں کی نعمتیں
جب بھی آیا میرے لب پر اُنؐ کا نام

شامِ غم، صبحِ مسرّت ہو گئی
بستی بستی خوبصورت ہو گئی
گل بداماں اُن کی وسعت ہو گئی
رشکِ انجم اس کی قسمت ہو گئی
جس پہ اُن کی نظرِ شفقت ہو گئی
ہر رگِ تن محوِ مدحت ہو گئی
—— نذیر جالندھری

مجھے کام کیا التفاتِ جہاں سے
مدینے کی گلیوں میں کیسے نہ بھٹکوں
محمدؐ مجھے بیش از بیش دیں گے
خُدا خود بھی نصرت! جسے چاہتا ہے

میں اُنؐ کی نگاہِ کرم چاہتا ہوں
میں اپنے جنوں کا بھرم چاہتا ہوں
یہ مانا کہ میں کم سے کم چاہتا ہوں
میں اُنؐ کو خُدا کی قسم چاہتا ہوں
—— نصرت قریشی

تجھؐ پہ صدقے، ترےؐ قربان، مدینے والے
ساری مخلوق پہ حاصل ہے فضیلت تجھؐ کو
ہر اذیت پہ، ہدایت کی دُعا دی تو نے
رازِ بے تابیِ دل! فاش یہ کر دیتے ہیں

مال و اولاد، دل و جان، مدینے والے
اللہ اللہ! تریؐ شان مدینے والے
دشمنوں پر بھی یہ احسان! مدینے والے
کیاکروں، اشک ہیں نادان، مدینے والے

اپنے اللہ کی محبت میں جو سرشار ہوں میں
یہ بھی ہے تیرا ہی فیضان! مدینے والے

—— مولانا نصراللہ خان عزیز

سلامٌ علیٰ شہر یارِ نبوت
سلامٌ علیٰ سید و پادشاہے
سلامٌ علیٰ بارگاہِ ہمایوں
سلامٌ باشکِ نیاز و بآہے
سلامٌ علیٰ مکّہ و ہم مدینہ
سلامٌ علیٰ نقش کہسار و راہے
سلامٌ علیٰ ذرّہ ہائے درِ تو
سلامٌ علیٰ کوُئے تو سجدہ گاہے
سلامٌ علیٰ مطلع الفجر روئت
سلامٌ علیٰ ذاتِ تو صلح خواہے
سلامٌ علیک اے خطا پوشِ نصرتؔ
بہ بار ابرِرحمت بریں روسیاہے
خُدایا! بہ باب النبیؐ آمدہ ام
شنو حال پردُرد آغشتہ گاہے
خُدایا! طُفیلِ نبیِ مکرّم
رہا کن مرا از غمِ جان کا ہے

—— نصرتؔ نوشاہی شرقپوری

ہے حقیقتاً وہی زندگی جو مدینے جا کے گزار دوں
میرے اضطرابِ نظر بتا! تجھے کس طرح سے قرار دوں
مِری آنکھ سے جو ٹپک پڑیں شبِ قدر اُن کے فراق میں
اُنہی اشک ہائے لطیف سے میں سحر کی بزم سنوار دوں
جو حضورؐ! اذنِ نظر ملے رہِ زیست میں کسی موڑ پر
میں تمام عُمر کی حسرتوں کو حقیقتوں میں نکھار دوں
جو ملے اجازتِ حاضری پھروں پا پیادہ گلی گلی
یہ دھنک یہ چاند یہ چاندنی اسی رہگذار پہ وار دوں

یہی سوچتا ہوں نصیر میں کہ ہوں ماسوا کا اسیر میں

اسی در پہ کیوں نہ پڑا رہوں اسی در پہ کیوں نہ گزار دوں

—— نصیر احمد

تھی جس کے مقدر میں گدائی ترے در کی

قدرت نے اسے راہ دکھائی ترے در کی

اک نعمتِ عظمیٰ سے وہ محروم رہے گا

جس شخص نے خیرات نہ پائی ترے در کی

یہ ارض و سماوات تری ذات کا صدقہ

محتاج ہے یہ ساری خدائی ترے در کی

در سے ترے اللہ کا در ہم کو ملا ہے

اس اوج کا باعث ہے رسائی ترے در کی

آیا ہے نصیر آج تمنا یہی لے کر

پلکوں سے کیے جائے صفائی ترے در کی

—— سید نصیر الدین نصیر

اس کو نہ چھو سکے کبھی رنج و بلا کے ہاتھ

اُٹھے ہیں جس کے حق میں رسولِ خُدا کے ہاتھ

ہم عاصیوں کے آپؐ ہی تو دستگیر ہیں

ہم سب کو آسرا ہیں شہہِ انبیاؑ کے ہاتھ

ہے ارفع و بلند وسیلہ رسولؐ کا

عرشِ بریں سے دُور نہیں اولیا کے ہاتھ

محشر میں ہو گا چاہنے والوں پہ یہ کرم
اپنی طرف بلائیں گے آقاؐ اُٹھا کے ہاتھ

میں ہوں گدائے کوچۂ آلِ نبیؐ نصیرؔ
دیکھے تو مجھ کو نارِ جہنم لگا کے ہاتھ

—— صاحبزادہ نصیرالدین نصیرؔ

اب تنگیِ داماں پہ نہ جا، اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائل بہ عطا اور بھی کچھ مانگ

ہر چند کہ آقا نے بھرا ہے تیرا کشکول
کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا، اور بھی کچھ مانگ

اس در پہ یہ انجام ہوا حُسنِ طلب کا
جھولی مری بھر بھر کے کہا، اور بھی کچھ مانگ

سُلطانِؐ مدینہ کی زیارت کی دُعا کر
جنّت کی طلب، چیز ہے کیا اور بھی کچھ مانگ

پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیرؔ آج
آواز پہ آواز لگا، اور بھی کچھ مانگ

—— صاحبزادہ نصیرالدین نصیرؔ گولڑہ شریف

ہم درِ مصطفیٰؐ دیکھتے رہ گئے
نُور ہی نُور تھا دیکھتے رہ گئے

نیک و بد پر ہوا اُنؐ کا یکساں کرم
لوگ اچھا بُرا دیکھتے رہ گئے

خواب میں جب بھی آیا مدینہ نظر
اور ممکن تھا کیا دیکھتے رہ گئے

معجزہ تھا وہ ہجرت میں اُنؐ کا سفر
دشمنانِ خُدا دیکھتے رہ گئے

ہم گنہگار تھے مغفرت ہو گئی
خود نگر پارسا دیکھتے رہ گئے

—— سید نصیرالدین نصیرؔ

نعمتیں لاکھ وہ پائیں گے مدینہ جا کر
دیدۂ دل جو بچھائیں گے مدینہ جا کر

جن کی رعنائی پہ قرباں ہے بہارِ فردوس
وہ نظارے نظر آئیں گے، مدینہ جا کر

اپنی پیشانیِ عاجز پہ بہ صد عجز و نیاز — خاکِ طیبہ کو سجائیں گے مدینہ جا کر

نیت اپنی ہے، طلب اپنی عقیدت اپنی — آپ جو چاہیں گے پائیں گے مدینہ جا کر

جارہے ہیں شہہِ بطحا کی عنایت لینے — بس یہ اک چیز ہی لائیں گے، مدینہ جا کر

کیسا کیسا غمِ دُوری نے ستایا ہے نظیر — اِس کی روداد سُنائیں گے مدینہ جا کر

—— نظیر شاہجہانپوری

حضرت نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی کی فارسی نعت نے ہمیشہ مجھے بے خود کیا ہے اس کی سادگی بے ساختگی اور محبت آشنائی قابلِ صد تحسین ہیں۔

صبا بہ سوئے مدینہ رُوکن، ازیں دُعا گو سلام برخواں
بگرد شاہ مدینہ گرد، و بصد تضرع پیام برخواں

بشو زمن صورتِ مثالی نماز بگذار اندراں جا
بہ لحنِ خوش سورۂ محمدؐ تمام اندر قیام برخواں

بہ بابِ رحمت گہے گذر کن بہ بابِ جبریل گہہ جبیں سا
سلامِ ربی علیٰ نبیِ گہے بہ بابِ السلام برخواں

بنہ بہ چندیں ادب طرازی سرِ ارادت بہ خاکِ آں کو
صلواۃ وافر، بہ روحِ پاکِ جنابِ خیرالانام برخواں

بہ لحنِ داؤد ہم نوا شو، بہ نالۂ درد آشنا شو
بہ بزمِ پیغمبرؐ ایں غزل را ز عبدِ عاجز نظام برخواں

—— حضرت نظام لدین محبوب الٰہی دہلوی

دل ہی دل میں احمدِؐ مختار کی باتیں کریں
بندگانِ عشق ہیں سرکارؐ کی باتیں کریں

خواب دیکھیں عابد و زاہد بہشت و خلد کے
ہم مدینے کے گل و گلزار کی باتیں کریں
گیت گائیں رحمۃ اللعالمینؐ کی یاد میں
گلستاں میں ابرِ دریا بار کی باتیں کریں
لب ہلا کر لعل و گوہر کے خزانے کھول دیں
سیّدِ کونینؐ کے دربار کی باتیں کریں
دیکھ کر چشمِ تصوّر سے جمالِ مصطفیٰؐ
عُمر بھر کیفیتِ دیدار کی باتیں کریں
عشق کے نغموں سے کر دیں مست محفل کو نظیرؔ
گنُبدِ خضرا کے عرفاں زار کی باتیں کریں

—— نظیرؔ لدھیانوی

کہاں شہرِ محبّت کی نسیمِ صبح کا جھونکا
کہاں ہم اہلِ درد و داغ کا تپتا ہوا صحرا
کہاں یہ دیدۂ گریاں کہاں وہ عارضِ خنداں
کہاں چبھتا ہوا کانٹا کہاں کِھلتا ہوا لالہ
یونہی بیٹھے ہوئے تنہا نہ جانے سوچتا تھا کیا
کہ یک دم بے ارادہ آ گیا دل میں خیال اُنؐ کا
یونہی بیٹھے ہوئے پھر دردِ خُفتہ ہو گیا بیدار
یونہی بیٹھے ہوئے دل آتشِ پنہاں سے جل اُٹھا

یونہی بیٹھے ہوئے آنکھیں مِری طوفان لے آئیں
یونہی بیٹھے ہوئے دِل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میرا

——— نعیم الحق نعیم

اے زائرِ کُوئے نبیؐ اتنا تو کر اے مہرباں
اہلِ مدینہ کو سُنا حالِ نعیمِ خستہ جاں

فریاد ہے سلطانِ دیں! اے رحمتہ اللعالمینؐ
تمؐ ہو شفیع المذنبینؐ اس در سے ہم جائیں کہاں

فریاد اے محبوبِؐ رب! فریاد ہے شاہِ عرب
ہم تجھؐ سے کرتے ہیں طلب دل کی مرادیں ہر زماں

دل کی مرادیں دیجئے مسرور ہم کو کیجئے
اب تو خبر لے لیجئے غم ہو چکے ہیں بیکراں

طیبہ میں اپنے لُطف سے اِذنِ اقامت دیجئے
فرقت سے دل بیتاب ہے کب تک رہوں ہندوستاں

راہِ مدینہ دُور ہے بندہ بہت رنجور ہے
اور حاضری منظور ہے امداد سلطانِؐ جہاں!

——— مولانا نعیم الدین مراد آبادی

غریبوں کی حاجت روا کرنے والے
فقیروں کو دولت عطا کرنے والے

عفو کرنے والے عطا کرنے والے
کرم چاہتے ہیں خطا کرنے والے

نہیں جانتے رنج و غم چیز کیا ہے
تری یاد صبح و مسا کرنے والے

ہدائت سے ان کی ہوئے داد گستر
ستم کرنے والے جفا کرنے والے

اسیرانِ عصیاں کی شانِ کرم سے
شفاعات روزِ جزا کرنے والے

وہ صدیقِؓ اکبر وفا کرنے والے
نبیؐ پر دل وجاں فِدا کرنے والے

نعیمِ سیاہ کار پر بھی کرم ہو
دو عالم کو دولت عطا کرنے والے

—— نعیم مراد آبادی

مجھ کو طلب کیا گیا، سرکارؐ آگیا
شرمِ گنہ لئے یہ گنہگار آ گیا

پھیلا کے اپنا دامنِ صد چاک اے حضورؐ
درویشِ بے نوا، سرِ دربار آ گیا

سوکھی پڑی تھی کِشتِ تمنّائے ذوق وشوق
گریہ مثالِ ابرِ گہربار آ گیا

اس پیکرِ سوال کو کیا حاجتِ سوال
تجُھ سے غنی کے سامنے نادار آگیا

ٹھوکر جہاں لگی کوئی میں جھُومنے لگا
کانٹا کوئی چبھا تو مجھے پیار آگیا

اپنا وجود سارا لُٹا کر براہِ شوق
تیری تجلّیوں کا طلب گار آگیا

—— نعیم صدیقی

عطا قدموں میں ہو دائم حضوری، یا رسولؐ اللہ
ہے اب ناقابلِ برداشت دوری، یارسولؐ اللہ

عنائت ہو اگر اِک لمحہ اپنی خاص خلوت کا
مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری، یا رسولؐ اللہ

اجازت ہو تو کچھ چشمانِ تر سے بھی یہاں کرلوں
ابھی ہے داستانِ غم ادھوری، یارسولؐ اللہ

مری غائت تمنّا ہے، درِ اقدس کی دربانی
زہے عزت، اگر ہو جائے پُوری، یا رسولؐ اللہ

مدینہ ہی میں آکر راحت و تسکین پاتی ہے
دلِ فرقت زدہ کی ناصبوری، یا رسولؐ اللہ

دمِ رخصت، نفیس اشکوں سے تر ہے، رحم فرماؤ
خُدارا، اک جھلک ہلکی سی نُوری، یارسولؐ اللہ

—— سید نفیس الحسینی

اللہ اللہ ! محمدؐ! ترا نام اے ساقی
اَن گنت تجھ پہ دُرود اور سلام اے ساقی

خستہ جانوں سے کوئی پوچھے حلاوت اس کی
راحتِ جان و جگر ہے تیرا نام اے ساقی

کبھی تنہائی میں محسوس کیا کرتا ہوں
صحنِ دل میں ترا آہستہ خرام اے ساقی

دل مرا ڈوب رہا ہے کہ تہی دامن ہوں
ہونے والی ہے ادھر زیست کی شام اے ساقی

ایک اُمیدِ شفاعت ہے فقط زادِ سفر
جس سے ہمت سی ہے کچھ گام بہ گام اے ساقی

لاج رکھنا! کہ ترے رحم و کرم پر ہے نفیسؔ
ہے ترے در کا غلام ابن غلام اے ساقی

—— سید نفیس الحسینی

تیرے نام سے ہے سکونِ دل ترا ذکر وجہِ قرار ہے
تری یاد پر شہہ بحروبر! مری زندگی کا مدار ہے

وہ حرم کی پاک جلالتیں وہ حریمِ قدس کی تابشیں
ہوئیں جب سے ان کی زیارتیں نہ سکون ہے نہ قرار ہے

وہ نشاطِ کیفِ مشاہدہ مجھے یاد ہے مجھے یاد ہے
جو وہاں ذرا سی پلائی تھی مجھے اب تک اس کا خمار ہے
کوئی مسکراتا ہے با ادب کوئی رو رہا ہے بہ چشمِ تر
کوئی مست ہے کوئی دم بخود کسی لب پہ اُن کی پکار ہے
اے نسیم! سر کو جھکا کے چل یہ ادب کی جا ہے ذرا سنبھل
جہاں عظمتیں ہیں جُھکی ہوئی یہ اُنہی کا پاک دیار ہے
وہ! جو سو رہا ہے مدینے میں! کوئی جا کے اُس کو یہ دے خبر
ترے اک غلامِ حقیر کو نہ سکون ہے نہ قرار ہے

—— نفیس لکھنوی

اے کہ ترے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز
اے کہ ترا وجود ہے وجہِ وجودِ کائنات
اے کہ ترا سرِنیاز حدِّ کمال بندگی
اے کہ تیرا مقامِ عشق قُربِ تمام عینِ ذات
خُوگرِ بندگی جو تھے تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر وارثِ دجلہ و فرات
تیرے بیاں سے کھُل گئیں تیرے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی الجھنیں فلسفیوں کی مشکلات
مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات پست مرے تخیلات

—— نواب بہادر یار جنگ

باعثِ تخلیق بھی تخلیق کے حاصل بھی آپؐ
نُورِ حق بھی شاہکارِ بزمِ آب و گِل بھی آپؐ
بے کسی میں ہیں بہ اندازِ کرم مائل بھی آپؐ
بیقراری بھی قرارِ اضطرابِ دل بھی آپؐ
آرزوئے جستجو بھی جذبۂ کامل بھی آپؐ
رہنما بھی جادۂ منزل کے ہیں منزل بھی آپؐ
آپؐ ہی سے داستانِ رنگ و بُو رنگین ہے
آپؐ عنوانِ محبّت بھی حدیثِ دل بھی آپؐ

—— نُور بریلوی

ولا ، خاکِ رہِ کوئے محمدؐ شو، محمدؐ شو — ز ہر سوئے بیا، سوئے محمدؐ شو، محمدؐ شو

باخلاقِ الٰہی متصّف بودن ، اگر خواہی — سراپا سیرت و خوئے محمدؐ شو، محمدؐ شو

بکن خالی مشام، از بوئے گلہائے جہاں اے دِل — بیا ، دلدادۂ بوئے محمدؐ شو، محمدؐ شو

نیازؔ! اندر دلت، گر مہرِ عرفانِ خدا باشد — فدائے شانِ دلجوئے محمدؐ شو، محمدؐ شو

—— نیاز احمد چشتی قادری

دل میں ارمان بس اک یہی ہے لب پہ ہر وقت ہیں یہ دعائیں
تاجدارِ دو عالم ہمیں بھی خواب میں اپنا جلوہ دکھائیں

ہو گی کب آرزو اپنی پوری کب مٹے گی جو حائل ہے دُوری
بہرِ بطحا تڑپتے ہیں ہر دم سوئے بطحا ہمیں بھی بلائیں

اب وہیں پہ ہو اپنا ٹھکانہ ختم ہو زیست کا واں فسانہ
کاش آ جائے ہم کو بلاوا! سر کے بل چل کے طیبہ کو جائیں

آپؐ سے دُور کب تک رہیں گے کب تلک ہجر کا غم سہیں گے
اشک آنکھوں سے کب تک بہیں گے پاس اپنے ہمیں بھی بلائیں

چین اک پل بھی آتا نہیں ہے دل کہیں اپنا لگتا نہیں ہے
راس آئیں گی ہم کو فقط اب قریۂ مصطفیؐ کی فضائیں

نیکیوں سے مدینے کے والی! اپنا دامن ہے بالکل ہی خالی
تھام کر کیوں نہ روضے کی جالی ہم بھی اشکِ ندامت بہائیں

—— نیاز سواتی

آپؐ سا اور نہیں کوئی بھی انساں آقاؐ
مدح خواں آپؐ کا خود آپ ہے یزداں آقاؐ

میری بخشش کا نہیں کوئی بھی امکاں آقاؐ
میری بخشش کا کریں آپ ہی ساماں آقاؐ

ہم بھلا سکتے نہیں آپ کا احساں آقاؐ
آپ کے دم سے ملی دولتِ ایماں آقاؐ

بادشاہوں سے بھی افضل ہے مری نظروں میں
آپ کے در کا گدا آپ کا درباں آقاؐ

کوئی ارمان نہیں دل میں مرے اس کے سوا
میں بنوں آپ کے دربار کا درباں آقاؐ

آپ مجھ کو بھی شفاعت سے سرفراز کریں
آپ کے در پہ کھڑا ہوں میں پریشاں آقاؐ

——— نیاز سواتی

تمہیںؐ وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
مِرے چمن کی فضائیں سلام کہتی ہیں

عطا ہوئیں جو عجم کے حسیں مناظر کو
وہ دلکشی وہ ادائیں سلام کہتی ہیں

تمہاریؐ یاد میں برسیں جو بن کے ابرِ بہار
وہ آنسوؤں کی گھٹائیں سلام کہتی ہیں

درِ قبول پہ جو باریاب ہو نہ سکیں
وہ غم نصیب دُعائیں سلام کہتی ہیں

تمہارے ہجر میں اٹھیں جو خانقاہوں سے
وہ اہلِ دل کی صدائیں سلام کہتی ہیں

تمہارؐے نام کی عزّت پہ ہو گئیں جو نثار
وہ غازیوں کی وفائیں سلام کہتی ہیں

مِرے وطن سے جو آئی تھیں لے کے بُوئے وفا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں سلام کہتی ہیں

——— حکیم نیر واسطی

ساری دنیا کو دیا درسِ خلوص
ساری دُنیا پر ہے احسانِ رسولؐ

گمرہی کا ان کو کیونکر خوف ہو
تھام لیتے ہیں جو دامانِ رسولؐ

کیا سبق دیتا ہے قرآنِ رسولؐ
بُھول بیٹھے ہیں غلامانِ رسولؐ

دل میں ہے روزِ ازل سے جذبِ عشق
کیوں نہ ہو واحد ثناخوانِ رسولؐ

——— واحد پریمی

مجھ پہ لُطفِ کبریا ہے میں تو اس قابل نہ تھا
بس نگاہِ مصطفیٰؐ ہے میں تو اس قابل نہ تھا

پے بہ پے مجھ کو ملیں بحرِ کرم میں ڈبکیاں
سب یہ مولا کی عطا ہے میں تو اس قابل نہ تھا

اللہ اللہ حاضری اور وہ بھی بابِ قدُس کی
مجھ پہ یہ فضلِ خُدا ہے میں تو اس قابل نہ تھا

اُنؐ کی چشمِ ملتفت نے مجھ کو یہ بخشا شرف
یہ فقط اُنؐ کی رضا ہے میں تو اس قابل نہ تھا

اُنؐ کے شہرِ نُور کا ہر ذرّہ برقِ طور ہے
واہ کیا نُور و صبا ہے میں تو اس قابل نہ تھا

مجھ کو خود پہ فخر ہے اوروں کو مجھ پہ رشک ہے
مجھ کو وہ رُتبہ ملا ہے میں تو اس قابل نہ تھا

واحدِ خوش بخت اُنؐ کے آستاں کی خاک کو
میری پلکوں نے چھُوا ہے میں تو اس قابل نہ تھا

——— واحد ظہیر واحد

خلوت ہو ایسی جس میں فرشتے نہ سُن سکیں
اِک دل کی بات عرض کروں گا حضورؐ سے

اُنؐ کے کرم نے کھینچ لیا جالیوں کے پاس
ڈرتا تھا میں سلام پڑھا میں نے دُور سے

میری نظر خطا نہ کرے گی یقین ہے
پہچان لوں گا حشر میں حضرتؐ کو دُور سے

عشقِ نبیؐ میں نشۂ عرفاں ہے چُور ہوں
دھویا ہے میں نے دل کو شرابِ طہور سے

تڑپوں گا میں فراقِ نبیؐ میں تمام عمُر
یہ وعدہ لے لیا ہے دلِ ناصُبور سے

بے خود کو جامِ بادۂ کوثر ہو وہ عطا
جنّت میں جُھومتا رہے جس کے سُرور سے

—— سید وحید الدین محمود دہلوی

آمدِ سیّدِ عالمؐ سے بشر جُھوم اُٹھے
اہلِ دل جُھوم اُٹھے اہلِ نظر جُھوم اُٹھے

چاندنی رات کی خاموش فضا پچھلا پہر
سبز گنبد کا وہ جلوہ کہ نظر جُھوم اُٹھے

بندگی کی مری معراج ہو طیبہ جا کر
تیریؐ چوکھٹ جو میسر ہو تو سر جُھوم اُٹھے

دُور سے جب نظر آیا ہے کَلَس گنبد کا
راہبر جُھوم اُٹھے اہلِ سفر جُھوم اُٹھے

تھام کر روضۂ اقدس کی سنہری جالی
میرے ہونٹوں پہ دُعا بن کے اثر جُھوم اُٹھے

حاضری ہو درِ اقدس پہ جو قسمت سے وحیدؔ
سُونی سُونی سی مِری شام و سحر جُھوم اُٹھے

—— وحیدؔ رائے بریلوی

میں تو نادان تھا دانستہ بھی کیا کیا نہ کیا / لاج رکھ لی مرے لجپالؐ نے رسوا نہ کیا
جس طرف دیکھئے سرکارؐ نظر آتے ہیں / ایسا لگتا ہے کہ سرکارؐ نے پردہ نہ کیا
اُنؐ کی نسبت کا بہر حال نمایاں ہے کرم / کسی طوفان نے ہم کو تہہ و بالا نہ کیا

بے طلب جھولیاں بھرتے ہی رہے ہیں سرکارؐ
جھولی خالی لئے لوٹے کوئی اُن کے در سے
یہ بھی اللہ کا اک خاص کرم ہے کہ وقارؔ!

اعتبار اُنؐ کے کرم کا تھا تقاضا نہ کیا
یہ کبھی اُنؐ کی سخاوت نے گوارا نہ کیا
جن کا خود شیدا ہے اُنؐ کا ہمیں دیوانہ کیا

—— وقارؔ عظیم

ہم نے شبِ فراقِ نبیؐ یوں تمام کی
آؤ! سکونِ قلب و نظر کے گداگرو!
بس اک نگاہِ لُطف سے سرشار کر دیا
کس نے تڑپ کے ہجر میں یا مصطفیٰؐ کہا

اشکوں نے دی نیاز دُرود و سلام کی
خیرات بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی
حاجت سُبو کی ہے نہ ضرورت ہے جام کی
سب راہیں مشکبار ہیں باب السلام کی

—— ولی محمد واجد

ہے نگاہِ شوق کا مرکز تراؐ بابِ کرم
ٹھہرتا ہے ہر نظر کا کارواں تیرےؐ حضور

تیراؐ کوچہ ہے سبھی کے واسطے دارلسلام
ہر شکستہ دل کو ملتی ہے اماں تیرےؐ حضور

کھول کر کھڑکی تیرےؐ دربار کو تکتا رہوں
کاش مل جائے مدینے میں مکاں تیرےؐ حضور

ہے سکوں کتنا تیریؐ دیوار کے سائے تلے
بھول جاتے ہیں غمِ سود و زیاں تیرےؐ حضور

کچھ نہیں دامن میں عادلؔ کے ندامت کے سوا
پیش ہے یہ آج تیراؐ نعت خواں تیرےؐ حضور

—— وہاب عادلؔ

مبارک باد، میرے دیدۂ حق نے یہ کیا دیکھا
جمالِ مصطفیؐ کو، مظہرِ نورِ خدا دیکھا

تِریؐ یہ شان تھی اے کالی کملی اوڑھنے والے
شہنشاہانِ عالم کو ترےؐ دَر کا گدا دیکھا

تصدق تیری شانِ رحمۃ اللعالمینی کے
نہ ایسا رہنما دیکھا، نہ ایسا پیشوا دیکھا

یہ ہادی جلوۂ رُوئے محمدؐ کا تصدق ہے
مدینے کے ہر اک ذرّے کو رشکِ کیمیا دیکھا

—— ہادی مچھلی شہری

وُجودِ پاک ہے کتنا محبّت آفریں تیرا
نہیں ثانی کوئی اے رحمۃ اللعالمیںؐ تیرا

ذرا اس اتحادِ حُسن والفت کو کوئی دیکھے
تو کعبے کو مکیں کا اور کعبے کا مکیں تیرا

تصوّر تیرا جنّت ہے، محبت تیری بخشش ہے
یہ رُتبہ اور یہ درجہ شفیع المذنبیںؐ تیرا

رہے گا حکم تیراؐ کار فرما رُوزِ آخر تک
لقب اے شافعِ محشر ہے ختم المرسلینؐ تیرا

توّجہ کی نظر وقتِ شفاعت اس پہ بھی رکھنا
کہ ادنیٰ اُمتّی ہے ہادیِ خلوت نشیں تیرا

—— ہادی مچھلی شہری

ہر آرزو کی ہیں آپؐ انتہا! مرے آقا
حضورؐ مل گئے، سب کچھ ملا، مرے آقا

دل ونگاہ کی سب سے بڑی پسند ہیں آپؐ
دل ونگاہ کا ہیں مدعا مرے آقا

مرے حضورؐ ! مری آخری تمنّا ہیں
مری مراد ، مرا مدعا مرے آقا

حضورِ روضۂ اقدس! بہ فیضِ فرطِ ادب
زباں خموش ہے، دل بے نوا، مرا آقا

خُدا کے سامنے خود آپؐ ہوں گے میرے شفیع
خُدا کے پاس مرا آسرا! مرے آقا

خُدا کے بعد حبیبِ خُدا ہیں، اے ارشدؔ!
مرے حضورا مرے مقتدا! مرے آقا

—— ہارون الرشید ارشدؔ

جذب و سرمستی میں جب بھی گنگناتا ہوں دُرود
اپنے دل کے آنسوؤں سے میں سجاتا ہوں دُرود

دل بھی بے حد مطمئن ہے رُوح بھی ہے شاد کام
کوئی مشکل پیش آئے آزماتا ہوں دُرود

میں امامِ عشق و سرمستی ہوں، پڑھتا ہوں سلام
میں ادیبِ درسِ اُلفت ہوں سکھاتا ہوں دُرود

اے مرے اللہ! رکھ لینا تہی دستی کی شرم
اور تو کچھ بھی نہیں، سوغات لاتا ہوں دُرود

اتنا یاد آتے ہیں مجھ کو رحمۃ اللعالمینؐ
اپنے لب سے اپنے ہی دل کو سناتا ہوں دُرود

قُربِ حق مقصود ہے حُبِّ نبی مطلوب ہے
گنگنا کر ایک اک دل میں جگاتا ہوں دُرود

ڈھانپتا ہوں چادرِ رحمت سے اپنے جسم وروح
سر بہ سر اجزائے ہستی کو اُڑھاتا ہوں دُرود

خواہ کتنا ہی بڑا ہو مسئلہ ہوتا ہے حل
جب قیامت ٹوٹتی ہے، گنگناتا ہوں دُرود

میں بھی خوشبودار ہوں قلب ونظر بھی عطر ہیں
دل کی ایک اِک رگ میں اے ارشدؔ! بساتا ہوں دُرود

—— ہارون الرشید ارشدؔ

چلے ہیں سُوئے عدم لے کے آرزوئے رسولؐ
یہ حوصلہ ہے کہ دم لیں گے رُوبرُوئے رسولؐ

ہماری شامِ لحد کی یہی ہے صُبحِ اُمید
قدم بہ عرصۂ محشر، نظر بہ رُوئے رسولؐ

مدینہ آگیا اے ساتھیو خموش رہو
انہی فضاؤں میں گونجی ہے گفتگوئے رسولؐ

یہی ہے منزلِ دل، سانس لو محبّت کی
انہی ہواؤں میں بستی رہی ہے بُوئے رسولؐ

کن آندھیوں میں جلا تھا چراغِ مصطفویؐ
کن آفتوں کا مداوا بنی ہے خُوئے رسولؐ

ہماری عقل کہاں، رُتبۂ رسولؐ کہاں
کمالِ عشق سے ممکن ہے جستجوئے رسولؐ

حضورؐ! ہم نہ ہوئے آپؐ کے زمانے میں
گلہ کریں گے مقدّر کا رُوبرُوئے رسولؐ

—— سیّد ہاشم رضا

کس نے ذرّوں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اُن کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا

کہہ دیا لاتقنطوٗ اخترؔ کسی نے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنّا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حُسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اِک عربؐ نے آدمی کا بول بالا کر دیا

—— ہری چند اخترؔ

وہ شام معتبر ہوئی، شب معتبر ہوئی
رُو کر غمِ رسولؐ میں جس کی سحر ہوئی

اُن کی ثنا میں اُن کی محبت میں زندگی
اچھی بسر ہوئی بہت اچھی بسر ہوئی

خیرات ان کی ان کے فقیروں کے واسطے
یہ مختصر رہی نہ کبھی مختصر ہوئی

ساحل پہ خود لگا گئے کشتی ہلالؔ کی
جب میرے حالِ زار کی اُنؐ کو خبر ہوئی

—— سید ہلالؔ جعفری

جو ذرّے ملے مجھ کو مدینے کے سفر میں
چُن چُن کے وہ سب رکھ لئے دامانِ نظر میں

بیٹھا ہوں لئے درد محمدؐ کا جگر میں
اللہ کی رحمت سے ہے سب کچھ مرے گھر میں

فردوس کے منظر ہیں، نہ وہ نُور قمر میں
انوار بھرے ہیں، جو مدینے کی سحر میں

دھارے سے برسنے لگے، میزابِ کرم کے
جب اشک اُمڈ آئے مرے دیدۂ تر میں

اک حسنِ ازل، حُسنِ نظر، حُسنِ حقیقت
دیکھا ہے ترے روضے کی دیوار میں دَر میں

میدانِ قیامت میں ہے ایک ایک گنہ گار
رحمت کی قسم! رحمتِ عالم کی نظر میں

اب چھوڑ دے کشتی کو ہلالؔ! اُن کے کرم پر
وہ چاہیں، تو ساحل ابھی بن جائے، بھنور میں

—— ہلال جعفری

کچھ ایسا تصوّر میں ترے محو ہوا ہو
آنکھوں میں لئے حسرتِ دیدار پڑا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو
سرکارؐ کے دامن کی ہوا مانگ رہا ہو
گر وقتِ اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو
تربت رہے آباد پسِ مرگ الٰہی!
کیجو میری امداد پسِ مرگ الٰہی!
جب خاک اڑے میری مدینے کی ہوا ہو
اک منبعِ اکرام ہیں اِک فضل کا دریا
آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا

بیمارِ الم شدتِ غم بھول گیا ہو
دِل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
ہاتھوں میں لئے کاسۂ اُمید کھڑا ہو
دَم آنکھوں میں اٹکا ہو یہ اِک لب پہ دُعا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں اَدا ہو
رہ جاؤں نہ ناشاد پسِ مرگ الٰہی!
مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی!
اِک قلزمِ رحمت ہیں وہ اِک فیض کا چشمہ
اندازِ کرم اُن کا ہے دُنیا سے نرالا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

——— نعت مولانا حسن رضا بریلوی

تضمین ہلال جعفری

دلم ز عہدۂ عشقت، بروں نمی آید
بجائے ہر سرِ موئت، نہادہ ام جانے
رواں شود ز لبم، چشمہ ہائے آبِ حیات
ہزار بار بشویم دہن، بہ مشک و گلاب
زہے نجستہ صباحے، کہ وقتِ بیداری

بجائے ہر سر مُوئے، مرا دلے بائد
زہے معاملہ، گر دیگرے نیفزائد
چو نامِ دوستؐ مرا بر سرِ زباں آید
ہنوز نامِ تو بردن، مرا نمی شاید
ہمام رُوئے تو بیند، چو دیدہ بکشاید

——— خواجہ ہمام تبریزی

اے دیدۂ نم! عشقِ پیمبر میں ہو نم اور
یوں بیٹھ نہ جی چھوڑ کے اے عزمِ زیارت!
میں روضۂ سرکار پہ پہنچوں تو اجل آئے
خود آپؐ جو کہہ دیں اُسے اپنا میرے آقاؐ

سامانِ کرم ہو گا اسی طرح بہم اور
وہ سامنے دربار ہے دو چار قدم اور!
اے صاحبِ اکرام! بس اتنا سا کرم اور!
یزدانی کا بڑھ جائے زمانے میں بھرم اور

یزدانی جالندھری

سُن تو لے رودادِ غم اے سبز گنبد کے مکیں
اے کہ ہے بعد از خدا ہم کو ترا ہی آسرا
ایک تیرے سایۂ دامانِ رحمت کے سوا
لاکھ عصیاں کار ہیں پھر بھی تری اُمت تو ہیں
اِک نظر! جو چارہ سازِ صورتِ حالات ہو

لے کے آیا ہوں دلِ اندوہگیں و چشمِ تر
جائیں تو جائیں کہاں اب تیرے دَر کو چھوڑ کر
کوئی مامن ہے زمانے میں نہ ہے راہِ سفر
اپنی اُمت کی طرف آقا! عنایت کی نظر
جس سے ہو ضو بار مستقبل کی تابندہ سحر

—— یزدانی جالندھری

السلام اے بانیِ دینِ متیں
السلام! اے مظہرِ لطفِ عمیم
السلام! اے صاحبِ خلقِ عظیم
جس طرح یکتا ہے ذاتِ کبریا
ذات تیری پیکرِ لطف و عطا
مِل گئی کونین کی دولت اُسے

السلام اے سرورِ دُنیا و دیں
السلام! اے رحمت اللعالمیںؐ
السلام! اے صادق الوعد و امیں
تیراؐ بھی کونین میں ثانی نہیں
نام تیرا منزلِ صدق و یقیں
تیرے دَر پہ جُھک گئی جس کی جبیں

اپنے اس یزدانِؔ بے کس پہ بھی — اِک نظر ہو! یا شفیع المذنبیں

—— یزدانی جالندھری

علم و حکمت کا، آگہی کا بھرم — آپؐ کے دم سے روشنی کا بھرم

آپؐ کا نام زندگی کی دلیل — آپؐ کی ذات زندگی کا بھرم

آپؐ سے گمرہوں کو راہ ملی — آپؐ سے حُسنِ رہبری کا بھرم

آپؐ آئے تو نُورِ حق پھیلا — مِٹ گیا جہل وتیرگی کا بھرم

آپؐ کا اسوہ، اُسوۂ کامل — پیروی جس کی آدمی کا بھرم

آپ دریائے رحمت و رافت — آپ سے بندہ پروری کا بھرم

آپ کے خادموں کی نظروں میں — ہیچ ہے فرِّ قیصری کا بھرم

طوفِ انوارِ گنبدِ خضریٰ — میری آنکھوں کی روشنی کا بھرم

ہو گئی آپؐ کی نگاہِ کرم — رہ گیا اپنی بے کسی کا بھرم

ایک سجدہ ہو سجدہ یزدانیؔ — زندگی بھر کی بندگی کا بھرم

—— یزدانی جالندھری

جانے والے مجھے طیبہ کے نظارے لکھنا — کتنے جاں بخش ہیں کس درجہ ہیں پیارے لکھنا

جالیاں روضۂ اطہر کی ہیں کتنی دلکش — کیسے ہیں مسجدِ نبوی کے منارے، لکھنا

لُطف ورحمت کی برستی ہیں گھٹائیں کیا کیا — کس طرح ہوتے ہیں رحمت کے اشارے، لکھنا

کیسے ہوتا ہے دل و رُوح پہ بارانِ کرم — کیسے بہتے ہیں وہاں نُور کے دھارے لکھنا

عرض کرنا مِری جانب سے بصد عجز سلام — اُنؐ کی جانب سے ہوں پھر جو بھی اشارے لکھنا

—— یزدانی جالندھری

ذکرِ خیرالوریٰ داستاں داستاں
وردِ صلّیِ علیٰ کارواں کارواں

ذکرِ ابرِ کرم! آپؐ بحرِ عطا
آپؐ کی رحمتیں بیکراں بیکراں

خُلدِ طیبہ سے آئی ہے ایسی صبا
نکہت افروز ہے گلستاں گلستاں

کیا ہی گفتار ہے کیا ہی کردار ہے
عنبریں عنبریں ، گلفشاں گلفشاں

مہر ومہ ونجوم، اُنؐ کے نقشِ قدم
اُنؐ کی گردِ سفر، کہکشاں کہکشاں

جس کو مل جائے سنگِ درِ مصطفیٰؐ
کھائے کیوں ٹھوکریں آستاں آستاں

کاش مل جائے اذنِ حضوری مجھے
میں بھی پہنچوں وہاں کامراں کامراں

میں ہوں یزدانی! اک مدح خوانِ نبیؐ
شہرتیں کیوں نہ ہوں آسماں آسماں

——— یزدانی جالندھری

آپؐ سے عشق مِرے دل کی شریعت آقا
آپؐ سے عشق، مری جاں کی عبادت آقا

آپؐ دانائے سُبل ، ختمِ رُسل، سرورِ کُل
آپؐ ہیں مطلعِ انوارِ سیادت آقا

حشر میں ہم سے گناہ گاروں کا ضامن ہو گا
آپؐ کا سایۂ دامانِ شفاعت آقا

آپؐ کے ادنیٰ غلاموں کے غلاموں کا غلام
ہے شرف میرے لئے اتنی بھی نسبت آقا

فلکِ عشق پہ چمکے مہ واختر بن کر
جن کو حاصل ہوئی کچھ دن بھی رفاقت آقا

اللہ اللہ! اُن آنکھوں کا نصیبِ یاور
مُصحفِ رُخ کو جو کرتی تھیں تلاوت آقا

——— یزدانی جالندھری

خُدائی میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
خُدا ہی خُدا تھا محمدؐ سے پہلے

نہ انساں کوئی عرش تک جا سکے گا
نہ کوئی گیا تھا محمدؐ سے پہلے

نہ ذوقِ صباحت نہ کیفِ ملاحت — بھلا کیا مزا تھا محمدؐ سے پہلے
فضا آشنا کب تھے نغماتِ وحدت — خلا بے صدا تھا محمدؐ سے پہلے
خُدا کے بھی گھر کی خبر ہے، بتاؤ — کہ کعبہ میں کیا تھا محمدؐ سے پہلے
بجز ایک اللہ کے اور یکتاؔ — کہاں دوسرا تھا محمدؐ سے پہلے

—— سید واحد حسین یکتاؔ امروہوی

زہے مقدّر، حضورِ حق سے سلام آیا پیام آیا
جھکاؤ نظریں، بچھاؤ پلکیں، ادب کا اعلیٰ مقام آیا
یہ کون سر سے کفن لپیٹے، چلا ہے اُلفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں، یہ کون ذی احترام آیا
فضا میں لبیک کی صدائیں، ز فرش تاعرش گونجتی ہیں
ہر ایک قربان ہو رہا ہے، زباں پہ یہ کس کا نام آیا
یہ راہِ حق ہے، سنبھل کر چلنا، یہاں ہے منزل قدم قدم پر
پہنچنا دَر پر تو کہنا آقاؐ سلام لیجے غلام آیا
دُعا جو نکلی تھی دل سے آخر پلٹ کے مقبول ہو کے آئی
وہ جذبہ جس میں تڑپ تھی سچی، وہ جذبہ آخر کو کام آیا

—— یوسف قدیری

تقدیرِ زمن باندھے ہوئے ہاتھ کھڑی ہے — کیا شانِ غلامانِ رسولِؐ عربی ہے!
اے مہرِ عرب! ماہِ عجم! شمعِ دو عالم! — اعجاز ترا، دہر میں ظلمت شکنی ہے
آیا ہے وہیں جوش میں رحمت کا سفینہ — مجبور نے جس وقت دہائی تری دی ہے

پھر کفر ہے ایمان سے آمادۂ پیکار اے ہادی و مرسلؐ ! یہ ہدایت کی گھڑی ہے

—— یوسف جمال انصاری

حاملِ قرآں، نُورِ مجسّم صلّی اللہ علیہ وسلّم
شاہِ عرب، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم

ظاہر وباطن نور کا مامن صلّی اللہ علیہ وسلّم
دہر میں وہ اللہ کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلّم

بُت خانے برباد ہوئے اور کفر سے دل آزاد ہوئے
اس سے خُدا کا دین ہے محکم، صلی اللہ علیہ وسلّم

عصمت وعفت کا رکھوالا، درسِ اخوّت دینے والا
عظمت کے اسرار کا محرم، صلی اللہ علیہ وسلّم

بے کس وناکس کا وہ حامی، رحمتِ ایزد کا وہ پیامی
بارگہہ حق میں ہے مکرّم صلی اللہ علیہ وسلّم

لاکھوں سلام اے ہادیٔ بَر حق، اُمت پھر محتاج ہے تیریؐ
جس کی زباں پر اب بھی ہے ہر دم صلی اللہ علیہ وسلّم

—— یوسف ظفر

سلام خلق کے آقاؐ کرم شعار سلام
تمہاری شانِ کریمی پہ بے شمار سلام

خلوص و عجز سے کہتے ہیں خاکسار سلام
قبول کیجئے مدینے کے تاجدارؐ سلام

اٹھایا بار یتیموں کی غمگساری کا
سلام تمؐ پہ! یتیموں کے غمگسار سلام

ہجوم رُخ پہ ہے ستر ہزار پردوں کا
ہر ایک پردے پہ ستر ہزار بار سلام

تمہارے اُسوۂ حسنہ کا بھی جواب نہیں
تمہارے اُسوۂ حسنہ پہ صد ہزار سلام

اِدھر بھی ایک نگاہِ کرم! شفیعؐ نشور!
کہ عرض کرتے ہیں رو کر گنہگار سلام

نوازتی ہے انہیں رحمتِ خُدا پیہم
جو دل سے بھیجتے ہیں تمؐ پہ بار بار سلام

حضورؐ! مجھ کو بلائیں اگر حضوری میں
پڑھوں حضورؐ کے روضے پہ بار بار سلام

حضورؐ ہی نے تو بخشا ہے دردِ دل انور
تڑپ کے عرض کریں کیوں نہ، دلِ فگار سلام

—— انور فیروزپوری

اے مدینہ کے تاجدار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام

تیریؐ اِک اِک ادا پہ اے پیارے
سَو درودیں فِدا ہزار سلام

میرے پیارےؐ پہ میرے آقاؐ پر
میری جناب سے لاکھ بار سلام

اُسؐ پناہِ گناہگاراں پر
یہ سلام اور کروڑ بار سلام

وہ سلامت رہا قیامت میں
پڑھ لئے جس نے دِل سے چار سلام

عرض کرتا ہے یہ حَسن تیرا
تجھؐ پہ اے خُلد کی بہار سلام

—— حَسن بریلوی

حضور شافعِ روزِ جزا سلامِ نیاز
بہ پیشِ قبلۂ صدق و صفا سلامِ نیاز

بہ بارگاہِ نبیؐ الہدیٰ سلامِ نیاز
بہ آستانۂ خیر الوریٰؐ سلامِ نیاز

بہ رُوحِ سرورؐ ہر دوسرا سلامِ نیاز
بہ قبۂ حرمِ قدّس بے شمار دُرود
بہ نُورِ روضۂ انور دُرود لا محدود
حضور کا جنہیں قُربِ دوام حاصل ہے

بقیع میں اَبدی نیند سونے والوں کو
نظر بہ چشمِ کرم ہے بہت دنوں سے حمیدؔ
یہ آرزو ہے کہ پھر اِذنِ حاضری مل جائے
حریمِ خاص میں ہنگامِ آستاں بوسی
حضورؐ سرورِ عالم! قبُول ہو جائے

بہ نامِ خاص شہِ انبیاؐ سلامِ نیاز
بہ خواب گاہِ حبیبؐ خُدا سلامِ نیاز
بہ خاکِ پاکِ درِ مصطفیٰؐ سلامِ نیاز
اُن اہلِ عشق و وفا کو مرا سلامِ نیاز
بصد خلوص و عقیدت مرا سلامِ نیاز
قبول کیجئے یا مصطفیٰؐ سلامِ نیاز
کروں میں عرض بہ صد التجا سلامِ نیاز
دُرود پاک لبوں پر ہو یا سلامِ نیاز
حمیدِ خستہ و رنجور کا سلامِ نیاز

—— حمیدصدیقی لکھنوی

مری طرف سے بھی اے راہرَوان راہِ حجاز
وہ شہرِ پاک مدینہ وہ بارگاہِ حبیبؐ
بہ اشتیاقِ حضوری بہ التماسِ دُعا
رہے جو یاد تو اِک دَرد مندِ اُلفت کا
طوافِ روضۂ اطہر سے جب نظر رُک جائے
وہ آفتابؐ دو عالم وہ مہتابؐ عرب
وہؐ جس کی خاکِ کفِ پا پہ مہرو ماہ نثار
حقیر ذرّوں کو جس نے بنا دیا خورشید
دُرود پڑھتا ہے خود جس پہ حق تعالیٰ بھی

تمام اہلِ حرم کو سلام کہہ دینا
دیارِ شاہِ اُمم کو سلام کہہ دینا
اہالیانِ حرم کو سلام کہہ دینا
طبیبؐ دَرد و اَلم کو سلام کہہ دینا
تو پھر فضائے حرم کو سلام کہہ دینا
شہؐ حجاز و عجم کو سلام کہہ دینا
اُسی کے نقشِ قدم کو سلام کہہ دینا
اس آفتابِ کرم کو سلام کہہ دینا
اُسی شفیعِؐ اُمم کو سلام کہہ دینا

سلام کہہ چکو جب سب کو تم تو چپکے سے   نسیمِ صبحِ حرم کو سلام کہہ دینا

پیام ایک ہے یہ بھی کہ ہر پیام کے بعد   شمیمِ کوئے حرم کو سلام کہہ دینا

دلِ حمیدؔ کے ذرّے اُڑا کے طیبہ میں   نبیؐ کی خاکِ قدم کو سلام کہہ دینا

——— حمید صدیقی لکھنوی

جس کے محتاج ہیں سب غریب و امیر   اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

باریابی کا حاصل ہو جس کو شرف   اس سلامِ محبّت پہ لاکھوں سلام

خوابگاہِ رسالتؐ پہ بے حد دُرود   سبز گنبد کی نزہت پہ لاکھوں سلام

جب لیا نام دِل کو سکوں ہو گیا   مُونسِ رنج و کلفت پہ لاکھوں سلام

روز و شب ہے میسر حضوری انہیں   اہلِ طیبہ کی قسمت پہ لاکھوں سلام

مجھ گناہ گار پر بھی ہو لُطف و کرم   آپ کی چشمِ رحمت پہ لاکھوں سلام

——— حمید صدیقی لکھنوی

زمن بریں بہ مدینہ صبا سلام علیک   چنانکہ می برد اہلِ وفا سلام علیک

رساں رساں! بدرِ روضۂ رسولؐ کریم   بصد تضرع زہا بینوا سلام علیک

بروز عین توقع کہ از گنہ گارم   نہ رد کُنی بہ پذیری شہا! سلام علیک

ز خستہ عاجز و مسکین و ناتواں جامیؔ   رساں بہ حضرتِ اوؐ اے خُدا! سلام علیک

——— مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ

السلام اے قیمتی تر گوہرِ دریائے جود   السلام اے تازہ تر گلبرگ صحرائے وُجود

السلام اے آنکہ ابوابِ شفاعت روزِ حشر   جُز کلیدِ لُطفِ تو بر خلق نتواند کشود

السلام اے آنکہ تا بُودم درس محنت سرائے   دَر سرم سودا و در جانم تمنائے تو بُود

صد سلامت مخزنِ ہستم ہر دم اے فخرِ کرام
بو کہ آید یک علیکم در جواب صد سلام

—— عبدالرحمٰن جامی

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بُھوکا رہ کر اوروں کو کھلاتا تھا

سلام اس پر جو اُمّت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا

سلام اس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر ،بُروں کو جس نے فرمایا، یہ میرے ہیں

سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پر کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں، یہی مقصد، یہی شیوا

درود اس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے

درود اس پر کہ جس کا تذکرہ عینِ عبادت ہے
درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

درود اس پر کہ جو ماہر کی اُمیدوں کا ملجا ہے
درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

—— ماہرالقادری

سلام اُس پر کہ جس کو احمدِ مختار کہتے ہیں
جسے اہلِ نظر اللہ کا شہکار کہتے ہیں

سلام اس پر کہ جس کی ہر ادا تفسیرِ قرآں ہے
سلام اس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل وجاں ہے

سلام اسؐ پر کہ جس کی طالبِ دیدار ہے دنیا
سلام اسؐ پر کہ جس کے لطف سے سرشار ہے دنیا

سلام اسؐ پر کہ جس کی یاد سے گھر گھر اجالا ہے
سلام اسؐ شاہِ بطحا پر جو کالی کملی والا ہے

سلام اسؐ پر ملی ہے جس سے ڈھارس غم کے ماروں کو
سلام اسؐ پر سکوں بخشا ہے جس نے دلفگاروں کو

سلام اسؐ پر کہ جس کی ہر ادا رحمت کی ڈالی ہے
سلام اسؐ پر زمانہ جس کی چوکھٹ کا سوالی ہے

سلام اسؐ پر کہ جس کے نام سے تسکین ملتی ہے
کلی ہر ایک قلبِ غمزدہ کی جس سے کھلتی ہے

سلام اسؐ پر قرارِ جاں ہے جسؐ کا گنبدِ خضرا
زہے قسمت کہ جن آنکھوں نے دیکھا گنبدِ خضرا

سلام اسؐ پر خدا سے جس نے تسلیم و رضا مانگی
غریبوں میں اٹھائے جانے کی جس نے دعا مانگی

سلام اسؐ ذاتؐ پر جس کی محبت شرطِ ایماں ہے
سلام اسؐ پر کہ ذوقِ نعت گوئی جس کا احساں ہے

سلام اسؐ پر 'دلوں کو حوصلہ جس کے کرم سے ہے
سلام اسؐ پر' فروغِ بزمِ امکاں جس کے دم سے ہے

سلام اس پر کہ جو جانِ مشیتِ حسنِ ایماں ہے
زہے قسمت' رضاؔ اس ذاتِؐ عالی کا ثناخواں ہے

—— محمد اکرم رضا

التجاؤں کا وسیلہ ہے درود اور سلام
حشر کی دھوپ میں سایہ ہے درود اور سلام

میری پونجی مرا سرمایہ مرا راس المال
میرے ایماں کا تقاضا ہے درود اور سلام

ہے یقیں مجھ کو دعاؤں کی قبولیت کا
میں نے جس روز سے سیکھا ہے درود اور سلام

مونس و ہمدم و دمساز ہے ہر حالت میں
روح کے غم کا مداوا ہے درود اور سلام

اسمِ اعظم ہے بڑا سب سے وظیفہ ہے یہی
روٹھے لمحوں کا سہارا ہے درود اور سلام

بیٹھتے اٹھتے شب و روز زباں پر لاؤ
آخرت کے لئے توشہ ہے درود اور سلام

سبز گنبد کے تصور میں پڑھو اے نازشؔ
دیدِ سرکارؐ کا رستہ ہے درود اور سلام

—— محمد حنیف نازشؔ قادری

سلام اُس پر کبھی آسودہ ہو کر جو نہ سوتا تھا
سلام اُسؐ پر جو شب کے آخری حصوں میں روتا تھا

سلام اسؐ پر کہ سجدوں سے جبیں جس کی منوّر تھی
سلام اس پر کہ جس سے زینتِ محراب و منبر تھی

سلام اُسؐ پر ہیں جس کی جلوہ گاہیں یثرب و بطحا
سلام اُسؐ پر کہ جس کی خوابگاہ ہے گنبدِ خضرا

سلام اُسؐ پر جوارِ پاک جس کا رشکِ سینا ہے
سلام اُسؐ پر دیارِ محترم جس کا مدینہ ہے

——— یحییٰ اعظمی

کس کو یہ رُتبہ ملا ہے کس نے پایا یہ مقام
ہے لبِ کونین پر بھی الصلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام! اے مہبطِ رُوح الامیں
الصلوٰۃ والسلام! اے رحمتہ اللعالمینؐ

الصلوٰۃ والسلام! اے تاجدارِ ہل اتیٰ
الصلوٰۃ والسلام! اے افتخارِ انبیا

الصلوٰۃ والسلام! اے حاملِ خلقِ عظیم
الصلوٰۃ والسلام! اے صاحبِ لُطفِ عمیم

الصلوٰۃ والسلام! اے مرکزِ علم و یقیں
الصلوٰۃ والسلام! اے حاملِ دینِ متیں

الصلوٰۃ والسلام! اے پیکرِ حُسنِ عطا
الصلوٰۃ والسلام! اے شافعِ روزِ جزا

الصلوٰۃ والسلام! اے مایۂ بے مایگاں
الصلوٰۃ والسلام! اے رحمتوں کے سائباں

مخزنِ جُود و سخاوت! الصلوٰۃ والسلام
صاحبِ خلق و مروت! الصلوٰۃ والسلام

مالکِ تسنیم و کوثر! الصلوٰۃ والسلام
بعدِ حق سب سے فزوں تر! الصلوٰۃ والسلام

السلام اے نُورِ یزداں! الصلوٰۃ والسلام
آفتابِ صبحِ ایماں! الصلوٰۃ والسلام

——— یزدانی جالندھری

سلام بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد دُرود
ختمِ دَورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دلِ افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ بے حد دُرود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قُدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

——— شاہ احمد رضا خانؒ

روضۂ رسالت مآب حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

مواجہہ شریفہ کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ أَعْظُمُهُ

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَ الأَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ

اے بہتر اُن سب سے جن کے جسمِ مبارک خاک میں مدفون ہوئے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور اُن کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں

میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکونت فرما ہیں

اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے، اور اسی میں بخشش و سخاوت اور کرم و مہربانی ہے